رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ مسلمہ

جالندھر شہر

جولائی ۱۹۴۶ء

مدیرہ : حمیرا

چندہ سالانہ : ایک روپیہ آٹھ آنے

برقی پریس جالندھر شہر میں باہتمام محمد احمد خان ذاکر طابع و ناشر چھپکر دار القرآن سے شائع ہوا

کمی خون اور [illegible] مکمل علاج۔

میٹاگلوبین

- میٹاگلوبین میں وہ حیاتین (vitamine) شامل ہیں جن کی وجہ سے اس کا درجہ
- دنیا کی ادویات میں بہت بلند ہے۔
- میٹاگلوبین بلحاظ اجزا جواہرات سے تولنے کے لائق اور قیمت ہر امیر غریب کیلئے قابل برداشت
- میٹاگلوبین یرقان، دل کی دھڑکن، ضعف جگر، بھس اور ورم جگر کو دور کرکے کافی صالح خون پیدا کرتی
- میٹاگلوبین حلق سے اترتے ہی صالح خون پیدا کرنا شروع کر دیتی ہے۔
- میٹاگلوبین میعادی بخار، ملیریا، انفلوائنزا اور زچگی کے بعد کی کمزوریوں کا مجرب علاج ہے۔
- میٹاگلوبین امراض نسواں کے لئے ماء الحیات ہے۔
- میٹاگلوبین کثرت طمث اور قلت طمث کو دور کرکے طاقت پیدا کرتی ہے۔
- میٹاگلوبین اختناق الرحم اور پرسوت کے لئے اکسیر نادر ہے۔
- میٹاگلوبین حاملہ مستورات کیلئے مولد دم اور محافظ صحت اور بعد بیماری بحالی صحت کا ضامن۔
- میٹاگلوبین بخار سے بگڑے ہوئے جگر اور تلی کو درست کرکے خون بڑھاتی ہے۔
- میٹاگلوبین وجع المفاصل کے لئے لاثانی دوا ہے۔
- میٹاگلوبین سل اور دق کے مریضوں کے لئے پیغام شفا ہے۔
- میٹاگلوبین ہیضہ کے بعد ورم امعاء کے لئے بہت مفید ثابت ہو چکی ہے۔
- میٹاگلوبین مقوی حافظہ اور دماغی امراض کا بہترین علاج ہے۔
- میٹاگلوبین ہر بیماری کے بعد دل کی کمزوری کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔
- میٹاگلوبین لاتعداد ڈاکٹر و حکیم اپنے مریضوں کے لئے تجویز کرتے ہیں۔
- میٹاگلوبین دو روپے آٹھ آنے میں ملتی ہے جو پندرہ یوم کے لئے کافی ہے۔
- میٹاگلوبین اگر مقامی طور پر نہ ملے تو اچھے دوا فروشوں کو اسکا اسٹاک رکھنے کا مشورہ دیں۔
- میٹاگلوبین 〃 〃 تو تیار کنندگان سے بذریعہ ڈاک بذریعہ پارسل منگوا لیجئے۔

بہر حالت میں خرچ ڈاک و پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔

- میٹاگلوبین دی ایسٹرن انڈسٹریز انڈیا۔ جالندھر شہر کی خصوصی نگرانی تیار ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

نمبر ۱	جولائی ۱۹۴۶ء - شعبان ۱۳۶۵ھ	جلد ۱۵

ماہِ رمضان مبارک !

ماہ رمضان آمدہ ترک سخن بگو

برخیزو بیا سبحہ و سجادہ بیاور

الحمدللہ کہ وہ مبارک ساعتیں جن کو ہادی برحق نے " شہرِ نزولِ قرآن " اور وہ روحانی مسرتوں کے دن جن کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے " سیدُ الشہور " کے نام سے یاد فرمایا ہے بہت قریب آگئے ہیں - یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں سعادتوں کے خزائن لٹا دیے جائینگے رحمت اور مغفرت کے دروازے کھول دئے جائینگے - انوارِ الٰہی کا نزول ہوگا- تقویٰ اور پرہیزگاری کے انعامات تقسیم ہونگے - بندوں کی طرف سے عبودیت کا اظہار ہوگا، اور شانِ کریمی سے مغفرت اور برکتوں کا اعلان - پس مبارک ہیں وہ مسلمان جو اس پاک مہینے میں اعمالِ صالحہ سے برکت حاصل کریں ، اور رمضان شریف میں زکوٰۃ اور خیرات دینا بہت ہی موجبِ ثواب ہے - مسلمانوں میں اہلِ نظر حضرات سے یہ امر مخفی نہیں کہ زکوٰۃ، خیرات اور صدقات کے حقدار وہ ادارے بھی ہیں جہاں دینی تعلیم اور اشاعت و تبلیغ کا کام ہو رہا ہو -

مدرسۃ البنات اپنی مخصوص طرزِ تعلیم اور سعی احیائے تعلیم دین کی وجہ سے نہ صرف پنجاب بلکہ دیگر صوبوں اور ریاستوں میں خاص مقبولیت حاصل کر رہا ہے - چنانچہ اس سال داخلے کے لیے

اس قدر درخواستیں آرہی ہیں کہ سب کو منظور کرنا دشوار ہو رہا ہے۔ مدرسہ خدا کے بھروسہ پر شریف مسلمان خاندان کی بچیوں کے داخلے کی درخواستیں جن کی تعداد خاصی ہے نامنظور نہیں کر رہا ہے، لیکن اس کو اپنے اہلِ درد اور اہلِ ثروت معاونین سے امید ہے کہ وہ تقسیم زکوٰۃ خیرات اور صدقات کے وقت اس امر کو فراموش نہ کرینگے کہ یہاں غریب اور نادار بچیوں کے لئے تعلیم بلا لاگت بہم پہنچائے جاتے ہیں جن کی کفالت زرِ زکوٰۃ وغیرہ سے ہوتی ہے، اور اس طرح ان مفلس اور نادار قوم کے نونہالوں کی تعلیم و تربیت میں حصہ دار ہو کر وہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر رہے ہیں۔

مسلمہ کے کرمفرماؤں اور دیگر ہمدرد اصحاب کو معلوم ہے کہ مدرسۃ البنات کے لئے اپنی عمارت بمع دارالاقامہ کی جو تجویز مدت سے زیرِ غور تھی اس میں الحمدللہ کچھ عرصہ سے عملی قدم اٹھایا جا چکا ہے۔ اس ضمن میں اپنی بے بضاعتی ہمیں خوب معلوم تھی، اس لئے ظاہر ہے کہ اتنا بڑا کام محض توکل پر ہی کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ باوجود بے سروسامانی اور ناسازگاریٔ حالات زمانہ کے اللہ کے بھروسہ پر سلسلۂ تعمیر کی پہلی منزل یعنی فی الحال مدرسہ کے اٹھارہ کمرے بنانے کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ اور خدا کے فضل اور بعض اصحاب کرم کی مالی اعانت اور عملی ہمدردی سے تعمیر کا کام چند ماہ سے روز بروز ترقی کر رہا تھا کہ بعض نادیدہ حالات رونما ہو گئے اور اگر چند مالی موانع درپیش نہ آجاتے، تو ہم اپنے اس حلقۂ معاونین اور احباب (جن کے جذبۂ ایثار کی بنیاد اخلاقی ذمہ داری کے احساس پر ہے) پر ہی انحصار کرتے چلے جاتے، مگر اس صورتِ حالات کو دیکھکر بعض احباب کا خیال ہے کہ ایسے موقع پر اپنے کرمفرماؤں اور اہلِ درد حضرات کے وسیع حلقہ کو مالی تعاون کی دعوت نہ دینا اُن کو ایک کارِ خیر سے محروم رکھنے کے مترادف خیال کیا جائیگا

ان احباب کے اصرار پر ہم (تعمیر فنڈ میں چندہ کی) اپیل کو غالب کے اس شعر پر ختم کرتے ہیں :—

بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

یہ اپیل انجمن مدرسۃ البنات کی طرف سے کی جا رہی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ اس قدر مؤثر ہے کہ اس پر فی الحال مزید کسی اضافہ کی ضرورت نہیں۔

(ادارہ)

معلومات

اُمّ القرےٰ - مکہ (بکہ - بلد الامین)

خط عرض ۲۱ سے ۲۸ درجہ تک ۷ جانب شمال اور خط طول ۴۰ سے ۱۵ درجہ تک ، جانب مشرق ، تین جانب پہاڑ و راہِ مدینہ ہے - بحر احمر سے ایک دن کے فاصلے پر ہے - حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے زمانہ سنہ ۲۲ ق م میں قبیلہ بنی جرہم مینی جو اُمم سامیہ اُولیٰ سے تھا ، یہاں آکر آباد ہوا - ان کے سردار مضاض کی دختر سیّدہ سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شادی ہوئی - آپ کے بارہ ہوئے - بنا یوط یا نابط (مورث سلاطین انباط یعنی اصحاب الحجر) - قیدار مورث قریش - ادبیل مشا - مسمع - دوما - ماس ، ادرد - طما - وطور - نفیس - قیدماں (مورث اصحاب الرس ساکنین یمن دیار رس ، جو کھیتی باڑی آبپاشی چاہات سے کرتے تھے -

ان بارھوں کی اولاد مغرب کی طرف مصر اور جنوب کی طرف یمن تک پھیل گئی - پیشہ تجارت رہا - بنو جرہم مستعربہ (یعنی یقطانی) صنعا یمن کو ، اور بنو اسماعیل (مستعربہ) مکہ کو عرب کا مرکز بنانا چاہتے تھے - بنو اسماعیل میں آل انباط کا دور دورہ سنہ ۶ ق م سے ہے - اور ان کی حکومت حجر اور قیم اور مدین اور بصری پر رہی - آلِ قیدار خانہ کعبہ ہی کے مجاور رہے - قیدار کی سینتیسویں ۳۷ پشت میں اولوالعزم شخص عدنان اور عک (بانی حکومت ایک قطعہ یمن) تھے - عدنان کے بعد بنو جرہم غالب آگئے - مگر کا قرانہ فزند گی نے مکہ سے سنہ ۲۰۶ ق م نکلوا دیا - یہ لوگ مختلف ازمنہ میں حجاز کے بعض حصص پر قابض تھے - خزاعہ سنہ ۲۰۷ ق م میں بنو جرہم کی جگہ کعبہ کے محافظ ہو گئے اور بت پرستی کا رواج دیا - خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت رکھے - بڑا بت ہبل تھا - لات - منات اور عزّیٰ عرب کے مشہور بت تھے - لات قبیلہ بنو ثقیف کا معبود تھا - طائف میں رکھا ہوا تھا - مناۃ قبائل اوس خزرج اور بنو خزاعہ اس کی پرستش کرتے تھے - اور وادی منیٰ میں رکھا ہوا تھا عزّیٰ ، قبائل قریش ، کنانہ و غطفان اس کی پوجا کرتے تھے اور مکہ میں رکھا گیا تھا

خزاعہ و بنی قیدار کا قریش سے مقابلہ پڑا۔ سنہ ۴۴۰ء میں شیخ قریش قصیٰ خانہ کعبہ پر قابض ہوا۔ بنو خزاعہ بھاگ کر بطن مر چلے گئے۔ قصیٰ نے کل قبائل قریش کو ایک کیا اور کعبہ کی حفاظت سے متعلق جو خدمات تھیں وہ مختلف خاندانوں میں تقسیم کر دیں۔ وہ بڑی خدمات رفادہ اور سقایہ پہلے ہاشم بن عبد مناف، پھر مطلب اس کے بعد عبد المطلب (سنہ ۴۹۷ء) رئیس قریش جد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ کے کئی بھائی تھے۔ بنی عم ابی لہب رئیس کفار قریش مشہور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنہ ۵۷۰ء میں کعبہ میں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کے ہوئے تھے کہ خانہ کعبہ جل گیا۔ آپ نے قریش کے ساتھ اس کی تعمیر کی۔ ۴۰ سال کی عمر میں نبوت ملی۔

مصر کی آبادی

مصر کی پہلی مردم شماری سنہ ۱۸۸۲ء میں ہوئی تھی، اس وقت کل آبادی ۶۸۱۸۰۴۱ر۶ تھی، پندرہ برس کے بعد سنہ ۱۸۹۷ء میں دوسری مردم شماری کے وقت ۵۲۵ ۱۴۷،۹۱ تعداد ہو گئی۔ اس کے بعد دس سالہ مردم شماری کے نتائج یہ ہیں :-

سنہ ۱۹۰۷ء = ۳۵۹،۲۸۷ر۱۱ ۔ سنہ ۱۹۱۷ء = ۹۱۸ر۵۰،۷۱۴ر۱۲ ۔

سنہ ۱۹۳۷ء = ۹۱۴۲۷۸، اور پندرہ ملین ۔

قوم و مذہب کے اعتبار سے آبادی :-

مسلمان = ۹۱ر۳۷ %

قبطی آرتھوڈکس = ۶ر۸۳ %

دوسری مسیحی جماعتیں = ۱ر۳۹ % ۔ اسرائیلی = ۴ر %

اہلِ حرفہ کی آبادی :-

(۱) وہ کاشتکار جو خود اپنی زمین کے مالک ہیں = ۸۵۹ر۹۵۵

(۲) وہ کاشتکار جو زمین کو لگان پر لیتے ہیں ۱۹۲ر۲۶۳

(۳) مزدور پیشہ ۲۳۰ر۱۴۷ ۔

(۴) چرواہے، چڑیوں اور جانوروں کو پالنے والے = ۴۸ ۵۴۷

(۵) باورچی = ۲۴،۲۴۷ - (۶) بڑھئی = ۷۵۰،۶۵۸ -
(۷) کپڑا بننے والے = ۷۱،۸۷۹ - (۸) سوت کاتنے والے ۴۱،۴۶۲ -
(۹) جوتا بنانے والے = ۲۶،۵۰۷ - (۱۰) حجام = ۴۲،۰۶۷ -
(۱۱) بہشتی = ۱۸،۱۳۶ (۱۲) معمار ۲۹،۸۸۱ -
(۱۳) لوہار = ۱۴،۶۸۶ - (۱۴) قصاب وغیرہ = ۸۱۶۶
(۱۵) ٹرین، موٹر اور ٹرین چلانے والے = ۱۶۳۱۰ -
(۱۶) گاڑیبان = ۵۹۱۷۴ (۱۷) بحری کام کرنے والے ۴۴،۱۶۱ -
(۱۸) تاجر = ۲۷۰،۹۲۸ -
(۱۹) علمائے دین = ۶۷،۵۱۱ - (۲۰) طبیب = ۳۳۳۷ -
(۲۱) انجنیئر = ۷۱۱۳ - (۲۲) انسپکٹر مدارس وغیرہ = ۳۸۹۵ -
(۲۳) اساتذہ = ۲۰،۲۱۷ - (۲۴) طلبہ = ۶۱۹،۶۸۶ -

آخری مردم شماری میں غیر مصریوں کی تعداد حسب ذیل تھی :-

(۱) یونانی = ۶۹،۹۰۰ - (۲) اطالوی = ۴۷،۹۵۰
(۳) برطانوی = ۳۱،۸۰۷ - (۴) فرانسیسی = ۱۹،۱۲۸
(۵) ترک = ۳،۳۳۸ -

فضائی فوٹوگرافی :-

فضائی فوٹوگرافی کا فن گذشتہ جنگ میں وجود میں آچکا تھا اور زمانہ کی روز افزوں ترقی کے ساتھ اب یہ فن بہت ترقی کر گیا ہے، لیکن جدید توپوں کی دُور رس ضرب نے اس فن کی راہ میں دشواریاں بھی پیدا کر دی ہیں، چنانچہ بغیر خطرہ کے کم از کم بیس ہزار فٹ کی بلندی پر اُڑتے ہوئے ہوائی جہاز سے فوٹو لیا جا سکتا ہے۔ اس بلندی اور دُوری کی وجہ سے بڑے اور متعدد کیمروں کا استعمال ناگزیر ہوگیا ہے۔ البتہ رات کی تاریکی میں چار ہزار فٹ کی بلندی سے فوٹو لیا جا سکتا ہے۔ رات میں مخصوص خیمے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس میں دشواری یہ ہے کہ سرچ لائٹ، پھٹنے والے گولے اور آتشیں گولیوں کی بوچھاڑ سے بعض وقت کیمرہ ناکامیاب رہتا ہے۔ اس کا استعمال ایک مستقل

لیکن آسان فن ہے جو فوجی نقطۂ نظر سے بہت اہم ہے۔ فضائی فوٹوگرافی سے بمباری اور اس کے اثرات و نتائج معلوم کرنا آسان ہوگیا ہے۔ اس سے دشمن کی نقل و حرکت کی صحیح تصویر لی جاسکتی ہے۔ گرنے کے بعد پھٹ کر روشن ہونے والے بموں کی روشنی میں زمین کی ہر چیز کا فوٹو لیا جاتا ہے۔ اس کیمرہ کی مشین بہت صحیح کام دیتی ہے۔ وہ آسانی سے استعمال کی جاتی ہے اور زیادہ استعمال سے اس میں کوئی خرابی نہیں پیدا ہوتی۔ اس کے پرزے پیل دبانے سے خود بخود کام کرنے لگتے ہیں۔ کیمرہ کی مشین کو فضائی سردی سے محفوظ رکھنے کے لئے گرمی کا خاص اہتمام رکھا جاتا ہے۔ اس کی مدد سے صحیح بمباری آسان ہوجاتی ہے۔ فضائی فوٹوگرافی کا فن مخصوص تعلیم کا محتاج ہے۔ اس فن میں کامیابی کا معیار جلد فوٹو لینا اور اس کو تیار کرنا ہے۔ فوٹو کی صحت و خوبی پر جنگی معلومات کے حصول کا دارومدار ہوتا ہے، اور اسی پر سنگین بمباری موقوف ہے۔

ریڈیائی تارپیڈو

ممالک متحدہ امریکہ کی بحری فوج کے ایک افسر ہنری۔ ڈبلیو۔ وکس (Henry W. Wicks) نے دشمنوں کے جہازوں کو غرق کرنے کے لئے ایسی تیز رفتار کشتیاں ایجاد کی ہیں جن کے لئے ناخدا کی ضرورت نہیں۔ وہ ریڈیو کی مشین کی مدد سے چلیں گی۔ اس پر خطرناک بارود اور بم رکھے جائیں گے۔ توقع ہے کہ بڑے سے بڑا جہاز اس کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکے گا۔ نیویارک میں اس کا نمونہ نمائش میں دکھایا گیا تھا۔ یہ لوقٹ لانچ ہے۔ وہ شہتیر جس پر پورا عرشہ قائم ہے صرف اٹھارہ انچ موٹا ہے۔ اس میں چھ وولٹ کی بیٹری ہے۔ اس کی ساری مشین مضبوط ریڈیائی ٹرانسمٹر سے چلتی ہے۔ اس کے حملہ کے حدود گیارہ میل تک ہیں۔ پوری بیٹری کے ساتھ پندرہ میل تک جہاز کا تعاقب کرسکتی ہے۔

چھینک سے بیماریاں

جب ہم چھینکتے ہیں تو منہ اور ناک کے ابخرات اور ذرات ایک منٹ میں دو میل کی رفتار سے فضا میں منتشر ہوجاتے ہیں۔ پروفیسر مارشل جیننگس امریکہ نے ان پھیلے ہوئے ابخرات کی

تصویریں لی ہیں۔ ان میں مختلف قسم کے جراثیم پائے گئے۔ پروفیسر موصوف کا خیال ہے کہ تنفس کے امراض کا ایک سبب چھینک کے یہ جراثیم بھی ہوتے ہیں۔

عربی عورت عہدِ جاہلیت میں

اور

عالمِ ہستی میں اس کا حصہ

(استاذ عبداللہ العفیفی المصری)

(مترجمہ حضرت مولانا عبدالحق عباسی قبلہ)

عورت کی حیثیت عہدِ جاہلیت، اسلام، اور موجودہ تمدن میں کیا رہی ہے، ہم اس سلسلہ کی پہلی کڑی پیش کر رہے ہیں۔

(ادارہ)

اگلے زمانے کی تاریخ کے اول سے آخر تک تمام ورق اُلٹ جاؤ، تم اس کے کسی صفحے پر کسی ایسی عورت کا تذکرہ نہ پاؤ گے جس کے واسطے اتنی احتیاط، اتنا ایثار اور اتنی جاں نثاری کی گئی ہو جتنی عربی عورت کے لئے۔

عربی عورت کی نشو و نما ان لوگوں میں ہوئی تھی جن کی طبیعت پر شعور کی تیزی اور نفس کی تندی غالب تھی۔ اور وہ عزت و حرمت اور ننگ و ناموس کی حفاظت کے لئے کٹ مرنے کو آمادہ ہو جاتے تھے۔ ان کے دلوں کے احساس کا باریک ترتار اور ان کی ذاتی شرافت کا روشن ترین مقام یہی عورت تھی۔ اگر عورت نہ ہوتی تو مرد نہ تو میدانِ وغا میں آتے اور نہ وطن کی آن پر جانیں لڑاتے۔

عرب غارت گر اور کینہ کیش لوگ تھے، میدان جنگ میں اگر کسی عرب کو یہ تمیز نہ رہتی تھی، کہ وہ موت پر گر رہا ہے یا موت اس پر گر رہی ہے۔ ہاں صرف یہ ایک خیال کہ: اس کی بیٹی کا

بعد اس کے کیا حال ہوگا، اس کے دل میں گھس آتا اور زندگی کی محبت کو اکسا جاتا۔

اس کی مثال اسحاق بن خلعت کا مندرجہ ذیل قول ہے :-

(۱) اگر امیمہ نہ ہوتی تو نہ تو میں موت سے ڈرتا اور نہ اندھیری گھپ راتوں میں مارا مارا پھرتا۔

(۲) مجھے معلوم ہے کہ یہ بچی یتیم ہو کر کیا کیا خوار ہوگی اور کیسی کیسی جفائیں اپنے بیگانوں کی اٹھائیگی بس اسی علم نے میری زندگی کی خواہش زیادہ کردی۔

(۳) وہ میری زندگی چاہتی ہے اور میں مارے ڈر کے اس کی موت کا خواہاں ہوں اور عورت پر جو سب سے عمدہ چیز نازل ہوسکتی ہے وہ موت ہی ہے۔

(۴) میں ڈرتا ہوں کہ کسی دن اس کو فقر و فاقہ کی نوبت آئے تو وہ قصاب کے تختے پر پڑے ہوئے گوشت کا پردہ اٹھادے۔

(۵) جب میں اس وقت کو یاد کرتا ہوں کہ میری بچی مجھے یاد کرکے روئیگی تو میری بچی پر ترس کھاکر لہو کے آنسو بہنے لگ جاتے ہیں۔

اور اسی طریق پر حطان بن معلی کا یہ قول ہے :-

(۱) اگر ننھی بچیاں بھٹ تیتر کے چوزوں کی مانند بے بال و پر نہ ہوتیں کہ جو ان کو لے دوسرے کے پاس پھیر دے۔

(۲) تو اس لمبی چوڑی زمین پر میری جولانگاہ بہت کشادہ ہوتی۔

(۳) ہمارے یہ بچے ہمارے کلیجے ہی تو ہیں جو زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔

(۴) اگر ان میں کسی کو ہوا بھی چھو جائے تو میری آنکھ لگنے میں نہ آئے۔

عورت چلاتی یا مرد کے پاس تلواروں کی چھاؤں کے تلے کسی ایسے گھمسان کے معرکے میں آجاتی کہ ڈر دلوں پر چھایا ہوا ہوتا اور مارے دہشت کے زبانیں بند، منہ کھلے ہوئے، آنکھیں چڑھی ہوئی ہوتیں تو یکبارگی ہارے ہوئے حوصلوں اور گری ہوئی قوتوں میں از سرِ نو جان ڈال دیتی۔ چنانچہ فند زمانی کی دو لڑکیوں نے تحلاق اللمم کے معرکے میں ایسا ہی کر دکھایا تھا۔ یہ معرکہ اس بنا پر وقوع میں آیا تھا کہ عرب کا ایک قبیلہ جس کا نام بکر تھا، دوسرے قبیلے سے جس کا نام تغلب تھا، انتقام لینا چاہتا تھا۔ دونوں طرف کے بہادر میدان جنگ میں گتھم گتھا ہو رہے تھے، نیزوں سے نیزے بھڑ رہے تھے، خون آشام شمشیریں یمنوں

میں تیز رہی تھیں کہ یکایک تغلبیوں کا پلہ بھاری ہو گیا اور بکریوں کے پاؤں اکھڑنے لگے۔ اتنے میں دو کنواریاں چہروں سے اوڑھنیاں اٹھا کر اپنی قوم کی صفوں میں گھس آئیں اور ایک جوشیلا گیت سنا کر ان کی حمیت کی آگ کو بڑھانے لگیں جس کا مطلع یہ تھا:-

وغیً وغیً وغیً

حرّ الحرار والتظیٰ

جنگ! جنگ! جنگ! جنگ کی گرمی تیز آگ شعلہ خیز ہے۔

ومُلِئَتْ مِنْهُ الرُّبیٰ

یا حبذا المحلقون بالضحیٰ

اور ٹیلے اس سے بھرپور کر دیئے گئے ہیں۔ شاباش ہے چاشت کے وقت سر منڈانے والوں کو۔

(اس معرکے میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل تھیں اور مردوں نے امتیازی نشان کے لئے اپنے سر منڈوا لئے تھے۔)

ان کے پیچھے فِنلع کی بیٹی کرمہ جو بکر کے یگانہ شہسوار مالک بن زبید کی ماں تھی نکلی، اور ایسا گیت گایا جس نے شرارے کی طرح اڑے جاتے بزدل کو دیو کش شہاب، بلکہ دشمن سوزی میں جہنم کا جواب بنا دیا۔ اس کے گیت کا ایک ٹکڑا یہ تھا:-

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِق

نَمْشِي عَلَی النَّمَارِق

ہم دخترانِ طارق ہیں یعنی عالی نسب ہیں، ہم قالینوں پر چلتے ہیں۔

مَشْيَ القَطَا البَارِق

اَلمِسْكُ فِي المَفَارِق

ڈرے ہوئے بھٹ تیتر کی چال ہوتی ہے، کستوری مانگ میں بھری ہوئی۔

وَالدُّرُّ فِي المَخَانِق

إنْ تُقْبِلُوا نُعَانِق

اور موتیوں کے ہار پہنے ہوئے، اگر تم آگے بڑھو گے ہم گلے لگا لیں گے۔

إنْ تُدْبِرُوا نُفَارِق

فِرَاقُ عَنْبَرِ وَامِقٍ

اگر تم پیٹھ پھیر لوگے ہم جدائی اختیار کریں گے، جو غیر عاشقانہ جدائی ہوگی۔

عِرْسُ الْمُوَلِّي طَالِقٌ
وَالْعَارُ مِنْهُ لَاحِقٌ

پیٹھ پھیرنے والے کی جورو کو طلاق ہوگی، اور ننگ و عار الگ لاحق ہوگی۔

آن کی آن میں قوم اُن کے پیچھے دشمنوں پر ٹوٹ پڑی۔ منچلے غنیم کی صفوں میں گھس گئے۔ قلعے، کوٹ مسمار کر دئے، تلواروں نے سروں کے بھنڈارے کھول دئے، نیزوں نے سینے چھید دئے، یہاں تک کہ تغلب میں بھگوڑوں کے سوا کوئی ایسا شخص نہ بچا جو قتل یا قید نہ ہوا ہو۔

اسی قسم کے واقعات کے متعلق عمرو بن کلثوم کہتا ہے:۔

عَلَى آثَارِنَا بِيضٌ حِسَانٌ
نُحَاذِرُ اَنْ تُقَسَّمَ اَوْ تَهُونَا

ہمارے پیچھے پیچھے حسین گوریاں ہیں، ہم اس سے ڈرتے ہیں کہ وہ (اسیر ہو کر دشمنوں میں) بٹ جائیں یا وہ ذلیل ہوں۔

اَخَذْنَ عَلَى بُعُولَتِهِنَّ عَهْدًا
اِذَا لَاقَوْا كَتَائِبَ مُعْلِمِينَا

انھوں نے اپنے شوہروں سے یہ عہد لیا ہوا ہے کہ جب وہ لشکروں کا مقابلہ کریں تو بہادری کے امتیازی نشان لگائے ہوئے ہوں۔

لَيَسْتَلِبُنَّ اَفْرَاسًا وَبِيضًا
وَاَسْرَى فِي الْحَدِيدِ مُقَرَّنِينَا

وہ دشمنوں کے گھوڑے، تلواریں اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے قیدی چھین لیں گے۔

اِذَا مَا رُحْنَ يَمْشِينَ الْهُوَيْنَى
كَمَا اضْطَرَبَتْ مُتُونُ الشَّارِبِينَا

جس وقت اس طرح نرم چلتی ہیں جیسے میخوار ان کی کمریں لچکا کرتی ہیں۔

يَقُتْنَ جِيَادَنَا وَ يَقُلْنَ لَسْتُمْ
بُعُوْلَتَنَا اِذَا لَمْ تَمْنَعُوْنَا

وہ ہمارے گھوڑوں کو چارہ ڈالتی اور ہمیں کہتی ہیں کہ اگر تم ہماری حفاظت نہ کرو، تو ہمارے شوہر نہیں ہو۔

اِذَا لَمْ نَحْمِهِنَّ فَلَا بَقِيْنَا
بِشَيْءٍ بَعْدَهُنَّ وَ لَا حَيِيْنَا

اگر ہم ان کی حمایت نہ کریں، تو ان کے پیچھے ہم کسی چیز کے لئے نہ تو زندہ رہیں نہ باقی۔

اس سے تم کو معلوم ہو گیا ہوگا، کہ عربی عورت مرد کے لئے جذبات کی محرک، وجدان کا مدار، غیظ و غضب کی ہیجان، حیات و موت کا راز، الفت کی گرہ بند، طبیعت کی صیقل گر، قصیدے کا مطلع، کفایت کا موطن، وحی کا مشرق، الہام کا منار، عالم ہستی کا نور بلکہ ہر شے کا ظہور رہی ہے۔ (ناتمام)

ضروری اطلاع

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ رسالہ بذریعہ وی۔پی ارسال ہوگا، جس کے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں خدارا وی۔پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔

منیجر

اسلام مذہبِ علم ہے

(حضرت العلامہ رشید رضا مصری کے مضمون کے ایک جزو کا ترجمہ -)

مذہبِ اسلام کو علم سے کتنا تعلق ہے اور یہ دین اشاعتِ علم کا کتنا زبردست علمبردار ہے؟ اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ لفظ علم کا ذکر قرآنِ حکیم میں سینکڑوں جگہ ہے اور مشتقاتِ علم کا ذکر بھی اسی کثرت سے پایا جاتا ہے۔ کہیں مطلق علم کا ذکر ہے اور کہیں دینی علم کا۔ کہیں تاریخی علم کا بیان ہے اور کہیں مادی علوم کا۔ اس کی مکمل تفصیل بیان نہیں ہو سکتی، صرف سرسری اشارے کئے جاتے ہیں۔ مطلق علم کے متعلق سورۂ اسراء میں ہے :-

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ — اس بات کے پیچھے نہ چلو جس کا تمہیں علم نہ ہو جائے،
إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ — کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ہر ایک کی بابت سوال
أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۵ — کیا جائے گا۔

یعنی جب تک کہ تمہیں مشاہدہ یا سچی روایات اور قطعی دلائل سے کسی چیز کا علم نہ ہو جائے، اس وقت تک اس کی پیروی نہ کرو، کیونکہ خدا نے آنکھ، کان اور دل حصولِ علم ہی کے لئے عطا فرمائے ہیں۔ اگر تم ان تینوں سے صحیح کام نہ لوگے تو خدا کے ہاں بازپرس ہوگی۔ علامہ راغب نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ محض اٹکل پچو اور گمان سے کوئی فیصلہ نہ کرو۔ علامہ بیضاوی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ جس امر کا تمہیں صحیح علم نہیں حاصل ہے تو محض کسی کی تقلید میں آ کر یا قیافہ و اندازہ سے کوئی کام نہ کرنے لگو۔

تاریخی علم کے متعلق ارشاد ہے :-

ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هٰذَا — میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا
أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ — کوئی پرانا علم پیش کرو، اگر تم سچے ہو۔

وہ لوگ جو صرف مادی علوم پر ریجھے ہوئے ہیں اور انھیں کو اپنا مقصود قرار دئے ہوئے ہیں، ان کی نسبت فرمایا :-

وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۵ — لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے ہیں ۔ دنیاوی

ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

زندگی کا ظاہری علم تو رکھتے ہیں اور آخرت سے بالکل بے پروا ہیں۔

جو لوگ مدعی ہیں کہ وہ ہر شے کی حقیقت سے آگاہ ہو گئے ہیں حالانکہ ابھی وہ روح کی حقیقت جاننے سے عاجز ہیں۔ ان کے متعلق قرآن فرماتا ہے :-

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۔

اور یہ لوگ آپ سے روح کی بابت دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تمھیں بہت کم علم دیا گیا ہے۔

یہ دونوں آیتیں علمِ انسانی کی نارسائی اور حقیقت ناشناسی پر پوری روشنی ڈالتی ہیں اور واقعہ بھی یہی ہے۔ ہر زمانہ کے علماء کو اس کا اعتراف رہا کہ ان کو کائنات کے ہزاروں اسرار معلوم نہ ہو سکے اور یہ کہ محض چند ظاہری چیزوں کا علم ہو سکا ہے۔ اسی طرح بعض مغربی محققین کا قول ہے کہ ان کو جتنا زیادہ علم حاصل ہوتا گیا، اتنا ہی حاصل کیے ہوئے علم میں زیادہ تحقیق کی ضرورت محسوس ہوتی گئی۔ امام شافعی رح نے اسی مضمون کو کیا خوب ادا کیا ہے ؎

کلما ادبنی الدھر ارانی نقص عقلی
و اذا ما ازددت علما زادنی علما بجھلی

زمانہ جتنا زیادہ مجھے سبق دیتا گیا، اتنا ہی میری عقل کی کمی کو ظاہر کرتا گیا، اور میں نے جتنا علم زیادہ حاصل کیا، اتنی ہی اپنی جہالت کا مجھے زیادہ علم ہو گیا۔

قرآن علمِ عقلی کی بابت فرماتا ہے :-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۔

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا کے بارے میں بلا علم و ہدایت اور بغیر کسی روشن کتاب کے بحث کرتے ہیں۔

یہاں علم سے مراد عقلی و نظری علم ہے، کیونکہ اس کے مقابلے میں ھدًی اور کتابِ منیر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ہر قسم کے علم سے تہی دست ہیں، نہ ان کے پاس کوئی کتابی دلیل ہے، نہ کسی کی رہنمائی انھیں حاصل ہے، نہ کوئی عقلی علم ہے، پھر بھی یہ لوگ خدا کے بارے میں بحث و جدال کرتے ہیں۔

اسی طرح اپنی قدرت کی مختلف نشانیاں ذکر فرمانے کے بعد خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان نشانیوں سے وہی لوگ عبرت حاصل کر سکتے ہیں جو علماء ہیں۔ یہاں طرزِ کلام یہ صاف بتا رہا ہے

کہ علماء سے مراد وہ لوگ ہیں جو کائنات کا علم رکھتے ہیں اور کائنات کے رازوں، اس کی جنسوں، قسموں اور ان میں اللہ کی حکمتوں کو سمجھتے ہیں۔ اس مضمون کے لئے آیات ذیل ملاحظہ ہوں:

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَ اَلْوَانِکُمْ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ٥

اور خدا کی نشانیوں میں، آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور زبانوں اور رنگوں کا اختلاف شامل ہے۔ اس میں اہل علم کے لئے نشانیاں ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:-

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِہٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُھَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُھَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ۔ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ کَذٰلِکَ۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ٥

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے آسمان سے پانی اتارا ہے، پھر اس سے مختلف رنگوں کے پھل نکالے، پھر طرح طرح کے پہاڑ ہیں، سفید اور سرخ رنگ برنگ کے کالے رنگ کے۔ اسی طرح آدمیوں چوپایوں اور جانوروں میں بھی مختلف رنگ ہیں۔ . . . .
بے شک خدا سے اس کے عالم بندے ہی ڈرتے ہیں۔ اللہ زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے۔

علم کی ترقی و اشاعت کے لیے قرآن پاک محض اس پر بس نہیں کرتا کہ مختلف علوم کی طرف اشارے کر دے۔ بلکہ علم اور علماء کے رتبے کو اور ان کی اہمیت اور برتری کو بہت ہی بلند اور بلیغ انداز میں بیان کرتا ہے، علم کا رتبہ اس قدر بلند کرتا ہے کہ اس سے بلند اور کوئی مرتبہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ

اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اہل علم نے گواہی دی اللہ عدل کے ساتھ قائم ہے، اس غالب و حکیم کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس آیت میں پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر فرمایا، پھر فرشتوں کا، تیسرے درجے میں اہل علم

کا ذکر فرمایا ہے جس میں انبیاء کرام، حکماء و علماء اور جملہ اہلِ علم داخل ہیں۔

پھر اہلِ علم کے درجات کی بلندیاں اس طرح بیان کی گئی ہیں :۔

يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۔

اللہ ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو ایمان والے ہیں اور اہلِ علم ہیں۔

ایک اصول بیان کیا گیا ہے کہ کائناتِ عالم کے سب سے بڑے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کو حکم تھا اور وہ اس کے لئے دعائیں فرمایا کرتے تھے :

وَ قُلْ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا

اے پیغمبر دعا کیا کر: اے پروردگار مجھے زیادہ علم دے۔

علم حاصل کرنے کی فضیلت ان آیتوں سے بھی نکلتی ہے، جن میں وہم و گمان کی پیروی سے منع کیا گیا ہے، اور جو لوگ یقینی علم کے بغیر محض ظن و گمان سے کسی عقیدہ پر جم گئے انھیں تنبیہ کرنے کو ارشاد ہوا ہے :۔

وَ مَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا، اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا۔

انھیں اس کا کچھ بھی علم نہیں، یہ لوگ صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں اور بیشک حق کے بارے میں گمان بالکل مفید نہیں ہو سکتا۔

عیسائیوں کی مذمت میں ارشاد ہے :۔

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۔

اُن کے پاس اس کا علم نہیں ہے، وہ صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں۔

تدوینِ حدیث

(مولانا مناظر احسن گیلانی صدر شعبۂ دینیات جامعۂ عثمانیہ)

(۱)

الحمد للہ وکفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

علمِ حدیث پر بحث کرنے کے لئے ہمیں اپنے سامنے ان چند سوالات کو رکھ لینا چاہیئے:-

(۱) حدیث کی حقیقت کیا ہے؟

(۲) اس علم کی تدوین کب، کس طریقہ سے، کس زمانہ میں شروع ہوئی، اور ان طریقوں کا اس علم کے وثوق و اعتماد پر کیا اثر مرتب ہوا یا ہو سکتا ہے؟

(۳) ابتدا سے اس وقت تک اس فن کی ممتاز خدمتیں جن بزرگوں نے انجام دیں، خود اُن کی اور اُن کے کارناموں کی تفصیل۔

(۴) اس فن کے متعلق کیا جدید تکمیلی کوششوں کی ضرورت باقی ہے؟

(۵) حدیث کے بعد فن حدیث کے دوسرے متعلقات یعنی فن اسماء الرجال اور اصول حدیث کی حقیقت، ان کی تاریخ، موجودہ حیثیت، ان میں آیندہ ترقیوں کے امکانات

حدیث کی حقیقت:

سب سے پہلے میں پہلے سوال کو لیتا ہوں، یعنی حدیث کی حقیقت کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ عموماً دنیا میں دو طرح کی قومیں پائی جاتی ہیں۔ بعض بلکہ شاید زیادہ تر قومیں ایسی ہیں جنھوں نے اپنے حال کو ماضی سے وابستہ رکھنے کی کوشش نہیں کی۔ اگرچہ واقعہ تو یہی ہے کہ کسی قوم کا کوئی حال ماضی سے الگ ہو کر تعمیر پذیر نہیں ہو سکتا، لیکن باوجود اس واقعہ کے جیسے جیسے وہ آیندہ کی طرف بڑھتی ہیں، اپنے ماضی کو بھلاتی چلی آئیں۔ ان کے پاس اپنے موجودہ حالات پر غور و فکر کرنے کے لئے گذشتہ حالات و واقعات، تجربات و مشاہدات کا کوئی سرمایہ نہیں ہے۔ گویا جس طرح جنگل کی زندگی گذاری جاتی ہے، یہ بھی

بھی گذارتے ہیں، آخر ریچھوں اور بندروں کو کیا معلوم کہ ان کے جدِ اعلیٰ کون تھے، کن کن جنگلوں اور وادیوں پہاڑوں سے چھلانگیں مارتے ہوئے ان کے آبا و اجداد موجودہ مقام تک پہونچے، کن کن حالات سے ان کو دوچار ہونا پڑا؟

لیکن ان کے مقابلہ میں انسانوں ہی کا ایک طبقہ ان قوموں کا بھی ہے جنھوں نے حتی الوسع اس کی کوشش کی ہے، کہ جہاں تک ممکن ہو حال کی تعمیر میں ماضی کے تجربات و واقعات سے نفع اُٹھایا جائے اور اس کیلئے ان کو ضرورت محسوس ہوئی، کہ گذرے ہوئے واقعات کو کسی نہ کسی طرح محفوظ کر لیا جائے، انسانیت کے اس گروہ کی اسی کوشش کا نام "تاریخ" ہے، ابتدا میں تاریخ کی حفاظت و بقا
۶ کا شوق قوموں میں کم رہا ہے، لیکن اب تو یہ ایک ایسی ناگزیر ضرورت بن گئی ہے، کہ اپنی توانائیوں کا ایک بڑا حصہ ہر قوم اس پر خرچ کر رہی ہے، جس سے ہم اور آپ سب واقف ہیں، جنگل کی زندگی بسر کرنیوالے بھی اب اپنے اجداد و اسلاف کے کارناموں کی جستجو گڑی ہوئی ہڈیوں اور پرانے مقبروں اور کھنڈروں میں کر رہے ہیں، کونہ کونہ سے قدیم سکّے برآمد کئے جا رہے ہیں، کہنہ قبروں کی کتابوں کے حروف کے پڑھنے کی کوشش کیجا رہی ہے، پرانے کھنڈروں کی ایک ایک ٹھیکری چنی جا رہی ہے، ان ہی پر واقعی کہئے، یا خیالی بلند و بالا عمارتیں تعمیر ہو رہی ہیں، گویا اس علم کی ناگزیر ضرورت کو دنیا کی اکثر قوموں نے اب تسلیم کر لیا ہے، اور بجز چند ارتیابی الطبع خشک مزاج خشک دماغ فلسفیوں کے عام دنیا کا شدید رجحان بھی ان چیزوں کے جاننے کی ضرورت ہے،

تاریخ اور فنِ حدیث

دنیا کی اسی تاریخ کے ایک عظیم الشان حیرت انگیز انقلابی حصہ کا نام سچ پوچھئے تو حدیث ہے، میرا مطلب یہ ہے کہ جن انقلابات و حوادث سے گذر کر نسل انسانی موجودہ حالت تک پہونچی ہے، ان میں ایک ایسا واقعہ جس نے کسی خاص شعبۂ حیات ہی میں نہیں، بلکہ مذہبی، سیاسی، معاشرتی، اخلاقی تمام شعبوں میں انسانیت کا رخ پلٹ دیا، جس سے زمین کا کوئی خاص حصہ نہیں، بلکہ بلا مبالغہ مشرق و مغرب دونوں متاثر ہوئے، ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے، ماضی کے اسی مدہش حیرت انگیز واقعہ کی تاریخ یا تفصیلی بیان کا نام حدیث ہے، اگرچہ عام طور پر مسلمانوں کی ابتدائی "تاریخ" سے حدیث کا تعلق قرار دیا جاتا ہے، لیکن جہاں تک واقعات و حالات کا تعلق ہے، میں حدیث کو "انسانیت" کی تاریخ کا ایک حصہ اور ایسا حصہ قرار دیتا ہوں، جس کی صرف یہی خصوصیت نہیں ہے، کہ ایک بے نظیر عظیم الشان عالمگیر انقلابی عہد سے اس کا تعلق ہے، بلکہ سچ پوچھئے تو آج جس کسی کے پاس یا جس قوم و اُمت کے ہاتھ میں

ماضی یا کہ حال کی تاریخ کیا بھی جو حصہ ہے، وہ وثوق واعتماد میں تاریخ کے اس "محفوظ حصہ" یعنی حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتا،

جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ میں ان آزاد فطرت شکیوں میں نہیں ہوں، جو تاریخ کو جھوٹ کا جنگل قرار دیکر ماضی کا انکار کرتے ہیں اور جو کچھ محسوس ہو رہا ہے، یا نہیں محسوس ہو رہا ہے، اس سوفسطائی نظریہ پر زور دے کر حال کے وجود کو بھی تشکیک کے ہاتھوں سے جب اگر ختم کرنا چاہتے ہیں، بلکہ تاریخ کے مقررہ معیار پر ماضی کے جن واقعات کی اب تصحیح ہو چکی ہے، ان کی قدر کرتا ہوں، اور سمجھتا ہوں کہ آیندہ کی راہ درست کرنے کیلئے ہمیں ہمیشہ ماضی کی روشنی سے نفع اٹھانا چاہئے۔

فاقصص القصص لعلہم ۔۔۔ لوگوں سے پچھلے قصے بیان کیا کرو تاکہ وہ

یتفکرون ۔۔۔ سوچیں، (قرآن مجید)

لیکن اگر یہ صحیح ہے جیسا کہ ایک بڑے مشہور مسلم الثبوت مورخ کا بیان ہے، کسی زمانہ کے حالات ...... جب قلمبند کئے جاتے ہیں، تو یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے، کہ ہر قسم کی بازاری افواہیں قلمبند کر لی جاتی ہیں جن کے راویوں کا نام و نشان تک معلوم نہیں ہوتا، ان افواہوں سے وہ واقعات انتخاب کر لئے جاتے ہیں، جو قرائن و قیاسات کے مطابق ہوتے ہیں، تھوڑے زمانہ کے بعد (یعنی کتابی شکل اختیار کرنے کے بعد) یہی ایک دلچسپ تاریخی کتاب بن جاتی ہے، یورپ کی اکثر تصنیفیں اسی اصول پر لکھی گئی ہیں، اور اس وقت ہمارے پاس ماضی کی تاریخوں کا جو ذخیرہ ہے، خواہ وہ روم ہو یا یونان چین ہو یا ایران، ان قدیم اقوام کی تاریخ جن ذرائع سے مرتب ہوئی ہے، اگر ان کے اساسی سرچشموں کی جانچ کی جائے گی تو جو کچھ اس فاضل مورخ نے بیان کیا ہے بہت کچھ اس کی توثیق کرنی پڑے گی، مشکل ہی سے انسانوں کے پاس اس وقت کوئی ایسی تاریخی یادداشت مل سکتی ہے، جسے واقعہ کے عینی شاہدوں نے خود مرتب کیا ہو، یا ان کے براہ راست بیانوں کو خود انہی سے سن کر کتابوں میں درج کیا گیا ہو، اتفاقاً اگر کوئی ایسی چیز مل بھی جائے، تو اس کا پتہ چلانا قطعاً دشوار بلکہ شاید ناممکن ہے، کہ ضبط و اتقان، سیرت و کیرکٹر کے لحاظ سے ان کا کیا درجہ تھا، معتبر سے معتبر بن کسی تاریخی ذخیرہ کے وثوق کے متعلق اگر کوئی بات پیش کی جاتی ہے، تو یہی ہے کہ جس زمانہ میں واقعہ گذرا ہے مورخ خود ہی اس زمانہ میں موجود تھا، اتفاق سے کسی واقعہ کے متعلق اگر ایسی شہادت میسر آ جاتی ہے تو تاریخ کا یہ حصہ زریں شاہکاروں میں شریک کر دیا جاتا ہے، لیکن خود اس معاصر ۔۔۔ کہ قدیم ماضی کے تاریک زمانہ کو تو جانے دیجئے، آج جب کہ جدید صناعات و ایجادات

نے زمین کی طنابیں کھینچ کر ایک ملک کو دوسرے ملک سے ملا دیا ہے، تعلیم عام ہو چکی ہے کم از کم یورپ کے مکتبوں اور اسکولوں میں اروئے زمین کے اطلسوں کا مطالعہ ہر ایک کو کرا دیا جاتا ہے، لیکن ایک واقعہ نہیں آئے دن ایسی ایسی جہالتوں اور غلط فہمیوں کے شکار غریب، جاہل، مشرقی ہی نہیں بلکہ فرزانہ و دانا فرنگ کے ارباب خبر، علم ہوتے رہتے ہیں کہ بعض دفعہ آدمی کو حیرت ہو جاتی ہے، اور تاریخ جھوٹ کا جنگل ہے، دماغ سوچنے لگتا ہے، کہ کیا اس دعویٰ میں کچھ واقعہ کا عنصر بھی شریک ہے؟ بہت پرانے زمانہ کی بات نہیں ہے کہ ۱۹۰۵ء میں کانگڑہ (پنجاب) کا مشہور زلزلہ ہندوستان میں آیا تھا۔ ایک نہیں، بلکہ متعدد انگریزی اخباروں میں اس زلزلہ کے متعلق یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ

"کانگڑہ جو بمبئی کے قریب ایک جزیرہ ہے، وہاں ایک سخت زلزلہ آیا"

اور بیچارے اخبار والے تو شہر خبروں کی جماعت ہے، عام طور پر گپ نویسی میں بدنام ہے۔ لیکن مشہور فرانس بک ہنرلی کی اینویل جو معتبر کتاب ہے، اور ہر قسم کے حوالجات کے لئے ایک مستند کتاب سمجھی جاتی ہے، اس میں اسی زلزلے کے متعلق یہ عبارت اس وقت تک موجود ہے :-

"ایک سخت زلزلے نے ایک وسیع ضلع میں جو آگرہ اور شملہ کے درمیان واقع ہے، عام تباہی اور سخت نقصان برپا کیا"

نقصان کی تفصیل بتاتے ہوئے صرف اسی مورخ نے نہیں بلکہ دوسروں نے بھی یہ ارقام فرمایا ہے :

اس سے کئی سو آدمی ہلاک ہوئے

حالانکہ پنجاب گورنمنٹ کی رپورٹ کے مطابق اس زلزلہ میں بیس ہزار سے کم آدمی ہلاک نہیں ہوئے تھے۔ معاصر مورخین کی کتابوں میں اگر اس قسم کی طرفگیوں اور بوالعجبیوں کو تلاش کیا جائے تو ایک اچھی خاصی کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ سیاحوں کی یادداشتوں کو بھی تاریخی وقائع کے ثبوت میں بہت اہمیت دی جاتی ہے، اور اس سے بے پروا ہو کر دی جاتی ہے کہ خود اس سیاح کا اپنے ذاتی رجحانات، سمجھ بوجھ، سچائی

راستبازی میں کیا حال تھا، لیکن ان سیاحوں کی بدولت واقعات کی صورت کبھی کبھی کتنی مسخ ہوجاتی ہے، اس کا ایک سرسری اندازہ ہمارے موجودہ میر شعبۂ دینیات، (نواب ناظر یار جنگ جسٹس حیدرآباد ہائی کورٹ) کے ڈرائنگ روم کی ایک تصویر سے ہو سکتا ہے، جو انگلستان کے ایک معتبر اخبار سے الگ کرکے محفوظ کی گئی ہے۔ یہ ہندوستان کے ایک موقع کی تصویر ہے اور اس کے نیچے چوب خط حروف میں یہ لکھا ہوا ہے کہ

"بودھ مذہب کے لوگ اپنے ایک مشہور مذہبی رسم جو آدیا کے نام سے موسوم ہے، ادا کر رہے ہیں۔"

میں نے اس تصویر کے نیچے جب اس فقرہ کو پڑھا، تو بار بار حیرت ہوتی تھی کہ آخر یہ کیا ہے۔ تصویر سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کی ایک جماعت نماز پڑھ رہی ہے، ان کی شکل و صورت، لباس، وضع قطع، طریقہ، نشست ہر چیز ہندی مسلمانوں کی تھی، لیکن معتبر سیاح نے جس وقت یہ فوٹو لیا تھا، اس کے نیچے اس نے یہی عبادت درج کی تھی۔ آخر جب میر شعبہ صاحب باہر تشریف لائے، ان سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ آپ نے قصداً اس تصویر کو اسی لئے محفوظ کیا ہے، تاکہ یورپین سیاحوں کی تاریخی شہادت کی ایک گواہی مہیا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دہلی میں نماز عید کے موقع کی تصویر ہے۔ ایک مغربی سیاح نے اس عید کو آدیا بنا دیا، اور آدیا کو خدا جانے کس طرح اُس نے بودھ مذہب والوں کی رسم قرار دے کر اخبار میں اپنے جدید اکتشاف کا اعلان کیا۔

ان چند تشکیکی مثالوں کو پیش کرنے سے میری یہ غرض نہیں ہے کہ واقعی میں دنیا کے موجودہ تاریخی ذخیروں کو بالکلیہ غیر معتبر اور ناقابل لحاظ قرار دینا چاہتا ہوں، بلکہ مقصد صرف اس قدر ہے کہ ان احتمالات و تشکوک کی کمزوریوں کے باوجود بھی آج جب علمی دنیا میں "فن تاریخ" ہر قسم کے اعزاز کا مستحق ہے تو "حدیث" جو صرف مسلمانوں ہی کی تاریخ نہیں ہے، بلکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا تمام دنیا کی انسانیت کے ایک عظیم انقلابی عہد آفریں کا ایک ایسا مکمل تاریخی مرقع ہے جسے ٹھیک حقیقی اور اصلی شکل و صورت بلکہ ہر خط و خال کی حفاظت میں لاکھوں ہی نہیں، بلکہ کروڑوں انسانوں

کی وہ ساری تدبیریں اور کوششیں صرف ہوئی ہیں جو کسی واقعہ کی حفاظت کے متعلق آدمی کا دماغ سوچ سکتا ہے، بلکہ اس کی حفاظت وصیانت میں بعض ایسے قدرتی عوامل نے بھی کام کیا ہے جیسا کہ ابھی آپ کو معلوم ہوگا، جو دنیا کے کسی تاریخی واقعہ کو نہ اس وقت تک میسر آئے، اور نہ آئندہ آسکتے ہیں۔

لیکن قبل اس کے کہ میں کچھ اور کہوں اس پر بھی متنبہ کر دینا چاہتا ہوں کہ حدیث جس کے متعلق نہ جاننے والوں کا تو صرف یہ خیال ہے کہ وہ دینیاتی طرز کی کوئی چیز ہے اور دینیات کے لفظ کے ساتھ ہی ان کا دماغ فوراً دورِ وحشت کے ان قدیم خرافات کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، جسے بدقسمتی سے اس زمانہ میں مذہب یا مذہب کی ایک قسم خیال کیا جاتا ہے، گویا دینیات کے معنی چند وہمی رسومات وعادات یا چند رٹے ہوئے الفاظ منتر جنتر جادو ٹوٹکے وغیرہ کے ہیں، جن میں صحرائی باشندے کسی زمانہ میں کیا اب تک مبتلا ہیں، مذہب کے متعلق جن کے دماغوں میں اس قسم کے خیالات ہیں، حدیث جو مسلمانوں کے مذہبی علوم کا جزء ہے، اس کے متعلق میرے ان دعووں کو سن کر ممکن ہے کہ حیرت ہو، اور ان کی حیرت تو چنداں محل تعجب نہیں، اس لئے کہ "جہل" ان مسکینوں کے لئے بڑا عذر ہے۔

حدیث کی مدرسی تعریف

لیکن جاننے والوں کو بھی شاید شبہ ہوتا ہوگا، کہ مدرسہ میں جس فن کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی مسلمانوں کے پیشوا) کے اقوال و افعال اور ایسے واقعات جو ان کے سامنے پیش آئے، لیکن ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی، جسے اصطلاحاً تقریر کہتے ہیں، غرض پیغمبر کے اقوال وافعال و تقریر کا نام حدیث ہے، بعضوں نے اس کو آگے بڑھا کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے شاگردوں یعنی تابعین کے اقوال و افعال کو بھی اس فن کے ذیل میں شریک کر لیا ہے۔

کہاں حدیث کی یہ مدرسی اور مذہبی تعبیر، اور کہاں میرا یہ دعوی کہ حدیث مسلمانوں ہی کی نہیں، بلکہ انسانیت کے اہم ترین انقلابی عہد کی تاریخ کا معتبر ترین ذخیرہ ہے، ان دونوں میں کیا نسبت ہے، شاید یہ خیال کیا جاتا ہو کہ زمانہ کے حالات سے متاثر ہو کر میں نے اپنی

تعبیر بدلی ہے، لیکن یہ واقعہ نہیں ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہر چیز کے سمجھانے کیلئے اسی زبان میں گفتگو کی جاتی ہے، جسے مخاطب سمجھ سکتے ہوں، مجھے اس سے انکار نہیں ہے کہ میں نے اس فن کی تعریف کرتے ہوئے کچھ الفاظ ضرور بدلے ہیں، لیکن الفاظ کے بدلنے سے واقعات نہیں بدلتے، جو ہم جانتے ہیں انھیں تو آئندہ بتایا جائے گا، لیکن جو جانتے ہیں کہ حدیث کا تعلق جس ذات گرامی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہے کیا وہ اس کا انکار کر سکتے ہیں، کہ جن الفاظ میں اس فن کی میں نے تعبیر پیش کی ہے، کیا یہی اصل واقعہ نہیں ہے، اسلامی تحریک نے اپنے زمانہ آغاز سے اس وقت تک مشرق و مغرب کے باشندوں کے مذہبی، سیاسی، معاشرتی، اخلاقی پہلوؤں کے انقلاب میں جو کام کیا ہے، اور کر رہی ہے ان کو پیش نظر رکھنے کے بعد مسلمان ہی نہیں کوئی نا مسلمان بھی حدیث کی اس تاریخی تعبیر کا انکار کر سکتا ہے جسے میں نے پیش کیا ہے، ماسوا اس کے سچ یہ ہے کہ بالکلیہ یہ میری تعبیر ہے بھی نہیں۔ فن حدیث کے سب سے بڑے امام امام الائمہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کا جو نام رکھا ہے، اگر اسی پر غور کر لیا جائے تو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے، کہ میں نے جو کچھ کہا ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، بلکہ سمجھنے والوں نے ہمیشہ اس فن کو اسی نگاہ سے دیکھا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب آج تو صرف بخاری شریف کے نام سے مشہور ہے، لیکن یہ اس کتاب کا اصلی نام نہیں ہے، بلکہ خود حضرت امام نے اپنی کتاب کا نام،

الجامع الصحیح المسند المختصر من "امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و "ایامہ"۔

رکھا ہے۔ اس میں "امور" اور "ایام" کے الفاظ قابل غور ہیں، جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کی صحیح تعریف امام بخاری کے نزدیک ان تمام امور کو حاوی ہے جن کا کسی نہ کسی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہو، آگے "ایام" کے الفاظ نے تو اس کی تعریف کو اور بھی وسیع کر دیا، یعنی وہی بات جو میں نے عرض کی تھی کہ فن حدیث دراصل اس عہد اور ایام کی تاریخ کی تعبیر ہے، جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی ہمہ گیر، عالم پر اثر انداز ہونے والی ہستی انسانیت کو قدرت کی جانب سے عطا ہوئی، بہرکیف اگر اصطلاحی جھگڑوں سے الگ ہو کر پھل سے درخت کے پہچاننے کے اصول کو مدنظر رکھا جائے،

تو حدیث کے موجودہ ذخیرہ پر سرسری نظر ڈالنے کے بعد بھی ایک معمولی آدمی اس کا اندازہ کر سکتا ہے، کہ حدیث کی صحیح حقیقت اور اس کی واقعی تعریف وہی ہو سکتی ہے جس کی طرف، حضرت امام بخاری نے اپنی کتاب کے نام میں اشارہ فرمایا ہے، اور میں نے جس کی تشریح کی ہے۔

غالباً "حدیث" کی حقیقت یا تعریف کے لئے میرا یہ مختصر بیان کافی ہو سکتا ہے۔ درسی کتابوں میں جیسا کہ ہر تعریف کے قیود و شرائط پر بحث کر کے بات کو بتنگڑ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے، میں ان دور از کار لفظی گورکھ دھندوں میں آپ لوگوں کو الجھا کر وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا، اس لئے اس بحث کو اسی نقطہ پر ختم کر کے اب میں دوسرے ضروری سوالات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ ہمارے سامنے دوسرا سوال یہ تھا کہ تاریخ کے اس حصہ کی تدوین کس طرح اور کس زمانہ میں عمل میں آئی۔ اسی سوال کے جواب میں آپ کے سامنے وہ امتیازات اور خصوصیات بھی آجائیں گے جو تاریخ کے اس حصہ کو دنیا کے دوسرے تاریخی ذخیروں سے ممتاز کرتے ہیں۔

اس تاریخ کے ابتدائی مورخین و رواۃ کے خصوصیات

اتنا تو کم از کم ہر لکھا پڑھا آدمی جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے، یا بالفاظ امام بخاری "امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ایامہ" کے رواۃ یا ابتدائی مورخین وہی حضرات ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت سے فیضیاب تھے، یعنی صحابہ کرام، لیکن ان بزرگوں نے تاریخ کے اس حصہ کی روایت کیا انھی اسباب کے تحت کی جن کے زیر اثر دنیا کی دوسری تاریخیں مدون ہوئی ہیں؟

میرا مقصد یہ ہے کہ دنیا کے عام تاریخی سرمایوں کی تدوین میں جس طرح عموماً حال کو ماضی سے مربوط رکھنے کا جذبہ، یا پچھلوں کی مجلسوں کو پہلوں کی داستانوں سے گرم رکھنے کا ذوق کارفرما رہا ہے، کیا حدیث کی تدوین بھی اسی جذبہ کے تحت ہوئی؟ میرا خیال ہے کہ حدیث کی تدوین کی بحث چھیڑنے سے پہلے سخت ضرورت تھی کہ پہلے ان اسباب یا جیسا کہ میں نے پہلے بھی اشارہ کیا ہے کہ ان قدرتی عوامل کو سامنے لانے کی حاجت ہے، جو دنیا کی عام تاریخ سے اس خاص حصہ یعنی حدیث کو بالکل جدا کر دیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس

بحث میں آپ کا کچھ زیادہ وقت میں لوں، لیکن بات چونکہ بالکل نئی ہے، اس لئے اجمال سے کام لینے میں اندیشہ ہے کہ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں، وہ شاید پورے طور سے ذہن نشین نہ ہو سکے میں ان امتیازی اسباب و عوامل کو الگ کر کے بیان کرتا ہوں،

باقی آئندہ

کانچ کی چوڑیاں

زیب و زینت سے دلبستگی نسائی فطرت ہے۔ بچپن میں دیکھا دیکھی اور جوانی میں بالطبع زیب و زینت سے دلبستگی ناگزیر ہوتی ہے۔ لیکن اس سیدھی سی بات کو ہر ایک با سمجھ لڑکی تسلیم کریگی کہ زینت و آرائش کی پائیدار چیزیں ناپائیدار چیزوں سے مفید تر ہوا کرتی ہیں۔ انکی عمر زیادہ ہوتی ہے۔ پس وہ مدت تک آپ کی خوشی کا موجب بنی رہتی ہیں۔ برخلاف اس کے ناپائیدار چیزیں صبح ہیں اور شام نہیں۔ ناپائدار سامان کے آئے دن ٹوٹتے پھوٹتے رہنے سے حسرت و ملال، اس پر جو کچھ خرچ ہوا تھا اس کا رنج اور دوبارہ خرچ کی فکر دو۔ اندیش طبائع کو سوہان روح ہوا کرتی ہے۔ نیز اس قسم کے اخراجات کا نام اسراف ہے جس کی اللہ میاں نے بتاکید ممانعت فرمادی ہوئی ہے۔

اس قسم کی چھوٹی موٹی چیزوں میں کانچ کی چوڑیوں کو خاص اہمیت حاصل ہے اور انہی کا شوق لڑکیوں کو بیشتر ہوتا ہے بچیوں کی بہت بڑی تعداد بالخصوص ان پڑھ لڑکیاں ان چوڑیوں کی برائیوں سے بے خبر ہوتی ہیں۔ اس تحریر کا مدعا بچیوں کو کانچ کی چوڑیوں کی حقیقت سے آشنا کرنا ہے۔ اس کے متعلق حسب ذیل امور غور و فکر کے قابل ہیں:-

(۱) چوڑیاں عموماً چوڑیگر یا چوڑی فروش پہنایا کرتے ہیں۔ عفت و عصمت اس امر کی اجازت نہیں دیتی کہ ایک پاک طینت نوجوان لڑکی کے دست و بازو کو غیر مرد کا ہاتھ چھوئے۔ یہ نکتہ غور طلب ہے۔

(۲) بعض لڑکیوں کے ہاتھوں پر چوڑیاں پہنتے وقت خراش آجایا کرتے ہیں۔ پھر بعض کے وہ خراش زخم کی صورت اختیار کر کے ایک مصیبت بن جاتے ہیں۔

(۳) کوئی تیوہار یا تقریب خوشی ہو اس پر چوڑیاں ضرور پہنی جاتی ہیں۔ اس خواہش میں شہری و دیہاتی سب برابر ہیں بالخصوص ان پڑھ بچیاں۔ اس طرح سال میں ہر ایک لڑکی کئی ایک بار چوڑیاں خریدا کرتی ہے۔ جس پر ہر سال ایک بہت بڑی رقم ضائع کی جاتی ہے

چوڑیوں کی بدولت قومی سرمایہ کے نقصان کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ فقط ایک سال عرصہ ہوا تجارتی اعداد وشمار سے پتہ کیا تھا۔ ہمارے ملک میں کوئی ستر لاکھ روپے کی کانچ کی چوڑیاں صرف جاپان سے درآمد ہوئی تھیں۔ اتنی بڑی رقم جو ایک سال مسلمان لڑکیوں کے ہاتھوں میں مل جاتی ہے اس پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

(۴) یہ سوچنے کی بات ہے کہ ہندو لڑکیاں مسلمان لڑکیوں کی طرح کانچ کی چوڑیوں کی دلدادہ نہیں ہیں گویا وہ زیادہ باسمجھ ہیں۔ وہ مسلمان بچیوں کی طرح کانچ کی چوڑیوں پر پیسے ضائع نہیں کرتیں۔ ان کو مختلف تقاریب پر جو کچھ ملتا ہے وہ جمع کرتی رہتی ہیں اور مناسب رقم جمع ہو جانے پر وہ دو ایک سونے کی چوڑیاں بنوایا کرتی ہیں۔ اس طرح وہ چند سالوں میں آٹھ آٹھ دس دس چوڑیوں کی مالک بن جاتی ہیں یا اس رقم سے وہ کوئی اور حسب پسند زیور بنوالیتی ہیں۔ اگر مسلمان لڑکیاں بھی یہی وتیرہ اختیار کرلیں تو کیا مفید ہو۔ ایک اور مشرکانہ عقیدہ بھی کانچ کی چوڑیوں کے متعلق عام ہے۔ اکثر بے علم عورتیں کہتی سنی گئی ہیں کہ چوڑیاں پہننا کار ثواب ہے۔ جانے وہ کیسے؟ کیا ایسی ناپائدار اشیا کا اسراف بھی کار ثواب ہو سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ مزید برآں بہت سی سادہ لوح عورتیں سمجھتی ہیں کہ چوڑیاں سہاگ کی محافظ ہیں۔ اس کے لئے نہ کوئی عقلی یا شرعی دلیل ہے اور نہ کوئی تجربہ ہی اسکی تائید کرتا ہے۔ سہاگ نام ہے اس حالت کا جس میں کسی لڑکی کا خاوند زندہ وسلامت ہو۔ اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہر ایک متنفس کا محافظ خدا ہے تو پھر یہ چوڑیاں کیسے خاوندوں کی باڈی گارڈ تسلیم کرلی گئیں۔ یہ مشرکین کے پڑوس کا اور انہی کی معصیت پرور ذہنیت کا پرتو ہے۔ اس وہم کی تکذیب تو اسی ایک امر سے ہی ہو جاتی ہے کہ دوسرے ملکوں میں جہاں کانچ کی چوڑیاں پہنی نہیں جاتیں وہاں سہاگ کی ضامن کونسی چیز ہوگی۔ نیز پھر کنواری لڑکیوں کو چوڑیاں کیوں پہنائی جاتی ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ صرف ایک بیہودہ رسم ہے۔

امید ہے سمجھدار لڑکیاں اس مسئلہ پر غور کریں گی اور اگر یہ بات انکے دل لگے تو از راہ کرم بغرض اصلاح کانچ کی چوڑیوں کے خلاف پروپیگنڈا شروع کردیں گی۔ تاکہ سب بہنیں اس فضول خرچی سے نجات حاصل کرلیں۔

خیر اندیش

محمد جان

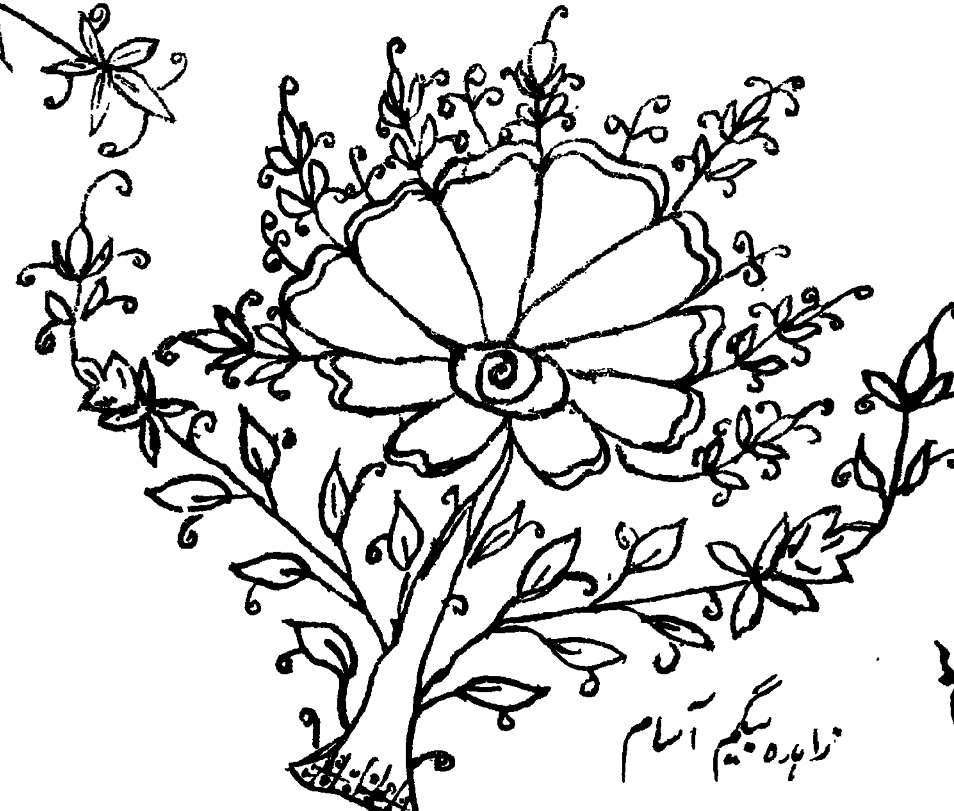
بزمِ مسلمہ

نہایت مسرت سے اطلاع دیتی ہوں کہ میری باجی فاطمہ صغرا نے امسال M.B.B.S کے آخری امتحان میں نہایت اعلیٰ نمبر لیکر حسبِ معمول نمایاں کامیابی حاصل کی ہے چونکہ میڈیکل کی تعلیم کے دوران میں آپ ہمیشہ اوّل رہی ہیں اس لئے آپکو میڈیکل کالج کی ممتاز ترین گریجوایٹ قرار دیا گیا ہے۔ آپ پہلی لڑکی ہیں جنہیں یہ اعزاز حاصل ہوا ہے۔ اس سلسلے میں آپکو ایک گولڈ میڈل اور کئی سلور میڈل بھی مل رہے ہیں۔

زہرہ حق نواز خان



انوری بیگم آسام



زاہدہ بیگم آسام

آڈٹ رپورٹ

جناب خان انور علی خان صاحب آڈیٹر، بستی دانشمنداں،
برائے حسابات انجمن مدرسۃ البنات، جالندھر شہر،
از اپریل سنہ ۱۹۴۲ء لغایت دسمبر سنہ ۱۹۴۵ء۔

حسابات انجمن عموماً اچھی طرح رکھے گئے ہیں۔ سیکرٹری صاحب حسابات کے صحیح رکھ رکھاؤ میں بڑی جانفشانی سے کام لیتے ہیں۔

دستخط ایم۔ انور علی۔ بستی دانشمنداں
۱۴ مئی سنہ ۱۹۴۶ء

تصحیح: "سنم" جنوری سنہ ۱۹۴۶ء، صفحہ ۳۵ کالم ۱ سطر ۹ و ۱۴، جناب عطا محمد خاں صاحب کی بجائے ایم عطاء اللہ خان صاحب ایس۔ آر ۱۱۹۰۰، ایس نائک ۲۰۳، انڈین سپلائی سیکشن۔

حسابات انجمن مدرسۃ البنات شہر جالندھر بابت ماہ اپریل، مئی و جون سنہ ۱۹۴۶ء

	اپریل	مئی	جون
عالیجناب نواب فخر یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن	۵/-/-	۵/-/-	۵/-/-
جناب محترمہ بیگم نواب مشتاق احمد خان صاحب حیدرآباد دکن	۵/-/-	۵/-/-	۵/-/-
〃 الحاج بابو مہر علی احمد علی صاحبان جنرل مرچنٹس	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 بی-اے توصیف خان صاحب لودھی	۲/-/-	۴/-/-	
〃 محترمہ شائستہ ربانی صاحبہ وارنٹ آفیسر نئی دہلی	۲/-/-		
〃 خان عبد اللطیف احمد خان صاحب رئیس بچا باغ	۱/-/-	۲/-/-	
〃 مولوی لطافت الرحمٰن صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-

جناب سید محمد انور علی شاہ صاحب ڈی-آئی آف سکولز	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 〃 محمد اصغر علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ٹانڈہ	دو ماہ ۲/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 ڈاکٹر چوہدری رحیم بخش صاحب محلہ کھولہ رائے	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 بابو غلام محی الدین صاحب شملوی	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 بابو عبد العزیز صاحب کلرک سنٹرل کوآپریٹو بنک	۱/-/-		۱/-/-
〃 چوہدری شاہ ولی صاحب بی-اے کلرک آف دی کورٹ	۳ ماہ ۱/-/-		
〃 مرزا امان اللہ خان صاحب محلہ سراج گنج	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 چوہدری شاہ محمد صاحب بی-اے- ایل ایل بی وکیل	۴ ماہ ۱/-/-		
〃 خواجہ غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلرک ڈی-آئی-جی	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 ڈاکٹر کیپٹن غلام محمد صاحب پنشنر	۴ ماہ ۱/-/-		
〃 چوہدری غلام محمد صاحب وثیقہ نویس	۴ ماہ ۱/-/-		
〃 〃 غلام احمد صاحب شیر فروش رستہ محلہ	۲ ماہ ۱/-/-		۵/-/-
〃 بابو محمد حسین صاحب انجنیئر محلہ سیداں	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 شیخ حبیب الٰہی صاحب ریڈر سشن جج	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
〃 مولوی محمد یعقوب اینڈ سنز دوکانداران	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
〃 ماسٹر نذیر احمد صاحب چوک امام صاحب	۴ ماہ ۱/-/-		
〃 حکیم سید محمد شاہنواز شاہ صاحب دروازہ سیداں	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 میاں عبد اللطیف صاحب سوداگر چرم ریلوے روڈ	۳/-/-	۳/-/-	۳/-/-
〃 〃 عبد الکریم صاحبان سوداگران چرم	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 میاں عبد الکریم صاحب سوداگر چوب عمارتی	-/۵/-	-/۵/-	-/۵/-
〃 خان نیاز محمد خان صاحب ہیڈ کلرک محکمہ زراعت	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 مولوی محمد امین صاحب عربی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
〃 بابو غلام محمد صاحب ریڈر صاحب ڈپٹی کمشنر	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
〃 شیخ نذیر محمد اینڈ سنز جنرل مرچنٹس	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
〃 مولوی محمد خلیل صاحب جنرل مرچنٹ	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
〃 حکیم عبد الرحیم صاحب بازار پنج پیر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
〃 ڈاکٹر ولی محمد صاحب بازار شیخاں	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
〃 مولوی رحمت علی صاحب ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
〃 ملک غلام محمد صاحب جی-ٹی روڈ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 اکرام الحق صاحب قریشی اقبال سٹریٹ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 مولوی عماد الدین صاحب انصاریہ بک ڈپو	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
〃 بابو محمد شفیع صاحب محلہ کھولہ رائے	دو ماہ ۲/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 بابو مستجاب حسین صاحب کلرک دفتر سب رجسٹرار	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-

باقی بر صفحہ ۳۶

[redacted]

اللہ کو قرضِ حسنہ

چندہ فراہم کردہ جمعیۃ الوحدت والعمل

محترمہ پروین متعلمہ الصف الاکبر	۱/-/-
،، والدہ پروین صاحبہ ،،	۱/-/-
،، بیگم کیپٹن حامد علی اکبر رئیس دھوگڑی	۵/-/-
،، ثریا صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۲/-/-
،، رقیہ صاحبہ	۵/-/-
،، سردار بیگم صاحبہ معلمہ سرج گنج	۱/-/-
طالبات الصف الثانی و معلمہ الطاف بیگم صاحبہ	۲۶/-/-
محترمہ بیگم عبد الحق عباس صاحب بے پرمدرسۃ البنات	۱/-/-
،، رفعت آرا متعلمہ الصف السادس	۵/-/-
،، شفقت آرا ،، الصف السابع	۲/-/-
،، رضیہ علی بہادر متعلمہ الصف السادس	۲/-/-
،، موج کوثر ،، الصف الرابع	۲/-/-
،، نسیمہ غلام قادر ،، الصف السادس	۲/-/-
،، جمیلہ خیر الدین ،، ،،	۲/-/-
،، امۃ اللہ ،، الصف الرابع	۲/-/-
،، نسرین ،، الصف الثالث	۲/-/-
،، نثار ،، الصف الرابع	۲/-/-
،، زبیدہ برکت علی ،، ،،	۲/-/-
،، رشیدہ صفدر ،، ،،	۲/-/-
،، شفیق و قمر متعلمات مدرسۃ البنات	۱۰/-/-
محترمہ بلقیس متعلمہ الصف الثانی	۳۰/-/-
،، شمیم ،، الصف الثالث	۲/-/-
،، والدہ شیریں و اکرم سابقہ متعلمات	۱۵/-/-
،، ممتاز و زیب النساء متعلمات	۲/-/-
،، سعیدہ متعلمہ الصف الثالث	۳/-/-
،، مسعود و فاطمہ متعلمہ ادیب عالم	۱/-/-
،، محمودہ متعلمہ الصف الاکبر	-/۳/-
محترم مظفر حسین متعلم الصف الاصغر	۱/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ سید محمد منیر بھونگہ	۱/-/-
،، بیگم حکیم فتح محمد بھونگہ	۱/-/-
،، بیگم منور نازمی بخاری	۱/-/-
،، بیگم کلثوم اشرف صاحبہ	۲/-/-
،، والدہ سید تجمل حسین صاحب بھونگہ	۱/-/-
،، لطیفہ جان صاحبہ بھونگہ	۱/-/-
محترم سید محمد لطیف صاحب بخاری	۱/-/-
محترمہ والدہ رفیق صاحب	-/۸/-
،، زبیدہ بیگم صاحبہ	-/۸/-
،، زہرہ سلمیٰ صاحبہ	-/۸/-
،، ثریا صدر صاحبہ اصلاح البنات متعلمہ الصف الثانی	۵۰/-/-

محترمہ ثریا صادقہ اسلام بنت ملک فتح محمد	۵/-/-
" بلقیس صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
" فردوس متعلمہ الصف الثالث	-/۸/-
" طاہرہ " "	-/۸/-
محترم عبدالمجیب متعلم الصف الاکبر	-/۸/-
محترمہ صدیقہ سردار محمد متعلمہ الصف الرابع	-/۶/-
" غلام فاطمہ غلام نبی " "	-/۸/-
" شمیم فضل محمد " "	-/۸/-
" اختر غلام محمد " "	-/۴/-
" خدیجہ تاج محمد " "	-/۸/-
" حفیظ تاج متعلمہ الصف الثانی	-/۴/-
" شریفہ عبدالرحمٰن متعلمہ الصف الاکبر	-/۸/-
" اکمل خانم متعلمہ ادیب عالم	۱/-/-
" سراج فاطمہ " "	۱/-/-
" رشیدہ متعلمہ خصوصیہ اولی	۱/-/-
" اشرف غلام رسول متعلمہ الصف السادس	۱/-/-
" شائستہ عبدالرحمٰن " "	۱/-/-
" ممتاز دین محمد "	۱/-/-
" قدسیہ محمد نیاز " "	-/۸/-
" سعیدہ و قدسیہ متعلمات الصف السابع	۲/-/-
" صفیہ عبدالحمید متعلمہ " "	۱/-/-
" زکیہ بانی " "	۱/-/-
" سلامت احمد بخش " "	۱/-/-
" کنیز فاطمہ محمود " "	۱/-/-
" نسیم محمد لطیف " "	۱/-/-
محترمہ شفقت محمد اسلم متعلمہ الصف السابع	۱/-/-
" شمیم عبدالرشید " "	۱/-/-
" ماریہ متعلمہ الصف الرابع	۲/-/-
" عالیہ صاحبہ بستی باباخیل	۱/-/-
" صوفیہ " "	۲/-/-
" زبیدہ " "	۲/-/-
" سپہر آرا متعلمہ مولوی سال ثانی	۱/-/-
" شارف طمہ متعلمہ الصف الثالث	۱/-/-
" امینہ عبدالغنی " "	-/۸/-
" خالدہ محمد احمد " "	-/۸/-
" بیگم صاحبہ چوہدری برکت علی صاحب	۲۰/-/-
" بیگم عطاالحق صاحب بستی دانشمنداں	۲/-/-
" سجادہ اسلم متعلم الصف الاکبر	۱/-/-
محترمہ بیگم عبدالحمید صاحب	۵/-/-
" بیگم مہر عبدالعزیز صاحب	۵/-/-
" سعیدہ محمد حسین متعلمہ الصف الثالث	۱/-/-
" رشیدہ عنایت اللہ " مولوی سال ثانی	۱/-/-
" زیب النساء صاحبہ " "	۱/-/-
" نسیمہ شاہ " "	۱/-/-
" زبیدہ رحمت علی متعلمہ الصف الرابع بی	-/۸/-
" زبیدہ دین محمد " "	۱/-/-
" مسعودہ محمد امین " "	-/۴/-
" شمیم " "	-/۸/-
" ریاض غلام محمد " "	-/۴/-
" خورشید عبداللہ " "	-/۴/-

نام	رقم
محترم عبدالسلام عبداللہ متعلم الخامس	۱/-/-
محترمہ خورشید عالم محمد دین متعلمہ الصف الاکبر	۱/-/-
〃 پروین مستنصر باللہ متعلمہ الصف السادس	۱/-/-
〃 فہمیدہ عبدالحمید 〃	۱/-/-
〃 بلقیس محمد علی 〃	۱/-/-
〃 شمیم برکت علی 〃	۱/-/-
〃 ریاض 〃	۱/-/-
〃 اقبال عمر الدین 〃 〃	-/۴/-
〃 ممتاز بیگم عمر الدین 〃 〃	-/۴/-
〃 سعیدہ اختر امین اللہ شاہ متعلمہ ادیب عالم	۱/-/-
〃 عزیزہ امۃ اللہ 〃	۱/-/-
〃 حلیمہ جان محمد 〃 〃	۱/-/-
〃 انور مرزا علی متعلمہ خصوصیہ اولیٰ	۱/-/-
〃 ادیب خانم متعلمہ الصف الثالث	۱/-/-
〃 نصرت تسبیحہ 〃 〃	-/۸/-
〃 ظہور متعلمہ خصوصیہ اولیٰ	۲/-/-
〃 شمیمہ اقبال متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
〃 تسلیمہ 〃 〃	-/۸/-
〃 نسیم خانم 〃	۱/-/-
〃 شمیم نیاز متعلمہ الصف السادس	۱/-/-
〃 شمیم عبدالرحیم متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
〃 سعیدہ نفیس محمد 〃 〃	۱/-/-
〃 طلعت پروین 〃 〃	-/۸/-
〃 انور غلام محمد 〃 〃	۱/-/-
〃 سارہ حبیب اللہ 〃 〃	۱/-/-

نام	رقم
محترمہ رفیق متعلمہ مولوی سال ثانی	۱/-/-
〃 شفیق متعلمہ الصف الثالث	۱/-/-
〃 ممتاز متعلمہ مولوی سال ثانی	۱/-/-
〃 عزیزہ فاطمہ 〃	۱/-/-
〃 شمیم نذیر 〃 〃	۱/-/-
〃 جمیلہ حبیب الرحمٰن متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-
〃 زبیدہ محمد احمد 〃 〃	۱/-/-
〃 جمیلہ میاں حسن 〃	۱/-/-
〃 ثریا شرف الدین 〃 〃	-/۸/-
〃 رضیہ حسام الدین 〃 〃	-/۴/-
〃 حمیدہ حبیب اللہ 〃 〃	-/۴/-
〃 خورشید محمد احمد 〃	-/۴/-
〃 زبیدہ شمس الدین 〃 〃	-/۸/-
〃 آمینہ محمد یاسین 〃 〃	-/۸/-
〃 ...مان غلام دستگیر متعلمہ الصف الرابع	-/۴/-
〃 گلشن گلباغ متعلمہ الصف الخامس	-/۸/-
〃 نذیرہ عبدالرحمٰن 〃 〃	۱/-/-
〃 شمیم نفیس محمد 〃 〃	۱/-/-
〃 وحیدہ عبدالمجید 〃 〃	۱/-/-
〃 ثریا ظہور الدین 〃 〃	۳/-/-
〃 نسیمہ ثریا ضیاء الحق 〃 〃	۲/-/-
〃 صغیرہ رشید محمد 〃 〃	۱/-/-
〃 زبیدہ فضل محمد 〃	[illegible]
〃 طلعت ... 〃	[illegible]
〃 ... رشید 〃 〃	۱/-/-

محترمہ عظمت عبدالغفور متعلمہ الصف السادس	۱/-/-
" کشور غلام نبی " " "	۱/-/-
" کشور عبدالحمید " " "	۱/-/-
" سعیدہ شاہ دین " " "	۱/-/-
" عائشہ ابراہیم " " "	۱/-/-
" رقیہ شرف الدین متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-
" اختر گل اکبر شاہ متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
" رفعت آرا متعلمہ الصف السادس	۱/-/-
" شفقت آرا متعلمہ مولوی سال اول	۱/-/-
" رضیہ علی بہادر متعلمہ الصف السادس	۱/-/-
" موج کوثر متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
" سعیدہ حسن محمد " "	۱/-/-
" نسیمہ غلام قادر متعلمہ الصف السادس	۱/-/-
" فخر النساء " " "	۱/-/-
" اصغری " " "	۱/-/-
" جمیلہ خیر دین " "	۱/-/-
" امۃ اللہ متعلمہ الصف الرابع	-/-/-
" نسرین متعلمہ الصف الثالث	۱/-/-
" زبیدہ عزیز احمد متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-
" بشیرہ صفدر حسین متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
بلال متعلمہ الصف الثانی	۱/-/-
محترمہ نشاط فاطمہ متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
" ممتاز غلام رسول " "	۱/-/-
" زبیدہ برکت علی متعلمہ الصف الاکبر	۱/-/-
[illegible]	[illegible]

محترمہ بانو شہزادی متعلمہ الصف الثالث	۱/-/-
" عذرا ظہور الدین متعلمہ الصف الثانی	۱/-/-
" سرور " " "	۱/-/-
" اصغر " " "	۱/-/-
" بلقیس " " "	۱/-/-
" خاور متعلمہ الصف الثالث	۱/-/-
" شگفتہ " "	۱/-/-
" شمیم متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
" سلطانہ متعلمہ الصف الاصغر	۱/-/-
" لطیفہ متعلمہ الصف الثالث	۱/-/-
" شائستہ متعلمہ الصف الثانی	۱/-/-
" کشور متعلمہ الصف الاکبر	۱/-/-
" نذیر متعلمہ الصف الثالث	۱/-/-
" سعیدہ برکت علی " "	۱/-/-
" ممتاز غلام رسول متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
" کلثوم متعلمہ الصف الثالث	۱/-/-
" میمونہ اسد " "	-/-/-
" صفیہ محمد امین متعلمہ الصف الخامس	-/۸/-
" حمیدہ پیران دتا متعلمہ الصف الاکبر	-/۸/-
" اشرف نور محمد " "	-/۴/-
" زیتون رستم علی متعلمہ الصف السادس	-/۸/-
" منور نذیر [illegible]	[illegible]
" سعیدہ عظمت علی متعلمہ مولوی سال اول	[illegible]
غلام نبی محمد خورشید بیگم متعلمہ الصف الاکبر	[illegible]
[illegible] متعلمہ الصف الاکبر	[illegible]

محترم اشفاق متعلم الصف الاکبر	-/۴/-	محترمہ شمیم فتح محمد متعلمہ الصف الثالث	-/۸/-
محترمہ ہشام بلال متعلمہ ″	-/۱/-	″ زبیدہ، سعیدہ، نذیر ″	-/۸/-
″ جمیلہ نور محمد ″ ″	۱/-/-	″ سلیمہ متعلمہ الصف الاکبر	-/۴/-
″ شمیم محمد حسین متعلمہ الصف الرابع	-/-/-	″ حلیمہ ″ ″	-/۴/-
″ حفیظہ نیاز متعلمہ الصف الخامس	-/۸/-	″ سفینہ ″ ″	-/۴/-
″ [illegible] عبدالرحمٰن ″ ″	-/۸/-	″ کلثوم، حنیفہ، رفیقہ متعلمات الصف الاکبر	-/۶/-
″ اشرف متعلمہ الصف الرابع	-/۴/-	″ ″ صافہ خانم بنت حفیظ الرحمٰن ″	۱/-/-
″ شفقت عبدالحمید ″	۱/-/-	″ نسیم ایل متعلمہ الصف الرابع	-/۸/-
″ حفیظہ عبدالرحمٰن ″	۱/-/-	″ زاہدہ امجد علی متعلمہ الصف الاصغر	-/۸/-
″ زینب محمد شریف متعلمہ خصوصیہ اولیٰ	۱/-/-	″ مجیدہ احمد علی ″ ″	-/۸/-
″ [illegible] متعلمہ الصف الثالث	۱/-/-	″ شمیم سردار ″ ″	-/۸/-
″ شگفتہ ″ ″	۱/-/-	″ بلقیس قطب الدین ″ ″	-/۸/-
″ رفیقہ نواب ″ ″	۱/-/-	″ زینب فضل دین ″ ″	-/۴/-
″ رضیہ محمد شریف ″	۱/-/-	″ عبادت بانو ″	۱/-/-
″ وزیر النساء سلطانہ ″	۱/-/-	″ بلقیس قطب ″ ″	۱/-/-
″ اصغری ″	۱/-/-	″ زبیدہ فتح دین ″ ″	۱/-/-
″ تابندہ اختر ″	-/۸/-	″ سکینہ عمرالدین ″ ″	-/۸/-
″ رضیہ عبدالحمید متعلمہ ″	-/۸/-	″ نعیم متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
″ زہرہ متعلمہ الصف الاکبر	-/۴/-	″ ثریا عبدالغفور وحبا متعلمات الصف الاکبر	
″ رمضان، انوار الحق، غلام اختر، زاہدہ سلطانہ		″ الاصغر	۱/-/-
نبیلہ متعلمات الصف الاکبر	-/۹/-	″ نسیمہ و سعیدہ متعلمات الصف الاکبر، الثانی	۱/-/-
″ بیگم شبیر حسین خان ہیڈ مسٹریس	۱۰/-/-	″ سعیدہ متعلمہ الصف الاکبر	۱/-/-
″ کلثوم متعلمہ الصف الاصغر	۱/-/-	″ انوار سخاوت متعلمہ الصف الاصغر	-/۸/-
″ شمیم رحمت علی متعلمہ الصف الثالث	-/۸/-	″ رضیہ متعلمہ ″	-/۸/-
″ انور تنویر ″ ″	-/۴/-	″ نور متعلمہ الصف الثالث	-/۸/-

محترمہ خورشید فضل محمد متعلمہ الصف لاصغر -/۹/-
" صغریٰ حسن علی " " -/۸/-
" ماجدہ سعد اللہ " " ۱/-/-
" رضیہ ذکاء اللہ " " ۱/-/-
۳۸۷/-/-

عطیات ماہ جون ۴۶ء

محترم خان خالد ابراہیم خان صاحب ہتک ۲۰/-/-
" مہر غلام محمد صاحب جالندھر شہر ۵/-/-
" میاں محمد علی صاحب کھڑانگرہ ۱/۸/-
کاریگران دکان حاجی مہر علی احمد علی صاحبان ۴/۵/۶
محترم خان امیر الدین احمد خان صاحب جالندھر شہر ۵/۱۱/۶
" خان عطا محی الدین خان صاحب (قیمت) ۲/۱۱/۶
نامعلوم الاسم " ۱/۴/۶
محترم مولوی عظامی صاحب " -/۲/-
" شیخ عزیز بخش صاحب " -/۱/-
" منشی محمد عبد اللہ صاحب مظلوم " ۱/-/-
" سید محمد رفیق شاہ صاحب -/۲/-
" لفٹیننٹ عبد العزیز صاحب بھٹی ۲/-/-
" ایس ایم قمر الدین صاحب از لقہ ۱۳/۴/-
" محمد مہدی صاحب کوئٹہ ۵/-/-
" ڈاکٹر فضل الدین صاحب سندیلے دانا ۵۰/-/-
" محمد یعقوب صاحب کوہ مری ۵۰/-/-
" چوہدری شرف الدین صاحب جالندھر شہر -/۱/۱۲
" شیخ رحمت علی صاحب " -/۱/۳
" چوہدری رحیم بخش صاحب " -/۱/۳

محترم ایس اے حکیم صاحب شملہ ۲۵/-/-
محترمہ مسز دار بیگم صاحبہ کراچی ۱۰/-/-
" افتخار بیگم صاحبہ شہر راولپنڈی ۱۰/-/-
محترم غلام محمد صاحب بستی شیخ درویش ۲۰/-/-
" بابو نیاز احمد صاحب مستری چوبکی ۲۰/-/-
" میاں غلام محمد صاحب جالندھر شہر ۱۰/-/-
" بابو برکت علی صاحب بتقریب شادی ۲۰/-/-
ڈاکٹر چوہدری ... الدین صاحب " " ۲۰/-/-

بذریعہ حکیم برق صاحب

چوہدری رشید احمد صاحب موضع مجیدہ ریاست بہاولپور ۵/-/-
" کلیم اللہ صاحب " جہانوالی ۵/-/-
" محمد خان صاحب " بہاولنگر ۵/-/-
شیخ محمد مظفر صاحب " " ۱۰/-/-
چوہدری عبد الکریم صاحب " " ۱/-/۶
راجہ افضل خان صاحب " " ۱/-/-
جناب امیر الدین صاحب " " ۱/-/-
میزان ۲۳۶/۳/۳

تعمیر فنڈ ماہ جون ۴۶ء

ایم۔ اے وحید قریشی صاحب دھلی
(تعمیر مسجد) ۶/-/-
میزان ۶/-/-

بمد زکوٰۃ وصدقات ماہ جون ۴۶ء

جناب محمد شفیع صاحب فریدکوٹ ۱۴/۸/-

... صاحب ... -/-/۳

محترمہ خوشنودہ سیالکوٹ -/-/۱۵

میاں محمود حسن صاحب ... کرنال -/-/۲۰

جناب احمد الدین صاحب ... کمالیہ -/-/۱۰

شیخ ... الحمید صاحب ... روڈ شہر راولپنڈی -/-/۵

... علی صاحب کھڑلہ کنگرہ -/-/۱۴

محترمہ مسز نذیر احمد قریشی صاحب لاہور -/-/۳۰

بیگم صاحبہ میاں اصغر قریشی گوجرانوالہ -/-/۱۰

" " ... عبدالرحمٰن صاحب امرتسر -/-/۱۰

راجہ عنایت اللہ صاحب راولپنڈی -/-/۱۰

محترمہ مسز ایم اے قیوم صاحبہ ... -/-/۷

الحاج شرف الدین صاحب شہر راولپنڈی -/-/۲۵

محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر شیخ فرزند علی صاحب مرحوم

بستی شیخ درویش -/-/۱۰

جناب محمد اسلم خان صاحب رئیس

... خانخیل -/-/۵۰

چوہدری محمد رحیم صاحب ایبٹ آباد -/۸/۳۹

میزان -/۸/۲۹۵

وظائف فنڈ ماہ جون ۱۹۴۶ء

محترمہ طلعت پروین صاحبہ ... لاہور -/-/۲۴

میزان -/-/۲۴

بقیہ صفحہ ۲۹

	اپریل	مئی	جون
جناب محترمہ نجمہ خانم بنت خان عطا محی الدین خان صاحب وکیل	-/۲/-	-/۲/-	-/۲/- دو ماہ
" خورشید زریں صاحبہ دہلی	۱/-/- دو ماہ		۲/-/-
" بیگم صاحبہ خان بہادر عبدالمجید خان صاحب بستی بابا خیل	۱۰/-/- دو ماہ		۵۱۲
" بیگم صاحبہ کرنل محمد اکبر خان صاحب نئی دہلی	۲۰/-/-		۳۰/-/- ۵ ماہ
" میاں فقیر اللہ صاحب ایچ ڈی سی ڈی سی آفس	۱/-/-	-/۸/-	۱/-/-
" مستری عبدالعزیز صاحب جی ٹی روڈ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" میاں اشفاق علی صاحب ایم اے ایل ایل بی	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" مستری محمد حسین خادم حسین صاحبان محلہ باغ شیخ کرم بخش	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" محمد ... صاحب ... محلہ	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" خان محمد احمد خان صاحب درانی ...	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" خان بشیر احمد خان صاحب ... کلکٹر ... ار جنوری تا دسمبر ۱۹۴۶ء	۱۲/-/-		
" بابو محمد خلیل صاحب ... ریلوے بورڈ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" شیخ جان محمد صاحب ...	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" چوہدری ملک عبدالشکور صاحب	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-

	اپریل	مئی	جون
جناب ملک محمد امین صاحب	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" محمد حسین صاحب بیرون دروازہ سیداں	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" منشی محمد شریف صاحب محلہ سراج گنج	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" منشی مولا بخش صاحب ڈرافٹسمین کچہری (۸ ماہ)	۲/-/-		
" میاں جی معین الدین میاں جی غیاث الدین صاحبان لاہور	۲۵/-/-	۲۵/-/-	۲۵/-/-
" خانصاحب شیخ عبدالرحمن صاحب پنشنر انسپکٹر محلہ سراج گنج	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" خان محمد اسحاق خان صاحب بستی شیخ درویش	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" چوہدری عبدالکریم صاحب مٹھائی فروش چوک سوداں	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" منشی سردار محمد صاحب خوشنویس رینک بازار	۲/-/-	۲/-/-	۲/-/-
" محمد عبداللہ صاحب محرر دار الاقامہ (از اپریل ۴۵ء لغایت مارچ ۴۶ء)		۳/-/-	
" بابو محمد نیر دین صاحب سب پوسٹماسٹر بھگت بازار		دو ماہ ۱/-/-	دو ماہ ۱/-/-
" خان محمد عمر خان صاحب وکیل		دو ماہ ۱/-/-	
" چوہدری محمد بشیر صاحب کلرک دویژن انسپکٹر محکمہ تعلیم		-/۸/-	-/۸/-
" ابو الحسیب صاحب نیلے محل		۱/-/-	دو ماہ ۲/-/-
" محترمہ مکرمہ معظمہ پرنسس مہر بانو بیگم صاحبہ بیگم آف ممدوٹ۔ لاہور (از اپریل ۴۶ء لغایت مارچ ۴۷ء)		۶/-/-	
" " حمیرا خانم صاحبہ رئیسہ مدرسۃ البنات (از مئی تا ستمبر ۴۶ء)			۱۰/-/-
" چوہدری فضل الٰہی صاحب جونیئر سب جج			۱/-/-
" " عبدالحق صاحب دفتر رسالہ مسلمہ و پیام اسلام			-/۴/-
" بابو سردار علی صاحب انسپکٹر چونگی میونسپل کمیٹی از ستمبر ۴۵ء تا جون ۴۶ء			۲/۸/-
	۱۲۸/۵/-	۱۴۱/۵/-	۱۱۰/۳/-

متفرق آمدنی

	اپریل	مئی	جون
بروئے رسید ۱۰۴۱ پنجم ۱	۲۲/-/-		
جناب محترمہ رئیسہ مدرسۃ البنات داخلہ بورڈر و مقامی طالبات		۲۴۱/-/-	
فروخت سائبان رومی بذریعہ ماسٹر نذیر احمد صاحب بٹ		۲۰/-/-	
فروخت چھ شیٹ کارڈ		۱/-/-	
داخلہ طالبات مقامی و بورڈرز			۸۵/-/-

نرخنامہ اشتہارات

مقدار	ایک ماہ	۳ ماہ	۶ ماہ	ایک سال
فی صفحہ	۱۰/-/-	۲۷/-/-	۴۸/-/-	۸۴/-/-
نصف صفحہ	۶/-/-	۱۶/۸/-	۳۰/-/-	۴۸/-/-
چوتھائی صفحہ	۴/-/-	۱۰/۸/-	۱۸/-/-	۳۰/-/-

[redacted]

گوشوارہ آمدنی انجمن مدرسۃ البنات شہر جالندھر بابت ماہ اپریل مئی و جون سنہ ۱۹۴۶ء

نام ماہ	عطات	چندہ ماہوار	متفرق	زکوٰۃ و صدقات	تعمیر و مرمت	وظائف فنڈ مدرسہ	رسالہ پیام اسلام	رسالہ مسلمہ	فروخت کتب	دارالایتام	رقم پائی	رقم آنے	رقم روپے
اپریل	۲۶۶/۶/۹	۱۲۹/۵/-	۲۴/-/-	۲۵۵/۲/-	۳/-/-	۳۶/-/-	۶/-/-	۱۴۷/۱۲/-	×	×	۶	۲	۱۰۷۸
مئی	۲۸۸/۳/-	۱۲۱/۵/-	۲۶۲/-/-	۲۵۰/-/-	×	۳۰/-/-	۲۵/۲/۹	۱۸۵/۱۲/-	×	×	۹	۶	۱۳۳۸
جون	۳۲۶/۲/۸	۱۱۰/۶/-	۲۵/-/-	۲۹۵/۸/-	۲/-/-	۲۴/-/-	۶/-/-	۱۳۴/۸/-	۱/۸/-	×	۳	۴	۱۱۰۹
میزان کل	۱۰۸۶/۵/۹	۳۶۰/۳/-	۳۲۷/-/-	۸۰۰/-/-	۸/-/-	۱۰۲/-/-	۳۷/۲/۹	۴۶۸/-/-	۱/۸/-	×	۶	۱۳	۳۶۱۵

گوشوارہ اخراجات انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر - بابت ماہ اپریل مئی وجون سنہ ۱۹۴۶ء

نام ماہ	تنخواہ ملازمین مدرسہ	متفرق مدرسہ	کرایہ بلڈنگس مدرسہ	کرایہ بلڈنگس دارالاقامہ مع متفرق	وظائف فنڈ	زکوٰۃ و صدقات	عملہ دفتر انجمن	متفرق انجمن	رسالہ پیام اسلام	رسالہ مسلمہ	تعمیر و مرمت	رقم: پائی	آنے	روپے
اپریل	۶۵۰/۶/-	۳/۱۲/-	۶۷/-/-	۳۹/-/-	۳۲/-/-	۱۰۶/۱۲/۹	۵/-/-	۲۰/۳/۳	۲۰/۴/-	۱۲۶/۱۳/۹	۳۰/-/-	۹	۱	۱۸۲۱
مئی	۷۹۱/-/-	×	۶۷/-/-	۲۶۱/-/-	۳۳/-/-	۸۹/-/-	۳۵/-/-	۱۷۳/۱۲/-	۶۸/۱۱/-	۱۸۸/۹/۶	۲۸۸۶/-/۳	۰	۷	۴۵۸۲
جون	۷۹۶/-/۶	×	۶۷/-/-	۲۶۳/۱۳/۶	۲۰/-/-	۸۹/-/-	۱۶۷/-/-	۱۱۲/۱/۳	۵۷/۱۳/۹	۱۱/۳/-	۲۹۱۸/۱۲/-	۰	۱۰	۴۷۰۵
میزان کل	۲۲۳۳/۶/۶	۳/۱۲/-	۲۰۱/-/-	۶۲۳/۱۳/۶	۶۹/-/-	۲۸۴/۱۲/۹	۲۳۷/-/-	۶۸۸/۶/۶	۱۸۴/۱۲/۹	۳۲۸/۶/۳	۵۸۱۶/۱۲/۳	۹	۲	۱۱۰۰۹

گوشوارہ مداخل ومخارج انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر بابت ماہ اپریل مئی وجون سنہ ۱۹۴۶ء

	روپے	آنے	پائی		روپے	آنے	پائی
آمدنی سہ ماہی دوم	۳۶۱۵	۱۳	۰	اخراجات سہ ماہی دوم	۱۱،۰۰۴	۲	۹
بقایا سہ ماہی اول	۳۹۸۴۰	۱۴	۳½	واپسی امانات بماہ جون	۳۹	۴	۰
امانات بماہ مئی دفتر چیک	۵۹۹	۴	۰	〃 〃 〃	۴۰	۰	۰
〃 〃 چک راولپنڈی	۵۹	۱۲	۰	〃 〃 〃	۲۰	۰	۰
〃 〃 بھوپال	۳۹	۴	۰	〃 〃 〃	۳۶	۰	۰
〃 〃 امپیریل بنک	۲۰۰	۰	۰	〃 〃 〃	۱۶	۲	۹
〃 〃 ٹریڈرز بنک	۳۶	۰	۰	بقایا حال	۳۲،۲۲۵	۳	۳½
〃 〃 جون سلیم الدین صاحب	۸۴	۱۳	۰				
میزان کل	۴۴،۴۷۵	۱۲	۹½		۴۴،۴۷۵	۱۲	۹½

نورالدین بٹ جنرل سیکرٹری



ملنے کا پتہ: منہاس برادرز ۔ بازار شیخاں ۔ جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ مسلمہ

جالندھر شہر

اگست ۱۹۳۶ء

مدیرہ : حمیرا

چندہ سالانہ : ایک روپیہ آٹھ آنے

جنرل برقی پریس جالندھر شہر میں باہتمام محمد احمد خاں ذاکر طابع و ناشر چھپکر دار القرآن سے
شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر
جلد ۱۵ اگست ۱۹۴۶ء۔ رمضان ۱۳۶۵ھ نمبر ۲

ماہِ رمضان المبارک

(جناب رشید احمد قمر پرجیانی)

ہو مبارک ماہِ رمضان المبارک آ گیا ✣ ابرِ رحمت ہر طرف سے آسماں پر چھا گیا
اس مہینہ کے فضائل میں کروں کیسے بیاں ✣ ہے قلم لکھنے سے عاجز اور کہنے سے زباں
اس مہینہ میں ہوا نازل وہ قرآنِ مجید ✣ جو ہمارے واسطے ہے ہادیٔ راہِ رشید
وہ مبارک رات بھی آتی ہے اسی ماہ میں ✣ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْر فرمایا جسے قرآن میں
روزہ رکھنا اک فریضہ ہے مسلماں کیلئے ✣ تقویٰ اور صبر کی تلقین دینے کے لئے

روزے میں رحمت ہے پوشیدہ خدائے پاک کی
حاصل اس سے ہوتی ہے صحت جسم و روح کی

مکتب کی یاد میں

(... انجم ... متعلمہ مدرسۃ البنات)

اے چمن زارِ محبت تو نے یہ کیا کر دیا؟ ✧ اپنے کو بیگانہ بیگانے کو اپنا کر دیا!
دُور ہوں تجھ سے تو گُل بھی خار ہے میرے لئے ✧ اک ذرا سی دیر میں کیا سے مجھے کیا کر دیا!
راحتیں دنیا کی اب آنکھوں میں جچتی ہی نہیں ✧ کلفتوں نے تیری کیا طرفہ تماشا کر دیا!
کوٹ کر سینے میں دردِ قوم و ملت بھر دیا ✧ [illegible] سے دل میں اُجالا کر دیا!
کیوں بھلا تیرے دردِ دیا مجھ کو [illegible] ✧ [illegible] نے مجھ کو تیرا شیدا کر دیا
سر سے پا تک تُو نے کیسے مجھ کو [illegible] کر دیا ✧ [illegible] محبت تُو نے یہ کیا کر دیا؟
تیری محفل اس طرح سے چھوڑ کر آئی ہوں میں ✧ [illegible] سب دنیا سے ہی منہ موڑ کر آئی ہوں میں
گرچہ میرے پاس تیرے علم کی کلیاں بھی ہیں ✧ اور تیری تربیت کے پھول بھی لائی ہوں میں
لیکن اب معلوم یہ ہوتا ہے میرا کچھ نہیں ✧ خود کو تیری بزم میں اسطرح کھو آئی ہوں میں
سوز و اخلاص و وفا سے سر بسر معمور ہے ✧ [illegible] مدرسہ تیری سراپا نور ہے
دل کا گوشہ تیری یاد سے معمور ہے ✧ ہر نفس تیرے لئے فریاد سے معمور ہے

سوزِ دل سے [illegible]
داستانِ دردِ انجم کو سنا آتی ہوں میں

مناجات

(از عزیزہ فرحت بہاولپوری)

عزیزہ مذکورہ نے گذشتہ سال جب وہ جماعت چہارم کی طالبہ تھی اپنے حسب حال اپنی سادہ سی نظم نہایت موثر لہجہ میں پڑھ کر سنائی تھی۔ (ادارہ)

ایمان بھی ہو قرآن بھی ہو، روشن ہو دل بھی جان بھی ہو
شیطان کو دور بھگا رب، کر دولتِ دین عطا یا رب

پردیس میں پڑھنے آئی ہوں، اک شوق میں دل میں لائی ہوں
ہو علم نصیب بڑا یا رب، کر دولتِ دیں عطا یا رب

اسکول میں میں ہوشیار بنوں، ماں باپ کی تابعدار بنوں
استانیاں خوش ہوں سدا یا رب، کر دولتِ دیں عطا رب

جس وقت نماز میں پڑھتی ہوں، یہ عرض خدا سے کرتی ہوں
فرحت کو نیک بنا یا رب، کر دولتِ دین عطا رب

عربی عورت عہدِ جاہلیت میں

اور

بزمِ ہستی میں اس کا حصہ

(تسلسل)

عرب کے خیال نے تو عورت کو اتنا بڑھا اور چڑھایا ہے کہ آسمان کے فرشتوں کو اس کے ہم شکل و ہم جنس بنا دیا۔ عرب نے کہا: "فرشتے اللہ کی بیٹیاں اور پیاریاں ہیں ...... خدائے پاک کی ذات اُن کے توہمات سے بہت اونچی ہے۔"

اور جب تم کو یہ معلوم ہوگا کہ عرب فرشتوں کو اپنے خداوند ہی بنا بیٹھے تھے، تو کیا سمجھو گے، تو کیا سمجھو گے کہ وہ اس زمانے میں ان کی ہم جنسوں کو کیا سمجھتے ہونگے۔

بلکہ تم اس عورت کو کیا سمجھو گے جس نے مرد کے دل پر اس کی رائے پر ایسا سکہ جما رکھا ہے کہ جب تک وہ اس کو یاد نہیں کر لیتا، اس کے رنگ و بو کی تعریف، خوشبو کی ثنا نہیں کر لیتا اور اس کے کھنڈرات اور آثار سے متاثر نہیں ہو لیتا نہ کسی معنے تک پہنچ سکتا ہے نہ کسی مضمون تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

یہی حال شعرائے عرب کا تھا، جو اپنی قوم کی زبان، آدابِ قوم کے نگہبان، اس کی شرافت کے حامی، اس کی فضیلتوں کے بانی تھے۔ یہاں تک مُہلہل بن ربیعہ اپنے بھائی کلیب کو رو یا ہے دل غم و رنج سے بیتاب، مگر بھائی کا ذکر پیچھے کرتا ہے اور عورت اور اس کے ڈیرے کا پہلے، چنانچہ کہتا ہے :-

(۱) اَلدَّارُ قَفْرٌ عَفَاهَا بَعْدَ سَاكِنِهَا
بِالرِّيحِ بَعْدَ ارْتِحَالِ الْحَيِّ عَافِيهَا
(۲) وَ غَالَهَا الدَّهْرُ اَنَّ الدَّهْرَ ذُو غِيَلٍ
فَاَصْبَحَتْ يَلْقَعًا قَفْرًا مَغَانِيهَا

(۳) اِلَّا دَوَاكِدُ سُفْعًا بَيْنَ مُلْتَبِسٍ
مِثْلَ الْحَمَامَةِ مَنْتُوفًا خَوَا فِيهَا
(۴) دَارٌ لِمَخْتُومَةِ الْكَشْحَيْنِ خَرْعَبَةٌ
كَالشَّمْسِ حِيْنَ بَدَا فِي الضَّوْءِ بَادِيهَا

(ترجمہ) (۱) گھر اپنے بسنے والے بعد ایک ویرانہ ہے کہ قبیلے کے کوچ کر جانے کے بعد مٹنے والے والے نے ہوا سے اس کے نشان گم کر دئے ہیں۔
(۲) زمانے نے یکایک اس کو تباہ کر دیا ۔ ۔ ۔ ۔ اور زمانہ تو ہے ہی تباہ کار۔ سو اس کی شاندار عمارتیں سنسان ویرانہ ہو گئیں۔
(۳) مگر چولھے کے برقرار ماندہ پتھر یا نفس کے ڈھیر میں نچی ہوئی کبوتری کی طرح پڑے ہیں۔
(۴) یہ گھر ہے ایک خوبرو خوشخو نازنین نوجوان حسینہ کا جس کی دونوں کوکھیں نرم و نازک ہیں، جس وقت روشنی میں اس کا بدن نمودار ہوتا ہے تو سورج کی مثل آشکار ہوتا ہے۔ پس
پس اسی طرح وہ اس گھر والی کے گن گاتا چلا جاتا ہے، یہانتک کہتا ہے :

كُلَيْبُ لَا خَيْرَ فِي الدُّنْيَا وَمَنْ فِيهَا
إِذْ أَنْتَ خَلَّيْتَهَا فِيمَنْ يُخَلِّيهَا

کلیب! دنیا میں اور دنیا کے رہنے والوں میں کوئی بھلائی نہ رہی، جب تو اس کو چھوڑ کر ان لوگوں میں جا ملا جو اس کو چھوڑ جاتے ہیں۔

یہی کام حارث بن عباد نے کیا۔ جب مہلہل نے اس کے پسر بجیر کو مار ڈالا اور اس کے سینے میں خشم و انتقام کا انگارہ بھڑک اٹھا جس کو اس نے جہنم بنا کر تمام آلِ مہلہل کے دل میں بھڑکا دیا۔ اس نے اس پر ایک طوفان خیز قصیدہ کہا جو ذکر پسر اور اس کے قتل کی کیفیت پر مشتمل تھا۔ اس کی ابتدا بھی عورت ہی کے قصے سے ہوئی ہے، کہتا ہے :

بَانَتْ سُعَادُ وَمَا وَفَّتْكَ مَا تَعِدُ
وَأَنْتَ فِي إِثْرِهَا حَرَّانُ مُعْتَمِدُ

(سعاد جدا ہو گئی اور جو وعدے وہ کیا کرتی تھی تجھ سے وفا نہ کئے اور تو تشنہ اس کے پیچھے پیچھے شب روی کر رہا ہے۔
اسی طرح سعاد کی تعریف کرتے کرتے وہ پورے دس شعر کہہ گیا ہے، پھر کہیں جا کر اصل

مطلب کی طرف رُخ کیا ہے، چنانچہ کہا ہے :۔

سَلْ حَيَّ تَغْلِبَ عَنْ بَكْرٍ وَوَقْعَتِهِمْ
بِالْحِنْوِ اِذْ خَسِرُوْا جَهْدًا وَمَا رَشَدُوْا

قبیلۂ تغلب سے بکر اور ان کے معرکے کا حال پوچھ جو حنو کے مقام پر واقع ہوا تھا جبکہ ان کی کوششیں ناکام رہیں اور روبراہ نہ ہوئیں۔

واللہ نہ تو غمِ فرزند نے مہلہل کو اپنے سوا کسی اور کام کا رکھا تھا اور نہ قتل فرزند کے حادثے نے حارث کو کسی اور شغل کے قابل رہنے دیا تھا، پھر بات کیا ہے کہ دونوں اپنے قصائد کا آغاز اس طریق سے کر رہے ہیں ؟ سُن رکھئے بات صرف اتنی ہے کہ اس طریق سے وہ بھڑک جانے والے معنوں کو دام میں لانا اور رم خور لفظوں کو رام کرنا چاہتے ہیں، وہ ایسا نہ کرتے تو ان کے کلام میں شیرینی کب ہوتی اور اُن کی بات میں یہ رس کہاں سے آتا۔ یہ عرب کی طبیعت ہے اور یہ اُن کی سنت۔

(باقی باقی)

ایک عام تنبیہ

آئے ہوئے خطوط اور اکثر بیرونی بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ بعض مستورات مدرسۃ الصبیات کو مدرسۃ البنات جالندھر کی شاخ بتا کر اس کے لئے چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں، اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دے دیتے ہیں کہ یہ چندہ مدرسۃ البنات کو پہنچتا ہے۔ اس لئے ہم اشتباہ کو دُور کرنے کے لئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مدرسۃ البنات کا مدرسۃ الصبیات نامی کسی مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں، اور نہ ان کے حسابات کی انجمن مدرسۃ البنات جواب دہ ہے۔

نور الدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر

اسلام مذہب حکمت ہے

(علامہ رشید رضا کے ایک لیکچر کے ایک جزو کا ترجمہ)

حکمت کا درجہ مطلق علم ہے اور حکیم کی شان ایک عالم کی شان سے بلند ہے۔ عالم ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اسے کسی شے کا علم ہو لیکن حکیم ہونے کے لئے محض سرسری علم کافی نہیں ہے حکیم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اشیاء کی حقیقتوں سے بھی باخبر ہو، علتوں اور اسباب پر بھی اس کی نظر ہو، فوائد و نتائج سے بھی آگاہ ہو۔ حکمت (فلسفہ) اور حکیم (فلسفی) کا درجہ علم و عقل کا انتہائی درجہ ہے۔ قرآن پاک کا اس کے متعلق یہ فتویٰ ہے :۔

یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَاءُ وَ مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا

خدا جسے چاہتا ہے حکمت بخشتا ہے اور جسے حکمت مل گئی وہ خیرِ کثیر کا مالک ہو گیا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جن بڑے بڑے مقاصد کے لئے بھیجے گئے ہیں ان میں ایک بہت بڑا مقصد تعلیم حکمت بھی ہے۔ اس کا ذکر متعدد آیتوں میں ہے۔ ایک آیت ملاحظہ فرمائیں :۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔

وہ خدا ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول بھیجا، جو ان پر خدا کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں، ان کے نفسوں کو پاک کرتے ہیں اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتے ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

پیغمبر اسلام پر اللہ کے جو بڑے بڑے انعامات ہیں ان میں ایک انعام حکمت بھی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :۔

وَ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۝

اللہ نے آپ پر کتاب و حکمت کو نازل فرمایا اور وہ علم دیا جو آپ نہ جانتے تھے۔ یہ آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

دوسری جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔

لوگوں کو راہِ خدا کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔

ایک جگہ بنیادی نیکیوں کی وصیت اور بڑی بڑی برائیوں سے مخالفت کرنے کے بعد آخر میں فرمایا

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ۔

یہ وہ حکمت ہے جو آپ کے پروردگار نے آپ کی طرف وحی کی ہے۔

آپ قرآن پاک کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالے نے اپنے بہت سے رسولوں اور نبیوں کو حکمت بخشی تھی۔ لیکن ان کے بعد ان کی قوم نے اس حکمت کو ضائع کر دیا اور اس کی جگہ کورانہ تقلید کو رواج دیا، جس کی وجہ سے ان کو انتہائی پستی و ذلت نصیب ہوئی۔ غدا یہودیوں کے بارے میں فرمایا ہے:۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا۔

اور یہ لوگوں پر اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ ہم نے اُن پر (کیوں) اپنا فضل کیا ہے بیشک ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت دی تھی اور خود انھیں ایک سلطنت عظیم بھی عطا فرمائی تھی۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بندوں پر اللہ کا سب سے بڑا انعام کتاب ہے۔ پھر حکمت ہے اور اس کے بعد حکومت ہے۔

داؤد علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا:۔

وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْعِلْمَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ۔

یعنی اللہ نے انھیں علم اور حکمت دی اور وہ علم دیا جو دینا چاہا۔

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کے متعلق فرمایا:۔

وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ۔

ہم نے تجھے کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل سکھ دی۔

اسی طرح حضرت لقمان کی شان میں ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اور ہم نے لقمان کو حکمت دی۔
اس کے بعد خدا تعالیٰ نے حضرت لقمان کی حکمتوں سے ان کی نصیحتوں کا ذکر کیا ہے جو انھوں نے اپنے بیٹوں کو کی تھیں۔ ان نصیحتوں میں نیکیوں کی تائید ہے، اس کے ساتھ ہی ان کے فوائد بھی ہیں۔ برائیوں کی ممانعت ہے اور ان کے نقصانات کی طرف بھی اشارے ہیں۔

جس طرح قرآن میں لفظ حکمت کثرت سے آیا ہے اسی طرح لفظ فقہ بھی اکثر استعمال کیا گیا ہے اس سلسلے سورہ انعام سورہ اعراف سورہ انفال اور سورۂ توبہ کا مطالعہ فرمائیں۔ لیکن فقہ سے مراد مسائل ظاہر یعنی طہارت، طریقہ نماز، بیع و شراء وغیرہ کا علم نہیں بلکہ اس سے مقصود وہ گہری سمجھ ہے جس سے انسان حکیم بن جاتا ہے۔

اللہ جل شانہٗ کا خوف اور ڈر

(جناب امۃ اللہ صاحبہ تسنیم)

اللہ تعالیٰ کا خوف بہت ہی اہم چیز ہے۔ ہر مسلمان کے دل میں اللہ کا ڈر ہونا چاہئے، موت کا خیال رکھنا چاہئے۔ آخرت کے انجام کی فکر اور برے انجام سے ڈرنا چاہئے۔ جو خدا سے ڈر گیا وہ ہر چیز سے ڈر گیا، اس لئے کہ دنیا و آخرت میں ہر کام اسی کے قبضہ و قدرت میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ رات بھر روتے رہے اور صبح تک یہ آیت نماز میں تلاوت فرماتے رہے:

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ٥ (اے اللہ اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بیشک تو زبردست قدرت والا ہے۔ مطلب یہ کہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے کرے، کوئی کچھ نہیں کر سکتا، چاہے سزا دے چاہے جزا دے، ایسے زبردست قدرت والے سے ہر وقت ڈرنا چاہئے، مگر میں یہ دیکھتی ہوں کہ اب لوگوں کے دلوں سے اللہ کا ڈر اور اس کا خوف بالکل جاتا رہا۔

بڑی حیرت کی بات ہے کہ ایسے زبردست قدرت والے کے زبردست ہو کر یہ نڈری اور بے باکی

نہ دین کی اہمیت، نہ اللہ کا ڈر، نہ آخرت کا خوف۔ جو جس حال میں ہے اسی میں مگن ہے کچھ پروا نہیں کہ کیا ہونے والا ہے اور کیا ہوگا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس زمانے میں لوگوں کے دلوں میں اور بھی زیادہ رقت ہوتی۔ مگر یہ بات کہاں۔ جب آنکھوں پر غفلت کے پڑ جاتے ہیں اور دل سیاہ ہو جاتے ہیں، تو اچھے بُرے کی تمیز اور عذاب و ثواب کی فکر دل سے نکل جاتی ہے انسان گناہ کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ہم گناہ نہیں کرتے ظلم و زیادتی کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ہم کچھ نہیں کرتے۔ اللہ کا ڈر ہو، آخرت کا خوف ہو تو معمولی گناہ بھی دل میں کھٹکتے۔ اللہ سے ڈرنے والے ایک ذراسی غلطی پر مدتوں روتے اور اپنے آپ کو ملامت کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق جو انبیاء کے بعد سب سے افضل ہیں اور ان کا جنتی ہونا یقینی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی ہے، جنتیوں کی ایک جماعت کا سردار بنایا ہے اور حضور نے ان کو جنت کی بشارت دی ہے، جنتیوں کی ایک جماعت کا سردار بنایا ہے اور حضور نے ان کو خوشخبری دی تھی کہ جنت کے ہر دروازے سے تمہاری پکار ہوگی۔ ہر دروازے سے تم بلائے جاؤ گے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ میری امت میں سب سے پہلے ابوبکرؓ جنت میں جائیں گے۔ ان تمام باتوں اور تمام بشارتوں کے باوجود ہمیشہ اللہ کے ڈر سے خوفزدہ رہتے تھے۔ حضرت ربیعہ اسلمی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی بات پر مجھ سے اور ابوبکر سے بحث ہوگئی اور انہوں نے دوران بحث میں کوئی سخت بات مجھے کہہ دی، جو مجھے ناگوار گزری۔ فوراً ان کو ندامت ہوئی۔ مجھ سے کہا تم بھی مجھکو کہہ دو تاکہ بدلہ ہو جائے۔ میں نے کہنے سے انکار کیا تو انھوں نے کہا، کہو، نہیں تو حضور سے جاکر شکایت کروں گا۔ میں نے اس پر بھی کچھ نہ کہا۔ جب وہ چلے گئے تو بنو اسلم کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے: یہ اچھی بات ہے کہ خود ہی زیادتی کریں اور خود ہی حضور سے شکایت کریں۔ میں نے کہا: تم جانتے بھی ہو، یہ کون ہیں؟ یہ ابوبکر صدیق ہیں۔ اگر یہ مجھ سے خفا ہو گئے تو اللہ کے پیارے رسول مجھ سے خفا ہو جائیں گے، اور ان کے خفا ہونے سے اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہو جائے تو ربیعہ کی ہلاکت میں کوئی شک نہیں۔ اس کے بعد میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا قصہ عرض کیا۔ حضور نے فرمایا: تم نے بہت اچھا کیا جو بدلہ نہیں اتارا، البتہ اس کے بدلہ یوں کہہ دو کہ اے ابوبکر: اللہ تم کو معاف کرے۔

حضرت ابوبکر کہتے ہیں کہ ذراسی بات منہ سے نکل گئی تو اس کی اتنی فکر کہ ان سے دیر

تمکہتے رہتے جب ان کو ناپسند نہ مانا تو حضور سے جاکر عرض کی کہ کسی صورت سے یہ بدلہ میں آخرت کے لئے نہ رہے۔ ہم لوگ ایک دوسرے کو سخت سے سخت بات کہدیتے ہیں اور ذرا بھی اثر نہیں ہوتا کہ ہم نے زیادتی کی ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ آخرت میں اس کا حساب و کتاب بھی ہوگا یا نہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اکثر کہتے: اے کاش میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا، کوئی گھانس ہوتا جس کو جانور چر لیتے۔ کاش میں کسی مومن کے بدن کا بال ہی ہوتا۔ ایک مرتبہ کسی باغ میں آپ تشریف لے گئے۔ وہاں ایک جانور کو بیٹھا ہوا دیکھ کر ٹھنڈی سانس بھری اور فرمایا: تو کتنا اچھا ہے، آرام سے کھاتا پیتا ہے اور درختوں کے سایہ میں آرام کرتا ہے پھر آخرت میں تجھ پر کوئی حساب نہ ہوگا۔ کاش ابوبکر تیری ہی طرح ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک تنکا ہاتھ میں لیتے اور کہتے: اے کاش عمر یہ تنکا ہوتا۔ اے کاش! عمر کو اس کی ماں نے جنا نہ ہوتا۔ صبح کی نماز میں اکثر بڑی بڑی سورتیں پڑھتے اور روتے ایک مرتبہ سورۂ یوسف پڑھ رہے تھے۔ جب اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ پر پہنچے تو روتے روتے آواز نہ نکلی۔ تہجد کی نماز میں بعض وقت روتے روتے گر جاتے اور بیمار ہو جاتے یہ اللہ کے ان نیک بندوں کے ڈر کا حال ہے جن کو جنت کی کھلی ہوئی بشارت مل چکی تھی اور ہمارا یہ حال ہے کہ اگر پانچ وقت کی نماز پڑھ لی تو سمجھ لئے کہ اب ہم جنتی ہیں، گویا ہمیں جنت میں جانے کا پروانہ مل گیا ہے۔ بس اب ہم جتنا چاہیں ظلم کریں ستم ڈھائیں، کوئی پرسش نہ ہوگی۔ اللہ اللہ! ہماری یہ نڈری اور اللہ کے نیک بندوں کے ڈر کا یہ حال۔

غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ جا رہے تھے۔ رستے میں قوم ثمود کی بستی پر گذر ہوا۔ آپ نے اپنا چہرۂ مبارک ڈھانک لیا، اونٹنی کی رفتار تیز کر دی اور صحابۂ کرام سے فرمایا: ان ظالموں کی بستیوں سے روتے ہوئے ڈرتے ہوئے جلدی نکل جاؤ، ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب نازل ہو جائے، جو ان پر نازل ہوا تھا۔ اللہ اکبر! اللہ کے لاڈلے نبی کا یہ حال کہ ایسی بستی سے جس پر عذاب نازل ہو چکا تھا، ڈرتے خوف کرتے گذرے اور اب یہ حال ہے کہ ایسی بستی جس میں زلزلہ آ جائے یا ایسی آندھی کہ جس نے کسی بستی کو ویران کر دیا ہو یا ایسی بارش ہوئی کہ تمام مکان منہدم ہو گئے ہوں، تو ہم لوگ اس کو سیرگاہ بنا لیتے ہیں۔ اور کھنڈروں کی سیر کرتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر رونا تو الگ چیز ہے، عبرت تک نہیں

ہوتی۔ ابھی حال ہی میں ایک زبردست آندھی آئی کہ جس سے دل دہل گئے۔ ہندو تک رام رام کہنے لگے لیکن عین اُس وقت جبکہ تیز ہوا چل رہی تھی اور آندھی آ رہی تھی ایک مسلمان میدان میں کھڑا کہہ رہا تھا کہ دیکھو اللہ میاں مذاق کر رہے ہیں۔ اللہ کی پناہ! اللہ ایسی سخت دلی سے بچائے۔

حدیث شریف میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابر آتا تھا یا آندھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا رنگ فق ہو جاتا تھا۔ ڈر کی وجہ سے کبھی اندر تشریف لے جاتے کبھی باہر تشریف لاتے اور یہ دعا زبان مبارک پر جاری ہو جاتی تھی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ۔

ترجمہ: اے اللہ میں اس ہوا کی بھلائی چاہتا ہوں اور جو بھلائی اسمیں ہے اور جس غرض سے بھیجی گئی ہے اس کی بھلائی چاہتا ہوں۔ اے اللہ میں اس ہوا کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور جو چیز اس میں ہے اور جس غرض سے بھیجی گئی ہے اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔

پھر جب بارش شروع ہو جاتی تھی تو آپ کے چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگتے تھے اور آپ مطمئن ہو جاتے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! لوگ تو ابر دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور آپ بہت زیادہ فکرمند ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: عائشہ! مجھے کیسے اطمینان ہو کہ اس میں عذاب نہیں ہے۔ قوم عاد پر ہوا سے عذاب ہوا تھا اور وہ سمجھی تھی کہ برسنے والا بادل ہے، حالانکہ اس میں عذاب تھا۔

حضرت نضر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ دن میں اندھیرا چھا گیا۔ میں انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی کبھی ایسا واقعہ پیش آیا تھا۔ انہوں نے کہا: خدا کی پناہ! حضور کے زمانے میں اگر ذرا سی ہوا تیز ہوتی تھی تو ہم لوگ قیامت آجانے کے ڈر سے مسجد میں دوڑ جاتے تھے اور وہاں پناہ لیتے تھے۔

ایک دوسرے صحابی فرماتے ہیں کہ جب آندھی آتی تھی تو حضور گھبرا کر مسجد میں تشریف لے جاتے تھے لیکن آج یہ حال ہے کہ ڈرنا تو بڑی بات ہے جو ڈرتا ہے اس کا مذاق اُڑایا جاتا ہے، پھبتیاں کسی جاتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس قدر روتے تھے کہ آنکھیں روتے روتے بیکار ہوگئی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے دیکھ لیا تو کہنے لگے: تم میرے رونے پر تعجب کرتے ہو؟ اللہ کے خوف سے تو سورج بھی روتا ہے۔

ایک نوجوان صحابی پڑھ رہے تھے، جب فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ وَرْدَةً کَالدِّهَانِ پر پہنچے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے، روتے روتے دم گھٹنے لگا۔ کہنے لگے: ہائے جس دن آسمان پھٹ جائیں گے، میرا کیا حال ہوگا؟ ہائے میری بربادی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف سے گذر رہے تھے، فرمایا: تمہارے اس طرح رونے سے فرشتے رونے لگے۔

ایک انصاری نے تہجد پڑھا، پھر بیٹھ کر رونے لگے اور کہنے لگے: اللہ ہی سے جہنم کی آگ سے پناہ چاہتا ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا: تم نے آج فرشتوں کو رُلا دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ کے خوف سے اس قدر روتے تھے کہ چہرے پر آنسوؤں کے بہنے سے دو نالیاں بن گئی تھیں۔ ان تمام واقعات کو دیکھ اور سن کر تعجب ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس قدر کیوں خوف زدہ رہتے تھے، اور آجکل کیوں نڈر ہو گئے۔ کیا اُن کو دوزخ دکھا دی گئی تھی اور ان کو جنت دکھا دی گئی ہے۔ یا ان پر خدا کی طرف سے وحی نازل ہوئی ہے کہ تم گناہ کئے جاؤ ہم بخشتے جائیں گے۔ یہ کوئی بات نہیں۔ اصل یہ ہے کہ اس وقت کے لوگوں کے دلوں میں نہ خدا کی محبت ہے نہ رسول کی، نہ دین کی اہمیت ہے۔ اللہ سے محبت ہوتی تو اس کی رضا حاصل کرنے کی فکر ہوتی، اس کی ناراضگی کا ڈر رہتا۔ رسول سے محبت ہوتی تو طریق سنت پر چلنے کا ہردم خیال رہتا۔ دین کی اہمیت ہوتی تو اچھے عمل کرنے کی فکر ہوتی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اور اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے مالا مال کرے اور اچھے عمل کی توفیق عطا فرمائے، بُرے کاموں سے بچائے اور اپنے عذاب کا ڈر دے اور اپنی رحمت کا امیدوار بنائے۔ آمین۔

پاک دامنی

(جناب سید محمد نافع حسنی، رائے بریلی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات حکمت کی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی کا قول ہوتا ہے جو آپ کی زبان سے نکلتا ہے۔

اور مذہب میں جو احکام ہیں ان کو اگر طبابت، حکمت، سائنس کسی نظر سے دیکھا جائے تو وہ ہر فن میں پورے پورے اتریں گے۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ انسان کی کوتاہ نظر اس کو پرکھ نہ سکے۔ سائنس کے اہل لوگ اسلامی شعائر کو اپنی میزان پر پرکھتے ہیں، اور اس کا انکار کر جاتے ہیں، مگر ایک نہ ایک دن ان کو بھی ماننا پڑتا ہے۔

سائنس کی بعض ایجادات کو دیکھ کر بعض مسلمانوں پر غیر مذہب کے متبعین کی جو سائنس وغیرہ میں عروج پر ہیں ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور وہ ان کی عقل و ادراک کے قائل ہو جاتے ہیں۔ اس تائید سے ان کے مذہب پر بہت اثر پڑتا ہے، جو بہت خطرناک ہو جاتا ہے۔ کسی مذہب کی کسی چیز کو پسند کرنا ہرگز مناسب نہیں، بلکہ خطرناک ہے، اگرچہ ان کے لباس و اطوار بھی پسندیدہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ذرا سی شباہت کو بھی ناپسند فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ جب آپ لوگوں کی مجلس میں آئے تو لوگ کھڑے ہو گئے۔ آپ نے منع فرمایا: مت کھڑے ہو، اس لئے کہ نصاریٰ بھی کھڑے ہوتے ہیں۔

کسی شخص کی کسی صفت یا لباس وغیرہ کی پسندیدگی سے ایک دن اس کے افعال سے بھی نفرت جاتی رہتی ہے اور پھر اس کے افعال پسند آنے لگتے ہیں۔

ایک بزرگ جو بہت سے مرشدوں کے مرشد تھے، ان کو بھی شیطان نے راہ راست سے ہٹا کر دین نصاریٰ کی طرف راغب کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو نصاریٰ کی چند چیزیں پسند تھیں۔ انتقال کے وقت ان کے منہ سے برابر "اللہ ثالث ثلاثہ" نکلتا رہا اور ان کی بیٹی برابر کہتی رہی کہ کہو: لا الٰہ الا اللہ، پس شیطان نے اسی راستہ سے ان کے آخری وقت میں ان کی پوری عمر کی کمائی برباد کر دی۔

وجہ یہ ہے کہ شیطان کو بہکانے کا پورا پورا تجربہ ہے، وہ یہ جانتا ہے کہ برائی کی ترغیب سے کوئی برائی قبول نہیں کر سکتا، ہاں نیکی کے راستہ سے برائی کی منزل پر پہنچایا جا سکتا ہے۔ اسی طریقہ سے شیطان کو کامیابی ہوتی ہے۔ ایک مسجد میں ایک صاحب نے برف کا پانی رکھوایا تاکہ جو لوگ جمعہ کی نماز پڑھنے آئیں گے اسی پانی سے اپنی تشنگی بجھائیں گے۔ مگر وہاں شیطان نے کیا حربہ سوچا کہ ان کے دل میں لا ڈالا کہ اس میں شکر بھی پڑ جائے تو شربت تیار ہو جائے گا۔ شکر ڈالی گئی اور شربت تیار کر دیا گیا۔ محلہ کے لڑکوں کو جب اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے مسجد میں خوب اودھم مچایا گویا کہ نماز یوں کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہیں۔ لوگ نماز بڑی مصیبت سے ختم کرنے پائے۔ کیا تو انھوں نے نیک کام مگر ہو لی وہ مصیبت۔

شیطان ہر شخص کو دھوکا دے جاتا ہے۔ لوگ اس کی شاطرانہ چال کو سمجھ بھی نہیں سکتے، اور وہ اپنا کام کر جاتا ہے۔ برائی کو دوسرے معنی سمجھا کر بھلائی کر دکھاتا ہے۔ کسی قبر پر پھول چڑھوانے کی دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس سے عذاب کم ہوتا ہے، مگر آہستہ آہستہ اس کی تربیت کرتا ہے اور پھر ایک دن سجدہ بھی کروا دیتا ہے۔ بس سجدہ کیا اور شیطان کا کام بن گیا۔

اس سے یہ بات نہ سمجھئے کہ ہر شخص اس کے دام فریب میں آجائے گا، بلکہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا شیطان کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ وہاں تمام حربے بیکار اور بے سود ہو جاتے ہیں، تو وہ پریشان ہو کر اپنی شکست مان لیتا ہے۔ اس لئے کہ توبہ ایک ایسا عمل ہے جو بڑے سے بڑے گناہوں کو بھی نیست و نابود کر دیتی ہے۔ صحابہ کرام ہر دنیاوی چیز سے اور اس کے لوازمات سے بالکل کنارہ کش رہتے تھے، اس سے ہر وقت پناہ مانگا کرتے تھے۔ اس کے قریب نہیں جاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف میں ایک صحابی عرض کرتے ہیں:

"میں نے ان کو بعض موقعوں پر دیکھا ہے کہ وہ اپنے محراب میں داڑھی پکڑے رو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اے دنیا کیا مجھکو بہلانے کا ارادہ کیا ہے۔ کیا مجھ کو بہلانے کا ارادہ ہے؟ یہ غلط ہے کسی اور کو دھوکہ دینا۔ میں تیرے دھوکے سے صاف نکل چکا ہوں کبھی نہیں پھنس سکتا، تمھارا عیش حقیر، تمھارا خطرہ زبردست ہے۔ افسوس! زادِ راہ تھوڑا ہے، سفر دور اور راستہ خطرناک ہے"

انسان کو بہکانے کے لئے شیطان یا تو دنیا میں پھنساتا ہے یا نفس کی اطاعت کراتا ہے۔

بھی بہت بڑے حربے ہیں جن سے انسان زیادہ بہکتا ہے۔ جو ان دونوں سے بچا، خدا اس کو لیتا ہے۔ بعض بزرگان دین تو نفس کی مخالفت میں اتنا غلو کرتے تھے کہ جو نفس کہتا تھا اس کی مخالفت کرتے۔ اگر نماز پڑھنے کی خواہش ہوتی تو قرآن شریف کی تلاوت فرماتے اور اگر قرآن شریف پڑھنے کی خواہش ہوتی تو نماز پڑھتے۔ وہ لوگ اس میں بھی خوف کھاتے کہ کہیں اس طریقہ سے شیطان گمراہی میں نہ ڈال دے اور آخری وقت جبکہ موت سامنے نظر آتی ہے اس وقت شیطان کی تمام قوت اس کے بہکانے میں صرف ہوتی ہے اور بہت کوشش کرتا ہے کہ اس شخص کو جہنم میں ڈلوا دے، وہ وقت بہت امتحان کا ہوتا ہے۔ انسان جنت دائمی اور جہنم دائمی کے درمیان ہوتا ہے۔ ادھر جنت اور دوزخ کے فرشتے اس کے لئے خوش آمدید کہتے ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیطان نے ایک دن صبح کو کسی طریقہ سے جماعت سے غافل رکھا اور ان کی جماعت جاتی رہی۔ انھوں نے تمام دن اس قدر استغفار و توبہ کی کہ شیطان کی تمام کری کرائی محنت برباد ہو گئی۔ دوسرے دن صبح کو وہی شیطان جس نے کل نماز سے غافل رکھا تھا، آج جگانے آیا۔ انھوں نے شیطان سے جب دریافت کیا، تو اس نے جواب دیا کہ آپ کے استغفار نے مجھے اس پر آمادہ کیا کہ آپ کے استغفار سے یہ بہتر ہے کہ آپ جماعت میں شریک ہوں۔

برا ماحول برا اثر کرتا ہے۔ نیک سے نیک اور متقی سے متقی بھی ماحول سے بگڑ جاتا ہے اس لئے کہ نفس و خواہش برائی لی آمادہ ہیں، وہ برائی کی طرف کھینچتے ہیں۔ جب ماحول سازگار اور مددگار ہوتا ہے، وہ کامیابی کے دروازے۔ اتقاء اور پاک نفسی اس وقت تک نہیں پیدا ہو سکتی، جب تک خواہشات کو برا نہ سمجھا جائے۔

فتح انطاکیہ کے موقع پر جب مسلمان محبوسین کے سامنے دنیا کی زینتیں کھول دی گئیں اس وقت مسلمانوں نے اپنے قلوب کو اس سے بچائے رکھا۔ حضرت رفاعہ بحث و تقریر میں لگے ہوئے تھے اور ادھر ان کے بیٹے کے دل پر یہ رونقیں اثر کر گئیں اور اس نے دوڑ کر صلیب کو چوم لیا۔ حضرت رفاعہ نے بیٹے کو لاکر سمجھایا مگر وہ ارتداد سے نہ پھر سکا۔ اُن پر کسی مذہبی شعار نے اثر کیا تھا، یا عیسائی مذہب کی خوبی اور اسلام کو اس نے پرکھ کر اس کو ترجیح دی تھی؟ نہیں بلکہ خواہش نفس نے اس کو دنیا پرستی کی طرف راغب کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہید ہوئے تو ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے

آپ سے کہا کہ امیرالمومنین! آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے اسلام میں بھی سبقت کی اور خلیفہ بھی ہوئے، پھر شہادت بھی نصیب ہوئی۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ تو بہت دُور ہے۔ اگر میرا حساب ہی برابر ہو جائے تو غنیمت ہے۔ یہ کہکر وہ جانے لگا، تو اس کا پائجامہ ٹخنوں سے نیچے تھا۔ آپ نے اسے بلوایا اور فرمایا: جانِ من ازار اٹھالو۔ اس سے کپڑے بھی صاف رہیں گے اور خدا کو بھی یہ محبوب ہے۔

یہ لوگ دنیا سے پوری طرح نفرت کرتے تھے، خواہشات کے پاس بھی نہ پھٹکتے تھے۔

مسلمان سفیر جس وقت ایرانی کے دربار میں سفارت کے لئے جاتا ہے تو ...ن پر بغیر پیوند کے کوئی کپڑا نہیں، نہایت منکسر المزاج، قالینوں سے نفرت کی نگاہیں ڈالتا ہوا اور ان کو روندتا ہوا گزر جاتا ہے، اور اگر بادشاہ سے گفتگو کرتا ہے تو نرم اور بیٹھتا ہے تو اس کے تخت پر، اس کی بغل میں، مگر جب کوئی بات اسلام کے خلاف سن پاتا ہے تو اتنے بڑے لشکر سے برسرِ پیکار ہونے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور جب کسریٰ کے دربار کا قالین جو نہایت قیمتی اور نایاب تھا، آتا ہے، تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جاتے ہیں اور لوگوں کو تقسیم کر دیا جاتا ہے

نرخنامہ اُجرت اشتہارات

مقدار	ایک ماہ	۳ ماہ	۶ ماہ	ایک سال
فی صفحہ	عـ ۱۰	معہ عہ ۲۴	للعہ ۴۰	للعہ ۸۴
نصف صفحہ	ـے ۶	عـ ۱۶ /۸	ـے ۳۰	للعہ ۴۸
چوتھائی صفحہ	لـعہ ۴	عـ ۱۰ /۸	عـ ۱۸	ـے ۳۰

مسلمانوں کے تنزّل کا ایک اہم سبب

(از جناب محمد زکی عاصی دیوبندی)

اگر کسی قوم کے عروج و بلندی اور تنزل و پستی کا اندازہ کرنا ہو تو دیکھنا اور غور کرنا چاہیئے کہ وہ قوم خصوصاً اس کے برگزیدہ اور سربرآوردہ لوگ سرگرم عمل ہیں یا محض تخیلات کی وادیوں میں سرگرداں ہیں۔ اگر قوم اور اس کے لیڈروں کی زندگی عملی اور اُن کے دل و دماغ عملی سرگرمیوں اور کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ان میں اپنی ذلت و پستی کا احساس اور اس کو دُور کرنے کا جذبہ موجود ہے۔ اگر وہ آگے بڑھنے اور خود کو غلامی سے نجات دلانے اور ابھارنے کے لئے مناسب تدبیروں میں مصروف ہے تو ظاہر ہے کہ وہ قوم بلندی و ترقی اور بلندی کی سب سے اونچی منزل پر پہنچ رہی ہے۔ اور اگر اس کے افراد و لیڈر کو عمل کی بجائے محض بے معنی خیالات و بے ضرورت کوششوں اور بے عمل دعووں سے جوڑ رکھا ہے۔ وہ خیالات کے ذریعہ ہی حکومت و سلطنت، شان و شوکت، شہرت و دبدبہ حاصل کرنے کے سنہرے خواب دیکھ رہی ہے۔ اس کے دل و دماغ پر تخیل کی کارسازیاں قبضہ جما چکی ہوں اور عمل کے سلسلہ میں ناواقفِ محض ہو، تو یقین کر لینا چاہیئے کہ وہ قوم نہ صرف ترقی کے راستہ سے بہت دُور جا گری ہے

آج مسلمان قوم زندگی کے کسی شعبہ میں بھی کامیاب نظر نہیں آتی۔ نکبت کی تیرہ و تار گھٹائیں اس پر برس پڑنے کو تلی ہوئی ہیں۔ اس کی کشتیٔ حیات ظلم و ستم کی موجوں سے ٹکرا کر شکستہ تر ہوتی جارہی ہے۔ گناہ و معاصی کی تیز و تند ہوا اس کے بادبان کو چاک چاک کر ڈالنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ نہنگانِ اجل اس کو چباڑ کھانے اور نگل جانے کے لئے اپنا دہانِ آز کھولے ہوئے ہیں۔ باطل کے ہیبت ناک عفریت اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دینے کے لئے بے چین ہیں۔ وہ ہر ملک اور ہر سلطنت میں مُردہ کی طرح بے حس و حرکت پڑی ہوئی ہے۔ اس کو زندگی کا ایک ایک سانس لینا مشکل نظر آرہا ہے۔ وہ مفلوک الحالی اور حرمان نصیبی کے بادیۂ ضلالت میں ٹھوکریں کھا رہی ہے۔ تجارت، صنعت و حرفت سے محروم ہے۔ اس کا جاہ و جلال اور علم و

کمالی رخصت ہو چکا ہے۔ اس کا ہر ہر عضو شکستہ و مجروح ہے مگر وہ اس شکستگی اور درماندگی سے بے خبر ہے۔ اس کا تمام ساز و سامان اور متاعِ حیات لُٹ چکا ہے مگر وہ لُٹ جانے کے سبب سے ناواقف ہے۔ اُس کو اپنا سب کچھ کھو دینے پر بھی اس کا احساس نہیں۔ تمام قومیں اس سے آگے بڑھتی جا رہی ہیں اور ترقی کر رہی ہیں مگر یہ اسی تباہ حالی میں خوش ہے۔ کارواں کوسوں رحیل بجاتا ہوا اور اپنے راستے سے دشواریوں کی چٹانیں ہٹاتا ہوا منزلِ مقصود کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے مگر اس مسافر کو نہ بانگِ درا ہوش میں لاتا ہے اور نہ میرِ کارواں کے پیہم تقاضے۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ نہ معلوم وہ کیا اسباب ہیں جن کی بدولت مسلم قوم قعرِ مذلت میں گرتی جا رہی ہے۔ اس حالت میں کہ ہر طرف اسلام پھیلانے کے لئے مبلغین کے گروہ بھی اپنی کوششوں میں مصروف ہیں۔ تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ بھی اسلام کی تبلیغ کی جا رہی ہے جلسے اور جلوسوں میں بھی خدا تعالیٰ کی حقانیت و الوہیت کو بلند و اُجاگر کیا جا رہا ہے۔ درس و تدریس میں بھی اصولِ اسلام کے محاسن سمجھانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ پھر وہ کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم تنزل و انحطاط کے گہرے اور بھیانک گڑھے میں گرتی جا رہی ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ہر قوم اور ملت کے ترقی و تنزل، بلندی و پستی، عروج و زوال، کامیابی اور ناکامی کے بہت سے اسباب ہوتے ہیں جب ترقی کے بہت سے اسباب جمع ہو جاتے ہیں تو وہ قوم ترقی کی راہ پر بے خطر گذرتی چلی جاتی ہے، اور جب کسی قوم میں بہت سے عوارض پستی کے جمع ہو جاتے ہیں تو وہ قوم ترقی کے راستہ کو چھوڑ کر پستی، نکبت، افلاس اور پریشانی کے وحشتناک اور ہیبت ناک بیابانوں اور جنگلوں میں بھٹکنے اور دربدر کی ٹھوکریں کھانے کے لئے مجبور ہو جاتی ہے۔

صحبتِ امروزہ میں ہم اپنے قارئین کرام کے سامنے مسلم قوم کے تنزل و پستی کا صرف ایک مگر بہت اہم سبب پیش کرتے ہیں اور اگر غائر نگاہ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ صرف یہی ایک سبب مسلمان قوم کے اپنے درجۂ عزت اور پایۂ اعتماد سے گرنے اور ذلیل ہونے کا باعث ہے۔ اور وہ سبب ہے: قرآن کریم کے بے نظیر اصول و قواعد کو چھوڑ دینا۔

مسلم قوم جب تک قرآن کے بتائے ہوئے اصول و قواعد پر مستعدی اور محنت سے کاربند رہی اور اس کے راستہ پر چلتی رہی تو دنیا کی زبردست سے زبردست قوت و طاقت کو اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنے کی ہمت نہ ہوئی

مسلمانوں نے جب تک شرعی اور فطری دستور العمل کے دامن کو تھامے رکھا۔ اس وقت تک اس قوم کا ایک ایک فرد قیصر و کسریٰ اور سکندر و دارا پر بھاری نظر آیا۔ وہ جنگجو اور غیر مہذب قوم جو معمولی سی معمولی بات پر ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کو بے گناہ تہ تیغ کرتی ہوئی نظر آتی تھی جب اس نے قرآن کریم سے ہدایت پائی تو اس کی اخوت ملی اور ایثار قومی کی نظیر نہ مل سکی۔ جب تک قرآن عزیز کو اس نے اپنا راہبر بنائے رکھا اس وقت تک اس کا وجود اور اس کی قومی خصوصیات پر ساری دنیا فخر کرتی رہی۔ جب سے اس نے قرآن کے احکام سے انحراف کرنا شروع کیا اُس وقت سے آج تک برابر انحطاط و ادبار کے تاریک بادلوں میں گرتی جا رہی ہے۔

قرآن پاک نے بتلایا تھا کہ سب شیر و شکر ہو کر رہیں، لیکن آج اس کے اندر سینکڑوں جماعتیں اور گروہ بن چکے ہیں، جو ایک دوسرے کو زک دینے اور نقصان پہنچانے کی ہر وقت فکر کرتے رہتے ہیں۔ قرآن کریم نے سمجھایا تھا کہ صرف اللہ پر بھروسہ رکھو لیکن اس نے اپنی فانی قوت و طاقت پر بھروسہ کیا۔ اسباب پر نظر رکھی اور مسبب سے رشتہ توڑ دیا۔ اس نے ملک پر نظر ڈالی اور مالک کو بھول گئی۔

قرآن نے کہا تھا کہ اپنی معاشرت اور اپنی کل ضروریات کا حل صرف قرآن میں ہی تلاش کرو مسلمان قوم نے اپنی بدبختی اور بدقسمتی کی وجہ سے دوسری اقوام کی نقل اتارنے کی کوشش کی۔ ہر قوم نے خود پر قیاس کیا اور نہ سمجھا کہ اس کی سیاست، اس کی جنگ، اس کی صلح اور اس کے اندرونی بیرونی معاملات کا بہترین و بے نظیر حل قرآن مجید میں ہی موجود ہے۔ اس نے خود ساختہ قانونوں کو اس پر ترجیح دی۔ ہر چیز میں اپنے آپ کو دوسروں کا تابع بنایا اور ہر معاملہ دوسری اقوام کے طریقہ کار پر چلنے کی کوشش کی۔

قرآن کریم نے ہماری معیشت و معاشرت کے کچھ قوانین مرتب کئے تھے، جن کی تعریف و توصیف میں غیر بھی رطب اللسان تھے اور دنیا کو تسلیم کرنا پڑا کہ احکامات قرآن اپنی صداقت و خوبی میں بے مثل ہیں۔ مسلمانوں نے ان کی کچھ پروا نہ کی اور ان کے بجائے کارل اور مارکس کے بیہودہ نظریات کو اپنا دستور نصب العین بنانے پر فخر کیا۔

نقل غیروں کی اتاری تھی وہ حاصل نہ ہوئی
ہنس کی چال چلے اپنی بھی بھولے رفتار

غرض قرآن کریم نے جس چیز سے منع کیا اس [illegible] جس چیز کا حکم دیا اس سے انحراف

کیا اور قرآن نے جو اصول و قواعد سکھلائے تھے۔ ان کو چھوڑتی اور نظر انداز کرتی چلی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس حدیث نبوی کے مطابق جس کا ترجمہ یہ ہے: اگر تم جان بوجھ کر قرآن کو چھوڑ دو گے تو خدا تعالیٰ تم کو چھوڑ دے گا۔ حق تعالیٰ نے مسلم قوم سے وہ لطف و عنایت کی نظریں پھیر لیں اور اور اس کو ایسے جنگل میں یکہ و تنہا چھوڑ دیا، جہاں ہر طرف خونخوار درندے اپنے شکار کی گھات میں لگے ہوئے ہیں۔ بقول مفتی محمد شفیع صاحب کے:

ایک در چھوڑ کے ہم ہو گئے لاکھوں کے غلام
ہم نے آزادیٔ عرفی کا نہ سوچا انجام

آج بھی اگر وہ اپنے سیاسی، دینی و دنیوی اور ہر معاملہ میں قرآن عزیز کے بتلائے ہوئے راستہ پر گامزن ہو جائیں، اس کی ہدایت پر چلنے کی کوشش کریں۔ جن چیزوں سے قرآن نے منع کیا ہے اس سے احتراز اور جس چیز کا حکم دیا ہے اس کو اختیار کرنے کے لئے تیار ہو جائیں، تو بڑی سے بڑی رکاوٹ بھی ان کو بام ترقی تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی۔ جو درندے اس کی گھات میں لگے ہوئے ہیں، ان کی اپنی جانیں خطرہ میں پڑ جائیں گی۔

جو تاریکیاں ان سے آ کے نکل گئے ہیں اور ان کی بے ہوشی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، ان کو جا پکڑنے، جو تیرہ و تار بادل ان کے سر پر منڈلا رہے ہیں، ان کے پردوں کو چاک چاک کر کے ایک بار پھر افق عالم پر ان کی عظمت و شہرت کا آفتاب اپنی روایات کے مطابق چمکتا اور دمکتا ہوا نظر آئے۔ ان کے آگے دوسری قوموں کے ستارے ماند پڑ جائیں۔ ان کے نعروں میں ایک بار پھر وہ ہیبت پیدا ہو جائے جس سے قیصر و کسریٰ کے ایوان و محل میں زلزلہ پڑ جائے، اور وہ ایک بار پھر سر اٹھا کر کہہ سکے

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ دیکھے

خود را فضیحت دیگراں را نصیحت

(جناب محمد شریف بٹ - بی۔اے، ایل ایل بی - ڈلہوزی)

"خود را فضیحت، دیگراں را نصیحت" فارسی زبان کا ایک مشہور فقرہ ہے، جو ایسے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے جہاں ایک شخص دوسروں کو تو نصیحت کرے اور خود اسی گناہ کا مرتکب ہو جس سے پرہیز کی دوسروں کو تلقین کرتا ہو۔ ہر انسان میں کمزوریاں ہوتی ہیں، لیکن جس وقت کوئی شخص "ناصح مشفق" کا چغہ اوڑھ کر آئے تو اسے گریبان میں منہ ڈال کر اپنا جائزہ بھی لے لینا چاہئے کہ کہیں وہی کمزوری اُس میں تو موجود نہیں۔ پھر اگر وہ دوسروں کو نصیحت کرے تو اسے خود "میاں فضیحت" نہیں بننا چاہئے۔ لیکن بعض لوگ اس باب میں ازحد کمزور ہوتے ہیں اور اس کی حالیہ مثال ماہ مئی کے "مسلم" کے صفحہ ۲۰ پر ملتی ہے، جہاں "بے نام کے مضمون نگار" صاحب نے کسی عالم دین کے اس فقرے پر تنقید کرتے ہوئے کہ "مسٹر جناح جو انگریزوں کی طرح کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں کس طرح ہمارا قائد اعظم بن سکتا ہے" ایسے زہریلے الفاظ میں نصیحت کی ہے کہ ان کے "میاں فضیحت" بننے میں کوئی کسر باقی نہیں رہ جاتی۔

معمولی سا فقرہ ہے۔ قارئین خود ہی اندازہ لگائیں کہ اس فقرے میں کونسی غلط بیانی ہے، کہاں یہ فقرہ آداب و اخلاق سے گرا ہوا ہے، اس میں کونسی بُرائی ہے، جس پر "بے نام کے مضمون نگار" صاحب کو اعتراض ہو سکتا تھا۔ آجکل اکثر پتلون پوش کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اسلامی اصولوں کے یہ فعل سراسر منافی ہے۔ اگر اُن مولوی صاحب نے مسٹر جناح یا تمام پتلون پوشوں کے روزمرہ کے اس فعل کے متعلق اس قسم کا فقرہ چُست کر دیا اور اس فعل پر یوں اعتراض کیا تو اس میں مسٹر جناح کی توہین اور مولوی صاحب کی "بداخلاقی" سب و شتم، یاوہ گوئی وغیرہ کا کہاں پہلو نکلتا ہے؟ مضمون نگار صاحب کا نفس مضمون یہ تھا کہ ایک عالم دین کو اس قسم کا فقرہ نہیں کہنا چاہئے تھا۔ چلئے ہم بھی متفق ہیں۔ لیکن انھوں نے خود اس مضمون میں کہاں اپنی بلند اخلاقی کا ثبوت دیا ہے۔ مولوی صاحب نے تو ایک سادہ سا فقرہ کہہ دیا، لیکن انکے ناصح مشفق اپنی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"یہ صرف پھیلی ہوئی زبان درازی اور بڑھتی ہوئی بدتمیزی کا تقاضہ ہے کہ جمعیۃ علماء ہند

کا ایک ذمہ دار لیڈر تک سب وشتم سے باز نہیں آتا اور جماعتی اختلافات میں اس قسم کی تہمت طرازی اور یاوہ گوئی کو جائز سمجھتا ہے . . . . جو تمھیں بیہودہ اختلاف کی ایسی غلاظتوں کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ اختلاف ہو سکتا ہے اور ضرور ہو گا، لیکن اس کے لئے یہ زبان درازی، دریدہ دہنی، یاوہ گوئی اور لعن طعن ضروری نہیں . . . .

؎ لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب - زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا

اب قارئین خود ہی انصاف فرمائیں کہ مولوی صاحب کا ایک فقرہ الگ اور ان صاحب کے فقرے ادھر، زبان و دہن کس کے بگڑے ہیں ؟

امید ہے کہ "مسلمہ بہنیں" "خود را فضیحت اور دیگراں را نصیحت" کے معنی اچھی طرح سمجھ گئی ہونگی اور انھیں یہ ہمیشہ یاد رہیں گے ۔

سینما

(عزیزہ حمیدہ صاحبہ طالبہ منشی فاضل)

معلمات محترمات، طالبات عزیزات! میں آپ کے سامنے سینما کے متعلق چند ٹوٹے پھوٹے خیالات کا اظہار کرنا چاہتی ہوں۔ امید ہے آپ غور سے سنیں گی۔

سینما کو ایجاد کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگ پرانے زمانے کے حالات معلوم کر سکیں اور گزرے ہوئے زمانے پر روشنی ڈال سکیں، اور اس میں یہی دکھایا جاتا تھا، کہ پہلے لوگ کیسے زندگی بسر کرتے تھے، اور ان کی بود و باش، ان کی تہذیب و تمدن دکھانے کے لئے لوگوں نے سینما کی ضرورت محسوس کی۔ پہلے سینما میں صرف اشارے ہوتے تھے، مگر کچھ دیر بعد اور ترقی دی گئی اور تصویریں بولنے لگیں۔ اب گاتی ناچتی سب کچھ کرتی ہیں۔

آج کل سینما دیکھنے کا اس قدر رواج ہو گیا ہے کہ ہر شریف خاندان کے لوگ اس کے دیکھنے کے لئے بے چین رہتے ہیں اور جب تک دیکھ نہ لیں انھیں صبر نہیں آتا۔ یہ اُن کی ایک قسم کی غذا بن چکی ہے۔ یہاں تک کہ ایک مزدور جو صبح سے شام تک خون پسینہ ایک کر کے چند آنے کماتا ہے۔ رات کو سینما کی نذر ہو جاتے ہیں۔ وہ بھوکا رہنا پسند کریگا مگر یہ برداشت نہیں کریگا کہ سینما نہ جائے۔ سینما

جانا تو لوگوں کی نظروں میں ایک کارِ ثواب ہے۔ اور وہ ایکٹرسوں کے نئے نئے ناز و نخرے دیکھنے کے اس قدر عادی ہو جاتے ہیں کہ پھر انھیں گھر کی عورتیں پسند ہی نہیں آتیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج کل گھروں میں اکثر فساد ہوتے ہیں، کیونکہ بعض لوگ سینما پسند کرتے ہیں اور بعض ناپسند، اور جن کو بچپن سے یہ عادت ہو چکی ہو، وہ پھر کیسے رہ سکتے ہیں۔ اُن کی طبیعت کا تو یہی تقاضا ہوتا ہے کہ سینما ضرور جائیں۔ یہ شوق بالآخر جھگڑے فساد اور نااتفاقی کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

سینما دیکھنے سے آنکھیں کمزور ہو جاتی ہیں، اور اتنی بھیڑ میں اکثر سر درد، متلی اور گھبراہٹ ہونے لگتی ہے۔ ہر قسم کے مریض وہاں موجود ہوتے ہیں، جن کے جراثیم سانس کے ذریعے دوسروں کے جسم میں داخل ہوتے ہیں، اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ آدھی رات تک جاگنا صحت کے لئے کس قدر مضرت رساں ہے، فضول وقت اور روپیہ ضائع ہوتا ہے۔ اگر کوئی ان ہی لوگوں کو کہے کہ فلاں جگہ وعظ ہو رہا ہے، یا کسی مسجد یا سکول کے لئے چندہ دو، تو دیکھئے کیسے بہانے پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ عقل کے اندھے یہ سمجھیں بھی، یہ تو اپنی دُھن میں لگے ہوئے ہیں، اور ایک بھی دن بغیر دیکھے نہیں رہتے۔ حالانکہ اس سے بڑھ کر کوئی گناہِ عظیم نہیں۔ کیونکہ سینما دیکھنے سے اخلاق بگڑتے۔ جو لوگ بچپن سے دیکھنا شروع کرتے ہیں۔ اُن کی تمام عمر اسی کام میں گذر جاتی ہے۔ سینما دیکھنے والے بچے بوڑھے مرد عورتیں اچھے بُرے سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ طرح طرح کی بیٹھ کر بکواس کرتے ہیں۔ اور گالیاں اور نامعلوم کیا کیا لغویات بکتے ہیں۔

کیا شریف لڑکے لڑکیوں کیلئے یہ زیبا ہے کہ وہ طرح طرح کی باتیں سنیں اور واہیات فلمیں دیکھیں جس میں سوائے عشق و محبت کے کچھ نہیں ہوتا۔ پھر وہی گانے ہر لڑکے اور لڑکی کی زبان پر ہوتے ہیں جو ابھی سینما ہال سے سُن چکے۔ سینما ہال سے نکلتے وقت اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ کندھے سے کندھا چھلتا ہے۔ طرح طرح کی آوازیں کسی جاتی ہیں۔ اور فضول فضول گانے گائے جاتے ہیں۔

میں نے اکثر اپنی مسلم دوشیزہ بہنوں کو گانے سُنا ہے۔ یہ کتنی بے عزتی کی بات ہے کہ ایک شریف اور باعصمت دوشیزہ ایک بے عصمت بازار کی عورت کا طرز اختیار کرے اور ناچے گائے یہ سینما کا اثر نہیں تو کیا ہے، کیونکہ یہ چیزیں ہمارے دماغوں پر نقش ہو گئی ہیں۔ اور ہمیں سُنتے اور سُناتے ہوئے ذرا بھی جھجک محسوس نہیں ہوتی۔

لوگ کہتے ہیں سینما دیکھنا اچھا ہے کیونکہ کئی نصیحت آموز باتیں ہوتی ہیں۔ مگر افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو یہ کہیں کیا تم بے حیائی کی چیزیں دیکھ کر نصیحتیں حاصل کر سکتے ہو۔ کیا کبھی ایسا بھی ہوا کہ بھڑکتی ہوئی آگ سے کسی کی آگ بجھ گئی ہو؟ یہ ممکن نہیں تو وہ بھی ممکن نہیں پانی کا کام آگ سے اور آگ کا کام پانی سے نہیں لیا جا سکتا۔ اگر نصیحتوں کی ضرورت ہے تو کیوں نہیں اپنی مذہبی کتابیں پڑھی جائیں۔ کیوں نہیں نیک کاموں میں وقت گذارا جاتا۔

اکثر میری بہنوں کو یہ انتظار ہوتا ہے کہ کوئی نئی فلم آئے تو دیکھیں چاہے اچھی ہو چاہے بری اور بہت بے صبری سے اُس کا انتظار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ سب گناہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جتنی بے حیائی کی باتیں سب گناہ ہیں"۔

اے مسلمانوں خدارا کچھ ہوش میں آؤ! اپنی قوم کو سدھارو کہ ہاتھ سے نکلی جا رہی ہے اور گمراہ ہو رہی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی گمراہی نہیں۔ جب اخلاق ہی درست نہ رہے جب خدا کا خوف ہی نہ رہا تو کیا زندگی حقیقی کہلا سکے گی؟

بزم مسلمہ

محترمہ آپا صاحبان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آہ! کس قلم سے لکھوں کہ میرے پیارے آغا جان (ڈاکٹر عبد العزیز خان مرحوم ومغفور) ہمیشہ کے لئے ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ایسی مرگ ناگہاں سے جسکے وقوع ہونیکا ایکدن پہلے خواب و خیال بھی نہ ہو۔ خدا بچائے۔ دونوں بھائی جان جو کہ عرصۂ دراز سال سے یہاں ملازم تھے۔ چھ ماہ قبل استعفاء دیکر یہاں سے پشاور چلے گئے تھے۔ ایک ہمشیرہ لاہور دوسری آگرہ اور تیسری اجمیر میں ہے۔ اس سانحۂ جانگداز کیوقت میں ہی موجود تھی۔ البتہ یہی میری سعادتمندی تھی جو آخری دیدار تو نصیب ہو گیا۔

آپا جان؟ قبلہ مرحوم زاہد و عابد اور پرلے درجے کے تہجد گذار تھے۔ رات کو اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد فرمانے لگے۔ سعادت بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم اس گھر میں خیرات کر رہی ہو۔ لہٰذا صبح

کچھ پیسے نقد ان کو بانٹ دینا۔ پھر سب اپنی اپنی جگہ سو گئے۔ صبح کے کوئی چار بجے ہونگے جبکہ میں میٹھی نیند سوئی ہوئی تھی کہ ملازمہ نے آکر جھنجھوڑا۔ اور کہنے لگی "برخیز کہ آغا صاحب از دوازده پایان افتاده" پھر معلوم نہیں کہ نیچے کیسے اتری۔ جاکر کیا دیکھا کہ میرے پیارے آغا جان خون آلوده آنکھیں بند و بقبلہ خاک پر لیٹے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر جو برقی ناگہاں گری شاید آپکے مخلص دل امکان اندازہ کر سکیں۔ [illegible] والدہ بھی [illegible] دو منٹ پہلے پہنچی تھیں نصیحت وغیرہ تو درکنار آخری سانس بھی باقی نہ تھا۔ قبلہ مرحوم ومغفور روزانہ باقاعدہ اور خصوصاً [illegible] بہت سویرے اٹھا کرتے تھے۔ غالباً اسی لئے تہجد کو جو اٹھے اندھیرے میں پاؤں جو دالان سے پھسل پڑا اور نیچے گر گئے۔ شقیقہ پر کاری چوٹ لگی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ نہیں نہیں سب جانتے ہیں وقت اجل آ پہنچا تھا۔ یہ خبر شہر میں بجلی کی طرح پھیل گئی۔ چالیس سالہ خدمت کے اعتراف میں افغان حکومت بھی اس سے زیادہ کیا کر سکتی تھی۔ نہایت عزت واحترام سے تجہیز وتکفین کی گئی۔ [illegible] وزراء اور اراکین سلطنت جنازہ کے ساتھ شامل تھے۔ اور یہاں کی مشہور ومعروف زیارت [illegible] کے قبرستان میں سپرد خاک کر دئیے گئے۔

چوٹ لگنے کے چھ گھنٹے بعد جب غسل دیا گیا تو تمام زخموں سے تازہ خون جاری تھا۔ علماء کے کہنے کے مطابق درجہ شہادت نصیب ہوا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل ہمیں صبر کی توفیق عطا فرمادے اور انکے نقش قدم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا کرے۔

غمزده سعادت

قطعہ لوحہ مزار ڈاکٹر عبدالعزیز خاں مرحوم ومغفور

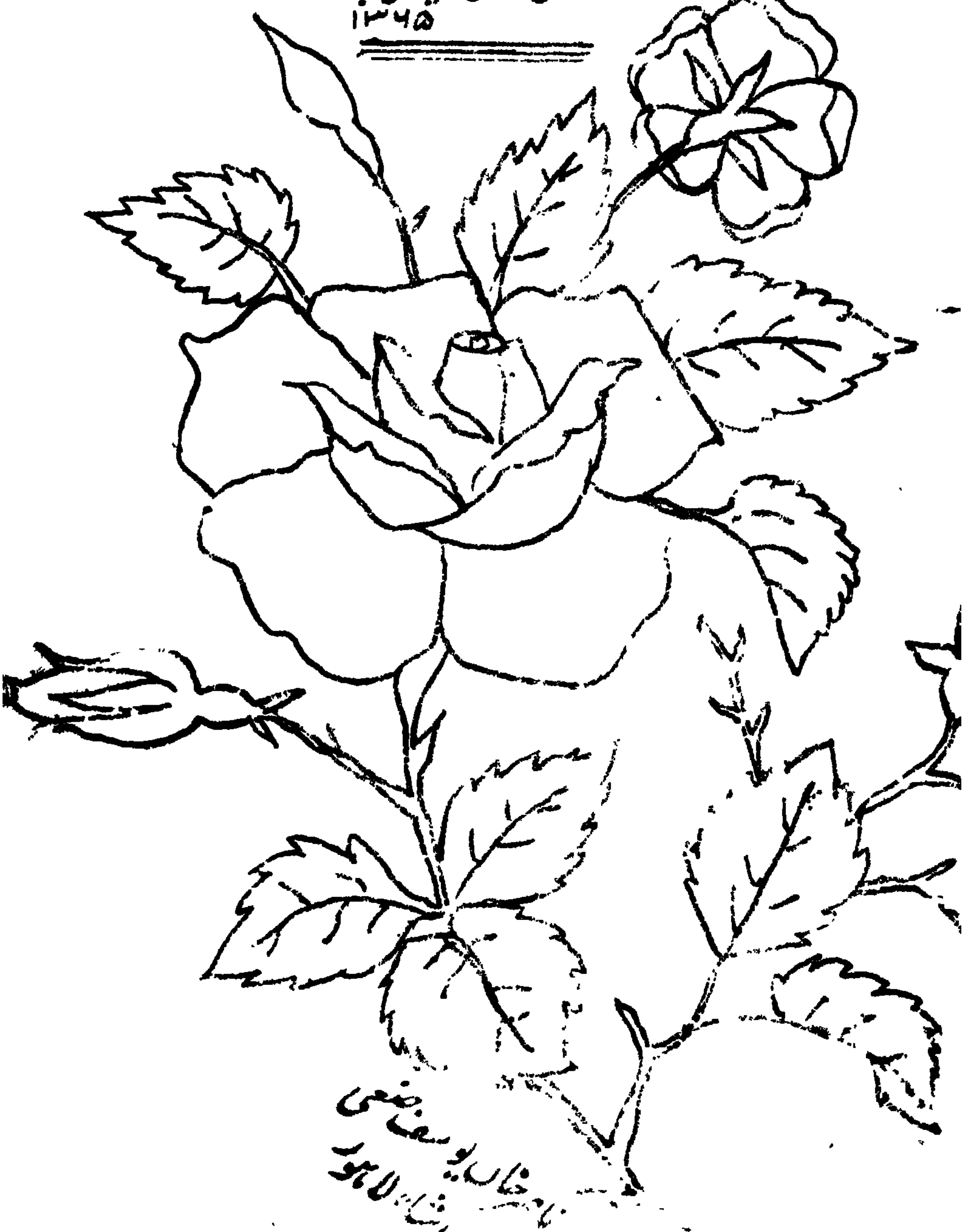
زندگانی در جہان بے بقا ∴ چون حباب دان بگرداب فنا
خرم آن خاطر کہ مادام الحیات ∴ پیش رو گیرد رہ صدق و صفا
دائما چون ڈاکٹر عبدالعزیز ∴ در [illegible] نفع با خلق خدا
روز پرداز دبہ حال خستگاں ∴ شب [illegible] بے ریا
بر سر امر عبادت جان دہد ∴ در [illegible] زندگی بے فنا
ڈاکٹر برخواست شب [illegible] ∴ [illegible] نیکو ادا
ناگہاں پایان زمنزل او فتاد ∴ [illegible] اوئے سما
چہارشنبہ پنجم ماہ رجب ∴ خوش دہان قبر گفتش مرحبا
حق نماید از کمال لطف خود ∴ جنت فردوس بہر او عطا

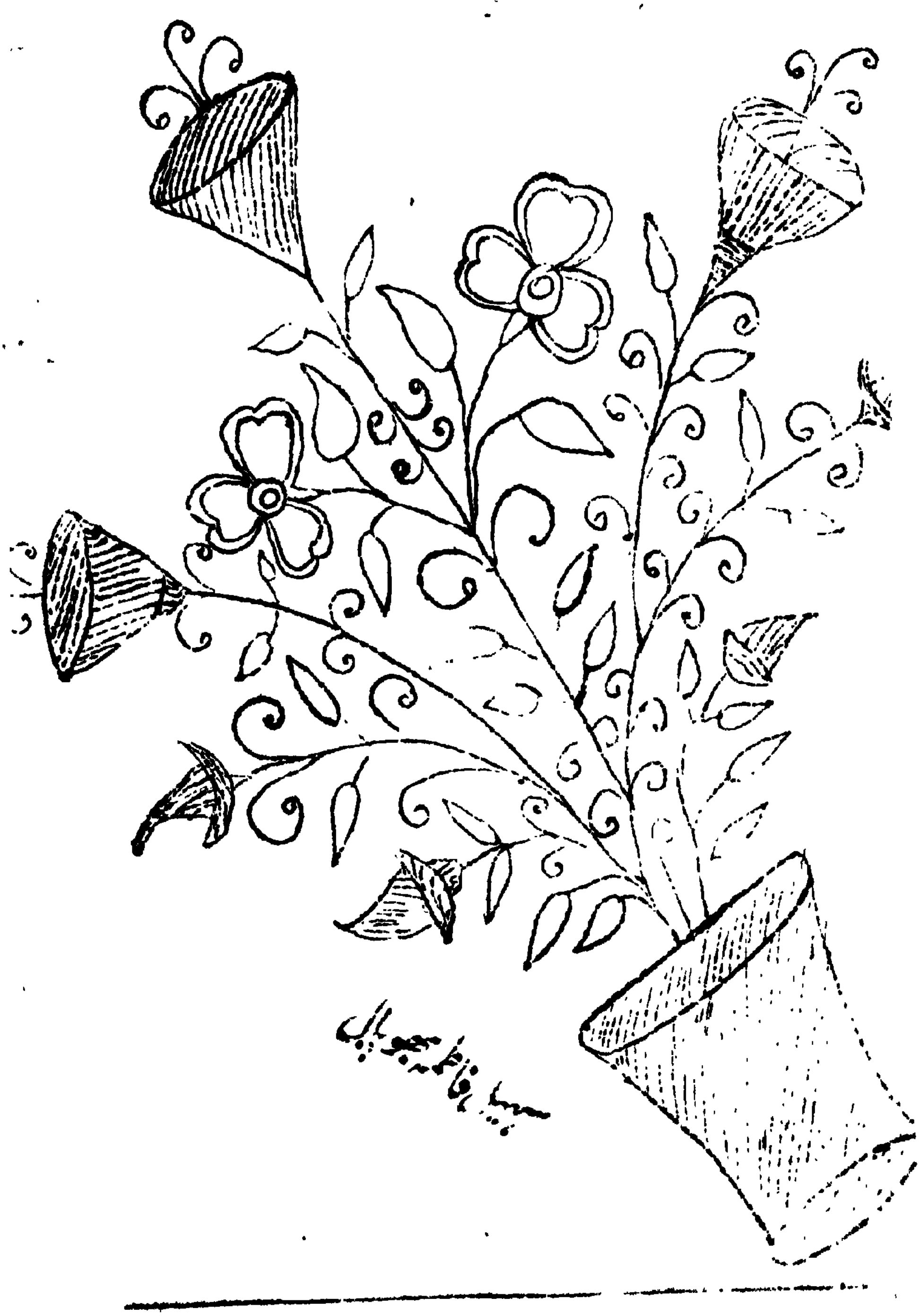
خواستم بیتاب از طبع حزین ؛ سالِ فوتِ این عزیزِ آشنا

خامہ پاسخ خویش بیرون کرده گفت

منزل او آں ریاض باصفا

۱۳۶۵




سیدہ فاطمہ بھوپال

چندہ فراہم کردہ جمعیۃ الوحدت والعمل مدرسۃ البنات جالندھر شہر

از ۴ر جولائی لغایت آخیر جولائی ۱۹۴۶ء

محترمہ بلقیس متعلمہ الصف الاکبر	-/۸/-
جناب عبداللہ صاحب متعلم الصف الاکبر	-/۸/-
محترمہ شمیم اختر متعلمہ الصف الاکبر	-/۴/-
کوثر بانو۔ پروین شریف متعلمات الصف الاکبر	-/۵/
محترمہ حمیدہ عبدالغنی متعلمہ الصف الثالث	-/۸/-
محترمہ زبیدہ محمد دین متعلمہ الصف الاکبر	۱/-/-
خورشید۔ شریفہ۔ مختار۔ غلام فاطمہ متعلمات الصف الاکبر	-/۸/-
صادق علی۔ مختار النساء۔ شوکت آرا۔ غلام اختر	-/۷/-
جناب طارق فاروق متعلم الصف الاکبر	-/۴/-
محترمہ صغریٰ۔ خورشید متعلمات "	-/۶/-
محترمہ کنیز فاطمہ متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
محترمہ فہمیدہ متعلمہ الصف السادس	۳/-
" بیگم پیرزادہ عبدالحمید صاحب	۶/-
" اکمل متعلم ادیب عالم	۱/-
" صفوۃ خانم صاحبہ	۱/-
" نادر خانصاحب	۱/-
محترم جناب خلیل خانصاحب	۲/-
محترمہ حمیدہ بیگم عاشق حسین صاحب	۲/-
" بیگم صاحبہ محمد ابراہیم خانصاحب منیجر فارم ملٹری ڈیری فارم لانڈو والی	۵/-

محترمہ ممتاز دین محمد متعلمہ الصف السادس	۳/-/-
" کشور عبدالحمید متعلمہ " " "	۳/-
" کشور غلام نبی " " "	۱/-
" قدسیہ محمد انوار متعلمہ " "	-/۸/-
" شائستہ عبدالرحمٰن " " "	۱/-/-
" اقبال و امتیاز متعلمات " "	۲/-/-
" شبیرہ غلام نبی سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
" منور سلطانہ متعلمہ الصف الرابع	-/۸/-
" شمیم فضل محمد " " "	-/۸/-
" نبیل و نبیلہ " " "	۲/-/-
" سارہ ضیاء اللہ " "	۱/-/-
" سلیمہ رحمت اللہ " " "	۱/-/-
" سعیدہ فضل محمد " "	۱/-/-
" طلعت متعلمہ " "	-/۸/-
" سلمیٰ محمود متعلمہ " "	۱/-/-
" ثریا متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-
" ثریا ظہور متعلمہ " "	۱/-/-
" رقیہ متعلمہ " "	-/۸/-
" ناہدہ " " "	۱/-/-
" جمیلہ " " "	۱/-/-
" گلشن " " "	۱/-/-

محترمہ جمیلہ طاہرہ متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-	محترمہ مس ڈیوڈ صاحبہ	۱/-/-
" نصرت " " "	۱/-/-	" والدہ گلزار احمد صاحبہ	-/۴/-
" خورشید " " "	-/۸/-	محترم چوہدری اللہ بخش صاحب	۵/-/-
" حمیدہ " " "	۱/-/-	" امر چند صاحب جالندہر	۱/-/-
" شمیم فقیر محمد " " "	۱/-/-	محترمہ شانتی صاحبہ	۲/-/-
" بلقیس " " "	-/۸/-	" حمیدہ ارنگ صاحبہ منشی فاضل	۵/-/-
" سعیدہ " " "	-/۸/-	" صفورہ صاحبہ متعلمہ	۱/-/-
" شمیم فضل محمد " " "	۱/-/-	" پروین عبدالرحمن متعلمہ الصف الاکبر	۱/-/-
" وحیدہ " " "	۱/-/-	" زبیدہ فضل احمد متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-
" ممتاز " " "	۳/-/-	" آمنہ نذیر " " "	۱/-/-
" خدیجہ " " "	۱/-/-	" شبیرہ عبدالرحمن " " "	۱/-/-
" سبحان " " "	-/۸/-	" رضیہ حسام الدین " " "	۱/-/-
" ثریا " " "	-/۸/-	" اسماء " " "	-/۸/-
" صفیہ " " "	-/۸/-	" اختر غلام نبی متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
" زاہدہ " " "	۱/-/-	" محمودہ چراغ الدین " " "	۱/-/-
" زیتون رستم علی متعلمہ الصف السادس	۱/۸/-	" خدیجہ نیاز " " "	۱/-/-
" عائشہ ابراہیم " " "	۱/-/-	" شمیم اقبال " " "	۱/-/-
محترم جناب محمد الدین صاحب پنجابی دکاندار دیوار جلال سٹریٹ انچھولائن کراچی	۱۰۰/-/-	" ظہور متعلمہ خصوصیہ اولیٰ	۱/-/-
		" اصغری متعلمہ الصف الرابع	-/۸/-
محترمہ سعیدہ خاتون متعلمہ الصف الثالث	-/۱۲/-	" رشیدہ متعلمہ خصوصیہ اولیٰ	۱/-/-
" بیگم صاحبہ عبدالرشید انگزیکٹو انجنیر دہلی	۲/-/-	" سلامت احمد بخش متعلمہ الصف السابع	۱/-/-
" اختر و راحت صاحبہ متعلمات	۵/-/-	" شفقت محمد اسلم " " "	۱/-/-
" چوہدری غلام حسین علوی ایڈووکیٹ	۲/-/-	" صفیہ عبدالحمید " " "	۳/-/-
" مسز عزیز بخش صاحبہ	۱/-/-	" شمیم " " "	۱/-/-
" فہمیدہ ملکہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۱۰/-/-	" اصغری متعلمہ ادیب عالم	۱۰/-/-

محترمہ بیگم عبدالحق عباس صاحب	۲/-/-
" معصومہ صاحبہ سابقہ متعلمہ	۱/-/-
" بیگم صاحبہ عبدالنبی انسپکٹر بنک کھانبرہ۔ جالندھر	۵/-/-
" مسز نذیر صاحبہ	۱/-/-
" نعیم متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
" شفقت " " "	۱/-/-
الصف الثالث و معلمہ سدرہ صاحبات	۴/۱۳/-
محترمہ سعادت صاحبہ متعلمہ	۲/-/-
" امۃ الرفیق متعلمہ الصف الثامن	۱/-/-
" امۃ الشفیق " الصف الثانی	۱/-/-
محترمات عائشہ اختر و سارہ اختر جالندھر چھاؤنی	۵/-/-
محترمہ صدیقہ نثار متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
" حلیمہ متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
محترمہ عبدالسلام متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-
محترمہ حمیدہ پیراں دتا و خورشید عالم و علم الدین متعلمات الصف الاکبر	-/۶/-
" رشیدہ عنایت شاہ متعلمہ الصف الثامن	۱/-/-
" شمیم نذیر احمد " " "	۱/-/-
" سعیدہ شاہ دین متعلمہ الصف السادس	۱/۸/-
" امۃ اللہ متعلمہ ادیب عالم	۱/-/-
" والدہ و بھائی صفیہ عبدالحمید الصف سابع	۶/-/-
" محمودہ عبدالحنان متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
" جمیلہ متعلمہ الصف الثالث	-/۸/-
ادیب عالم متعلمہ الصف الثالث	۱/-/-

محترمہ نادرہ متعلمہ الصف الاکبر	-/۸/-
محترمہ حفیظہ متعلمہ الصف الرابع	-/۸/-
" عزیزہ فاطمہ متعلمہ مولوی	۱/-/-
" شمیم امین متعلمہ الصف الرابع	-/۸/-
" حاریہ متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
" عالیہ صاحبہ بستی باباخیل	۱/-/-
" زبیدہ صاحبہ " "	۱/-/-
" صوفیہ صاحبہ " "	۱/-/-
" نصرت شبیر متعلمہ الصف الثالث	-/۸/-
" طاہرہ حسین " " "	-/۸/-
" عبدالمجیب متعلمہ الصف الاکبر	-/۸/-
" جمیلہ صاحبہ	۱/-/-
" اختر صاحبہ	۲/-/-
" خورشید صاحبہ سابقہ متعلمہ	۱/-/-
" بیگم نور محمد صاحبہ	۱/-/-
" رضیہ متعلمہ مولوی فاضل	۵/-/-
" شاہ زمانی صاحبہ خصوصیہ اولیٰ	۱/-/-
" گوہر سلطانہ متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
" شمیم " " "	-/۸/-
" طارق فاروق متعلمہ الصف الاکبر	-/۲/-
" کشور فضل الٰہی " " "	۱/-/-
" حنیفہ متعلمہ الصف الثالث	-/۸/-
" ثریا ظہور " " "	-/۸/-
" مصباح متعلمہ الصف الاکبر	-/۲/-
" بلقیس اختر متعلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-

محترمہ سکینہ مہدی خاں صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرستہ البنات — ۱۰۰/-/-

محترم فتح محمد صاحب معرفت ملک مہکا خاں صاحب ایم۔ ایل۔ اے سری گنگا نگر — ۲۵/-/-

محترمہ نعیم فاطمہ سرور متعلمہ منشی فاضل — ۱/-/-

" بیوی زینب جالندھر — ۲/۸/-

" اختر حمید متعلمہ الصف الرابع — ۲/-/-

محترمہ صدیق حسن معلمہ مدرستہ البنات مخدومہ کمال پور — ۵/-/-

محترمہ زبیدہ متعلمہ الصف الرابع — ۳/-/-

مولوی سال اول مدرستہ البنات — ۱۰/۸/-

محترمہ زبیدہ صاحبہ بستی باباخیل — ۱۰/-/-

" بیگم صاحبہ خان بہادر عبدالمجید خان صاحب بستی باباخیل — ۱۰/-/-

" نجمہ عزیز سابقہ متعلمہ مدرستہ البنات بنت جناب غلام سرور صاحب پشاور — ۳۵/-/-

تصحیح

مسلمہ جون ۱۹۴۶ء صفحہ ۳۰ آخری سطر کالم (۲) سعیدہ ضیاء الحق صف سابع کے نام ۷۲/-/- روپے کی رقم بطور چندہ درج ہے۔ یہ غلطی سے ان کے نام لکھی گئی۔ دراصل مندرجہ ذیل افراد نے یہ رقم دی تھی:۔

محترم محمد لطیف صاحب بی۔ اے ایڈ ہیڈ کوارٹرز — ۵/-/-

محترم عبدالحمید صاحب اوورسیئر سنٹرل نئی دہلی — ۵/-/-

محترم پیرزادہ احمد سجاد صاحب اوورسیئر سنٹرل پی۔ ڈبلیو۔ ڈی نئی دہلی — ۵/-/-

محترم احمد شجاع صاحب لائبریرین اسلامیہ کالج لاہور — ۵/-/-

محترم حبیب احمد ملک صاحب و غلام احمد صاحبان نئی دہلی — ۲/-/-

محترم مولوی محمد صاحب رامپوری نیاران محلہ محل ضلع سہارنپور — ۱۰/-/-

محترم مختار احمد صاحب دہلی — ۲۰/-/-

محترمہ خطیبہ ہند، زہرہ سخن، سعیدہ اختر صدر آل انڈیا زنانہ مسلم لیگ عثمان منزل نمبر 8.A بنگلور — ۲۰/-/-

اللہ کو قرض حسنہ

عطیات ماہ جولائی ۱۹۴۶ء

کاریگران دوکان حاجی بابو مہر علی احمد علی صاحبان ۲/۱۳/۶
خان امیر الدین احمد خاں صاحب ایڈوکیٹ ۶/۵/۶
حکیم محمد جالینوس صاحب جالندھر شہر -/۴/-
مولوی عظامی صاحب " -/۲/-
شیخ محمد عبد اللہ صاحب " ۱/-/-
جناب عاشق حسین صاحبہ -/۸/-
منشی شوکت حسین صاحب " ۱/-/-
چوہدری رحیم بخش صاحب " ۳/۱/-
شیخ رحمت علی صاحب " -/۱/-
چوہدری شرف الدین صاحب " ۳/۱/-
شیخ عزیز بخش صاحب " -/۱/-
جناب عبد اللہ صاحب نئی دہلی ۵/-/-
" عبد الحمید صاحب جالندھری حوالدار کلرک ۲۵/-/-
خان بہادر لفٹیننٹ نواب زادہ محمد ذو الفقار علی خاں صاحب کرنال ۵۰/-/-
سید محمد رفیق شاہ صاحب جالندھر شہر -/۲/-

بذریعہ حکیم برقی صاحب

خان غلام رسول خاں صاحب گرداور قانونگو [illegible] ۲/-/-
شیخ زماں حسین صاحب گرداور قانونگو ۱/-/-
چندہ بوریہ ۲/-/-

شیخ عاشق حسین منشی غلام علی لال فلی داس سردار لکھمن سنگھ رام چند وغیرہ پٹواریاں تحصیل پھالیہ ننگر ۴/-/-
منشی فضل دین لالہ منشی رام لالہ تی چند منشی غلام نبی منشی فرزند علی عبد الغنی بوٹا کرم داس حاکم علی وغیرہ پٹواریاں تحصیل پھالیہ ننگر ۸/-/-
منشی نور محمد خاں صاحب گرداور قانونگو ۲/-/-
منشی فیروز دین پیر رشید احمد منشی علی احمد سردار بسنت سنگھ لالہ پیبیال منشی رحیم بخش پٹواریاں تحصیل پھالیہ ننگر ۶/-/-
سردار مہر سنگھ صاحب گرداور قانونگو ۱/-/-
منشی سردار علی قاضی الہٰی بخش قاضی غلام قادر منشی غلام رسول پٹواریاں تحصیل پھالیہ ننگر ۴/-/-
تاج رحمت پٹواری " ۱/-/-
منشی محمد عمران " ۱/-/-
" محمد صابر " ۱/-/-
چوہدری گوہر علی صاحب نمبردار چک ۱۴۲ ۵/-/-
مالک چند صاحب محرر تحصیل پھالیہ ننگر ۵/-/-
منشی محمد عالم صاحب ہیڈ کنسٹیبل [illegible] ۲/-/-
ملک عبد الواحد کنسٹیبل " ۱/-/-
چودھری نور شاہ رحمت علی صاحبان ۲/-/-

محترم فیضی محمد خاں صاحب نمبردار مہتمم ضلع رہتک	۱/-/-
" حاجی فضل الرحمان صاحب ہیڈ کلرک "	۱/-/-
" سید ضامن علی محمود علی صاحبان "	۵/-/-
" حاجی خان بہادر محمد علی صاحب "	۴/-/-
" منشی منور علی خاں صاحب [illegible]	۲/-/-
" تاج محمد خاں صاحب	۲/-/-
" یٰسین خاں ولد ابراہیم خاں صاحب ڈرائیور	۲/-/-
" عباس علی ولد یوسف علی صاحب رہتک	۵/-/-
" عبدالرحمٰن خاں صاحب رہتک	۲/-/-
" فتح محمد خاں ولد ابراہیم خاں "	۲/-/-
" اقبال حسین ولد نیاز محمد نمبردار "	۲/-/-
دی رہتک بس اینڈ ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ رہتک	۵/-/-
عبداللطیف خاں منیجر " "	۱۰/-/-
چودھری امین خاں چیکر " "	۵/-/-
" محمد یعقوب خاں بکنگ کلرک " "	۵/-/-
محترم جمیل الدین ولد علاؤ الدین ڈرائیور "	۱/-/-
" ظفر علی موٹر ڈرائیور رہتک	۱/-/-
" نیاز محمد صاحب کلینر "	۱/-/-
" بشیر اللہ خاں ہیڈ کنسٹیبل "	۵/-/-
" قمر الدین صاحب کنسٹیبل "	۲/-/-
" منور خاں " "	۱/-/-
" نیاز محمد صاحب مہتمم رہتک	۲/-/-
نادر وغیرہ مہتمم ضلع رہتک	۱۶/-/-
محترم عبدالغفار خاں "	۱/-/-
" خان خورشید خاں صاحب مہتمم ضلع رہتک	۱/-/-

محترم جان محمد صاحب مہتمم ضلع رہتک	۱/-/-
" حشمت علی " " "	۱/-/-
" غلام محمد " " "	۱/-/-
" فیض محمد صاحب نمبردار " "	۱/-/-
" خیراتی خاں صاحب " "	۱/-/-
" قدیر خاں " " "	۵/-/-
" گوہر خاں " " "	۱/-/-
" نیاز علی خاں " " "	۱/-/-
" کرم علی خاں کنسٹیبل " "	۱/-/-
" محمد حسین صاحب " "	۱/-/-
" اسمٰعیل خاں " " "	۱/-/-
" علاؤ الدین صلاح الدین " "	۱/-/-
" محمد اسلم صاحب مہتمم	۲/-/-
" حافظ کریم الدین " " "	۱/-/-
" فقرو صاحب " " "	۱/-/-
" عبدالغفور " " "	۱/-/-
" نقرو " " " "	۱/-/-
" اللہ رکھا " " "	۱/-/-
" علیم الدین " " "	۱/-/-
" غلام نبی " " "	۱/-/-
" منشی اللہ داد صاحب نمبردار " "	۵/-/-
" پیر صاحب [illegible] الحق " "	۱۰/-/-
" [illegible] محمد صاحب " "	۲/-/-
" نیاز محمد " " "	۵/-/-
" غلام نبی " " "	۱/-/-

محترم محمد شفیع صاحب مہم ضلع رہتک	۱/-/-
" فیض محمد۔ الدین۔ غلام رسول۔ فضل دین۔ عمر دین۔ سراج۔ حافظ محمد حسن وغیرہ۔ مہم ضلع رہتک۔	۹/-/-
" کرم الٰہی۔ شمشیر۔ عبد اللہ۔ عبد الکریم۔ محمد اسحٰق۔ دین محمد مہم ضلع رہتک	۶/-/-
" للو۔ فیض محمد۔ نظام الدین۔ فتح محمد وغیرہ مہم ضلع رہتک	۵/-/-
" محمد یسین۔ قاضی کمپوڈنڈر۔ شمس الدین۔ محمد صدیق۔ وغیرہ	۴/-/-
" مراد علی۔ عبد اللہ۔ نادر۔ وغیرہ مہم ضلع رہتک	۳/-/-
" بلو صاحب ماہم "	۱/-/-
" صفیۃ دھوبی " "	۱/-/-
" بندہ صاحب " "	۱/-/-
" ابراہیم " " "	۱/-/-
" گورو " " "	۵/-/-
" جان محمد " " "	۲/-/-
" مغلی صاحب " "	۱/-/-
" عمر صاحب " "	۱/-/-
" غلام بھیک۔ تاج محمد مہم ضلع رہتک	۲/-/-
" محمد احسن صاحب " "	۲/-/-
" محمد اسلام۔ گامی۔ نواب علی۔ محمد اسحٰق۔ محمد اسمٰعیل عمر دراز۔ نادر۔ فقیرو وغیرہ مہم ضلع رہتک	۴/-/-

محترم عاشق علی قریشی صاحب سکریٹری مسلم لیگ	۲/-/-
" مظفر احمد صاحب مہم ضلع رہتک	۲/-/-
" حافظ صدیق صاحب محلہ قصاباں "	۵/-/-
" قاضی غلام نبی " " " "	۲/-/-
" محمد شفیع " " " "	۱/-/-
" قاضی رفیع الدین " " " "	۱/-/-
" شیخ امام دین " " " "	۱/-/-
" ممتاز خاں " " " "	۱/-/-
" اسلام دین " " " "	۱/-/-
" سکندر " " " "	۱/-/-
" شیر محمد " " " "	۱/-/-
" غلام نبی " " " "	۱/-/-
" عبد اللہ " " " "	۱/-/-
" قاسم " " " "	۱/-/-
" محمد حسین " " " "	۱/-/-
" نور محمد " " " "	۱/-/-
متفرق از " " "	۲/۱۴/-
خان سلمان خاں صاحب رہتک	۵/-/-
محمد علی زرگر صاحب "	۱/-/-
غلام نبی خاں صاحب محلہ قصاباں رہتک	۵/-/-
ظفریاب خاں صاحب رہتک	۵/-/-
رحیم علی خاں صاحب "	۴/-/-
شرف الدین "	۵/-/-
جان محمد خاں صاحب منیجر موٹر ٹرانسپورٹ کمپنی	۵۵/-/-
ملک محمد خاں صاحب رہتک	۵/-/-

ممتاز علی خانصاحب محلہ الیاں رہتک ۵/-/-
ولی محمد خانصاحب " " ۵/-/-
حمید علی خانصاحب " " ۵/-/-
شریف خانصاحب " " ۵/-/-
مصطفٰے خانصاحب " " ۴۲/-/-
دی کول کمپنی اقبال احمد بھوانی ۱/-/-
سید مودود الحق صاحب محلہ قلعہ رہتک ۱/-/-
شیخ ذکیر الدین صاحب " ۳۰/-/-
خانصاحب ملک امیر حسین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ۵۰/-/-

میزان ۷۰/۸/۶

بمد زکوٰۃ ماہ جولائی ۱۹۴۶ء

جناب برکت اللہ صاحب فاضلکا ۱۰/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ ماسٹر عبدالعزیز خانصاحب بھٹی
گجرات ۵۰/-/-
چودھری عبدالکریم صاحب گجوانی ۵۰/-/-
جناب عبدالصمد خانصاحب مالاکنڈ ۱۰۰/-/-
حکیم محمد زبیر صاحب منڈی بورے والا ۸/-/-
جناب علی احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور ۲۵/-/-
چوہدری حسام الدین صاحب سندھو
کٹہار ۲۰۰/-/-
محترمہ استانی عائشہ بی بی صاحبہ کھرل گڑھ ۲/-/-
محترمہ اسلام اختر صاحبہ پشاور شہر ۱۵/-/-

میاں عبدالعزیز صاحب چک ۳۰۹ ج۔ب ۱۰/-/-
معلوم الاسم صاحب ۱۰/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ میاں حمید علی صاحب مرحوم
(صدقہ) ۵/۱/۳
محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر نیاز رسول محمد صاحب مرحوم
(فدیہ صیام) ۲۵/-/-

میزان ۵۳/۱/۳

تعمیر فنڈ ماہ جولائی ۱۹۴۶ء

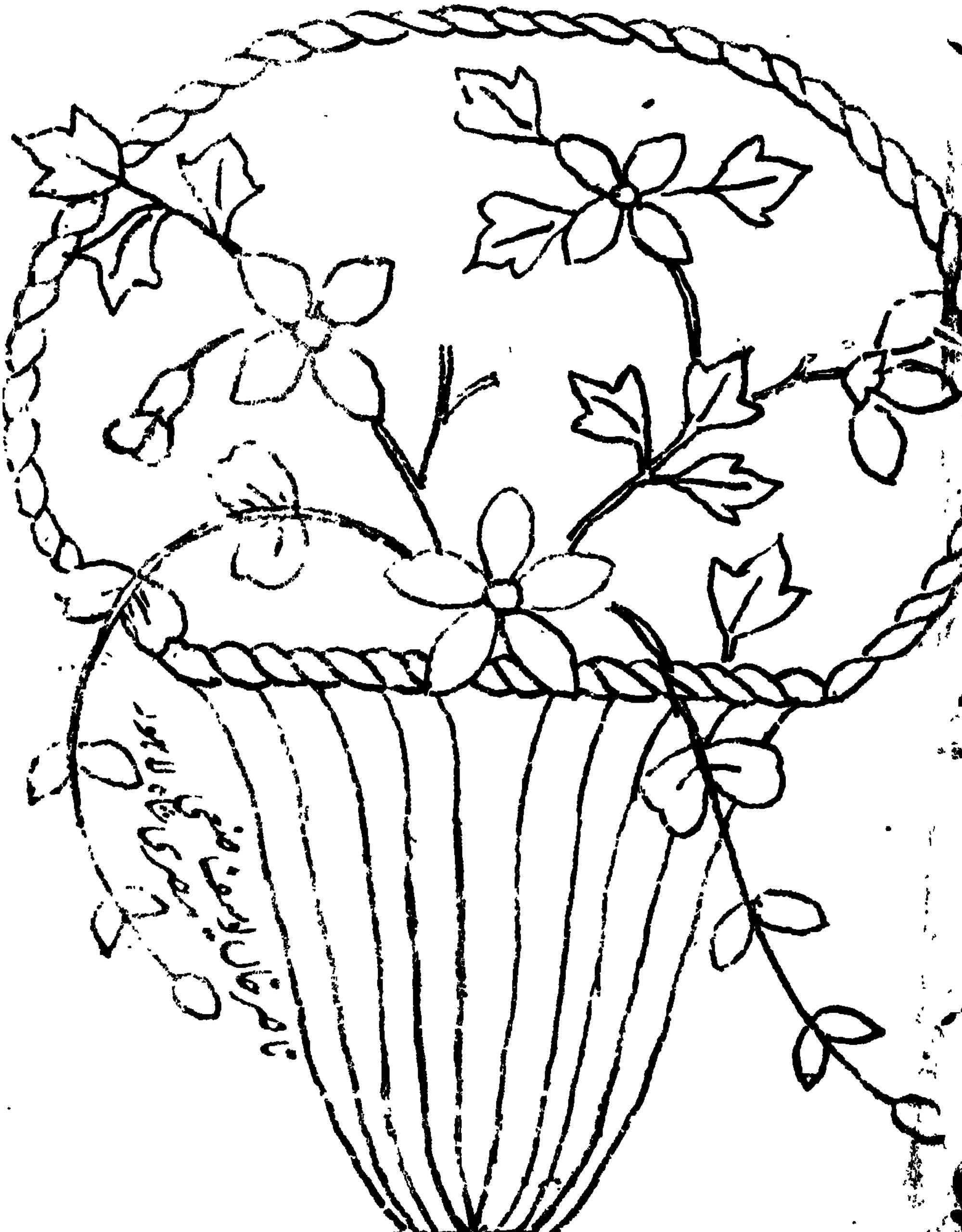
محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر نیاز رسول احمد خانصاحب مرحوم
۵۰/-/-
چھوٹ از بل لکڑی خرید کردہ از چوہدری سلیم الدین
۷/۸/-
جمعیت وحدت و عمل مدرسۃ البنات ۳۰۰۰/-/-

میزان ۳۵۰۷/۸/-

وظائف فنڈ ماہ جولائی ۱۹۴۶ء

محترمہ رئیسہ مدرسۃ البنات واپس وظیفہ
گیتی آرا متعلمہ ۵/-/-
چوہدری غلام غوث صاحب ریٹائرڈ ڈاکیہ منگوانجیہ
۳۴/-/-

میزان ۳۹/-/-



کمی خون اور کمزوری کا موثر اور مکمل علاج

میٹاگلوبین

- میٹاگلوبین [illegible] (Vitamine) شامل ہیں جنکی وجہ سے اسکا درجہ دیگر ادویات میں [illegible] ہے۔
- میٹاگلوبین [illegible] حرارت سے محفوظ رہنے کے لائق اور قیمت ہر امیر و غریب کیلئے قابل برداشت۔
- میٹاگلوبین یرقان [illegible] ضعف جگر تلی ورم جگر کو دور کرکے کافی صالح خون پیدا کرتی ہے۔
- میٹاگلوبین حلق سے [illegible] صالح خون پیدا کرنا شروع کر دیتی ہے۔
- میٹاگلوبین میعادی بخار [illegible] انفلوائیزا اور [illegible] کے بعد کی کمزوریوں کا مجرب علاج ہے۔
- میٹاگلوبین امراض [illegible] کے لئے ماء الحیات ہے۔
- میٹاگلوبین کثرت طمث اور قلت طمث کو دور کرکے طاقت پیدا کرتی ہے۔
- میٹاگلوبین اختناق الرحم اور سوت کے لئے اکسیر نادر ہے۔
- میٹاگلوبین حاملہ مستورات کیلئے مولد دم اور محافظ صحت اور بعد بیماری بحالی صحت کا ضامن ہے۔
- میٹاگلوبین بخار سے بگڑے ہوئے جگر اور تلی کو درست کرکے خون بڑھاتی ہے۔
- میٹاگلوبین وجع المفاصل کے لئے لاثانی دوا ہے۔
- میٹاگلوبین سل اور دق کے مریضوں کے لئے پیغام شفا ہے۔
- میٹاگلوبین [illegible] کے بعد ورم امعاء کے لئے بہت مفید ثابت ہوچکی ہے۔
- میٹاگلوبین سستی حافظہ اور دماغی امراض کا بہترین علاج ہے۔
- میٹاگلوبین ہر بیماری کے بعد دل کی کمزوری کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔
- میٹاگلوبین لاتعداد حکیم و ڈاکٹر اپنے مریضوں کے لئے تجویز کرتے ہیں۔
- میٹاگلوبین دو روپے آٹھ آنے میں ملتی ہے جو پندرہ بیس یوم کیلئے کافی ہے۔
- میٹاگلوبین اگر مقامی طور پر نہ ملے تو اپنے دوا فروشوں کو اسکا سٹاک رکھنے کا مشورہ دیں۔
- میٹاگلوبین 〃 〃 تو تیار کنندگان سے بذریعہ ڈاک پارسل منگوالیجئے۔

ہر حالت میں خرچہ ڈاک و پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔

- میٹاگلوبین دی ایسٹرن [illegible] جالندھر شہر کی زیر نگرانی تیار ہوتی ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

ستمبر و اکتوبر سنہ ۱۹۴۶ء

مدیرہ: حمیرا

چندہ سالانہ: ایک روپیہ آٹھ آنے

مطبع قومی پریس جالندھر شہر میں باہتمام محمد احمد خان اکبر طابع و ناشر چھپ کر دار القرآن سے شائع ہوا

نرخنامہ اجرت اشتہارات

مقدار	ایک ماہ	۳ ماہ	۶ ماہ	ایک سال
فی صفحہ	۱۰	۲۷	۴۸	۸۴
نصف صفحہ	۶	۱۶ ۸	۳۰	۴۸
چوتھائی صفحہ	۴	۱۰ ۸ ر	۱۸	۳۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱۵ | ستمبر ۱۹۴۶ء۔ شوال ۱۳۶۵ھ | نمبر ۲-۳

ذکر کی فضیلت

(از محترمہ امۃ اللہ تسنیم)

اللہ کا ذکر اللہ کے بندوں کے لئے نہایت ضروری ہے مگر لوگ اس سے کوسوں دور ہیں ہمارے دل میں کبھی اس بات کا خیال ہی نہیں آتا کہ جو ہم پر ماں باپ سے زیادہ شفیق اور مہربان ہے جس نے ہمارے آرام و راحت کی خاطر اپنی قدرت سے کیا کیا سامان مہیا فرمائے کیسی کیسی نعمتیں بخشش کیے کیسے انعامات اور اکرامات کیئے اور ہم سے اس کا شکر ادا نہو۔ شکر تو شکر ذکر سے بھی غافل ہو جائیں اس کی یاد دل سے فراموش کر دیں دنیا اور دنیا کے تمام لوازمات کی فکر لیکن اللہ کی یاد سے بے فکر بے پروا۔ گویا کھانا کھیلنا عیش و آرام سے زندگی بسر کرنا ہی ہمارا کام ہے اور کچھ نہیں ہم سے اچھے تو جانور ہیں کہ تمام دن وہ اللہ کی حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں۔ چرند پرند نباتات جمادات اللہ کا ذکر کریں اس کے حمد کے گیت گائیں اور انسان اس سے بے پروا اور غافل رہے کتنے افسوس کا مقام ہے۔ حیرت تو یہ ہے کہ جس انسان پر اللہ کے سیکڑوں انعام ہوں نعمتوں رحمتوں اور برکتوں کی بارش ہو جس کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا علم و عقل و دولت سے سرفراز فرمایا اور تمام چیزوں کو اس کے تابع بنایا وہی سب سے زیادہ غافل بے پروا اور احسان فراموش نکلا اللہ تعالےٰ نے آنکھ ناک کان ہاتھ پاؤں عقل ہوش سب کچھ عطا فرمایا سیکڑوں پر حکومت بخشی ہزاروں میں ممتاز کیا پھر اس کا شکر ادا نہ ہو شکر تو خیر ذکر سے بھی محروم ہو جائیں کتنے خسارے کی بات ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ جان بوجھ کر بھی خیال نہیں آتا معلوم ہے کہ اس ذکر کے بارے میں کیسی کیسی فضیلتیں قرآن مجید اور حدیث شریف میں موجود ہیں مگر ان کو دیکھے کون اگر اللہ سے محبت ہو اس کو راضی

رکھنے کی فکر ہو موت کا بھیانک نقشہ آنکھوں کے سامنے رہے قبر کی تنہائی کا ہر دم خیال رہے، اجر بڑھنے اور ثواب حاصل کرنے کا شوق ہو اللہ کے عذاب کا ڈر ہو تو پھر اللہ کی یاد کی سو سو تدبیریں کی جائیں اللہ کو منایا جائے اللہ کو ہر وقت خوش رکھنے کی فکر کی جائے جب ہی نہیں تو کچھ نہیں۔ جن کو اس کی طلب تھی انہوں نے اللہ کی یاد اللہ کے ذکر و شغل میں اپنی زندگی گذاردی ہر نیکی میں سبقت لیجانے کا شوق تھا اللہ کی یاد میں منہمک اللہ کے عذاب کے ڈر سے بے چین اللہ کی محبت میں سرشار رہتے تھے۔

حضور کے زمانے میں غریب مہاجرین حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہمارے مالدار بھائی بڑے بڑے درجے اور باقی رہنے والی نعمتیں لے گئے آپ نے فرمایا کیوں عرض کی کہ نماز روزے میں تو یہ ہمارے شریک ہیں ہم بھی کرتے ہیں یہ بھی کرتے ہیں حسرت تو یہ ہے کہ یہ مالدار ہونے کی وجہ سے صدقہ کرتے ہیں غلاموں کو آزاد کرتے ہیں محتاج و بے کس کی مدد کرتے ہیں ہم اس سے عاجز اور اس ثواب سے محروم ہیں۔

حضور نے فرمایا میں تم کو ایسی بات نہ بتلادوں کہ تم سب پر سبقت لیجاؤ اور کوئی تم سے افضل نہ ہو جب تک تمہاری طرح عمل نہ کرے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ الحمد للہ۔ واللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ یہ سنکر وہ خوش خوش چلے گئے کچھ دن کے بعد پھر حاضر خدمت ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے مالدار بھائی ہم کو یہ عمل کرتے دیکھکر خود بھی کرنے لگے حضور نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے طلب اس کو کہتے ہیں کہ ہر وقت اس کی فکر ہے یہاں خود سے تو یہ نیاں ہو وہ کبھی نہیں ہوتا دنیا کی معمولی سے معمولی چیز کے لئے دل بیقرار رہتا ہے اس کے حاصل کرنے کی جان توڑ کوشش کی جاتی ہے چاہے سر کا پسینہ پاؤں کو آجائے لیکن وہ چیز حاصل ہو جائے اور اللہ کی خوشی کی ذرہ برابر فکر نہیں ہوتی آج اگر کلکٹر کسی سے کہدے کہ تم فلاں وقت میرے پاس آجانا اگر آجاؤ گے تو تمہارا فائدہ ہوگا۔ تو وہ شخص ایک ایک گھڑی مشکل سے گذاریگا اور وقت معین پر سر کے بل دوڑا جائیگا اور اللہ تعالے بار بار ارشاد فرماتے ہیں کہ میری طرف آؤ میں تم کو دونوں جہان کی نعمتیں عطا فرماؤنگا تم کو نعمتوں سے مالامال کردونگا لیکن کسی کے ماتھے پر جوں بھی نہیں رینگتی۔ اللہ تعالے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ کیا ایمان والوں کے لئے ابھی اس کا وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل اللہ کے لئے جھک جائیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کرونگا اور میرا

شکر کرو ناشکری نہ کرو۔ ایک جگہ ارشاد ہے :۔

وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا کثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالے نے مغفرت اور اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے :۔

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ اللہ کو بہت یاد کرو شاید کہ تم فلاح پاؤ ۔

ایک جگہ ارشاد ہے ۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ایمان والے تو وہی لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو (اس کی بڑائی کی وجہ سے) ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھنے والے ہیں ۔ ایک جگہ ارشاد ہے :۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ایمان والوں کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن رہتے ہیں اور خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو تسکین ہوتی ہے ۔

غور کرنے کی بات ہے کہ اگر ایک معمولی رئیس کسی سے وعدہ کرے کہ تم صبح کو آنا تم کو کچھ دینگے تو اس شخص کو صبح کے انتظار میں نیند نہ آئیگی اور جب تک جائے گا اسی کا تذکرہ کریگا اس کی سخاوت و ہمدردی کی تعریف کریگا۔ لیکن پروردگار جس کا وعدہ سچا اور پکا ہے وہ اتنی بڑی بخشش اور بڑے بڑے اجر کا وعدہ فرماتے ہیں مگر کسی کو ذرا بھی شوق اور رغبت نہیں۔ اصل یہ ہے کہ اللہ کے ذکر سے غافل رہتے رہتے دل مر گئے ہیں احساس رخصت ہو گیا شوق کیسے ہو رغبت کہاں سے پیدا ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے ذکر کرنے والوں اور نہ کرنے والوں کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے حقیقت میں یہی بات ہے۔ ذکر کرنے والوں کے دل زندہ ہوتے ہیں جتنا ذکر کرو دل میں جلا پیدا ہوتی جاتی ہے۔ دل روشن ہوتا جاتا ہے ۔ اور غافلوں کے دل مردہ ہو جاتے ہیں جب دل مردہ ہو گئے تو پھر احساس کہاں رہا۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میں اپنے بندوں کے ساتھ ہوں اور ان کے خیال کے موافق ان کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں اگر میرے بندے مجھ کو اپنے دل میں یاد کرتے ہیں تو میں بھی ان کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ کو مجلس میں یاد کرتے ہیں تو میں ان سے بہتر مجلس میں (یعنی فرشتوں کے مجمع میں) ان کا تذکرہ کرتا ہوں۔ دوسری جگہ ہے کہ جو بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف

چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

ہم لوگوں کی بے حسی کی کوئی حد ہے کہ ہمارا پروردگار ہم کو اس طرح شفقت و محبت کے ساتھ اپنی طرف متوجہ کرے اپنے دربار میں بلائے انعام واکرام کا وعدہ کرے اور پھر بھی ہمارے قدم نہ اٹھیں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اللہ کے ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں جب انہیں پا جاتے ہیں تو اپنے ساتھیوں کو آواز دیتے کہ یہاں آؤ یہاں اللہ کے ذکر کرنے والے موجود ہیں پھر تمام فرشتے جمع ہو جاتے ہیں اور زمین سے آسمان تک ایک سلسلہ قائم ہو جاتا ہے اور ذکر کرنے والوں کو اپنے بازوؤں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر جب آسمان پر جاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ ان سے سوال کرتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔ مگر اپنی خوشی کا اظہار اور اپنے بندوں کی فضیلت بڑھانے کے لئے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت پر چھوڑا فرشتے جواب دیتے ہیں پروردگار وہ تری تسبیح تہلیل و تکبیر میں مصروف تھے تری تعریف میں رطب اللسان اور تیرے ذکر میں شاغل تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں اے میرے پروردگار انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو کیا کریں۔ فرشتے جواباً عرض کرتے ہیں پروردگار اگر وہ آپ کو دیکھ لیں تو شدت سے عبادت کریں اور حد سے زائد تری تسبیح تہلیل و تکبیر میں مصروف ہو جائیں۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے مجھ سے سوال کس چیز کا کرتے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پروردگار وہ تجھ سے جنت کا سوال کرتے تھے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں پروردگار تیری قسم ہے کہ انہوں نے جنت نہیں دیکھی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت دیکھ لیں تو کیا کریں۔ فرشتے جواب دیتے ہیں پروردگار اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو اس کی حرص و طلب میں بیقرار ہو جائیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندے مجھ سے پناہ کس چیز سے مانگ رہے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ دوزخ سے پناہ مانگتے تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں پروردگار انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا ارشاد ہوتا ہے اگر دیکھ لیں تو کیا کریں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ دوزخ دیکھ لیں تو سختی سے اس سے بھاگیں اور بے حد ڈریں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تم لوگ گواہ رہو میں نے ان سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ کہتا ہے۔ پروردگار ایک شخص ان میں ایسا بھی تھا کہ جو ذکر کی غرض سے نہیں بیٹھا تھا کوئی غرض اس کو لائی ہوگی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہو سکتا میں نے اس کو بھی بخش دیا سبحان اللہ و بحمدہٖ

کے دوڑ کر چلنے کا مطلب یہ ہے کہ میرا لطف اور میری رحمت تیزی کے ساتھ اسکی طرف بڑھتی ہے۔ اس کے شوق اور طلب کی قدر کرتا ہوں اور اس کو اپنی آغوش رحمت میں لے لیتا ہوں۔ سبحان اللہ

اللہ کے ذکر میں ہمہ تن مصروف ہو جانا ہم اسے سیاہ کاروں کے لئے مشکل ہے۔ مگر جہاں دنیا کے بڑے سے بڑے کام کرے جاتے ہیں وہاں اگر تھوڑا وقت بھی اللہ کی یاد اور اس کے ذکر کے لئے نکال لیں تو کونسا بڑا کام ہے اللہ کا کوئی کام مشکل نہیں مگر جب سرکش نفس اس کی اجازت دے تو۔

حدیث شریف میں ہے کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ زبان پر بہت ہلکے میزان میں بہت بھاری اور اللہ کو بہت محبوب ہیں۔ وہ سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْمِ ہیں۔

دوسری جگہ ہے کہ صبح و شام ایک ایک تسبیح سبحان اللہ وبحمدہ کی کوئی پڑھ لیا کرے تو اگر سمندر کے جھاگ کے برابر بھی خطائیں ہوں گی تو اللہ تعالےٰ معاف فرما دینگے۔

ایک جگہ روایت ہے کہ جس نے دن میں سو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھا اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور سو نیکیاں لکھی جائیں گی سو برائیاں مٹادی جائیں گی اور شام تک شیطان سے محفوظ رہیگا۔ اور کوئی شخص اس سے افضل نہ ہوگا جب تک کہ اس سے زیادہ عمل نہ کیے۔

اس کے علاوہ دین کے ساتھ ساتھ دنیا کے بھی فائدے حاصل ہونگے چہرہ پر نور ہوگا دلوں کو تسکین ہوگی اللہ کی مدد شامل حال رہیگی ہر مشکل آسان ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ خوشی کے اوقات میں اللہ کا ذکر کرتا ہے پھر اس کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے اور وہ اللہ کو پکارتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ مانوس آواز ہے۔ پھر اللہ کے یہاں اس کی سفارش کرتے ہیں اور جو راحت کے اوقات میں اللہ کو نہیں یاد کرتے اس کے ذکر سے غافل رہتے ہیں پھر جب ان کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے اور وہ اللہ کو پکارتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ غیر مانوس آواز ہے۔

ایک جگہ ہے کہ تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ ایک اس کی جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے دوسرے مظلوم کی تیسرے عادل بادشاہ کی۔

ہم اپنے مسلمان بھائی بہنوں سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اس اہم اور ضروری دعوت کو قبول کرلیں اپنے دنیاوی کاموں سے کچھ وقت اسکے لئے نکال لیں۔ تھوڑا وقت چاہے وہ ہی ایک گھنٹہ کا ہو اللہ کی فریاد اللہ کے ذکر کے لئے وقف کردیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کی ایک ایک تسبیح صبح و شام کچھ مشکل نہیں ہے پھر رکھ لینے سے سب آسان ہو جاتا ہے اگر آپ ایسا کریں گی تو دنیا و دین میں اس کے فائدے انشاء اللہ آپ کو حاصل ہوں گے۔ اب میں اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتی ہوں۔ اَللّٰھُمَّ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِکَ۔

ع۱ ـ

رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ع۲

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ع۳

موسیقی

(از ابن الانور سید محمد ازہر شاہ قیصر کاشمیری دیوبند)

گزشتہ فروری (۴۸ء) کے آخری جمعہ پر میں لدھیانہ تھا نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے شاہی مسجد جاتے ہوئے بڑے بازار سے گذرا تو ایک ہوٹل کے ریڈیو سیٹ پر چنگ ورباب کی نغمہ زائیوں اور خوش گلوئی کی سحر سازیوں کے ساتھ فلمی ریکارڈ بجتے ہوئے سنائی دیا۔ نماز کا وقت بیحد تنگ اور مجھے شرکت جماعت کے لئے بعجلت مسجد پہنچنا ضروری تھا۔ مگر گانے والے کے نغمات دل آویز کی ہر تان ایک تیر بے خطا بن کر میرے دل میں تراز دہوگئی ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کیف وسرور اور لذت ونشاط کا ایک آبشار ہے جو میرے کانوں سے گذر کر دل کی گہرائیوں تک جا پہنچا ہے روح و قلب اس موقعہ پر بے خودی وسرمستی کی لیک لذت اور مسرت وشادمانی کی ایک کیفیت سے جھوم جھوم گئے عالم تمام مسکراتا ہنستا، قہقہے مارتا اور ساری دنیا رقص کرتی، جھومتی اور دفور طرب سے بیخودانہ تھرکتی ناچتی نظر آئی۔ کونہ کونہ اور گوشہ گوشہ سے ایک سیلاب امنڈتا دکھائی دیا اور چپہ چپہ پر موسیقی کی دیوی حکمرانی وشہنشاہی کرتی نظر پڑی۔ میں پوری تیز رفتاری کے ساتھ مسجد کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا مگر قدم یک بیک رک کر رہ گئے۔ یہ معلوم ہوا کہ گویا یہ تمام نغمے اور زمزمے بھاری بھرکم بیڑیوں کی شکل میں میرے قدموں سے آ لپٹے ہیں اور اب ایک قدم بھی آگے بڑھانا یا آگے بڑھنے کے لئے کوئی ارادہ کرنا میرے اختیار سے باہر ہے۔

زبردست ذہنی کشمکش اور نفس کے ساتھ بڑی مجاہدانہ اور مومنانہ جنگ آزمائی کے بعد میں

ع۱ اے اللہ پھیر دے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری پر۔

ع۲ اے اللہ اپنے ذکر وشکر اور اچھی عبادت کے لئے میری مدد فرما۔

ع۳ اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

موقعہ واردات سے آگے بڑھنے پر قادر ہوا۔ نفس امارہ اس وقت ان لایعنی دلچسپیوں میں گم اور قوت سماعت ایک زرخرید لونڈی کی طرح ہوٹل کے دروازے پر ساری دنیا کو فراموش کئے ہوئے مؤدبانہ طریقہ پر کھڑی تھی۔ روح ہمہ تن گوش تھی اور جان سرتاپا کیف ولذت۔ (میر تقی میر) ؎

بے خودی لے گئی کہاں ہم کو
دیر سے انتظار ہے اپنا

ظاہر ہے کہ فاقوں پر فاقے کرنیوالے کسی بھوکے سے گرم گرم اور لذیذ کھانا، کسی کھلنڈرے بچے سے کھیل کے خوشنما آلات واسباب، کسی شرابی سے عین روزابر و شب ماہتاب میں پیالۂ شراب اور آتش تر سے لبریز جام زمردیں۔ مطالعۂ کتب سے شوق رکھنے والے کسی شخص سے اس کی فراغت و یکسوئی اور اس کی کتابیں اور مجلدات، آرٹ اور فنون لطیفہ کے کسی خواہشمند سے اس فن کی نادر اشیاء اور قیمتی ذخائر، بہاہر نفس اور نبرد آزما طبیعت رکھنے والے کسی انسان سے اسکے محبوب دشنہ و خنجر، تیغ و تلوار اور تیر و تبر کا چھین لینا اور ان سب کو اپنے ان محبوب مقصودات و مفتوحات سے بخوشی دستبردار ہو جانے پر راضی کر لینا کچھ آسان کام نہیں۔ اپنی دلپسند چیز پر گرنا، دیکھنا، اسے پانے کی ہر وقت کوشش کرتے رہنا اور اسے پاکر ہر وقت اپنی نگاہ میں رکھنا ہر انسان کی فطرت ہے۔ دل نے ہزار کہا کہ اک ذرا اور ٹھہر۔ کہ فلمی گیت کے دو چار بول اور میری قید احساس میں آجائیں اور مجھے پہروں بیخود و بے غم رہنے کا سامان مل جائے، روح نے ضد کی یہ وقت و ناوقت کی مجھے گوارا نہیں، آج اگر نماز جمعہ سے غیر حاضر ہی ہو گئے تو کونسی آفت سر پر آپڑے گی منٹ دو منٹ کے لئے یہ گانے بجانے کا شغل ہی سہی، اس میں بھی تو بہرحال ہزار فائدے، ہزار لذتیں اور ہزار راحتیں ہیں ؎

ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی
مطرب بہ نغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے

مگر مجھے توفیق الٰہی کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے میری مساعدت کی اور میں نفسانی ارادوں اور تقاضوں کے اس دام ہمرنگ زمیں کو توڑ پھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

موسیقی اور اسلام

مزامیر و ملاہی، معازف و نغمات، ساز و آہنگ اور گانے بجانے کے سلسلہ میں اسلام کی

رائے اظہر من الشمس ہے رسول خدا سے لیکر آج تک کے سارے علماء فقہاء، ارباب علم وفضل اور رہنمایان مذہب نے موسیقی کو لہو ولعب، بدکاری، گنہگاری اور فواحش و منکرات کا ایک بڑا ذریعہ سمجھا، بجا سمجھا اور اسے امت کی جان کے لئے ایک روگ اور افراد ملت کے لئے ایک ناقابل علاج مرض قرار دیا۔

وَمن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم و یتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین	اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو کھیل کی باتوں کو خرید کرتے ہیں تاکہ بن بجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ کریں۔ اور اللہ کی راہ پر تمسخر کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

مندرجہ بالا آیت شریفہ میں لھو الحدیث کا جو جملہ استعمال ہوا ہے۔ اس کے متعلق رئیس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد گانا بجانا، رقص و سرود اور شعر و نغمہ ہی ہے اور حضرت امام حسن نے اس لفظ کی یہ تشریح کی ہے۔

کل ما شغلک عن عبادة اللہ و ذکرہ من السمر والاضاحیک والخرافات والغناء ونحوھا (روح المعانی)	لہو الحدیث ہر وہ شغل ہے جو اللہ کی عبادت اور اسکی یاد سے ہٹانے والی ہو مثلاً فضول قصہ گوئی ہنسی مذاق کی باتیں واہیات مشغلے اور گانا بجانا۔

استاذ الامام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی دام فیضہ نے اپنے فوائد القرآن میں آیت مذکورہ کی شان نزول یہ بیان فرمائی ہے کہ نضر بن حارث جو رؤسائے کفار میں سے تھا بغرض تجارت فارس جاتا تو وہاں سے شاہان عجم کے قصص و تواریخ خرید کر لاتا تھا اور قریش سے کہتا محمد (صلعم) تمہیں عاد و ثمود کے قصے سناتے ہیں آؤ میں تم کو رستم و اسفندیار اور شاہان ایران کی داستانیں سناؤں اور بعض لوگ انہیں دلچسپ سمجھ کر اس طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ نضر بن حارث نے ساتھ ہی ایک گانے والی گلے باز لونڈی بھی خریدی تھی۔ جس کو دیکھتا کہ اس کا دل نرم ہوا اور اسلام کی طرف جھکا اس لونڈی کو اس کے پاس لے جاتا اور کہہ دیتا کہ اسے کھلا پلا اور گانا سنا۔ پھر اس شخص سے کہتا کہ دیکھ یہ اس سے بہتر ہے۔ جدھر تمہیں محمد (صلعم) بلاتے ہیں کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو اور جان مارو، خاص اس موقعہ پر اکیسویں پارے (اتل ما اوحی) کی سورۂ لقمان کی یہ آیت نازل ہوئی۔

پھر حضرت استاذ "تنبیہ" کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ

شان نزول گو خاص ہو مگر عموم الفاظ کی وجہ سے حکم عام رہے گا جو لہو (شغل) دین اسلام سے پھر جانے یا پھیر دینے کا موجب ہو وہ حرام بلکہ کفر ہے۔ اور جو احکام شرعیہ ضروریہ سے باز رکھے یا سبب معصیت بنے وہ معصیت ہے ہاں جو لہو کسی امر واجب کا مفوّت (فوت کرنے والا) نہ ہو اور کوئی شرعی غرض و مصلحت بھی اس میں نہ ہو وہ مباح ہے لیکن لایعنی ہونے کی وجہ سے خلاف اولیٰ ہے، گھوڑ دوڑ یا نشانہ بازی تیراندازی یا زوجین کی ملاعبت (جو حد شرع میں ہو) چونکہ مقصد بہ اغراض و مصالح شرعیہ پر مبنی ہیں۔ اس لئے لہو باطل سے مستثنیٰ قرار دی گئی ہیں۔ رہا غنا و سماع کا مسئلہ تو اس کی تفصیل کتب فقہ میں دیکھنی چاہئے مزامیر و ملاہی کی حرمت پر تو صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے۔ البتہ نفس غنا کو ایک حد تک مباح کہتے ہیں اس کی قیود و شروط بھی کتابوں میں دیکھ لینی چاہئیں۔

از فوائد القرآن صفحہ ۵۳۳

مزامیر و ملاہی کے متعلق قرآن کی یہ آیت مع مفصل تشریحات کے پڑھ لینے کے بعد ترمذی شریف کی یہ حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے۔

یکونُ فی امتی خسفٌ ومسخٌ اذا ظهرتِ القینَاتُ وَ المعازفُ	میری امت میں بعض لوگ زمین میں غرق ہوں گے اور انکی صورتیں بھی مسخ ہونگی۔ یہ عذاب تب ہونگے جب گانے والی عورتیں اور آلات لہو (باجہ وغیرہ) ظاہر ہوں گے۔

ابن ماجہ کی ایک اور حدیث ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیشربَنَّ ناسٌ مِنْ اُمّتی الخمرَ یسمّونها بغیر اسمها تعزف علی رؤسهم بالمعازف والمغنیات	رسول خدا نے فرمایا کہ البتہ ضروری ہے کہ میری امت میں بعض لوگ شراب پئیں گے اور اسکا نام شراب کے سوا کچھ اور رکھیں گے اور ان کے روبرو آلات لہو بجائے جائیں گے

يخسف الله بهم الارض ويجعل منهم القردة والخنازير -

اور گانے والی عورتیں انکے سامنے گائیں گی ان کو اللہ زمین میں غرق کرے گا اور ان میں سے بعضوں کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔

(ابن ماجہ)

(۱) مسند احمد کی ایک حدیث ہے کہ فرمایا رسول مقبول نے کہ بے شک خدا تعالیٰ نے مجھے تمام عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ مزامیر و ملاہی کو مٹا دوں۔

(۲) مشکوٰۃ میں بیہقی سے بروایت حضرت جابر منقول ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ گانا اسی طرح نفاق کو دل میں اگاتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو

(۳) ترمذی اور ابن ماجہ میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا گانے والی لونڈیوں کو نہ بیچو اور نہ خریدو اور نہ ان کو تعلیم دو اور ان کی قیمت حرام ہے

(۴) طبرانی نے بروایت حضرت عمر روایت کیا کہ نبی کریم نے فرمایا کہ گانے والی لونڈی کی قیمت حرام ہے اور اسکا گانا ...

(۵) طبرانی نے بھی ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اقدس نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ قسم اس ذات پاک کی جس نے مجھے دین دے کر دنیا میں بھیجا کہ نہیں بلند کیا کسی شخص نے اپنی آواز کو گانے میں مگر مسلط فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دو شیطانوں کو کہ وہ سوار ہوتے ہیں اسکے کندھوں پر پھر اس کے سینہ پر لاتیں مارتے ہیں یہاں تک کہ وہ خاموش نہ ہو جائے ۔

(۶) ترمذی نے یحییٰ ابن سعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم کا ارشاد ہے کہ جب میری امت پندرہ کام کرنے لگے گی اُس وقت اُن پر بے شمار بلائیں نازل ہوں گی۔ منجملہ ان کے گانے والی عورتوں اور معازف کے تیار کرنے کو بھی شمار فرمایا۔

قرآن اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی کلمات طیبات اور ارشادات محکمات کی روشنی میں ائمہ اربعہ نے بالاتفاق گانے بجانے کو ناجائز قرار دیا ہے اسی طرح متاخرین میں سے بڑے بڑے علما و فضلا ہمیشہ مزامیر و ملاہی کو معیوب اور ناپسندیدہ فعل قرار دیتے چلے آئے ہیں۔ حد یہ ہے کہ صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے حلقوں میں سماع کا جو رواج پایا جاتا ہے ہر چند کہ اس میں پڑھے جانے والے اشعار، عشقیہ، شہوانیہ اور خواہشات نفسی کو بھڑکانے والے بہت ہی کم ہوتے ہیں اور شاید ہی کہیں ایسی مجالس و محافل میں باجے گاجے اور ساز و انداز کے ساتھ سماع کیا جاتا ہو گا۔ بزرگان دین نے اس سادہ طرز کے سماع

اور صرف غنا و شعر کی بھی ہر کس و ناکس کو اجازت نہیں دی۔ صرف اس سماع کے لئے بھی بہت سی شرطیں اور بہت سی قیدیں ہیں۔ اسکے بڑے بڑے آداب ہیں اور خاص طور پر اس کی حدود متعین کی گئی ہیں اور خوب غور و خوض سے یہ دیکھا گیا ہے کہ سماع کی مجلس میں کسی ایسے نااہل شخص کو جانے کی ہرگز اجازت نہ مل جائے کہ جس کا رنگ طبیعت اہل اللہ سے مختلف، جس کا طرز مذاق خدا رسیدہ اصحاب سے جدا اور باطنی کیفیات بزرگوں سے بعید تر ہوں کہ سماع کا یہ شغل کہیں اسے افعال قبیح کے ارتکاب پر مستعد، اور اعمال بد کی طرف متوجہ نہ کر دے۔ کہیں اس کی طبیعت حسن حقیقی اور جمال معنوی کی بجائے ظواہر کی نمو نصور تیوں اور مجازی رنگ آرائیوں کی طرف نہ پھر جائے۔ حضرت امام غزالی نے اپنی مشہور تصنیف "احیاء العلوم" میں سماع کی شرائط و قواعد پر مکمل کلام فرمایا ہے اور دوسرے بزرگان ملت نے بھی مختلف طریق بتا کر بہ تاکید و باصرار شدید عوام الناس کو سماع سے پرہیز کی نصیحت و ہدایت فرمائی ہے۔

موسیقی کی ممانعت کی مصلحتیں

موسیقی آج کل ہی نہیں بلکہ زمانۂ قدیم سے تمام اقوام و ملل کے تمدن کا ضروری جزو بنی رہی ہے۔ دنیا کی جدید و قدیم تہذیبوں میں سے کوئی تہذیب بھی ایسی نہیں نکلے گی جس نے اس فن کو ترقی دینے، اسے نئی نئی صورتوں اور نئی نئی شکلوں میں مقبول و مروج بنانے پر اپنی تمام سعی صرف نہ کر دی ہو۔ شاہان وقت نے موسیقی کے ماہروں کی پرورش پر لاکھوں روپے صرف کئے۔ امرائے مجالس رقص و طرب کے مصارف کے لئے اپنے خزانوں کے منہ کھول دئے اور موسیقی کے شائقین نے اس فن کی تحصیل پر اپنے بہترین اوقات عمر خرچ کر دئے۔ انسان چونکہ بالطبع عیش پرست ہے اور فطری طور پر وہ رذائل و خبائث کی طرف مائل ہے اس لئے اس پر کوئی تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ لہو و لعب اور وقتی عیش و انبساط کے اس ادنیٰ سے محرک (موسیقی) سے انسان کو اس قدر شیفتگی رہی ہے کہ اسے عبادت و بندگی اور امور دینیہ میں داخل کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی۔ اللہ اکبر اس قدر ہولناک فریب نفس ہے کہ جو شے بداعمالیوں اور بری خواہشوں کو سب سے زیادہ بھڑکانے، بھڑکانے اور پیدا کرنے والی ہے اسی کو بعض مذاہب نے تزکیۂ نفس اور تربیت ارواح کا ایک موثر طریقہ سمجھ کر داخل اطاعت اور شامل ریاضت کیا ہے اور یہ انسانی فہم و عقل کی نارسائی اور اس کے جذبات کی کجی اور ذلت کا ایک عبرت خیز منظر ہے کہ موسیقی جو فضولیات و لغویات

لہریہ اور انسان کے قیمتی وقت اور اس کی گراں بہا دولت کو برباد کرنے کا ایک خوبصورت حیلہ ہے۔ معرفتِ الٰہی اور عرفانِ حقیقت کا ایک ذریعہ بھی اور قرار دی گئی ہے ؎

زمن عذر نہ کنی گر بہ اس دیں دارم
نہفتہ کافرم و بت در آستیں دارم

اسلام موسیقی کے متعلق کسی دھوکہ میں مبتلا نہیں اس کی دور رس نظر چونکہ ہر شے اور ہر چیز کی حقیقت اور اصل کو پالینے پر قادر ہے۔ اور اپنے فہم و عقل خداداد صلاحیتوں سے وہ مشکل سے مشکل مسئلہ کو حل، پیچیدہ سے پیچیدہ معاملات کو طے اور الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھا دینے کا عادی رہا ہے[۵]

ہوں کتنی ہی تاریک شبِ زیست کی راہیں
ایک نور سا بہتا ہے جھلکتا مرے آگے۔

اس لئے آپ نے موسیقی، اسکے مقاصد، اسکے نتائج، اسکے لوازم و متعلقات اور اثرات و عواقب پر ایک نظر ڈال کر اسے غیر مشروع اور ممنوع و ناجائز قرار دیا ہے اور جو لوگ موسیقی کے اس طبعی خاصہ سے واقف ہیں کہ موسیقی شعر و شراب کی طرح انسان کو اس کے حقیقی فرائض سے غافل کر دینے اور گمراہی و بدعملی میں ڈال دینے کی اسپرٹ رکھتی ہے وہ صرف اسراف و بیجا خرچ، اضاعت وقت اور ہوائے نفس کی محرک ہے اور اسے ہوش و حواس کی غارتگری، تہذیب و شائستگی کی بربادی اور مال و دولت کی بربادی کے سوا اور کچھ کام نہیں آتا۔ وہ اسلام کی بدیک بینی اور حقیقت شناسی کی ضرور داد دیں گے اور مانیں گے کہ موسیقی شاہدان بازاری کی غلیظ مجلسوں میں مردان ہیچ کارہ کے نہایت درجہ سفلی جذبات کو برانگیختہ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں جانتی، موسیقی بیکار امرا کے دل بہلاوے اور وقت کو ضائع کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتی۔ وہ انسان کو دنیا و مافیہا سے غافل بنا کر تالاب میں پے در پے اٹھتے اور بیٹھتے بلبلوں کی طرح اپنی بے قیمت مگر نظر فریب دلچسپیوں میں کھو دینے کے سوا اور کچھ کمال نہیں رکھتی اسلام نے اس کے ناقابل فراموش مقاسد و مصائب پر واقف ہو کر بجا طور پر اسے ناجائز قرار دیا۔ اور امت اسلامیہ کو فضول کاموں، بے کار مشغلوں اور بے نتیجہ مصروفیتوں سے کلیۃً محفوظ رکھنے کے لئے موسیقی سے صاف صاف کہہ دیا کہ اسلام کی بارگاہ عظمت میں اس کا کبھی گذر نہیں ہو سکتا۔ وہ صرف دنیا داروں اور عیش پرستوں کی ساتھی ہے اسے انہی ناعاقبت اندیش لوگوں کے ساتھ اپنا وقت بسر

کرنا چاہیئے ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں
ایں جا ہمیشہ باد بدست جام را

ہماری ذہنیت

(از ڈاکٹر پیرزادہ ماجد نظامی محسم پوری۔ دار السلام نواب شاہ سندھ)

میں یہ مضمون جناب محمد شریف صاحب پتنی بی اے ایل ایل بی کے اُس مضمون کے جواب میں سپرد قلم کر رہا ہوں۔ جو اُنھوں نے مسلم بابت ماہ اگست بر صفحہ ۲۲ بعنوان "خود را فضیحت، دیگراں را نصیحت" لکھا ہے۔

افسوس کہ محترم وکیل صاحب نے اپنے مضمون کے عنوان کے معنی اور اپنی ذہنیت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ آپ ماشاء اللہ وکیل ہیں۔ اسی واسطے بلا سوچے سمجھے مولوی صاحب نے وکالت کرتے ہوئے مضمون لکھ مارا۔ جائے حیرت ہے۔ کہ آپ نے مولوی صاحب کے خلاف مضمون پڑھکر اور اُن کے رنج و غم میں ڈیلے ہوتے ہوئے بے نام کے مضمون نگار صاحب کے خلاف تو جھٹ زہر اُگل دی۔ مگر اُس "عالم دین" کے خلاف (جس نے حضرت قائد اعظم پر بیہودہ اور لامعنی اعتراضات اُٹھائے) کوئی ایکشن (Action) نہ لے سکے۔ کوئی اعتراض نہ کر سکے ایکشن اور اعتراض تو درکنار۔ خاموشی تک اختیار نہ کر سکے۔ اور جھٹ مہر سکوت توڑتے ہوئے احتجاج کرنے والے غریب پر ہی برس پڑے۔ یہ ہماری ذہنیت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے اللہ اللہ آپ اپنا مضمون تحریر قلم کرنے سے پیشتر مولوی صاحب کے اسی ایک فقرے اور بے نام کے مضمون نگار صاحب کے اُن دونوں تینوں فقروں (جو آپ نے بطور مثال پیش کئے ہیں) کا موازنہ کر کے دیکھ لیتے۔ تو آپ کو نظر آجاتا۔ کہ مولانا کے اس ایک فقرے میں ہی وہ بدتمیزی اور تہذیبی اور زبان درازی موجود ہے جو بے نام کے مضمون نگار کے سارے مضمون میں مجموعی طور پر بھی نہیں مل سکتی۔

اس پر ایک بات اور قابل غور ہے کہ جن دو ہستیوں کے خلاف دونوں مضمون نگاروں نے

یہ زبان درازی کی ہے۔ ان میں کسقدر تفاوت ہے۔

میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب نے جس ہستی پر حملہ یا زبان درازی کی ہے وہ مسلمانانِ ہند کے محبوب ترین رہنما۔ قوم کی کشتی کے ناخدا اور ملت کے پاسبان یعنی حضرت قائداعظم کی ذات گرامی ہے۔ ان کے بارے میں یہ زبان درازی ہندوستان کے دس کروڑ میں سے کم از کم ساڑھے نو کروڑ فرزندانِ توحید کے دلوں کو مجروح کرنے کا موجب بنی۔ اور اس کے جواب میں "بے نام کے مضمون نگار" نے ایک ایسے انسان کو مخاطب کیا۔ جو صرف اپنی ذات کا نمائندہ بھی شاید ہی ہو۔ کسقدر تفاوت ہے۔ مگر سمجھنے پر!

مگر میرا اصل مطلب مضمون لکھنے کا یہ ہے۔ کہ رسالہ "مسلمہ" اور "مدرستہ البنات" جالندھر شہر عام مسلمانوں کی کوشش و محنت اور چندوں سے چل رہے ہیں۔ یہ ہماری قومی درسگاہ اور قومی رسالہ ہے۔ اور آپ کو اس بات کا بھی اعتراف ہوگا۔ کہ اس وقت پچانوے فیصدی مسلمان حضرت قائداعظم کو اپنا محبوب ترین قائد اور مسلم لیگ کو واحد نمائندہ جماعت اور پاکستان کو اپنا عزیز ترین نصب العین مان چکے ہیں۔ قائداعظم کے ایک ادنیٰ اشارے پر لاکھوں مسلمان بے دریغ خون کی ندیاں بہانے کے لئے کفن بردوش بیٹھے ہوئے حکم کے منتظر ہیں۔

پھر کسقدر رنجدہ بات ہے کہ اسی کا محبوب ترین ہستی پر اس قومی اور قوم کی ۔۔۔ سے چلنے والے رسالے میں ہی ایسے مضمون نگاروں کو ناپاک حملے کرنے اور اپنی بد اخلاقی کے جوہر دکھانے کی اجازت دی جائے۔ یہ "مسلمہ" مذہبی مسائل کے لئے جاری ہے نہ کہ سیاسی مسائل و اغراض کے لئے۔ مگر ہماری تو سیاست بھی مذہب سے ہے۔

کیا خوب ارشاد ہے! کہ "مسٹر جناح جو انگریزوں کی طرح کھڑے ہو کر چپل چپل موتتا ہے کس طرح ہمارا قائداعظم بن سکتا ہے"!

حضرت مولانا (اسلام کے ستون) کے اخلاق اور تہذیب کی داد دینے کے لئے قائداعظم کی شان میں "چپل چپل موتتا" کے الفاظ ہی کافی سے زیادہ قابلِ غور اور اردو ادب و شرافت کا اچھوتا شاہکار ہیں۔ سبحان اللہ۔

میرے محترم وکیل صاحب! اگر ایسی قسم کے مولوی صاحبان فی الواقعی حضرت قائداعظم کے خلاف ایسے کمینہ اور رذیل حملے کرنے اور ایسی بازاری زبان درازی کے لئے مجبور ہیں تو انہیں کسی ہندو کانگرسی یا ہندو سبھائی رسالے کی پناہ لینی چاہیئے۔ نہ "مسلمہ" ایسے قومی رسالے میں بھی

گوہرافشانی سے احتراز کرنا چاہیئے۔ قوم اس بات کی ہرگز ہرگز اجازت دینے کو تیار نہیں۔

یہ رسالہ ملت اسلامیہ کے واحد دارالعلوم مدرسۃ البنات سے شائع ہوتا ہے۔ دریں صورت ہر مسلم طالبہ کی زیر مطالعہ رہا کرتی ہے۔

ہماری قوم کی وہ ہونہار بیٹیاں جو اس درسگاہ میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ جنکی ذہنیت پر قوم کی بنیادیں استوار ہونگی اور جنہیں ہم جنگ آزادی میں اپنے دوش بدوش دیکھنے کی متمنی ہیں۔ ایسے مضمونوں کا اُن کے خیالات پر کیا اثر پڑتا ہوگا۔

ذرا غور فرمائیے۔ کہ پچانوے فیصدی مسلمانوں کے عزیز و محبوب ترین قائد کے خلاف ایسے فضول اور گندے اعتراض ہماری ننھی بیٹیوں کی سیاسی ذہنیت کو کس طرف دھکیل رہے ہوں گے۔

مسلم قوم قائداعظم کی ذات گرامی پر "مسلمہ" کے کالموں میں یہ ناپاک حملے برداشت کرنے کو ہرگز ہرگز تیار نہیں۔

آپ جیسی ہستیاں جو اسی قوم کے ایک فرد ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ ایسے حملے کرنیوالوں کی مزید حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ یہ بھی گری ہوئی ذہنیت کا نتیجہ ہے۔

آپ کو قائداعظم سے اگر سیاسی اختلاف ہو تو ہو سکتا ہے۔ اختلاف ضرور ہوا ہی کرتا ہے۔ آپ احراری ہونگے یا کانگرسی۔ مومن ہوں یا شیعہ پولٹیکل کے ممبر۔ یونینسٹ ہوں یا نیشنلسٹ مگر اپنے آپ کو مسلمان تو ضرور کہلاتے ہونگے۔

پھر ہر ایک مسلمان کیلئے حکم آتا ہے کہ کسی مذہب یا فرقہ کے رہنما یا بزرگ کو برا نہ کہو۔ اللہ اللہ! کہ پھر آپ مسلمان کہلاتے ہوئے دوسرے مذہب یا فرقہ کے رہنما و بزرگ پر درکنار اپنی قوم کے محبوب ترین رہنما اور قائداعظم پر حملے ہوتے دیکھ رہے ہو اور خاموش ہو۔ اور جب ایک مسلمان بطور احتجاج حملہ کرنے والے کی مخالفت میں حقیقت بیان کرتا ہے۔ تو آپ لال پیلے ہوتے ہوئے اُس غریب پر برس رہے ہو۔ خدارا مسلمان بنو۔ قائداعظم یا مسلم لیگیوں کے نقائص نکالنے سے پیشتر اسی مسئلہ کو سامنے رکھتے ہوئے گریبان میں منہ ڈالو اور سوچو اور سوچنے کے ساتھ ہی یہ فقرہ بار بار پڑھ کر اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش فرمائیے۔ کہ خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت۔ للہ اس ذہنیت کو بدل ڈالو۔ باقی رہا اس پرانے اور فضول اعتراض کا جواب سو یہ پیشتر ازیں سینکڑوں بار دیا جا چکا ہے اب پھر تحریر کرتا ہوں۔ کہ قائداعظم کو ہم اپنا سیاسی

رہنما مانتے ہیں۔ نہ کہ مذہبی پیشوا یا امام ۔

ایسے اعتراضات مذہبی پیشواؤں اور اماموں پر ہو سکتے ہیں۔ کہ پتلون پہنتا ہے یا ہیٹ پہنتا ہے یا کھڑے ہو کر پیشاب کرتا ہے یا داڑھی منڈاتا ہے سیاسی رہنما کے بارے میں ہم نے صرف یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس قدر قانون دان، کسقدر سمجھدار اور قوم کی فلاح و بہبود اور آزادی کے لئے کیا کچھ کرتا ہے۔

تو ان تمام باتوں میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ قائداعظم ایسا سیاستدان ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتا حضرت مولانا آزاد پر بھی ایسے ہی ہزاروں اعتراضات ہوتے تھے۔ اعتراضات تو درکنار کفر کے فتوے لگا دئے گئے تھے مگر نتیجہ کیا نکلا۔ یہی کہ وہ مرتے دم تک قوم کا محبوب ترین رہنما اور ملک کا ہیرو سمجھا جاتا رہا اور بعد مرنے کے بھی اسلامیانِ عالم میں اپنی قدر و عزت اور ادب و احترام کا وہ جذبہ چھوڑ گیا۔ جو آج ہمارے جیسے غلام مسلمانوں کے دلوں میں بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔

ملت کے رہنماؤں۔ جانبازوں۔ سرفروشوں اور مجاہدوں پر حملے کرنیوالے اور فتویٰ لگانیوالے ہمیشہ ہی ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہینگے۔ مگر قوم نے کبھی ان کی پرواہ نہیں کی۔ اور انکا جو انجام ہوتا ہے وہ اظہر من الشمس ہے آخر میں پھر عرض ہے کہ قوم ایسے مضمون نگاروں کو خواہ وہ عالم دین ہوں یا مروجہ تعلیم کے فاضل ہرگز ہرگز یہ اجازت نہ دے گی کہ وہ ہمارے مسلمہ جیسے قومی رسالوں میں قوم کے محبوب ترین رہنما کے خلاف زہر اگل کر قوم کے بیٹوں اور بیٹیوں کی ذہنیت کو گندہ کریں۔ اور انہیں غداروں ایسے راستے پر چلائیں ۔

آخر میں میں تمام مسلم بہنوں سے استدعا کرتا ہوں کہ ایسے عالموں کے مشوروں پر کان نہ دھریں۔ اور ثابت قدم رہیں۔ قوم کو آپ سے بہت سی امیدیں ہیں ۔

تدوینِ حدیث

(از مولانا مناظر احسن گیلانی صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ)

(سلسلہ کے لئے دیکھو جولائی ۱۹۴۶ء)

عام تاریخی ذخیروں سے حدیث کے امتیازات

(۱)

عام تاریخوں سے تاریخ کے اس حصہ کو جو پہلا امتیاز حاصل ہے، وہ اس امر کی بساطت ہے جس سے اس کا تعلق ہے، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس اس وقت تاریخ کے جو عام ذخیرے ہیں، عموماً ان کا تعلق کسی قوم کی حکومت، کسی عظیم الشان جنگ، الغرض اسی قسم کی منتشر اور پراگندہ گوناگون چیزوں سے ہے، جن کا احاطہ آسان نہیں ہے، بخلاف اس کے حدیث اس تاریخ کا نام ہے جس کا تعلق براہ راست ایک خاص شخص یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ہے، ایک قوم، ایک ملک، ایک حکومت، ایک جنگ کے تمام اطراف و جوانب کو صحیح طور پر سمیٹ کر بیان کرنا ایک طرف ہے، اور دوسری طرف ملک نہیں، ملک کی کوئی خاص قوم نہیں، کسی قوم کا کوئی قبیلہ نہیں، کسی قبیلہ کا کوئی خانوادہ نہیں، بلکہ صرف ایک واحد بسیط شخص کی زندگی کے واقعات کا بیان کرنا ہے، خود اندازہ کیجئے کہ احاطہ و تدوین کے اعتبار سے دونوں کی آسانی و دشواری میں کوئی نسبت ہے، پہلی صورت میں کوتاہیوں، غلط فہمیوں، غلطیوں کے جتنے قوی اندیشے ہیں، یقیناً اسی نسبت سے دوسری صورت میں صحت و واقعیت کی اسی قدر عقلاً توقع کی جاسکتی ہے۔

(۲)

دوسرا امتیاز جو پہلے امتیاز سے بہت زیادہ اہم ہے، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مورخوں یعنی صحابۂ کرام کا باہمی تعلق ہے، بلاشبہ اس وقت ہمارے سامنے مختلف اقوام و ممالک سلاطین اور حکومتوں کی تاریخیں ہیں، لیکن جن مورخوں کے ذریعہ سے یہ تاریخیں ہم تک پہونچی ہیں، کیا ان

میں کسی تاریخ کا پتہ مورخ یا مورخین سے وہ تعلق تھا، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام کے ساتھ تھا، سب سے پہلی بات تو یہی ہے کہ مشکل ہی سے آج کوئی ایسا تاریخی حصہ ہمارے پاس نکل سکتا ہے، جس کے مورخین خود ان واقعات کے عینی شاہد ہوں، بلکہ جیسا کہ پہلے بھی میں نے ذکر کیا ہے، کہ عموماً ان تاریخوں کی تدوین یوں ہی ہوئی ہے کہ ابتداء میں مبہم مجہول الحال افواہوں کی صورت میں واقعات، ادھر ادھر بکھرے رہے، پھر ان میں سے جب کسی کو شوق ہوا تو اس نے ان ہی افواہوں کو قلمبند کرنا شروع کیا، پھر خود اس مورخ ہی نے یا اس کے بعد والوں نے قرائن و قیاسات سے جہاں تک ممکن ہوا جس حصہ کو چاہا باقی رکھا جسے چاہا قلم زد کر دیا، یہ تو شروع میں ہوا، بعد کو جوں جوں قلم بند شدہ واقعات پر زمانہ گذرتا گیا، اوراق میں زیادہ بوسیدگی پیدا ہوئی، کیڑوں کی خوراک سے بچ کر جو حصہ باقی رہا، پچھلی نسلوں کیلئے وہی تاریخی دستاویز بن گیا، آج اسی ذہنیت کا نتیجہ ہے، کہ مطبوعہ کتابوں سے زیادہ بھروسہ قلمی کتابوں پر اور قلمی کتابوں میں بھی سب سے زیادہ قیمتی وہ مسودات ہیں، جو بوسیدہ اور کرم خوردہ ہو چکے ہیں، اور سنگی، برنجی یا آہنی تختیوں کا کوئی ذخیرہ اگر کسی مورخ کو مل گیا تو وہی چیز جو ہمارے ہی جیسے انسانوں نے کسی زمانہ میں لکھ کر زمین میں گاڑ دی تھی .... بلکہ ہم تو اپنے معاصرین کو ایک حد تک جانتے بھی ہیں، لیکن ان کے لکھنے[1] والوں کا تو کچھ پتہ نہیں ہوتا، لیکن کیا کیجئے کہ یہاں ہم وہ معصوم فرشتوں کے بیان کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔

لیکن اسی کے ساتھ مجھے اسکا بھی اعتراف کرنا چاہئے، کہ گذشتہ بالاکلیہ سے تاریخ کے بعض حصے مستثنیٰ بھی ہیں خصوصاً اسلامی دور میں مسلمان بادشاہوں کے حکم سے جب تاریخوں کی تدوین کا سلسلہ شروع ہوا، اور باضابطہ شاہی وسائل و ذرائع کے ذریعہ سے مورخوں کو واقعات کے فراہم کرنے میں

---

[1] بلکہ اگر بعض ثقہ راویوں کا یہ بیان صحیح ہے کہ ہندوستان کی بعض قوموں کے علمی مرکزوں میں "قدیم ہند" کے لئے تاریخی مواد فراہم کرنیکی ایک صورت یہ بھی نکالی گئی ہے کہ آہنی اور برنجی پتروں یا تختیوں پر پرانی زبانوں پرانے حروف میں اپنے مطلب کے موافق عبارتیں کندہ کر لیجاتی ہیں اور کسی مشہور آثاری کھنڈر میں انہی کو دفن کر دیا جاتا ہے، پھر کچھ دنوں کے بعد انہی کو نکال کر علمی ذخیرہ میں جدید انکشاف کی حیثیت سے انکا اور ان سے جو نتائج نکلتے ہیں، اضافہ کر دیا جاتا ہے، اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو علم پر جانوں کا یہ کتنا بڑا ظلم ہے اور اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہم جن قدیم کتبوں پر اندھا دھند ایمان لا رہے ہیں، ان میں بھی اشتباہ کی کس حد تک گنجائش ہے، بلکہ سکندر کی لانبی مدفونہ زرہوں کا افسانہ اگر صحیح ہے تو صرف کتابی ہی نہیں، بلکہ ان کھنڈروں سے جو چیزیں نکل رہی ہیں اور ان سے جو نتائج نکالے جا رہے ہیں محل غور و فکر بن جاتے ہیں، ۱۲،

امداد دی گئی، یقیناً ان کتابوں کی نوعیت قدیم تاریخوں سے بالکل جداگانہ ہے، اسی طرح مسلمان مورخوں کی بنائی ہوئی راہوں پر اس زمانہ میں خصوصاً مغربی قومیں نسبتۃً زیادہ حزم و احتیاط سے کام لے رہی ہیں، لیکن کچھ بھی ہو کسی زمانہ کی تاریخ ہو، ان کے مورخوں کو ان واقعات سے یا صاحب واقعات سے قطعاً وہ تعلق نہ تھا اور نہ ہو سکتا ہے، جو صحابہ کرام کو ذاتِ قدسی صفات سے تھا، یہی نہیں کہ ان بزرگوں نے حضور کے ہاتھ پر ایمان و اسلام کی بیعت کی تھی، آپ کی نبوت پر وہ ایمان لائے تھے، آپ سے ان کو وہ تعلق تھا جو ایک امتی کو اپنے پیغمبر سے ہونا چاہئے۔ بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر جیسا کہ واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ، بیوی بچوں، بلکہ اپنی جانوں سے بھی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی زندگی کو عزیز رکھتے تھے، وہ سب کچھ حضور پر قربان کرنے کے لئے تیار تھے، گویا ایک قسم کے عشق و سرمستی کے نشہ میں مخمور تھے یقیناً یہ امتیاز ہے جو کسی تاریخی واقعہ کو اپنے مورخین کے ساتھ حاصل نہیں، آخر دنیا کی ایسی کونسی تاریخ ہے جس کے بیان کرنے والے مورخین اس تاریخ سے ایسا والہانہ تعلق رکھتے ہوں کہ بیان کرتے جاتے ہیں اور روتے جاتے ہیں، کانپتے جاتے ہیں، عبد اللہ بن مسعود کے متعلق ان کے دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرکے بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے لیکن اگر کبھی زبان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آگیا، راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد ارتعد وارتعدت ثیابہ تنتفخ اوداجہ مغرورقۃ عیناہ، (کانپنے لگتے اور ان کے کپڑوں میں تھرتھری پیدا ہو جاتی، گردن کی رگیں پھول جاتی تھیں، آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتیں، (مستدرک حاکم) ایک عبد اللہ بن مسعود ہی نہیں، بلکہ ان اصحاب کی ایک فہرست تیار ہو سکتی ہے، جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت ایک خاص قسم کی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی، حضرت ابوذر کبھی کبھی کوئی حدیث بیان کرنا چاہتے، مگر حدثنی حبی ابوالقاسم او حدثنی خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نکلتے اور چیخ مار کر بیہوش ہو جاتے تھے، اسی قسم کے واقعات حضرت ابوہریرہ کے ذکر میں بھی ملتے ہیں، اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جس تاریخ کو اسکے مورخوں میں محبوبیت کا یہ مقامِ عالی حاصل ہو، قدرتی طور پر انکے دل و دماغ، انکے حافظے اس سے کس حد تک متاثر ہو سکتے ہیں۔ باقی آئندہ

ضروری اطلاع۔ ○ دائرے میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونیکی علامت ہے آئندہ رسالہ بذریعہ وی۔پی ارسال ہوگا۔ جیکے زائد اخراجات سے بچنے کیلئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں۔ خریداری منظور نہ ہو تو اطلاع دیں۔ خدانخواستہ وی۔پی واپس فرماکر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔

منیجر

نوائے درد

محرومِ اولاد عزیز دوست محمد اقبال کی عفت مآب زوجہ نیک بی بی کی تربت پر

کس کی تربت ہے یہ جس پر سر نگوں ہیں اشکبار! ؛ کیوں نظر آتے نہیں اس قبر پر پھولوں کے ہار!
آ بتاؤں تجھکو جو اس خاک میں مستور ہے ؛ گوشۂ دل میں بھی رہکر جو نظر سے دور ہے
آہ! محرومِ ثمر جس کا رہا نخلِ حیات ؛ جسکی ناداری پہ خوں روتی ہے چشمِ کائنات
جسکا ارماں آگ سی سینے میں بھڑکاتا رہا ؛ شوقِ دیدِ گل جسے رہ رہ کے تڑپاتا رہا
حسرتوں کے خوں کا غم افسوس جسکو کھا گیا ؛ غنچۂ امید جسکا بے کھلے مرجھا گیا
اُس غریب و بیوطن، درماندہ کا مسکن ہے یہ ؛ نیک بی بی، زوجۂ اقبال کا مدفن ہے یہ
زیورِ نسواں و شمعِ دودمان و جاں گداز ؛ حورِ پاکیزہ شمائل، خوش خصائل و پاکباز
جسکو نامحرم نگہ نے آجتک دیکھا نہیں ؛ منہ چھپا کر سو رہی ہے وہ یہیں پردہ نشیں
دردمندانِ جہاں کا جسکو ہر دم پاس تھا ؛ جسکو بیواؤں کے غم کا ہر گھڑی احساس تھا
تھی عیاں شانِ کریمی جسکی عالی ذات میں ؛ جو اٹھا دیتی تھی گھر محتاج کو خیرات میں
جسکی فرقت سے عزیزوں کے جگر ہیں داغدار ؛ نذرِ آتش ہوگئی ہے جسکے شوہر کی بہار
بیکسی روتی ہے جسکے مرقدِ ناشاد میں ؛ خونچکاں ہے دیدۂ اقبال جسکی یاد میں
آج وہ زیرِ زمیں کیا جانئے کیوں خاموش ہے ؛ کس سے حالِ غم کہیں سننے کا کسکو ہوش ہے
اے خدائے لم یزل اے خالقِ کون و مکاں!! ؛ بیمثال و بے زوال و کارسازِ دو جہاں!

نور کی بارش یہاں شام و سحر ہوتی رہے
موجِ رحمت سبزۂ تربت کا منہ دھوتی رہے

فضل محمد فضل جالندھری

فرزندانِ اسلام کا ترانۂ تبلیغ

(از جناب خواجہ فیض لدھیانوی)

قرآن کے احکام کی تحکیم کریں گے
شیطاں کی رسومات میں ترمیم کریں گے

باطل کی ہر آواز کو ٹھکرائیں گے لیکن
حق بات جو ہوگی اُسے تسلیم کریں گے

لہرائیں گے توحید کی تبلیغ کا پرچم
شیرازۂ اسلام کی تنظیم کریں گے

اس قوم کی تذلیل کا احساس ہو جس کو
ہم اس کے دلِ پاک کی تعظیم کریں گے

اخلاف کو سمجھائیں گے تہذیب کا مضموں
اسلاف کے اطوار کی تکریم کریں گے

ایقان کی، عرفان کی، وجدان کی دولت
دل کھول کے آفاق میں تقسیم کریں گے

اے فیض مذاہب کی کشاکش کو مٹا کر
ہم پیروئ دینِ براہیمؑ کریں گے

معذرت

(از ادارہ)

کاغذ پر کنٹرول نے "مسلمہ" پر انتہائی مشکلات کا دروازہ کھول دیا۔ شروع شروع میں تو کاغذ نایاب ہی ہو گیا۔ اگر ملتا تو کئی گنا قیمت پر۔ بہت عرصہ بعد حکومت کی بارگاہ میں باریابی نصیب ہوئی تو اخراجات میں کچھ تخفیف ہوئی۔ لیکن ایک تکلیف باقی رہ گئی، وہ یہ کہ جب کبھی کاغذ لاہور سے لایا جاتا اکثر اتنی دیر سے پہنچتا کہ رسالہ لیٹ ہو جاتا۔ اب نئے کوٹے میں سفید کاغذ منظور ہو گیا۔ بہت خوش ہوئے، مگر شومیٔ قسمت کہ جالندھر کی ایجنسی میں کاغذ اب تک نہیں پہنچا اور نہ آئندہ دو تین ماہ تک ملنے کی امید ہے۔ دوبارہ پہلے ہلکے کاغذ کے لئے درخواست بھیجی گئی جو منظور تو ہو گئی، لیکن اتنا تھوڑا کاغذ ملا جو دو ماہ کیلئے ہی کافی ہے اور بہت دیر سے پہنچا۔ اس لئے مجبوراً ستمبر اور اکتوبر کے پرچے اکٹھے شائع ہو رہے ہیں جو تیار ہو کر اکتوبر کی آخری تاریخوں میں پہنچ سکیں گے آئندہ ماہ تلافیٔ مافات کی کوشش کی جائیگی انشاء اللہ۔ قارئین و قارئیات معذور سمجھ کر درگذر فرمائیں۔

شکر پارے

(از خانصاحب محمد ظفر صاحب ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی)

کمپنی کا راج ختم ہندوستان میں کمپنی کا راج ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد ختم ہوگیا۔ اور ملک تاج شاہی کے زیر نگیں ہوگیا۔ کمپنی مذکور کے تحت میں صرف ایسٹ انڈین ریلوے رہ گئی جو چند سال ہوئے حکومت ہند کے قبضہ میں آگئی۔ اس طرح کمپنی ٹوٹ جانے پر مجبور ہوئی۔ اس قسم کی کمپنیاں انگلستان کے بادشاہ کے فرمان سے کسی خاص ملک میں تجارت کے واحد اجارہ کا حق حاصل کر کے اُس ملک میں تجارت شروع کر دیتی تھیں۔ انگلستان کا بادشاہ یا تو محض مرحمت سے یا کسی رقم کے بدلہ میں تجارت کی سند دے دیتا تھا۔ تجارت کرتے کرتے یہ کمپنیاں ملک پر قبضہ کر لینے میں کامیاب ہوگئیں جیسا کہ ہندوستان میں ہوا۔ سترھویں۔ اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں ایسی کمپنیوں نے قائم ہو ہو کے انگریزی سلطنت کو بہت زیادہ وسیع کر دیا ہے۔

اسی قسم کی ایک کمپنی ۱۸۸۱ء میں شاہی فرمان سے برطانوی شمالی بورنیو کمپنی کے نام سے قائم ہوکے تجارت کرنے کا واحد حق حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی۔ اسوقت سے وہ ۳۱ ہزار مربع میل کا رقبہ اور نوسو میل کا ساحل اپنے زیر حکومت لے آئی۔ اس سلطنت کا حاکم وزیر نوآبادیات برطانیہ کی منظوری سے کمپنی کے مہتمم مقرر کرتے تھے اور کمپنی ہی اپنے ملازم مقرر کرکے بھیج کے سلطنت کا انتظام کرتی تھی۔ اپنے زمانہ میں کمپنی نے ربڑ۔ تمباکو۔ شطلیہ۔ ناریل۔ سگودانہ چاول۔ قہوہ۔ کاغذ اور کی پیداوار خوب پھیلائی مگر معدنیات از قسم سونا۔ پٹرولیم۔ تانبا۔ لوہا۔ مینگنیز اور ٹین تجارتی اُصولوں پر اِدھر اُدھر نہیں بھیجے گئے۔ اب یہ کمپنی توڑ دی گئی ہے اور برطانیہ نے براہ راست حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔

بے انتہا دولت:۔ کاروبار کے ذریعہ مالا مال ہو جانا ہر محنتی شخص کا انعام ہے دنیا میں بے شمار ایسی مثالیں موجود ہیں کہ لوگ محنت کر کے چھوٹی حیثیت سے بڑھتے بڑھتے بے انتہا دولت کے مالک ہو گئے۔ ہمارے ملک میں ہنوز قوم میں بے حد دولت کے مالک بہت سے پائے جاتے ہیں۔ سیٹھ بہت سے کپڑے کے بیچ میں اور اُن کا مختلف کاروبار اسقدر

پھیلا ہوا ہے کہ وہ ذرا ذرا سی بات پر تھیلیاں کھول دیتے ہیں اور اُن کی قوم جی بھر کے بیزار ہوا کرتی ہے۔ سیٹھ ڈالمیاں سیمنٹ کے سلسلہ میں مشہور ہیں۔ ساہوکارہ بیمہ کا کام بھی کرتے ہیں۔ کروڑوں روپیہ میں انہوں نے بمبئی کا باتصویر ہفتہ وار اخبار السٹریٹیڈ ویکلی اور روزانہ ٹائمز انگریزوں سے خرید لیا۔ اب لے دے کے انگریزوں کا صرف ایک اخبار سٹیٹسمین رہ گیا ہے اب انہوں نے ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ بھی گودن برادرز ایک انگریزی فرم کا تمام کاروبار خرید لیتا ہے۔ جس کی ملکیت میں ہوائی جہاز کا سفری انتظام انڈین نیشنل ایرویز۔ ایک کیمیائی کارخانہ دہلی کی آٹے کی مل۔ رامپور شوگر کی مل، ساری ریاست رامپور کے انجینیری انتظامات ہیں۔ ہندوستان بھر میں اسکی بحری جہازوں۔ بیمہ اور سفری کمپنیوں کی ایجنسیاں بھی ہیں۔

بچھورسے اور کنکے نیا گولہ امریکہ کے ہاتھ لگ گیا ہے اور وہ اس کے تجربے کر رہا ہے ایک تجربہ حال میں ہوا۔ دوسرا ۲۵ جولائی کو ہوگا۔ جن جہازوں کو اس کا ٹشانہ بنایا گیا اُن میں ۱۰۱۳ چوہے ۱۵۰ سور اور ۱۵۰ بکریاں باندھ کے رکھی گئیں۔ دھماکہ کے جھونکے سے تین سو چوہے دس دس سور اور بکریاں اُسی وقت مر گئیں۔ باقیوں کے خون پر گولہ کا بُرا اثر پڑا ہے اُن کا علاج کیا جا رہا ہے۔ ورنہ وہ بھی مر جائیں گے۔ بکریوں اور سوروں نے جھونکے کو زیادہ برداشت کیا کیونکہ دونوں میں آدمی کے برابر اسکا مقابلہ کرنے کی طاقت ہے۔ برطانیہ کے قبرستانوں میں کل دس ہزار امریکی سپاہی مدفون ہیں۔ ۸۰ فیصدی رشتہ داروں نے حکومت سے اپنے اپنے آدمی کی لاشیں امریکہ لاکے دفن کئے جانے کی درخواست کی ہے۔ چنانچہ حکومت نے سات ہزار مردوں کے مندوفی قبروں سے اُکھڑوا کے جہازوں کے ایک بیڑے کے ذریعہ جس پر ۶۶۶۶۶۶۶۶ روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ امریکہ لانے کا انتظام کر لیا ہے۔

سگھڑ سہیلی

(خانصاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی)

خوبصورتی کا فن:۔ خوبصورت بننے کا راز دانشمندی اور صحت کی نگہداشت میں پوشیدہ ہے جس کو قدرت نے اچھے خد و خال اور عمدہ جسم دیا ہے وہ صرف عقل سے کام لے کے، اپنی صحت کو درست رکھ کے اور حسب ضرورت اور حسب موقع و موسم لباس پہن کے خوبصورت بن سکتا ہے۔ قدرت نے جس کے ساتھ مہربانی نہیں برتی وہ بھی کوشش کر کے بہت کچھ دل پسند بن سکتا ہے۔ حُسن کے لئے سب سے ضروری چیز تندرستی ہے۔ آپ بخوبی اس کی تصدیق کر سکتی ہیں کہ گوری چٹی نک سک سے درست لڑکیاں اگر تندرست نہ ہوں اور کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا رہتی ہوں اُن کا رنگ بالکل پھیکا پڑ جاتا ہے جو اچھا نہیں معلوم ہوتا اور ان کا جسم بھی ڈھانچہ رہ کے بدنما ہو جاتا ہے۔ کوشش کر کے ہاضمہ اور جلد کے مسامات کے فعل کو درست رکھنا چاہیئے صحت خراب ہونے سے جوانی کی تازگی اور دلکشی جاتی رہتی ہے اور بڑھاپا وقت سے پہلے شروع ہو جاتا ہے اپنے مختلف اعضا کو ایسی حالت میں رکھیئے کہ وہ اپنا فرض بالکل صحیح ادا کرتے رہیں۔ رہنے سہنے کا طریقہ ایسا باقاعدہ بنالیں کہ کسی میں فرق نہ آئے۔ روزمرہ اسی طرح ہوتا رہے۔ اس سے طبیعت بشاش رہیگی اور دل کو سکون حاصل ہو گا۔ تلون مزاجی اور آرام طلبی کو ہرگز دخل نہ دیں ورنہ وہ اپنا اپنا بدنما نشان خوبصورتی پر ڈال دیتے ہیں اور آپ اس کی سزا سے بچ نہیں سکتے۔ غذا ورزش اور باقاعدہ بود و ماند صحت و حسن کی کنجی ہیں۔ جسم کو جو روح کا صندوقچہ ہے صاف ستھرا اور خوبصورت رکھیئے۔ خوبصورتی نمودار ہو جائیگی۔ استقلال کی وجہ سے آپ کبھی مایوس نہ ہونگے۔

بھاری بدن:۔ ادھیڑ عمر میں بدن عموماً بھاری ہو جاتا ہے۔ جوانی میں بھی بھاری پن نمودار ہو جایا کرتا ہے اور اس سے خوبصورتی میں فرق آنے لگتا ہے۔ جسم کو چاق و چوبند رکھنے اور ہر وقت کچھ نہ کچھ کرتے رہنے سے اور غذا کا خاص خیال کرنے سے فالتو گوشت چھٹ جاتا ہے۔ آرام طلبی اور ضرورت سے زیادہ سوتے رہنے سے بدن بھاری ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ غذا میں سے ایسی چیزیں بالکل نکال دیجئے جن سے چربی پیدا ہوتی ہو۔ یہ منشا ہرگز نہیں کہ آپ فاقہ کریں۔

تلی ہوئی اور تلی ہوئی چیزیں چھوڑ دیں، اور کم کھائیں۔ گوشت کھانے میں مطلق مضائقہ نہیں۔ کیک، کھیر، پڈنگ مٹھائی سے پرہیز کریں۔ روزانہ کچھ باقاعدہ ورزش کرتے رہیں۔ تازہ ہوا میں سانس کھینچ کے ہوا اندر کچھ دیر روکیں پھر آہستہ آہستہ باہر نکالیں۔ کھانے کے وقت گرم پانی پئیں۔ سونے سے پہلے تین چھٹانک گرم پانی پی لیا کریں۔ ورزش وہ کریں جو طبیعت کو ناگوار نہ گزرے۔

چٹکلے: کولڈ کریم جلد کو نرم رکھنے والی چیز ہے۔ بازار میں مختلف قسم کی ملتی ہیں مگر اجزا کے متعلق اطمینان نہیں۔ آدھی چھٹانک (ایک اونس) عمدہ قسم کا سفید موم نصف اونس سپرمے سٹی Spermaceti (وھیل مچھلی کے سر کا تیل) ایک برتن میں ایک چھٹانک (دو اونس) روغن زیتون ڈال کے آگ کے قریب رفتہ رفتہ حل کریں۔ حل ہو جانے کے بعد ٹھنڈا کر لیں۔ عطر گلاب یا سنگترہ کے پھولوں کا پانی چند قطرے خوشبو کے لئے اس میں ملائیں۔ کسی صاف شیشی میں بند کر کے رکھ لیں۔ حسب ضرورت استعمال کریں۔ یہ خانہ ساز چیز بہت بہتر ہے۔ جلد میں کسی قسم کی جلن یا چرچراہٹ نہیں ہوتی۔

بزمِ مسلمہ

میں یہ خبر نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سپردِ قلم کر رہی ہوں کہ میرے بزرگ قبلہ دادا جان (حاجی محمد اسمٰعیل خانصاحب اروغہ پنشنر) تیرہ یوم میعادی بخار میں مبتلا رہ کر ۲۸ رمضان المبارک بروز دوشنبہ مطابق ۲۶ راگست ہم سب کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داغِ مفارقت دے گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت پابند صوم و صلوٰۃ اور نہایت پرہیزگار تھے۔

مسلمہ بہنوں سے التجا ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

افسردہ دل مسعودہ پروین

اس دردناک خبر سے دل پاش پاش ہوتا ہے کہ میری چچازاد بہن تسنیم اختر بتاریخ ۲۲ رمضان ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۰ راگست ۱۹۴۶ء بروز منگل صبح سات بجے کے قریب ہم سب کو داغِ مفارقت دے کر اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روتا چھوڑ کر ہم سے رخصت ہو گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بہن مرحومہ نہایت ہی ملنسار اور بچوں سے محبت کرنے والی تھی، صوم و صلوٰۃ کی پابند تھی۔ مرتے وقت بھی زبان پر اللہ اللہ کا نام تھا۔ مرحومہ کی عمر صرف پندرہ سال کی تھی۔ چھ ماہ تپ دق کی بیماری میں مبتلا رہی۔

سب بھائی بہنوں سے التجا ہے کہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

دو روپے کی حقیر رقم ارسال ہیں کہ مسکین بچیوں کو کھلا کر دعائے مغفرت کرائیں۔

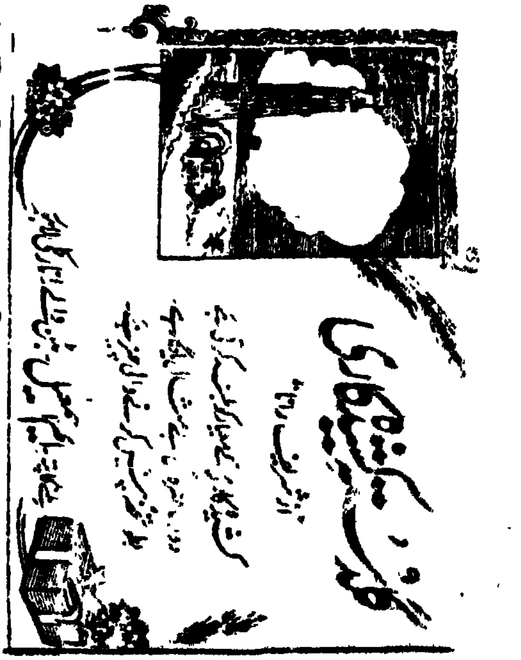
غمزدہ زاہدہ خاتون بنت خواجہ عبدالرحمٰن ملک

میں یہ خبر نہایت مسرت سے تحریر کرتی ہوں کہ خدا نے اپنے کمال فضل و کرم کے ساتھ میری آپا جان (اختر بیگم دختر مرزا نعمت اللہ بیگ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات) کو مورخہ ۲۲ راگست ۱۹۴۶ء کو فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے۔ ہم سب اس ذات پاک کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہے۔ ننھے کا نام منصور احمد رکھا گیا ہے۔ سب بہنیں دعا کریں کہ خداوند کریم عزیز کو عمر دراز عطا فرمائے۔ سعادتمند اور دین کا خادم بنائے۔ اس خوشی میں دولھا بھائی جان مرزا منظور احمد بیگ بی۔اے سپرنٹنڈنٹ ملٹری اکاؤنٹس آفس لاہور چھاؤنی کی طرف سے پانچ روپے کی حقیر رقم بھیج رہی ہوں۔

ارشد بیگم سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات

میں اپنی ان مسلمہ بہنوں کو خوشخبری سناتی ہوں جن کے خدا کے فضل سے بچے اور بچیاں زیر تعلیم تربیت ہیں ایک زمانہ سے میں دیکھ رہی ہوں کہ بچوں اور بچیوں کے لئے جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ چڑے چڑیا طوطا مینا کی کہانیاں ہیں۔ مجھے دیکھکر بہت افسوس آتا تھا۔ مگر کیا کرتی، اسی دوران میں میری نظر محترمہ امۃ اللہ صاحبہ تسنیم کی تصنیف کردہ کتابوں پر پڑی، جن کا نام بچوں کی قصص الانبیا ہے۔ یہ کتابیں دیکھکر میری خوشی کی کوئی حد نہ رہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بچوں اور بچیوں کے لئے ایک مفید مطلب چیز مہیا فرمادی جو ان کے لئے دنیاوی اور دینی دونوں حیثیتوں سے مفید اور بہت مفید ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ دلچسپ بھی بہت ہے۔ بچوں کی دلچسپی کے لئے تصویریں بھی ہیں۔ یہ کتاب واقعی بچوں کے لئے بے مثل چیز ہے۔ اردو کے لحاظ سے بھی بہترین ہے جس کی گواہی مولانا عبدالماجد دریابادی کا مقدمہ دے رہا ہے۔ کتابیں لوگوں کو بہت پسند آئیں، خاص کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ ان ناواقف بہنوں کو بھی اطلاع کر دوں خصوصاً ان بہنوں کو جو اس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ قیمت فی کتاب ۴؍ پورا سٹ ایک روپیہ
یہ کتابیں ان پتوں پر مل سکیں گی:۔ (۱) مکتبۂ اسلام نمبر ۷۲۔ گوئن روڈ۔ لکھنؤ۔
(۲) اسلامی کتب خانہ۔ ریتک بازار جالندھر شہر

س۔ رخ۔ لکھنؤ۔



مدرسۃ البنات جالندھر شہر کے نتائج پنجاب یونیورسٹی ۱۹۴۶ء

السنۂ شرقیہ

درجہ مولوی کے امتحان میں امسال ۱۹ طالبات شامل ہوئیں جن کے نتائج حسب ذیل ہیں :۔

(۱) گیتی آرا صوفی محمد علی ۳۱۲ نمبر

(۲) زبیدہ خاتون اقبال ۲۵۸ "

(۳) رفیقہ خانم فضل حسین ۲۳۴ "

(۴) شفیق جہاں بیگم بنت نور محمد ۲۴۱ "

(۵) معروف سلطانہ محمد عالم ۲۸۷ "

(۶) معصوم جان ۲۹۴ "

(۷) مقبول خانم بنت محمد عالم نمبر حاصل کردہ پڑھے نہیں گئے سیاہی گری ہوئی ہے۔

(۸) شفیقہ محمود ۲۹۴ "

(۹) سطوت حسین بخش ۲۹۷ "

(۱۰) وحیدہ اختر پیرزادہ عبدالحمید ۲۵۹ "

(۱۱) حمدی خانم محمد ابراہیم خاں ۳۰۶ "

(۱۲) اختر النساء دوست محمد خاں کمپارٹمنٹ

(۱۳) نسیم آرا بشیر احمد "

(۱۴) بشیرہ بیگم نور محمد۔ شورکوٹ "

(۱۵) رشیدہ بیگم عمرالدین ہوشیارپور "

[illegible]

(۱۶) شریفہ بیگم غلام قادر

(۱۷) نسیم آرا رحیم بخش۔ لاہور فیل پانچویں اور چھٹے پرچہ میں

(۱۸) امۃ العزیز بانو۔ فتح محمد " چھٹے پرچہ میں۔ لیکن کمپارٹمنٹ میں نہیں آئی

(۱۹) سکینہ لطیفہ خاتون شاہنواز " چوتھے " " "

درجہ ادیب عالم : چار طالبات شامل ہوئیں نتائج حسب ذیل ہیں :۔

(۱) سعادت خواجہ غلام محی الدین ۳۸۵ نمبر

(۲) شوکت آراء خانصاحب شیخ عبدالرحمٰن ۳۱۴ نمبر

(۳) عصمت سلطانہ محمد اسلم

(۴) سعیدہ زمان علی شاہ جہلم فیل پرچہ ۱، ۲، ۴، ۶

صفورہ بیگم درجہ مولوی فاضل ۳۷۳ نمبر پاس

اللہ کو قرض حسنہ

عطیات ماہ اگست سنہ ۴۶ء

کارنگرا) دوکان حاجی بابو مہر علی احمد علی صاحبان ۲/۱۱/-

جناب حکیم محمد جالینوس صاحب جالندھر شہر -/۲/-

" سید محمد رفیق شاہ " " -/۲/-

" شیخ عزیز بخش " " -/۱/-

" چوہدری رحیم بخش " " -/۱/۳

" شیخ محمد عبداللہ مظلوم " ۱/-/-

" منشی شوکت علی " " -/۸/-

" شیخ رحمت علی " " -/۱/-

" چوہدری اشرف الدین " " -/۱/۲

" مولوی عطاالٰہی " " -/۲/-

" چوہدری محمد حسین " پونہ ۲/-/-

علیا حضرت حضور بیگم صاحبہ ریاست دوجانہ ۲۰/-/-

" " والدہ عالیجناب نواب پٹودی ۳/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ میاں محمد امین صاحب کلکتہ ۱۰۰/-/-

جناب شیخ ذکاء الدین صاحب - رہتک ۵/-/-

میسرز چراغ الدین اینڈ سنز - پونہ ۱۰/-/-

محترمہ بیگم سید اعجاز حیدر صاحب دہلی ۵/-/-

" " غنی محمد خانصاحب بڑاگاؤں ۱۰/-/-

اندرون خانہ جناب عبدالعزیز صاحب پٹی ۲۰/-/-

محترمہ مسز اے حمید صاحب سید پور ۲۰/-/-

جناب خان محمد اسلم خانصاحب برہ خانخیل مردان ۱۵/-/-

" الحاج منظور علی صاحب دہلی ۵۰/-/-

محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ کلکتہ ۵۰/-/-

زکوٰۃ وصدقات ماہ اگست سنہ ۴۶ء

جناب عطا محمد خانصاحب گدارہ کوٹ [illegible] کیمبلپور ۱۵/-/-

" شیخ عبدالخالق صاحب دہلی ۳/-/-

" خواجہ غلام حیدر صاحب ڈار شملہ ۲۵/-/-

" ڈاکٹر محمد محسن علی عباسی صاحب حافظ آباد ۲۰/-/-

" طفیل محمد صاحب نئی دہلی ۲۰/-/-

" قاضی کلیم الدین صاحب " ۱۰/-/-

" بیگم صاحبہ محمد شریف صاحب بستی پٹھاناں ۲/۸/-

جناب چوہدری محمد حسن صاحب کپور تھلہ -/-/۲۰
" میسرز محمد امین محمد صدیق صاحبان کراچی -/۱۲/۵
" سید احمد صاحب زنئ دہلی
(برائے پارچات غریب طالبات) -/-/۱۰۰
" محمد حسن صاحب ہوشیار پور -/-/۴۰
محترمہ ریاض فاطمہ صاحبہ بلگرامی علیگڑھ -/-/۱۰
جناب جمشید علی صاحب صدیقی قریشی رہتک -/-/۱۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب ایم اے وحید خان شملہ -/-/۱۰
جناب عبد العزیز خانصاحب بڑا گاؤں -/-/۵
" قاضی محمد صبغۃ اللہ صاحب پانی پت -/-/۱۰
محترمہ بنت " " -/-/۲
جناب سردار محمد خانصاحب میر پور خاص -/۸/۵
" پیرزادہ محمد دین صاحب ہوشیارپور -/-/۵

جناب الحاج ملک عبد الغفور چوہدری عبد الشکور صاحبان -/-/۱۰۰
" چوہدری خوشی محمد صاحب منڈی بیر علی -/-/۴
" باغ علی ملک صاحب سکندر آباد۔ دکن -/-/۱۰۰

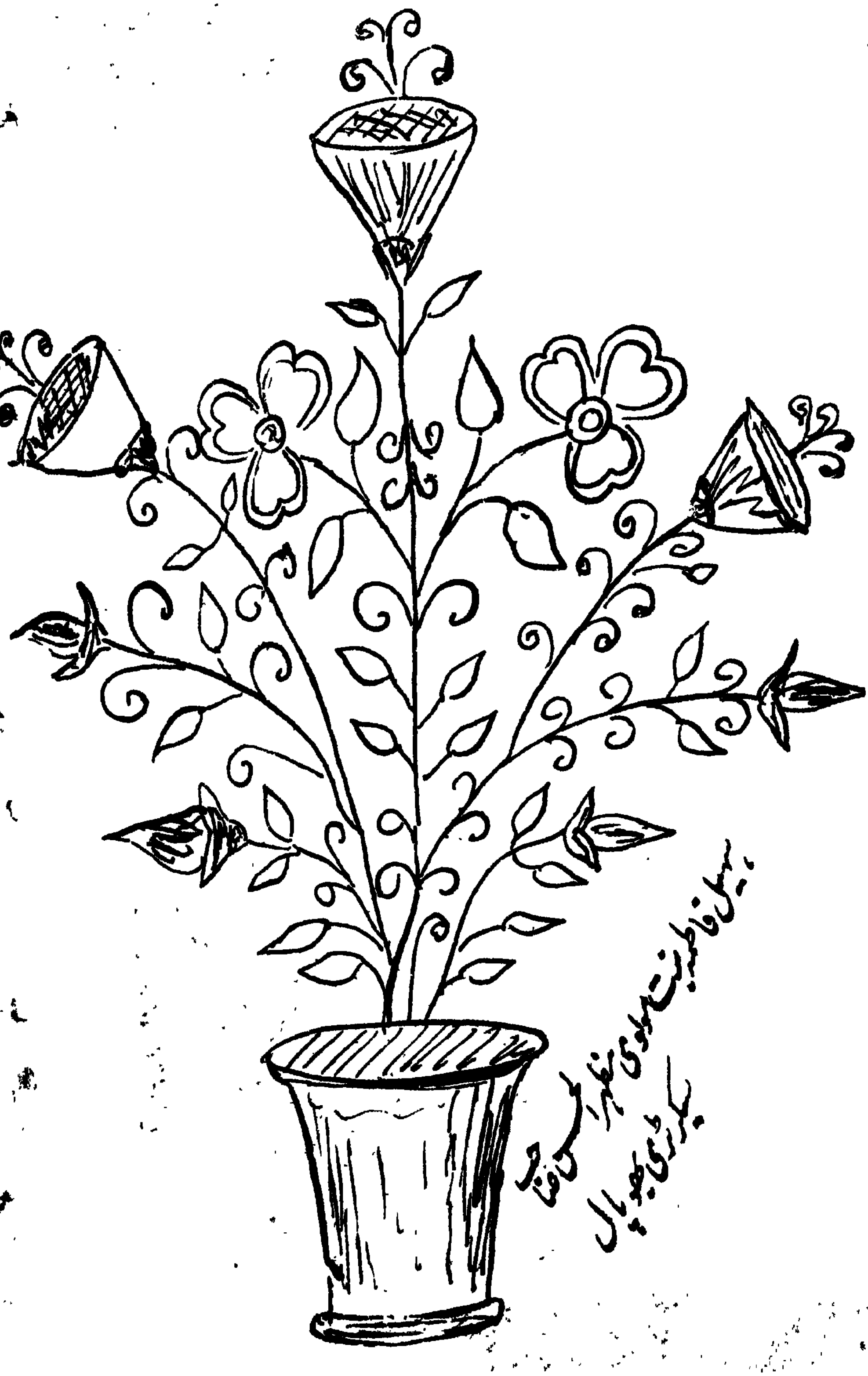
وظائف فنڈ ماہ اگست ۱۹۴۶ء

عالیجناب نواب صدر یار جنگ بہادر علیگڈھ
بابت ششماہی فصل ربیع -/-/۹۰

تعمیر فنڈ ماہ اگست ۱۹۴۶ء

جناب محمد صادق صاحب فاروقی بمبئی -/-/۲۵
علیا حضرت بیگم صاحبہ والدہ عالیجناب
نواب صاحب بہادر پالودی -/-/۱۰
میسرز برڈ اینڈ کو لاہور واپس فاضل رقم
قیمت سیمنٹ -/-/۲۸۲
جناب محمد افضل صاحب دہلی چھاؤنی -/-/۱۰۰
" علیا جمیور۔ وریانہ۔ قیمت برادہ دیا -/-/۹




بیگم فاطمہ بنت مولوی مظفر علی صاحب
بیگرڈی چھپال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مسلم جالندھر

جلد ۱۵ | اکتوبر ۱۹۴۶ء - ذی قعدہ ۱۳۶۵ھ | نمبر ۴

قرآنی نصیحتیں

(از جناب خان محمد حسین خان صاحب بی۔اے علیگ)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور بدیاں پیدا کر کے تمام اچھی باتوں کو اپنے ساتھ اور برائیوں کو شیطان کے ساتھ منسوب کیا اور اس بدیوں کے مجموعے کو مردود قرار دے کر اپنے بندوں کو فرمایا کہ اس سے بچیں۔ مگر چونکہ غصہ، حسد، شہوت، حرص، بخل، کبر وغیرہ ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ ان سے پرہیز اور گریز آسان ہو، اس لئے ان کے مقابلے میں اپنی پناہ کی راہ سمجھائی، یعنی ہر ایک برائی کی ضد اور توڑ کو دل میں لانے کی نصیحت فرمائی اور اپنی ذات متعال کو اس کا حامی و مددگار ٹھیرایا۔ عفو، حلم، ایثار، صبر، ضبط، عجز وغیرہ کو یاد میں لانے کی ہدایت فرمائی جن کا اجر مقرر اور ظاہر ہے اور ان کے مقابل ذمائم کی سزا اور بدنامی بھی پوشیدہ نہیں۔

جیسا سب باتوں کو اللہ نے بنایا ہے اسی طرح اچھا اور برا بھی اُن کو اسی نے ٹھیرایا ہے اُس کے حکم سے جو سراسر حق پر مبنی ہوتا ہے، غصہ مذموم ہے، مگر مع کبر کے ظالم اور متکبر کے سامنے پسندیدہ بن جاتا ہے۔ ان باریکیوں کو سمجھنا سیدھے راستے کی تلاش ہے اور دنیا کے پیچیدہ معاملات میں صراطِ مستقیم نکالنا اور اس پر روش قائم رکھنا اسی طرح سہل ہو سکتا ہے

یکہ انسان سب برائیوں کو رد کیا ہوا، ذلیل اور آخر کار مضر و مہلک جانکر جب ان کی تحریک بلکہ ظاہرہ مجبوری بھی ہو تو ان سے نفرت کرکے بھاگے اور خدا کی بارگاہ میں پناہ لے جہاں خوبیوں کی قدر و منزلت ہے اور اس حق مبین کے امر پر ثابت قدم رہنے کی ٹھانکر ہمیشہ حق و باطل کی تمیز حلال و حرام کے فرق بلکہ دو خوبیوں سے بہتر اور دو بدیوں سے بدتر کی پہچان کو مد نظر رکھ کر افضل کو اختیار کرے۔ اور جب چارہ نہ ہو تو شر سے دور رہے۔ قرآن مجید کی آیات کو سمجھنے کے لئے ان اشارات کو ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔ علیٰ ہذا القیاس فرشتوں کی کیفیت۔

کسی چیز کی بھی کنہ کو پہنچنا انسان کی محدود عقل سے خارج ہے۔ ذرہ تک ایک ذخیرۂ اسرار ہے خیالات اور حسیات بہت زیادہ بھیدوں سے بھرے ہیں۔ عملی کارروائی کے لئے تاہم ان اصطلاحات و کلمات کو واضح کرنا ضروری ہے جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں منجملہ ملائکہ ہیں۔ جبریل کی نسبت فرمایا گیا ہے: نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ اسے نبی کے دل پر اتارا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا اس خاص فرشتے کا تعلق نبی کے دل کے ساتھ تھا۔ ویسا دوسرے عام فرشتوں کا تعلق انسانوں کے دلوں کے ساتھ ہے۔ یہ بھی راز ہیں جنکو مشاہدے اور تجربے سے منکشف کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ قرآن میں قلب مذکور ہوا اور علم النفس اور علم الحیات میں اسے دماغ سے تعبیر کرتے ہیں جو سر میں ہے، بلکہ تمام اعضا میں بھی اس کے مراکز بتائے جاتے ہیں، اور دل سینے میں ہے بلکہ خود قرآن کے رُو سے جوف میں یعنی انسان کے اندر۔ لبعد میں مصنوعی مصنوعات تشکیل کئے گئے۔ مثلاً تزکیۂ قلب مومن کے ساتھ اور تزکیۂ نفس کافر کے ساتھ مختص کیا گیا حالانکہ قرآن میں صاف اور عام دعویٰ ہے: وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ قسم ہے نفس کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک کیا۔ پھر اس میں نافرمانی اور خدا ترسی کے خیالات ڈالے۔ وہ شخص جس نے اسے پاک صاف کیا کامیاب ہوا، اور وہ جس نے اسے فرو گذاشت کیا نامراد رہا۔ قرآن میں روح کا لفظ صرف جبریلؑ کے لئے استعمال ہوا ہے اور نفس انسان کی ذات اور اندرونی کیفیات کے لئے جسے لبعد میں روحانی جامہ پہنایا گیا، اور حکما نے روح حیوانی اور روح طبعی کی تصنیف کی۔

از روئے احادیث انسان کی تمام قوتوں اور حواس پر فرشتے مقرر ہیں۔ مثلاً فرمایا ہے کہ حیا پر دو فرشتے متعین ہیں، جن کا مقام ناک کی دو طرفیں ہیں۔ اسی طرح سلطان کو ناک کے اندر جگہ دی گئی ہے جیسے اگر سوتے اُٹھتے ہی خوب صاف کیا جائے تو فوراً نیند کی آلائش دور ہو کر چستی آجاتی ہے۔ اس مختصر

بیان سے عملی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حیا، عفت، حلم، صبر، شکر، احسان، عدل، عقل، ہوشیاری اور تمام اچھی صفات فرشتوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان کے برعکس بے شرمی، بے ناموسی، بے صبری، ناشکری، بخل، ظلم، جہالت، غفلت اور تمام بری خصلتیں شیطان کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ یہ اس کا لشکر ہیں، جس کی بابت ارشادِ خداوندی ہے: اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ۔ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا۔ اے ابلیس! اپنے سواروں اور پیادوں کے ساتھ انسانوں پر حملہ آور ہو اور اموال و اولاد میں انکے ساتھ شرکت کر اور انکو وعدہ دے۔ اور شیطان سوائے دھوکے کے اور کوئی وعدہ نہیں دیتا۔ پھر فرمایا: اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ۔ اے شیطان! میرے بندوں پر تجھے غلبہ نہیں ہوگا۔ خدا کے نیک بندے برے وسوسوں کو ہی پامال کر ڈالتے ہیں اور انکی اضداد یعنی نیک جذبات کو ابھارتے رہتے ہیں۔ یہ مشیت ایزدی کے مطابق ہے۔ شیطان نے آدم کو سجدہ نہ کیا اور فرشتے مطیع ہو گئے۔ اسمیں یہ نکتہ ہے کہ بری حیات سرکشی کرتی ہیں اور نیک خیالات تابع ہیں۔ اچھے لوگ جنہیں سچے، عاقل اور جوانمرد کہہ سکتے ہیں شیطان کے جنود کا فرشتوں کے عساکر سے مدافعہ کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً غصے کا حملہ ہو تو اسکے مقابلے میں عفو کی ڈھال اٹھاتے ہیں۔ بخل کے سامنے احسان کو لا کھڑا کرتے ہیں جیسے محاربات میں گوناگوں چالیں اور حیلے اختیار کئے جاتے ہیں رات دن یہی لڑائیاں انسان کے اندر اور باہر جاری ہیں۔ داخلی اور خارجی اعدا سے ہردم پالا پڑتا ہے جو کبھی دوست کے لباس میں بھی ظاہر ہوتے ہیں مثلاً ظالم اور متکبر پیہم ظلم اور کبر سے پیش آتا ہے اور مظلوم و عاجز حلم و صبر سے کام لیتا جاتا ہے مگر اسکی تعدی اور غرور حد سے تجاوز کر کے دین اور عزت کو بھی خوار و ذلیل کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ یہاں درگزر اور معافی جو انسان کی دوستدار سپاہ تھی اب دشمن بن جائیگی اور غضب و انتقام جو [illegible] کے دیتے تھے۔ اب اسکے حامی و طرفدار ہو جائینگے۔ حضرت معاویہ کے قصے میں [illegible] بیان ہوا ہے عبادت میں کبر کا شائبہ ہوا غفلت میں حسرت و ندامت ہوئی جو عجز و انکسار و خبرداری پر منجر ہو کر عبادت با کبر سے بہتر ثابت ہوئی۔ شیطان ایک نیک کام کو بھی اپنا سپاہی بنا لیتا ہے تاکہ اس سے ریا اور تکبر پیدا کر کے اپنا الو سیدھا کرے۔ اسی لئے شروع ہی میں اس سے پناہ مانگی جاتی ہے اور اللہ تعالٰے کی حفاظت و حمایت کی درخواست کی جاتی ہے جو نہ صرف تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے بلکہ انکی مدد کر کے انہیں غلبہ و عروج بخشتا ہے۔

باقی آئندہ

حفظانِ صحت

(از جناب محمد شفیع صاحب عارب۔ سینٹری انسپکٹر جالندھر شہر)

خدا نے ہر انسان کو علم حاصل کرنیکی طاقت بخشی ہے۔ جس سے وہ اپنے آپ کو بیماریوں سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اور وہ علم۔ جسم کی صفائی۔ لباس کی پاکیزگی۔ ہلکی غذا۔ صاف پانی۔ صاف ہوا۔ ورزش۔ کھانے پینے میں اعتدال اور اردگرد کی جگہوں کی صفائی کا ہے۔ حفظانِ صحت کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان تندرست رہے اور متعدی امراض سے بچا رہے۔ انگریزی میں مثل مشہور ہے۔ "Prevention is better than cure" یعنی پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ بعض بیماریاں نہ صرف تکلیف ہی کا باعث ہوتی ہیں بلکہ ان کو دور کرنے کے لئے دواخانے بھی بنانے پڑتے ہیں اس لئے بیماری پھوٹ پڑنے کے وقت تک انتظار کرنا اور پھر اس کے علاج کرنے سے بدرجہا بہتر یہ ہے کہ بیماری پیدا ہی نہ ہونے دی جائے۔

"سرِ چشمہ باید گرفتن بہ میل　　چو پر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل"

ویسے تو بیماری منجانب اللہ ہوتی ہے۔ لیکن جس طرح ہم بیماری کا علاج کرنا فرض سمجھتے ہیں اسی طرح یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ عام بیماریاں مثلاً ہیضہ۔ چیچک۔ طاعون۔ ملیریا۔ تپ محرقہ وغیرہ کو روکنے کی تدابیر ان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی کریں اس میں نہ صرف ہمارا ذاتی فائدہ ہے بلکہ تمام بنی نوع کا بھی فائدہ ہے۔ ذیل میں ہر سلسلہ کی مشہور متعدی امراض کا ذکر کیا جاتا ہے جو انشاءاللہ سلسلہ وار آپ تک پہنچتے رہیں گے۔

متعدی امراض جسم میں خاص قسم کے زہریلے مادے کے داخل ہونے سے پیدا ہوتی ہیں یہ زہریلے مادے جسم میں داخل ہوکر نشوونما پاتے ہیں۔ اور جسم سے خارج ہوکر دوسرے آدمیوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ مادے باریک اور چھوٹے چھوٹے زندہ کرم یا جراثیم ہوتے ہیں۔ یہ جراثیم انسان پر مندرجہ ذیل طریقوں سے حملہ کرتے ہیں۔

(۱) گندی خوراک یا گندے پانی میں مل کر جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔
(۲) کیڑے مکوڑے کے کاٹنے سے یا جلد میں کوئی زخم وغیرہ کے ذریعہ داخل ہوتے ہیں۔
(۳) سانس لیتے وقت ہوا کے ساتھ جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔

۱۔ خوراک کے ذریعہ پھیلنے والی امراض میں سب سے مہلک متعدی مرض ہیضہ ہے ہمارا صوبہ (صوبہ پنجاب) اس مرض کا گھر نہیں ہے لیکن ہردوار یا دوسرے تیرتھوں پر جہاں تمام ہندوستان سے لوگ نہانے آتے ہیں۔ یہ مرض پھیل جاتا ہے اور وہاں سے پنجاب میں بھی پہنچ جاتا ہے۔ اور بعض اوقات یہ مرض وبائی صورت اختیار کر کے بڑی پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔ یہ مرض عام طور پر جون، جولائی، اگست کے مہینوں میں پنجاب میں ہوتا ہے۔ اس موسم میں گرد و رطوبت آب و ہوا کے وجہ سے مکھیاں بہت پیدا ہوتی ہیں اور مکھیاں ہی ہیضہ کے جراثیم مریض کے قے اور دستوں سے اٹھا کر دوسری کھانے پینے والی چیزوں پر رکھ دیتی ہیں۔ اس لئے اگر اس مرض کو غلاظت کی بیماری کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

ہیضہ کی علامات: اس مرض کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ اس میں پہلے دست اور بعد میں قے آتی ہے۔ اسہال بغیر کسی درد کے آتے ہیں۔ اس مرض میں پہلا دست آنے کے بعد دوسرا ایک گھنٹے کے بعد آتا ہے اور تیسرا آدھے گھنٹے کے بعد اور پھر ہر دس یا پانچ منٹ کے بعد دست آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پہلے دست کا رنگ پیلا ہوتا ہے اور دوسرے دست کا رنگ سفیدی مائل ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد آہستہ آہستہ سفید رنگ کے دست آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس مرض میں شے پیٹ سے اس طرح باہر نکلتی ہے جیسے کوئی چیز پمپ کے ذریعہ باہر پھینکی جائے۔ مریض کو بخار بالکل نہیں ہوتا۔ بلکہ درجہ حرارت ۹۷ درجہ تک آ جاتا ہے مریض کا جسم سرد پڑ جاتا ہے۔ لیکن مریض اپنے جسم میں بہت گرمی محسوس کرتا ہے اور بعض اوقات نہانے کی غرض سے پانی کی طرف بھاگتا ہے۔ اور شدت کی پیاس محسوس کرتا ہے۔ مریض کا پیشاب بالکل بند ہو جاتا ہے۔ آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں۔ پنڈلیوں میں تشنج ہو جاتا ہے۔

مرض کے پھیلنے کا ذریعہ: ہیضہ کے جراثیم مریض کے قے اور دستوں میں پائے جاتے ہیں۔ جب کسی مریض کے کپڑے ایسے پانی میں دھوئے جائیں جہاں سے دوسرے آدمی بھی پانی استعمال کرتے ہوں۔ یا مریض اس پانی میں نہائے۔ یا اسکا فضلہ اس پانی میں پھینکا جائے۔ یا مریض کے برتن سے وہاں سے پانی لیا جائے تو مریض کے جسم سے خارج شدہ جراثیم جو کپڑے۔ برتن اور جسم کے ساتھ لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ پانی میں ملکر دوسرے انسانوں تک پہنچ کر بیماری پھیلانے کا موجب ہوتے ہیں۔

مریض کے قے اور دستوں پر مکھیاں بیٹھ جاتی ہیں اور وہاں سے ہیضہ کے جراثیم اٹھا کر

دوسری کھانے پینے کی اشیاء پر رکھ دیتی ہیں۔ اور ان اشیاء کے کھانے سے مرض پھیل جاتا ہے۔ تیمار داران اور عیادت کے لئے آنے جانے والے انسانوں کے کپڑوں پر مریض کے قے اور دستوں کے بے معلوم چھینٹے پڑ جانے سے جراثیم دوسرے انسانوں تک پہنچ جاتے اور مرض پھیل جاتا ہے۔

اگر مریض کے دست اور قے ایک جگہ خشک ہو جائیں اور پھر ان کو جھاڑو سے صاف کیا جائے تو ہیضہ کے جراثیم ہوا میں اڑ کر دوسری کھانے پینے والی اشیاء میں پڑ جاتے ہیں اور یہ بھی ایک ذریعہ اس مرض کے پھیلنے کا ہے۔

ایسا انسان جس کے جسم میں مندرجہ بالا ذریعہ سے ہیضہ کے جراثیم داخل ہو جائیں۔ اگر وہ کسی دوسری جگہ چلا جائے تو یہ مرض اس جگہ میں بھی پھیل جاتی ہے جہاں کہ وہ شخص جائے۔

ہر قسم کی اشیاء چاہے وہ کھانے پینے کی ہوں یا استعمال کی بیماری والے علاقے سے دوسرے علاقے میں لے جانے سے بیماری پھیل جاتی ہے۔ کیونکہ ہیضہ کے جراثیم جو کہ بڑی جلدی پھیل جاتے ہیں ان کا ان اشیاء پر بھی موجود ہونا ضروری ہے۔

باقی آئندہ

چند گزارشیں

(از محمد احمد خاں ذاکر مدیر معاون ؟)

ایک اشاعت گم: "مسلمہ" بابت ماہ ستمبر ۱۹۴۶ء شائع نہیں ہو سکا اس کا سبب یہ کہ حکومت کے ہاتھ میں کاغذ کی سپلائی کا اہتمام ہے اور حکومت ہمیں گزشتہ مہینے کے لئے کاغذ کا کوٹا مہیا کرنے سے قاصر رہی ہے۔ یہ ہمارے بس سے باہر کی بات ہے اس معذوری پر ہم ناظرات و ناظرین مسلمہ سے معذرت خواہ ہیں۔ اس بار ایک اور معذوری بھی ہے کہ حکومت نے اب بجائے سفید کاغذ کے دہی خاکی سا کاغذ (سری رام پوری) دیا ہے۔ اور وہ بھی بہت دیر سے۔ کہئے کیا کیا جائے موت کے مقابلے میں ہر شخص زحمت قبول کر لیتا ہے۔ ناچار زحمت گوارا ہے۔ جو بہنیں "مسلمہ" کے مقاصد اور اس کی نیت سے آگاہ ہیں۔ "مسلمہ" کی

اس ظاہری ہیئت سے اگر ناخوشگواری بھی محسوس کریں۔ پھر بھی اسے قبول ضرور فرمائیں۔ ہزاروں مشکلوں کے باوجود اس زمانے میں "مسلمہ" کا وجود قائم رہنا ہزار غنیمت ہے۔ وقت آرہا ہے کہ آپ کا یہ رسالہ اچھی سے اچھی صورت میں پیش ہوگا۔ انشاء اللہ۔

ستمبر نمبر میں جس قدر کاغذ صرف ہوتا تھا، ہم اسی قدر دو نمبروں میں کاغذ کا اضافہ کر کے کمی پوری کر رہے ہیں کچھ اس مرتبہ کچھ اگلی مرتبہ۔

اعترافِ خطا: "مسلمہ" کے معیار میں جو کمی آگئی ہے اس کے اسباب کئی ایک ہیں لیکن شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ جس حد تک اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے اُسے دوسروں پر تھوپنے نہ دوں۔ "مسلمہ" کے جاری ہونے سے اب تک اس کی ادارت کی بڑی ذمہ داریاں مجھ دائم المرض، ناتوان و ناکارہ کی گردن پر ہیں۔ خدا کی مدد اور "مسلمہ" کے خریداروں اور معاونوں کی توجہات سے جو بُری بھلی خدمت کر سکا ہوں، کرتا رہا ہوں۔ البتہ کم و بیش ڈیڑھ سال سے معاشی حالات نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں اُن اوقات میں سے جو تمام تر انجمن مدرسۃ البنات کی خدمت کے لئے وقف ہیں، ایک حصہ پیٹ کی فکر میں صرف کروں۔ چنانچہ "مسلمہ" میری خدمات سے کافی حد تک محروم ہو گیا۔ اس کا جو اثر اس پر پڑا ہے اس کا سب سے زیادہ دکھ مجھ مجبور کو سب سے زیادہ ہے۔ لیکن اس کی موجودہ حالت میرے لئے ناقابل برداشت حد تک تکلیف دِہ ہے۔ میں متعدد معاشی مصروفیتوں کے باوجود اس سے زیادہ دور نہیں رہ سکتا۔ اللہ کو منظور ہوا تو اب میں اس کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ کروں گا۔ اللہ برکت دے۔

مضمون نگار بہنوں اور بھائیوں سے التماس: آپ کو علم ہے کہ "مسلمہ" انجمن مدرسۃ البنات کا رسالہ ہے اور یہ آپ کا رسالہ ہے۔ اس کا مقصدِ عظیم یہ ہے کہ بچیوں اور عورتوں کی دینی و دنیوی تعلیم و تربیت میں معاون ہو۔ مدرسۃ البنات کے حالات سے بھی دنیا کو آگاہ کرتا رہے اور اس کی قیمت کم سے کم ہو، تاکہ زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں اس کی رسائی ہو۔

جن بہنوں اور جن بھائیوں کو لکھنے کا سلیقہ حاصل ہے اور وہ جس فن پر لکھیں، اس کی انھیں مہارت حاصل ہو، ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنی علمی خدمات سے "مسلمہ" کو محروم نہ رکھیں اور اس فیضان سے مسلمہ عورت کو بہرہ ور کریں جس کی صحیح تعلیم و تربیت آج قوم کو ہمیشہ سے زیادہ ہے۔ نثر ہو یا نظم اسمیں اسلامی شرافت قائم رہے، وہ طویل نہ ہو۔ مسلمہ کے صفحات تھوڑے ہیں اسمیں بہت کچھ...

مدرسۃ البنات: مدرسۃ البنات گرمائی تعطیلات کے بعد کھل گیا ہے۔ تعلیم جاری ہے۔ جو بچیاں داخل ہونا چاہیں، وہ اسوقت بھی داخل مدرسہ ہو سکتی اگرچہ انھیں محنت بہت زیادہ کرنی پڑے گی۔

مدرسۃ البنات کی عمارت: حالات کی سخت نامساعدت کے باوجود انجمن نے دوسری مجبوریوں کے پیش نظر مدرسۃ البنات کی اپنی عمارت کی تعمیر شروع کردی ہے۔ سردست ۸ کمرے شروع ہیں۔ عمارت چھتوں تک پہنچ چکی ہے۔ چھتوں کے بعد دوسرے کمرے شروع کردئے جائینگے۔ یہ لاکھوں کا کام ہے، اور جان جوکھوں کا کام ہے۔ اس کے لئے لازم ہے کہ قوم اس فوری ضرورت کا احساس کرے اور تعمیر کی تکمیل میں جلد سے جلد کمر ہمت باندھ لے۔ ہم جمعیۃ وحدت العمل کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ اس نے جس ہمت اور محنت سے کام لینا شروع کیا ہے وہ لائق ستائش ہے۔ اللہ اس کا صلہ دے گا۔ اس جمعیۃ کی ممبر بہنیں رفتار عمل کو ذرا تیز کردیں تاکہ یہ کام جو بہت جلد سرانجام دیا جانے والا ہے ناکمل صورت میں نہ پڑا رہے۔ عمارت کی حالت سے مرتبہ بہ مرتبہ اطلاع دی جائیگی۔

نسوانی جلسہ: انجمن مدرسۃ البنات کا زنانہ جلسہ اس سال ۱۶ و ۱۷ نومبر کو منعقد ہوگا۔ مقام وہی قیصر باغ (کمپنی باغ) تاریخ انعقاد اور صدارتوں کے انتخاب کی اطلاع اخبارات کے ذریعے دی جائیگی۔ اگر کسی دعوت نامہ آپ تک نہ پہنچ سکے تو رسالہ مسلمہ کی اس دعوت کو کافی متصور فرمائیے اور اس زنانہ جلسے میں شرکت کی عزت بخشئے اور اس کی اطلاع سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات کو بھیج دیجئے تاکہ خدمت کرنے میں کوتاہی نہ ہو۔

آہ! نسیمہ: یہ خبر نہایت رنج والم کے عالم میں لکھی جاتی ہے کہ مدرسۃ البنات کے دارالاقامہ کی باورچن نسیمہ گرمائی چھٹیوں میں اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئی ہے۔ اِنّا لِلّٰہ واِنّا اِلَیہِ راجعون۔ مرحومہ ننھی ننھی تین بچیاں اور ایک لڑکا چھوڑ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت نصیب کرے اور اس کے پسماندوں کا کفیل و محافظ ہو۔

مرحومہ بستی باباخیل میں ایک مہتر گھرانے میں پیدا ہوئی۔ عنفوان شباب تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلام کی نعمت بخشی اور وہ حضرت اقدس مولانا عبدالحق عباس مدظلہ کے ہاتھ پر مشرف با اسلام ہوئی۔ یہی سعادت اور اسی مبارک ہاتھ سے ایک اور مہتر کو نصیب ہو چکی تھی جس کا نام عبدالکریم رکھا گیا تھا۔ مولانائے موصوف نے دونوں کا نکاح کردیا۔

اللہ کو قرضِ حسنہ

عطیات ماہ ستمبر سنہ ۴۶ء

جناب الحاج قاری مولوی عبد الغنی صاحب شملہ -/-/۱۵
" کارگیران دوکان حاجی بابو مہر علی
احمد علی صاحبان جالندھر شہر ۳/۱۲/۳
" حکیم محمد جالینوس صاحب " -/۴/-
" سید محمد رفیق شاہ " " -/۲/-
" مولوی عظامی " " -/۲/-
" شیخ عزیز بخش صاحب " -/۱/-
" چوہدری رحیم بخش " " -/۱/۳
" " شرف الدین " " -/۱/۳
" شیخ رحمت علی " " -/۱/-
" مرزا نعمت اللہ بیگ " لدھیانہ -/-/۵
" محمد اقبال " نئی دہلی -/-/۲
" محمد اکبر " جالندھر شہر -/-/۱۰
" بیگم صاحبہ حافظ فضل محمد صاحب " -/-/۸۰
" عبید الحق خان و نور محمد صاحبان
بستی دانشمنداں -/۱۰/۳
میزان ۱۲۰/۴/۹

زکوٰۃ و صدقات ماہ ستمبر سنہ ۱۹۴۶ء

جناب ماسٹر نذیر محمد صاحب بٹ جالندھر شہر -/-/۱
" بابو سعید نبی بخش " مظفر گڑھ -/-/۱۰

محترمہ بیگم صاحبہ جناب پیر حسین صاحب
اعرب بہاولپور -/-/۳۰
جناب ملک امام بخش صاحب تونسہ شریف -/-/۵
" عبد الکریم " لمڈنگ -/-/۴
" محمد صادق " صوبیدار مالیر کراچی -/-/۴۰
" مسلمانان سکھ بی یونٹ معرفت صوبیدار
محمد امین صاحب کٹنی -/-/۴۵
محترمہ فاطمہ خاتون کراچی صدر -/-/۵
جناب شیخ ریحان الدین صاحب رہتک -/-/۵
محترمہ حافظہ حامدہ بیگم صاحبہ " -/-/۵
جناب سید سید احمد صاحب خلوی دہلی -/-/۳۰
" حکیم محمد قاسم صاحب زور گڑھ -/-/۱۰
محترمہ بیگم صاحبہ عبد الخالق خان صاحب بستی بابا خیل -/-/۲
" " خان بہادر عبد المجید " " -/-/۱۰
" " " خالد ابراہیم " دانشمنداں -/-/۳
" " " ڈاکٹر ابراہیم " " -/۱۲/۲
" " " سردار " " -/۲/۲
" " " دلدار " " -/۱۴/-
" " " نور محمد " " -/۸/-
" " " یار محمد " " -/۶/-
" " " عبد الحمید " " -/۸/-
" " " مولانا عبد الحق عاصم " -/-/۲

محترمہ والدہ صاحبہ خان ضیاء اللہ خان صاحب
بستی دانشمنداں　-/-/۱
محترمہ بنت چوہدری عبدالحمید صاحب　-/-/۲
میزان　-/۵/۲۱۲

تعمیر فنڈ ماہ ستمبر ۱۹۴۶ء

جناب محمد اکبر امام الدین مدعو صاحب بھیمڑی -/۸/۱۵
مستری عبدالحق غلام مصطفیٰ صاحبان
فورٹ سنڈیمن　-/-/۵
میزان　-/۸/۲۰

حسابات انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر

بابت ماہ جولائی۔ اگست و ستمبر ۱۹۴۶ء

معطی	جولائی	اگست	ستمبر
عالیجناب نواب فخر یار جنگ بہادر حیدر آباد۔ دکن	-/-/۵	-/-/۵	-/-/۵
جناب محترمہ بیگم صاحبہ خان محمد مشتاق احمد خانصاحب حیدر آباد دکن	-/-/۵	-/-/۵	-/-/۵
〃 〃 شائستہ ربانی صاحبہ وارڈن آفیسر دہلی	-/-/۲	-/-/۲	
〃 مسٹر ٹی۔ اے نوصیت لودھی خانصاحب	-/-/۲	-/-/۲	-/-/۲
〃 خان عبداللطیف احمد خانصاحب رئیس	-/-/۱	-/-/۱	-/-/۱
〃 مولوی الطاف الرحمٰن صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس	-/-/۱	-/-/۱	-/-/۱
〃 سید انور علی شاہ صاحب ڈی۔ آئی آف سکولز	-/-/۱	-/-/۱	-/-/۱
〃 الحاج شیخ بابو مہر علی احمد علی صاحبان جنرل مرچنٹس	-/-/۱	-/-/۱	-/-/۱
〃 ڈاکٹر چوہدری رحیم بخش صاحب محلہ کھولا رائے	-/-/۱	-/-/۱	-/-/۱
〃 بابو غلام محی الدین صاحب شملوی	-/-/۱	-/-/۱	-/-/۱
〃 بابو غلام محمد صاحب، ہیڈ ڈپٹی کمشنر بہادر	-/-/۱	-/-/۱	-/-/۱
〃 مرزا امان اللہ خان صاحب محلہ سراج گنج	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
〃 ملک غلام محمد صاحب جی۔ ٹی۔ روڈ	-/-/۱	-/-/۱	-/-/۱
	-/-/۱	-/-/۱	-/-/۱

معطی	جولائی	اگست	ستمبر
جناب خواجہ غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلرک ڈی۔آئی جی	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" مولنا محمد امین صاحب علوی عربک ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" بابو مستجاب حسین صاحب کلرک دفتر سب رجسٹرار	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" " محمد حسین صاحب انجنئر محلہ سیداں	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" محترمہ نجمہ خانم صاحبہ بنت خان عطا محی الدین خان وکیل	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" شیخ حبیب الٰہی صاحب ریڈر سشن جج صاحب بہادر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" مولوی محمد یعقوب صاحب اینڈ سنز بازار صابون گراں	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" چوہدری محمد بشیر صاحب کلرک دفتر انسپکٹر آف سکولز	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" چوہدری فضل الٰہی صاحب جونیئر سب جج	۱/-/-	۱/-/-	
" خان محمد احمد خان صاحب درانی بیوٹرن سٹاکسٹ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" خان نیاز محمد خان صاحب ہیڈ کلرک محکمہ زراعت	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" میاں محمد اشفاق علی صاحب ایم اے ایل ایل بی	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" مولوی محمد خلیل صاحب دکاندار بڑا بازار	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" حکیم عبدالرحیم صاحب بازار پنج پیر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" میاں عبداللطیف حبیب احمد صاحبان آڑھتیان چرم	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" میاں عبداللطیف صاحب سوداگر چرم	۳/-/-	۳/-/-	۳/-/-
" بابو ابو الحسیب صاحب نیلے محل	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" خان محمد عمر خاں صاحب بی۔اے ایل ایل بی بستی شیخ	دو ماہ ۱/-/-		دو ماہ ۱/-/-
" میاں عبدالکریم صاحب سوداگر چوب عمارتی	-/۵/-	-/۵/-	-/۵/-
" مستری محمد حسین خادم حسین صاحبان	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" مولوی رحمت علی صاحب ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول	-/۴/-	-/۴/-	
" منشی محمد شریف صاحب محلہ سراج گنج	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" بابو محمد خلیل صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین ریلوے بورڈ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" شیخ جان محمد صاحب منیجر سوس واچ کمپنی	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-

معطی	جولائی	اگست	ستمبر
جناب ڈاکٹر ولی محمد صاحب منیجر جنرل میڈیکل سٹور	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
〃 چوہدری عبدالکریم صاحب مٹھائی فروش	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
〃 شیخ نذیر محمد اینڈ سنز رینک بازار	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
〃 بابو محمد شفیع صاحب محلہ کھولارائے	۱/-/-		دو ماہ ۲/-/-
〃 ڈاکٹر چوہدری عبدالدین صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ سرجن (اپریل تا جولائی)	چار ماہ ۴/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 مستری عبدالعزیز صاحب جی۔ ٹی۔ روڈ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 مولوی عماد الدین صاحب منیجر مکتب خانہ انصاریہ	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
〃 حکیم محمد شاہنواز صاحب بیرون دروازہ سیداں	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 چوہدری ملک عبدالشکور صاحب	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 〃 〃 محمد امین 〃	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
〃 مستری محمد حسین صاحب دروازہ سیداں	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
〃 خان محمد اسحاق خان صاحب بستی شیخ درویش	۱/-/-		دو ماہ ۲/-/-
〃 مستری محمد اسمعیل صاحب کنٹریکٹر محلہ باغ شیخ کرم بخش	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
〃 میاں اکرام الحق صاحب قریشی اقبال سٹریٹ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
عالیجناب میاں جی معین الدین میاں جی غیاث الدین صاحبان لاہور	۲۵/-/-	۲۵/-/-	۲۵/-/-
جناب خانصاحب شیخ عبدالرحمٰن صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
〃 شیخ حفیظ اللہ صاحب منیجر جنرل برقی پریس	دو ماہ ۲/-/-		
〃 منشی سردار محمد صاحب خوشنویس رینک بازار	۲/-/-	۲/-/-	۲/-/-
〃 سید محمد اصغر علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ٹانڈہ		۱/-/-	۱/-/-
〃 میاں فقیر محمد صاحب ایچ۔ ڈی۔ سی صاحب ڈپٹی کمشنر جالندھر			دو ماہ ۱/-/-
〃 منشی شوکت علی صاحب ریلوے روڈ			-/۸/-
〃 محمد رفیق صاحب ریلوے روڈ			-/۸/-
〃 خان بہادر کرنل محمد اکبر خانصاحب نئی دہلی		دو ماہ ۲۰/-/-	۱۰/-/-
〃 چوہدری عبدالحق صاحب دفتر رسالہ مسلمہ		دو ماہ -/۸/-	-/۴/-

معطی	جولائی	اگست	ستمبر
جناب بابو محمد فیروز الدین صاحب سب پوسٹ ماسٹر		دو ماہ 1/-/-	
〃 چوہدری شاہ ولی صاحب کلرک آف دی کورٹ		چار ماہ 1/-/-	
〃 بابو عبد العزیز صاحب کلرک سنٹرل کواپریٹو بنک		دو ماہ 1/-/-	
〃 چوہدری غلام محمد صاحب وثیقہ نویس		چار ماہ 1/-/-	
〃 〃 شاہ محمد 〃 وکیل		چار ماہ 1/-/-	
〃 〃 نور احمد 〃 امپیریل پریس		دو ماہ 1/-/-	
〃 ڈاکٹر کیپٹن غلام محمد 〃 پنشنر		چار ماہ 1/-/-	
〃 ماسٹر نذیر احمد 〃 بٹ		چار ماہ 1/-/-	
〃 خواجہ محمد اسحاق صاحب سوداگر چرم لبستی نو (از اپریل تا جولائی)		۲۰/-/-	
میزان کل	۸۳/۱۳/-	۱۲۳/۵/-	۸۸/۱۳/-

متفرق آمدنی

معطی	جولائی	اگست	ستمبر
داخلہ طالبات بابت ماہ جون از سلسلہ نمبر ۵۰۴۱/۲۵۵ لغایت ۵۰۹۷	۸۲/-/-		
سکول فیس از طالبات الصف العاشر بابت ماہ جون جولائی و اگست و ستمبر	۸۲/-/-		
〃 〃 〃 درجہ ادیب عالم 〃 〃	۹۰/-/-		
〃 〃 منشی فاضل 〃 〃	۳۶/-/-		
〃 〃 〃 سال ثانی 〃 〃 〃	۱۲۰/-/-		
داخلہ مدرسہ بابت ماہ جولائی ۴۱۹۸/۲۵۵ لغایت ۴۲۱۱	۲۱/-/-		
سکول فیس ادیب عالم منشی فاضل سال اول بابت ماہ جون جولائی اگست ستمبر	۲۴/-/-		
کرایہ مکان لاہور علی الحساب			۱۰۰/-/-
از کھاتہ			۲۷۷/۲/-
میزان کل	۴۵۷/[illegible]		۳۷۷/۲/-

گوشوارہ آمدنی انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ جولائی - اگست و ستمبر ۱۹۴۶ء

نام ماہ	عطیات	چندہ ماہوار	متفرق	زکوٰۃ و صدقات	تعمیر و مرمت	وظائف فنڈ مدرسہ	رسالہ پیام اسلام	رسالہ مسلمہ	فروخت کتب	دارالاقامہ	رقم: پائی	آنے	روپے
جولائی	۷۰۰/۸/۶	۸۳/۱۳/-	۲۵۴/-/-	۵۲۰/۱/[illegible]	۳۵۰/۴/-	۲۹/۴/-	۳/-/-	۱۳۱/۱۲/-	۱۸/۳/-	×	۹	۱۲	۵۴۶۰
اگست	۳۱۱۴/۱۴/۶	۱۲۳/۵/-	×	۶۱۲/-/-	۴۲۶/-/۹	۶۰/-/-	۳۰۱/۸/-	۲۳۶/۱۲/-	۱/۱/-	×	۲	۷	۱۸۱۲
ستمبر	۱۲/۴/۹	۸۸/۱۲/-	۲۶۷/۲/-	۲۱۲/۵/-	۲۰/۲/-	×	۲۸/۲/-	۱۳۶/۱/-	۷/۱۰/-	×	۹	۱۴	۹۸۱
میزان کل	۷۱۲۵/۸/۹	۲۹۵/۵/-	۸۲۲/۲/-	۱۳۵۴/۶/۳	۳۹۵۴/-/-	۸۹/-/-	۶۲/۱۱/-	۵۰۴/۹/-	۱۹/۱۳/-	×	۰	۳	۸۲۵۵

گوشوارہ اخراجات انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ جولائی۔ اگست و ستمبر ۱۹۴۶ء

نام ماہ	لائبریری	تنخواہ ملازمین مدرسہ	متفرق اخراجات مدرسہ	کرایہ بلڈنگس مدرسہ	کرایہ بلڈنگس دار الاقامہ مع متفرق	زکوٰۃ و صدقات	عملہ دفتر انجمن	متفرق اخراجات انجمن	رسالہ پیام اسلام	رسالہ مسلمہ	تعمیر و مرمت	وظائف فنڈ	پائی	آنے	روپے
جولائی	×	۱۸۱۰/۱۳/۹	×	۶۷/-/-	۵۳۱/-/-	۲۳۱/۱۱/۳	۱۲۲/-/۲	۱۰۸/۱۴/۳	۷۹/۱/۲	۲۱۷/۶/-	۱۴۹/۸/-	۳۶/-/-	۰	۱۴	۳۳۵۷
اگست	×	×	×	۶۷/-/-	۱۱۳/-/-	۳/۸/-	۴۹/-/-	۱۶/۱۰/۹	۵۷/۹/۹	۱۳۱/۱۰/۹	۳۴۵۸/۱۳/۶	×	۹	۴	۳۹۱۸
ستمبر	×	×	×	۶۷/-/-	۱۱۳/-/-	×	۴۳/-/-	۱۸/۱۵/۹	۴۸/۹/۳	۵۷/۴/۹	۲۴۳۵/۱۳/-	×	۹	۱۲	۲۷۸۳
میزان کل	×	۱۸۱۰/۱۳/۹	×	۲۰۱/-/-	۷۵۷/-/-	۲۳۴/۳/۳	۲۱۴/-/-	۱۴۴/۵/-	۱۸۵/۱۳/۶	۴۰۶/۷/۶	۶۰۳۷/۴/۶	۳۶/-/-	۶	۱۵	۱۰۰۵۹

۱۱

گوشوارہ مداخل و مخارج انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ جولائی۔ اگست و ستمبر سنہ ۱۹۴۶ء

آمدنی

	پائی	آنے	روپے
آمدنی سہ ماہی سوم	۰	۳	۸۲۵۵
بقایا سہ ماہی دوم	۳½	۳	۳۲،۷۷۵
جمع امانات بماہ جولائی	۰	۰	۱۱۵
جمع 〃 〃 اگست	۰	۱۲	۲۹۹
〃 〃 ستمبر	۳	-	۲۶۷
میزان کل	۶½	۲	۴۲،۷۴۷

خرچ

	پائی	آنے	روپے
اخراجات سہ ماہی سوم	۶	۱۵	۱۰،۰۵۹
واپسی امانات بماہ جولائی	۰	۱۲	۸۳۴
〃 〃 ستمبر	۰	۲	۷۷۷
بقایا حال	½	۳	۳۱،۰۷۵
میزان کل	۶½	۲	۴۲،۷۴۷

۱۱/۱۰/۲ لہ

مفید کتابیں

نقشِ وفا: مرد اور عورت کیلئے بہترین راہِ عمل (قابلِ دید کتاب ہے)	۲ر	نماز بلادِ اسلامیہ میں	۳ر
مرد اور عورت ذات۔	۳ر	سترِ دلبراں: قابلِ دید	۳ر
اظہارِ حق: تفسیر سورۂ والتین	۶ر	مقتولِ بے حجابی	۱ر
ہمارے اعمال اور انکی قدر و قیمت	۲ر	قواعدِ عربی حصہ اول۔ علم صرف	۱۲ر
القاموس المفصل: تفسیر سورۂ مزمل	۴ر	عروسِ غربت: ایم۔ایم اسلم	عہ ر
نور الحق: تفسیر سورۂ علق	۳ر	بقائے دوام: ″ ″ ″	عہ
اصل الاصول: اہلِ حدیث اور اہلِ قرآن کے مناظرہ پر محاکمہ	۲ر	انتقام: ″ ″ ″	۳ر
سمجھ اچھی کب سمجھی	۱ر	پیمانِ وفا ″ ″ ″	۵ر
ارشادات القرآن	۸ر	خطِ تقدیر ″ ″ ″	۶ر
تندرستی ہزار نعمت	۵ر	غزال ″ ″ ″	۱۰ر
الاحسان: تصوف کا بیان	۸ر	ساربان ″ ″ ″	۴ر
لالۂ صحرا (نظم) از منیر ایم۔اے۔	۴ر	چار سہیلیاں ″ ″ ″	عہ
جبریل و ابلیس ″ ″	۴ر	بڑی بی ″ ″ ″	۱۲ر
اتا ترک	۶ر	نور ہدایت ″ ″ ″	۴ر
شانِ اردو (قابلِ مطالعہ)	۶ر	دریائے وحدت: قرآن شریف کی آیات اور گرنتھ کے شبدوں کی یکرنگی	عہ ۱۲ر
		الفوز الکبیر: فتح الخبیر فارسی	۸ر

ملنے کا پتہ:- مینیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام - جالندھر شہر پنجاب

استاد کی امداد کے بغیر عربی سکھا دینے والی کتابیں

معلم العربیہ	عہ	خزینۃ العلوم حصہ اول مجلد	۸ عہ/
مدرس العربیہ	۸ عہ/	لغات القرآن	۱۰ ار
عربی ٹیچر	عہ	" عزیزی	۶ ار
عربی کا معلم جدید حصہ اول	۱۴ ار	مصباح " "	۸ عہ/
" " " دوم	۱۴ ار	عربی بول چال حصہ اول	۱۴ ار
کلید " " اول	۵ ر	" " " دوم	۱۴ ار
" " " دوم	۵ ر	کتاب الصرف	۱۴ ار
کلام عربی حصہ اول	۱۰ ار	" النحو	۱۰ ار
" " دوم	۱۰ ر	قوانین عربی	۱۲ ار
ترجمان القرآن جلد اول، دوم، سوم،		اردو عربی ترجمہ	۸ عہ/
چہارم، پنجم، ششم فی جلد	عم	الصحیفۃ الاولیٰ	
" جلد ۲۹ و ۳۰	عہ	" الثانیہ	ہر چہار
ہدایت العربیہ	۶ع	" الثالثہ	حصہ
اساس عربی	۶ع	" الرابعہ	۸ عہ/
اللغات والامثال	۶ع	الدروس العربیہ حصہ اول	۸ عہ/

ملنے کا پتہ: ۔ منیجر مکتبہ علمیہ ۔ مدرسۃ البنات ۔ جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی و اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

نومبر سنہ ۱۹۴۶ء

مُدیرہ : حمیرا

چندہ سالانہ : ایک روپیہ آٹھ آنے

باہتمام محمد احمد خان اکرپرنٹر پبلشر جنرل برقی پریس جالندھر شہر میں چھپکر دار القرآن

کیا آپ کا گھر اِن کتابوں سے خالی ہے؟

سنگھار خانہ: خانگی زندگی پُر لطف بنانے کیلئے بیرد و اجادو کا حکم رکھتی ہے۔ بیویاں اسے پڑھ کر گھر جنت کا نمونہ بنا سکتی ہیں۔ نفیس تحفہ۔ ایشیائی تہذیب میں خوبصورت بننے کی ترکیبیں۔ قیمت ۲ؔ۔

رُوح القرآن: کلام مجید کی نہایت عمدہ کلید ہے۔ بچیوں کو جہیز میں دئے جانے کے قابل۔ کلام مجید کے مضامین کی فہرست۔ مشکل الفاظ کے معنی اور مخرج۔ سورتوں کے عملیات، خواص انکے خلاصے اور شانِ نزول ہیں اور بھی خوبیاں ہیں۔ قیمت عہ؎

ماں بچہ کی نگہداشت گھر گھر بچوں کی بے وقت موت اور انکی ماؤں کی خرابی صحت کا کہرام مچا ہوا ہے۔ یہ کتاب زخمی دلوں کیلئے مرہم اور غمزدوں کے لئے تسکین کا کام دیتی ہے۔ قیمت ۶؍ (ٹکٹ بھیجنے میں کفایت رہتی ہے)

روحوں کے کرشمے: مرنے کے بعد روحوں کے کاموں کے دلچسپ حالات، ایک دفعہ شروع کرکے ختم کئے بغیر ہاتھ سے نہیں رکھی جاسکتی۔ قیمت عہ؍

رفیقِ زمیندار: (بلکہ ہر ایک کیلئے بہترین رہبر۔ دیہاتی مفید بنانیکی تدابیر۔ تعلیم و صحت پیمایہ اندوزی) مویشیوں کی پیدائش اور زراعت پر مفید مضامین ہیں۔ تحریکِ اصلاحِ دیہات پر بہترین کتاب۔ تیسرا ایڈیشن۔ قیمت عہ؍

ملنے کا پتہ:۔ **مولوی محمد ناصر خضر سلسلہ سرمایۂ اطفال گڑگانوہ پنجاب**

نرخنامہ اجرت اشتہارات

مقدار	ایک ماہ	۳ ماہ	۶ ماہ	ایک سال
فی صفحہ	عـہ ۱۰	معـہ ۲۷	للعـہ ۴۸	للعـہ ۸۴
نصف صفحہ	۶ ے	عـ ۱۶ ۸؍	سـہ ۳۰	للعـہ ۴۸
چوتھائی صفحہ	للعہ ۴	عـہ ۱۰ ۸؍	معـہ ۱۸	سـہ ۳۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱۵ نومبر ۱۹۴۶ء ۔ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ نمبر ۵

خدا کون ہے؟

(محترمہ راحت شمشاد صاحبہ)

آج ہم اس مسئلہ پر روشنی ڈال رہے ہیں کہ جس پر کافی بحث و تکرار ہو چکی ہے۔ اور آپ سب لوگ اپنے دلائل و براہین سے مسلح بیٹھے ہونگے اور ہمیں ڈر ہے کہ آپ کسی حالت میں بھی اپنی ضد سے الگ ہونا گوارا نہ کرینگے خواہ آپ کا دل اندر سے کرید کرید کر آپ سے حقیقت کی پیروی کرائے مگر آپ اپنے عقیدے پر قائم ہی رہینگے، مگر ہمیں امید ہے کہ ہمارے دلائل آپکو قائل کر لیں گے۔

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ دنیا ٹیڑھی ہے اور باوجود اس قانونِ سائنس کے ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ خود کو سیدھا تصور کرتا ہے۔ خیر بات یہ ہے کہ دنیا ایک بڑی گیند کی مانند ہے اور اپنے محور کے گرد گھومتی ہے اور اس کے علاوہ ایک دائرے میں سورج کے گرد بھی۔ زمین کی جسامت کا اندازہ آپ کو ہے ہی مگر سورج زمین سے بھی کئی گنا بڑا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زمین اور سورج کے درمیان کیا بھرا ہوا ہے اور اس بات سے ہی اختلاف شروع ہوتا ہے خیر ہمیں غرض اتفاق سے ہے۔ تو بجائے "ہوا" یا کسی اور چیز کا نام لینے کے یوں کہئے کہ "کچھ" بھرا ہوا ہے۔ ہمارے سورج کا ایک نظامِ شمسی ہے۔ جس میں کئی بڑے بڑے سیارات ہیں اور یہی نہیں بلکہ ایسے نظامہائے شمسی بھی ایک دو نہیں ہیں اور صحیح بات تو یہ ہے کہ ان کی کوئی خاص تعداد ابھی تک معلوم نہیں ہوئی لیکن اپنی زمین اور اپنے نظامِ شمسی کی وسعت سے ہی آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان سب چیزوں کا مجموعی حجم کیا ہوگا! ہم یہ پوچھتے ہیں کہ یہ سب نظامِ شمسی کہاں رکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ سلسلہ درست کیا چلا جاتا ہے کیا یہ

اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں؟ نہیں۔ صرف ہمارا ہی نظام شمسی کروڑوں میل وسیع ہے۔ تو پھر ایسے ایسے ہزاروں کی وسعت کا کیا کہنا۔ یہ تو اس جہان کی بڑی بڑی چیزوں کا ذکر ہے۔ دوسری طرف چھوٹی چھوٹی چیزوں کو لیجئے اس ہماری زمین پر لاکھوں چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں۔ ہمالیہ پہاڑ (ہمالیہ کے نام پر آپ ہنسیں گے کہ یہ چھوٹی چیز کہاں مگر نظام شمسی کے مقابلہ میں اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے) لیکر چیونٹی تک موجود ہے۔ اور تعریف یہ ہے کہ ان سب کا ایک نظام مقرر ہے۔ انکی پیدائش نشو و نما۔ خوراک اور عقل وغیرہ۔ غرضیکہ ہر چیز قاعدہ سے ہے اور آئے دن ہمارے سائنسدان مختلف جانوروں اور چیزوں کے نظام معلوم کرتے رہتے ہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ قدرت کا ہر ایک کام وقت پر ہو رہا ہے۔ بربادی ہو یا آبادی۔ سورج کو دیکھئے صبح کو نکلتا ہے اور شام کو غروب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح چاند اپنے اوقات پر روشن ہو جاتا ہے کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب یونہی ہو رہا ہے؟ نہیں! یہ سب یونہی نہیں ہو رہا بلکہ یہ سب بڑی بڑی چیزیں۔ (نظام شمسی سے لیکر سیاروں تک) اور یہ سب چھوٹی چھوٹی چیزیں۔ (پہاڑوں سے لیکر ذروں تک) سب کسی نظام کے ماتحت معلوم ہوتی ہیں۔ ضرور کوئی طاقت ان سب کو چلا رہی ہے اور کم از کم ان بڑی چیزوں کے لئے کسی چھوٹی موٹی طاقت سے کام نہیں چل سکتا (کیا ہم آپ ان سیاروں کو تھوڑی دیر کے لئے بھی ہلا سکتے ہیں!) اسلئے جو طاقت یا کشش ان سب حرکات کی ذمہ دار ہے ضرور لاانتہا ہو گی۔ اور یہاں اس بڑی طاقت کو کسی مرد۔ عورت یا جانور یا اور کسی مخلوق سے تشبیہ دینا محض لغو سی بات معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ ہم اس طاقت کا جسمانی اندازہ کسی مبالغے کے ساتھ لگا ہی نہیں سکتے جبکہ ان چیزوں کا اندازہ ہی ہم سے یہ مشکل ہو سکتا ہے جو کہ اس نظام کے اثر سے گردش میں ہیں۔ تو پھر کجا وہ طاقت خود! لیکن نقل و حرکت ہم پر عیاں ہو جاتی ہے اور ہم کو اس کے اثرات کا پتہ چلتا ہے۔ اس لئے ہم نے جسقدر نام خدا کے رکھ چھوڑے ہیں وہ سب صفاتی ہیں۔ اتنے بلند نظام یا لاانتہا قوت کو ایک سائنسدان کسی حالت میں مرد۔ عورت یا تین کان اور پانچ ہاتھ والی مخلوق یا کسی اور عجیب الخلقت جانور سے مشابہ دیوتا نہیں کہہ سکتے۔ اور اسکے نزدیک یہ بھی درست نہیں ہو سکتا کہ اتنی بڑی طاقت کا چلانے والا ہماری طرح دیکھے۔ چلے پھرے۔ سنے یا سزا دے۔ وہ کیوں ہماری نقل حرکات کرے۔ ہم اس طاقت کے خالق تھوڑی ہیں۔

موجودہ سائنس کے نظریئے کے ماتحت جس کا ہم اوپر ذکر کر رہے تھے۔ اگر خدا کی تعریف مل سکتی ہے تو وہ سورۂ اخلاص میں ہے اور جس کو ہر سائنسدان آج کل اپنے دل میں مانتا ہے گو زبان سے نہیں کہتا وہ بات قرآن پاک نے تیرہ سو برس قبل ہی کہہ دی تھی اور وہ یہ ہے کہ "اللہ ایک ہے۔ اور بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ خود کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے (یعنی وہ ہماری طرح

انسان نہیں ہے) کس قدر صاف بات ہے جو کہ دماغ کو بالکل صحیح اور ہماری دلائل سے پورا اتفاق کرتی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہماری دانست میں خدا کسی مخلوق سے تعلق نہیں رکھتا۔ وہ یقیناً ایک بہت بڑا نظام۔ کشش یا طاقت ہے کہ جس کی صفت کے ہم مختلف نام لے سکتے ہیں۔ لیکن کسی ایک زبان کا لفظ بھی ایسا جامع نہیں ہے جو خدا کے وجود اور اس کے صفات کا مفہوم جامعیت سے ادا کرتا ہو۔ سوائے عربی لفظ "اللہ" کے۔

ہم کیا ہیں ؟

(از محمد طیب عثمانی - ندوۃ العلماء لکھنو)

ہم کیا ہیں؟ ہمارا وجود دنیا میں کیسے ہوا؟ ہم کس لئے پیدا کئے گئے؟ یہ چند ایسے سوالات ہیں جو یقینی طور پر ہمارے اکثر بھائیوں اور بہنوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہوں گے۔ آئیے آج کی صحبت میں ہم آپ کو یہ بتائیں کہ آخر ہم کیا ہیں؟ ہمارا وجود دنیا میں کیسے ہوا؟ اور ہماری پیدائش کا مقصد کیا ہے؟

جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان بنائے، سورج، چاند ستارے بنائے اور آسمان و زمین کا سارا نظام درست کیا۔ تو اسوقت اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق فرشتہ تھی، جو دن رات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتی رہتی تھی اللہ تعالیٰ نے اُن سے کہا کہ اب ہم زمین پر اپنا خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔ فرشتوں نے عرض کیا۔ یا خداوندا! تیری حمد و تعریف بیان کرنے کو ہم تو موجود ہی ہیں تو انسانوں کو آخر کیوں پیدا کرے گا؟ وہ دنیا میں ظلم و فساد کریں گے، تباہی و بربادی مچائیں گے، اللہ تعالیٰ نے اُن فرشتوں کو جواب دیا "ہم جانتے ہیں تم نہیں جانتے"، اور حضرت آدم کا ایک خاکی پتلا بنایا، اُس میں روح پھونکی اور سارے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کو سجدہ کرو۔ حکم خداوندی سنتے ہی سب کے سب سجدہ میں جا گرے۔ لیکن سجدہ نہیں کیا تو کس نے جو فرشتوں کا سردار تھا یعنی ابلیس نے اس نے عرض کیا - خداوندا! میری پیشانی جو صرف تیرے ہی آگے جھک سکتی ہے وہ دوسرے کے سامنے کیوں کر گر سکتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ آدم مٹی کا بنا ہوا ہے اور میں آگ کا۔ میں اس سے افضل ہوں"۔ یہی وہ نعرہ ہے جو ہر شخص کو گمراہی و بربادی کے گہرے گڑھے میں گرا دیتا ہے۔ شیطان نے بھی یہی نعرہ بلند کیا۔ اب آپ بتائیے جس نے ایسا گمراہ کن نعرہ بلند کیا ہو اور اللہ

... حکم کی نافرمانی کی ہو جب وہ کیونکر اللہ کے غضب سے بچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی دن سے شیطان کو مردود کہہ کر اس کو نکال دیا اور اللہ کی لعنت (ابد تک) اس دن سے اس کے ساتھ ہو گئی۔ حضرت آدم کو جنت میں جگہ دی گئی۔ اور ان کی تنہائی کی وجہ سے حضرت حواؑ کو بھی پیدا کیا۔ دونوں آرام و خوشی سے جنت میں رہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو کہا تھا کہ جنت کی سب چیزیں کھانا پینا لیکن فلاں درخت کا پھل کبھی نہ کھانا۔ شیطان جو حضرت آدم ہی کی وجہ سے راندہ گیا تھا، حضرت آدم سے تو اس کی پرانی دشمنی تھی۔ ایک دن جنت میں آیا اور حضرت آدم کو اس درخت کے پھل کو کھانے کی رغبت دلائی۔ اور طرح طرح سے بہکایا۔ حضرت آدم اس شیطان کے کہنے میں آ گئے۔ اور دونوں (حضرت آدم اور حوا علیہ السلام) نے اس درخت [illegible] پھل کا کھانا تھا کہ دونوں کے دونوں ننگے ہو گئے۔ اور ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کے دربار میں گر گئے۔ اور رونا گڑگڑانا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی اس غلطی کو معاف کر دیا لیکن ایک ایسی غلطی ہو چکی تھی جس کی وجہ سے دونوں کا جنت سے باہر آنا ضروری تھا۔ [illegible] اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیج دیا۔ حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ دونوں دنیا میں رہنے لگے۔ ان سے اولاد پیدا ہوئی اور آج بڑھتے بڑھتے اتنے انسان سارے عالم میں پھیل گئے۔

اب ہم انسانوں کا فرض یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کریں۔ اس کے حکموں کو مانیں۔ شیطان جو آدم اور اولاد آدم کا پرانا دشمن ہے، برابر ہم انسانوں کو اللہ کی نافرمانی پر اکساتا رہتا ہے۔ اس کی بات کبھی نہ مانیں۔ برائیوں سے بچیں، اچھائیوں کی طرف بڑھیں۔ ہم انسانوں کے پیدا کرنے کا مقصد بھی یہی ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ (نہیں پیدا کیا میں نے جنوں کو اور انسانوں کو مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں) سن لیا آپ نے ہم کیا ہیں اور کس لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

ایک خط

(از جناب داعی الی الحق)

کلکتہ کے بے مثال خونی ڈرامے کے بعد ایک ماہ تک مصیبت زدگان کی خدمت اور آنیوالے "طوفان" کے صحیح انداز کو سمجھنے کے لئے سفر نے مجھے جس نتیجہ پر پہنچایا اُس سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کرنیکے لئے پنجاب سے یہ خط لکھا گیا۔ کئی دن موقع نہ ملا کہ اسے پوسٹ کیا جائے تاآنکہ کلکتہ کی واپسی کا وقت آگیا۔ اب اس خط کو مدیر مسلم کے پاس بھیج رہا ہوں کہ وہ شائع کردیں تاکہ ایک حساس دل کی کیفیت سے قارئین استفادہ کرسکیں۔

(داعی الی الحق)

عزیزانِ محترم!

سلام مسنون! آج پنجاب کے اکثر شہروں کا دورہ کرکے ایک خاموش کنج میں بیٹھا حالات کا جائزہ لے رہا ہوں، اپنے تاثرات کو قلمی چہرہ دیکر آپ جیسے مخلص ساتھیوں سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ امید یہی ہے کہ میں اتوار (پرسوں) کو یہاں سے روانہ ہوکر یکم اکتوبر کو کلکتہ پہنچوں گا۔ حالات کا جائزہ لیتے ہوئے زیادہ محسوس نہیں کیا تھا۔ اب سکون و ترتیب سے سوچتا ہوں تو یہ نتائج میرے سامنے ہیں۔ آپ مہربانی کرکے یہ خط کم از کم ان احباب کو ضرور سنادیں اور یہ بھی کہدیں کہ وہ میرے ان خیالات و معتقدات پر اپنے نکتہ نظر سے غور کریں اور اُس مشاورت کے لئے تیار رہیں جو میں کلکتہ پہنچکر فوراً بلانا چاہتا ہوں تاکہ ہم سب مل کر مستقل لائحہ عمل بنا سکیں۔ یہ معتقدات اس لحاظ سے بڑے قیمتی ہیں کہ ہزاروں میل کے سفر اور ہزاروں روپیے کے خرچ سے میرے آغاز دماغ اور زندہ دل نے اس انقلابی دور میں　　مشاہدہ آفاق کے بعد قائم کئے ہیں:-

احباب:- محمد امین صاحب۔ محمد سعید صاحب۔ میاں محمد ابراہیم صاحب۔ ملک ممتاز صاحب۔ محمد عثمان۔ فاروق۔ خلاق صاحبان وغیرہ

ا:- مجھے یقین ہوگیا ہے کہ بنگال میں ہی نہیں ہندوستان بھر میں گفتار کے اعلانات تباہ ہورہے کردار و مشاہدات نہیں ہیں۔ "آشیانۂ مسلم" پر بجلیاں چمک رہی ہیں۔ اگر اس کو آزمائش میں جل جانے دیا جائے تو یہی بجلیاں ابر رحمت بنکر مسلم کی گلشنِ حیات کو سیراب کردیں گی۔ یہ درست ہے کہ کچھ دیوانے اپنے آشیانوں کے خاکستر پر بیٹھے ہی اس بہار کا لطف اٹھا سکیں گے لیکن یہ نظارہ بھی رحمت حق کی تجلی گاہ بن جائے گا۔

ب:- منزل سامنے ضرور ہے لیکن راستہ صاف نہیں۔ اور نہ ایک ہے کہ آبلہ پائی کے بغیر گذر ہو سکے۔

وہ لقمہ" جو ہم کو مطلوب ہے حلقوم کو زخمی کئے بغیر کبھی ہضم نہ ہوگا۔ ترغیب کی سنہری زنجیریں ٹوٹ چکیں آہنی طاقتیں قطار در قطار سامنے موجود ہیں۔ تاریخ قدیم کا بدلہ لینے کی قسمیں کھائی جا رہی ہیں تلواریں صیقل ہو رہی ہیں۔ نیزوں کے پھل گھسے جا رہے ہیں۔ اور تیروں کے پیکان آزمائے جا رہے ہیں اب اُن آہنی قدموں کی ضرورت ہے جو ہل نہ سکیں۔ اُن ہمالہ شکن ارادوں کی ضرورت ہے جو شمس و قمر کی تسخیر کو ٹھکرا دیں۔ جو طوفانِ مصائب کے سامنے گردن تانے کھڑے رہیں۔ اگر ایسا بن جائے تو مجھے یقین ہے۔ کہ ظلمت کے بادل چھٹیں گے۔ آفتاب امید چمکیگا اور دنیا دیکھے گی کہ حق ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔ اور باطل کے پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح اڑتے جاتے ہیں۔

سچ۔ کام کرنیوالوں کو دل کی طاقت آزمانے کے بعد حریم ناز کا پردہ اٹھانا ہوگا ہر شخص جو فیصلہ کرے وہ گہرے فکر و تعمق کا نتیجہ ہو۔ صرف جوش اور ہنگامی فیصلے مطلوب نہیں صحیح توازن اور قلبی طاقت کے صحیح اندازہ کے بعد ہر شخص اپنا مقام تجویز کرے اور اس پر ڈٹ جائے۔ آج اس کی بھی ضرورت ہے جو ملت کو دعائیں دے سکیں۔ اُن کی بھی ضرورت ہے جو مال دے سکیں اور سب سے زیادہ اُن کی ضرورت ہے جو اپنی بیویوں کے تابناک چہروں اور اپنے بچوں کی مسکراہٹوں کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر اُن سے جدا ہو جانے کا فیصلہ کر سکیں۔ جو دوسروں کی تقلید میں نہیں بلکہ ایمان و یقین سے اپنی تجارت اور ذرائع معاش کی ساری تباہیوں کا تصور کر کے راہِ حق میں قدم اٹھانے کا فیصلہ کر سکیں

——— ابھی اُن کی ضرورت ہرگز نہیں جو شجر ملت پر پھول بنکر چمکنا چاہتے ہیں اور پھل بنکر کام و دہن کو شیریں کرنا چاہتے ہیں بلکہ سب سے زیادہ ضرورت اُنکی ہے جو کھاد بنکر زمین میں جذب ہو جائیں۔ جڑوں کو مضبوط کریں اور پھر مٹی و پانی سے مل کر رنگین پھول پیدا کریں۔ خود فنا بھی ہو جائیں تو بھی پھلوں میں لذت و شیرینی پیدا کر جائیں۔

قصرِ اسلامیہ کے نقش و نگار بن کر نظارہ بازوں کو خیرہ کر دینے کی منزل دور ہے۔ ابھی زمین میں دفن ہو کر اور مٹی کے نیچے دب کر اپنے اوپر عمارت کی مضبوطی کی ضمانت قبول کرنا ضروری ہے۔

د:۔ کلکتہ میں پھر اکے دکے واقعات (حملہ اور چھری گھونپنے کے) ہو رہے ہیں۔ ابھی ریڈیو سے معلوم ہوا کہ کل ۲۳ واقعات ہوئے اور ۷ آدمی چل بسے۔ یہ آثار کی نیتوں کے فساد کی آئینہ دار ہے۔ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے کہ وہ اپنے بندوں کے قلوب مصفا کر دے۔ ظالموں سے "ظلم" کی طاقت چھین لے اور مظلوموں کو ہمت دے کہ وہ حق و انصاف کا جھنڈا بلند کر سکیں۔

سب احباب کو سلام مسنون!

یکم اکتوبر کو کلکتہ میل میں مجھے اسٹیشن پر ضرور ملیں -
مخلص عبدالحمید مرزا

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ

(از جناب صلاح الدین احمد - لکھنؤ)

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مشہور صحابی ہیں، آپ عرب کے ایک معزز خاندان بنجار سے تعلق رکھتے تھے، آپکی پھوپھی حضرت سلمیٰ بنت عمرو رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، اس طرح آپکو نبی کریم صلعم سے خاندانی تعلق بھی ہے۔ آپ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں، آپ اپنے خاندان کے رئیس تھے، مدینہ کے لوگ ہرسال مکہ معظمہ جایا کرتے تھے، آنحضرت صلعم نے ان لوگوں کو بھی اسلام کا پیغام سنایا۔ بہت تھوڑے سے آدمی اسلام لائے - دوسرے سال پھر لوگ آئے اور مسلمان ہوئے جسے عقبۂ ثانیہ کہتے ہیں، حضرت انس رض اسی عقبہ میں مسلمان ہوئے -

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ بعض مجبوریوں کے سبب بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہوسکے، بدر کی ہار کا بدلہ لینے کے لئے کفار نے پھر تیاری کی چنانچہ ۳ھ میں جنگ احد پیش آئی اور اس لڑائی میں آپ شریک ہوئے - لڑائی بہت ہی زور وشور سے ہو رہی تھی - بڑے بڑے بہادروں کے قدم میدان احد سے اکھڑ گئے - صرف چند اسلام کے شیدائیوں نے آخری وقت تک رسول اللہ صلعم کا ساتھ دیا - ان ہی بہادروں میں آپ بھی تھے، مسلمان پیچھے ہٹ رہے تھے مگر حضرت انس رض اسکو برداشت نہ کرسکے ہمت کرکے آگے بڑھے، راستہ میں حضرت سعد بن معاذ سے ملاقات ہوگئی، ان سے کہا، کہاں جا رہے ہو! اور میدان احد کیطرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا! دیکھو! میدان احد سے جنت کی خوشبو آرہی ہے چلو تم بھی چلو!! یہ کہتے ہوئے بڑے جوش وخروش سے میدان کا رخ کیا، اس لڑائی میں آپ کا بدن زخموں سے چھلنی ہوگیا تھا، زخموں کی تعداد کم وبیش اسی (۸۰) تھی - کفار نے آپ کی لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا، اسلئے آپکی لاش کا پہچاننا دشوار ہوگیا تھا، لیکن آپکی بہن حضرت ربیع بنت نضر نے اپنے بھائی کی انگلی سے دیکھ کر پہچان لیا!

آپ کے بھتیجے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مَا عاھدوا اللہ علیہ ومنھم من قضیٰ نحبہٗ ومنھم من ینتظر۔ میرے چچا (انس بن نضر) کے بارے میں نازل کی گئی ہے، یعنی مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اپنے وعدہ میں بالکل سچے ہیں ان ہی میں سے بعض اپنی قرارداد کو انجام تک پہونچا چکے ہیں، اور بعض وقت کا انتظار کر رہے ہیں"

حضرت انس بن نضر رضؓ کے اللہ پر بھروسہ کرنے (توکل علی اللہ) کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کی بہن نے انصار کی ایک لڑکی کا دانت توڑ دیا۔ اسکی قوم نے جب دربار رسالت سے قصاص کا مطالبہ کیا، آنحضرت صلعم نے قصاص کا فیصلہ صادر فرمایا، تو حضرت انس بن نضر رضؓ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! خدا کی قسم ربیع بنت نضر کا دانت کبھی نہ توڑا جائیگا۔ ارشاد ہؤا حکم الٰہی یہی ہے"۔

چونکہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ تھا۔ اسلئے خاموش ہو گئے مگر اللہ تعالےٰ نے آپکی قسم کی عزت رکھلی۔ اور لڑکی کے ورثا دیت لینے پر رضی ہو گئے، اور اس طرح ربیع کا دانت بچ گیا۔ اس پر آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے زبان سے کچھ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسکو پورا کر دکھاتا ہے۔ ماخوذ

تدوینِ حدیث

(مولانا مناظر احسن گیلانی صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ)

عام تاریخی ذخیروں سے حدیث کے امتیازات

(پیوستہ بگذشتہ)

(۳)

تیسری خصوصیت اس تاریخ اور اس راویوں کی یہ ہے، کہ وہ علاوہ مذکورۂ بالاتعلقات کے اِن براہِ راست مورخوں یا چشم دید راویوں اور گواہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت ہی اس بات پر کی تھی، کہ تاریخ کے اس عجیب وغریب واقعہ کے ہر ہر جزو ایک ایک خط وخال کے زندہ نقوش اپنے اندر پیدا کریں گے، انہوں نے جس قرآن کو خدا کی شریعت اور قدرت کا قانون یقین کرکے مانا تھا، اسمیں بار بار مطالبہ کیا گیا تھا کہ تم میں ہر ایک کی زندگی کا نصب العین صرف یہی ہونا چاہیئے کہ جو کچھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، انہیں سنو، سنکر یاد رکھو اور ان پر ایمان لاؤ، یقین کرو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کرتے ہیں اسکی ہر ہر ادا پر نگاہ رکھو اور ٹھیک من وعن جسطرح انکو جو کچھ کرتے ہوئے دیکھتے ہو، تم بھی اس کام کو اسی طرح انجام دینے کی کوشش کرو،

(۱) ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ — رسول نے جو کچھ تمہیں دیا ہے، اُسے پکڑے رہو، اور جس سے انہوں نے روکا ہے، اس سے رُک جاؤ۔

(۲) وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللہِ۔ — ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا، لیکن صرف اس لئے کہ اُس کی پیروی اور اطاعت خدا کے حکم سے کی جائے۔

(۳) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللہُ۔ — کہدو اگر تم اللہ کو چاہتے ہو، تو میری پیروی کرو، اللہ بھی تمہیں چاہنے لگے گا۔

(۴) لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ — تمہارے لئے اللہ کے رسول میں اچھا نمونہ ہے،

سمع وطاعت، اطاعت واتباع کے ان پُرجلال مطالبوں سے قرآن گونج رہا تھا اور اُن لوگوں کے سامنے گونج رہا تھا، جو ہر چیز سے دستبردار ہو صرف اس کی آواز میں گم ہونیکا آخری اور قطعی فیصلہ کر چکے ہیں،

ان کا یہ فیصلہ غلط تھا یا صحیح مجھے اس وقت اس سے بحث نہیں، لیکن حضرات صحابہ کرام کے اس فیصلہ کا علم مسلم اور غیر مسلم ہر طبقہ کو ہے، بتایا جائے کہ دنیا کے کس تاریخی واقعہ سے اس کے مورخین اور راویوں کا یہ تعلق ہے، عجیب بات ہے کہ جن بزرگوں سے کسی زمانہ میں انسانوں کے کسی گروہ کو اگر یہ تعلق پیدا بھی ہوا تھا تو انکی تاریخ ہی آج ناپید ہے، اور تاریخ کا جو سرمایہ آج ہمارے پاس ہے اس کے مورخوں کو ان تعلقات کی ہوا بھی نہ لگی تھی!

کہاں پچھلوں کی مجلسوں کی گرم بازاری کے لئے مورخین کے بیانات اور کہاں ان سوختہ سامانوں کی تاریخی شہادتیں،

(۴)

اسی کے ساتھ ہمیں اس کا بھی اضافہ کرنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال کی اطاعت و اتباع ہی ان بزرگوں کے لئے ضروری نہ تھی، بلکہ جس قرآن اور جس فرمان نے ان پر یہ فریضہ عائد کیا تھا، اسی نے ان کو اس کا بھی ذمہ دار بنایا تھا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ کہتے ہوئے انہوں نے سنا ہے اور جو کچھ کرتے ہوئے انہوں نے دیکھا ہے، وہ دوسروں تک مسلسل پہونچاتے چلے جائیں، ہر حاضر غائب کو، اور ہر پہلا پچھلوں کو ان کی طرف بلاتا جائے، قرآنی آیتوں

(۱) كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

تم ایک بہترین امت ہو، انسانوں کی (بھی خواہی) کے لئے تم ظاہر کئے گئے ہو تاکہ اچھی باتوں کا لوگوں کو حکم دو، اور بری باتوں سے ان کو روکو،

(۲) وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

چاہئے کہ تم میں ایک گروہ ہو، جو نیکی اور بھلائی کی طرف لوگوں کو بلائے، اچھی باتوں کا حکم دے، اور بری باتوں سے روکے۔

ہی کی یہ تفسیر تھی، جو مختلف پیرایوں میں صحابہ کرام کو مخاطب کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے، منیٰ کا میدان ہے، خیف کی مسجد ہے، ایک لاکھ سے اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کا مجمع ہے، سب کو مخاطب کر کے فرمایا جاتا ہے،

نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا ثُمَّ أَدَّاهَا إِلَىٰ مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا۔ (صحاح)

تروتازہ رکھے اللہ اس بندے کو جس نے میری بات سنی، پھر اسے یاد رکھا، اور جس نے نہیں سنا ہے۔ اس تک اسے پہنچا دیا!

یہی منیٰ کا میدان ہے حجۃ الوداع کے مشہور تاریخی خطبہ میں اعلان فرمایا جاتا ہے،

(۲) ترکت فیکم شیئین لن تضلوا بعدھما کتب اللہ و سنتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔ (صحاح)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں جن کے بعد تم پھر گمراہ نہیں ہو سکتے، (ایک تو) اللہ کی کتاب (اور دوسری) میری سنت، یہ دونوں باہم ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے، جب تک کہ حوض (کوثر) پر پھر میرے سامنے آجائیں۔

مجمع سے دریافت فرمانے کے بعد کہ کیا میں نے پہونچا دیا، آسمان کی طرف انگلیاں اٹھا کر اللّٰھم ھل بلغت اللّٰھم ھل بلغت اللّٰھم ھل بلغت کے ارشاد فرمانے کے بعد آخری رخصت کے اس خطبہ کو اس مشہور متواتر فقرہ پر ختم فرمایا ہے،

الا فلیبلغ الشاھد الغائب (صحاح) چاہئے کہ جو حاضر ہے وہ غائب کو پہنچاتا جائے۔

جس دردناک اور اثر انگیز ماحول میں اس خاتمہ کا اعلان ہوا ہے، اندازہ کیا جا سکتا ہے، کہ جن جذبات و ہیجانات سے مخاطب مجمع بھرا ہوا تھا، اس پر کیا اثر ہوا ہوگا، اسی اثر کا آپ کو یقین تھا کہ صحابہ کی جماعت کو خطاب کر کے بطور پیشین گوئی آپ فرماتے،:-

تسمعون ویسمع منکم ویسمع من الذین یسمعون منکم (ابو داؤد.... مستدرک)

تم مجھ سے سن رہے ہو، تم سے بھی سنا جائے گا اور جن لوگوں نے تم سے سنا ہے، ان سے بھی لوگ سنیں گے۔

نہ صرف عام مجامع میں یہ اعلان کیا جاتا تھا بلکہ ملک کے مختلف اطراف سے وقتاً فوقتاً وفود کے جو سلسلے دربار نبوت میں حاضر ہوا کرتے تھے، عموماً ان کو ایسی جگہ ٹھہرایا جاتا تھا جہاں سے اس واقعہ کے معائنہ اور مشاہدہ کا ان کو کافی موقع مل سکتا ہو، جس کے وہ مورخ بنائے جاتے تھے، پھر جو کچھ سنانا اور دکھانا مقصود ہوتا وہ سنایا اور دکھایا جاتا تھا، آخر میں رخصت کرتے ہوئے حکم دیا جاتا جیسا کہ بخاری میں ہے

احفظوھن واخبروھن من ورائکم۔

ان باتوں کو یاد رکھو، اور جو لوگ تمہارے پیچھے ہیں، انہیں ان سے مطلع کرتے رہنا،

حافظ ابن حجر اس فقرہ کی شرح میں لکھتے ہیں،:-

یشمل من جاؤا من عندھم یہ ان لوگوں کو بھی شامل ہے جن کے پاس سے یہ

۱؎ یعنی اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا، کیا میں نے پہنچا دیا، کیا میں نے پہنچا دیا، تین دفعہ ارشاد فرمایا، ۱۲

وھذا باعتبار المکان ویشمل من یجدث لھم من الاولاد و غیرھم و ھذا باعتبار الزمان - (فتح الباری)

لوگ آ گئے تھے، اور یہ بات مکان کے لحاظ سے ہو اور ان آئندہ نسلوں کو بھی شامل ہے جو بعد کو پیدا ہونے والی ہیں، اور یہ بات زمانہ کے حساب سے ہوگی -

اور یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ اسلام کے دائرہ میں جو قبائل داخل ہوتے جاتے تھے، دربارِ رسالت سے انکی تعلیم و تلقین کے لئے ذمہ دار اصحاب کو بھیجا جاتا تھا، حکم دیا جاتا تھا کہ جو کچھ تم نے ہم سے سیکھا ہے وہ انہیں بھی جاکر سکھاؤ، صرف استحبابی احکام ہی نہیں، بلکہ قرآن کی آیت :-

انّ الّذین یکتمون ما انزلنا من البیّنٰتِ وَ الھدٰی من بعد مابیّنٰہُ للنّاسِ فی الکتٰبِ اُولٰئکَ یَلعَنُھُمُ اللہُ وَ یَلعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ -

جو لوگ چھپاتے ہیں اس چیز کو جسے ہم نے اتارا ہے اور جو کھلی کھلی باتوں اور سمجھ بوجھ (ہدایت) کی باتوں پر مشتمل ہے اور اس کے بعد چھپاتے ہیں، جب انسانوں کے لئے کتاب میں ہم نے اُسے بیان کر دیا ہے یہی لوگ ہیں جن پر خدا بھی لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنیوالے بھی لعنت کرتے ہیں -

کی بنیاد پر صحابۂ کرام جس تاریخ کی نشر و اشاعت کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے تھے، اس کا چھپانا گناہ خیال کرتے تھے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بھی روایت کرتے تھے،

من سُئل من علم ثم کتمہٗ الجم یوم القیامۃ بلجام من نار - (ابوداؤد و ترمذی)

جو کوئی پوچھا جائے کسی علم کی بات سے اور اُسے وہ چھپائے تو قیامت کے دن آگ کی لگام اُسے پہنائی جائے گی،

اور اسی کا نتیجہ تھا کہ [illegible]ت میں مبتلا ہیں لیکن بعض صحابہ سے یہ مروی ہے کہ اُس وقت بھی محض اس خیال سے کہ "علم کے چھپانے" کا الزام ان پر نہ رہجائے حدیث بیان کرتے جاتے تھے،

(بخاری و مسلم و عام صحاح)

(۵)

ان تمام امور کے ساتھ اس کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئیے کہ جس ذاتِ گرامی کے ہر قول کو وہ خدا کی بات اور خدا کا حکم سمجھتے تھے، اسی نے بار بار بکثرت ان کی فطرت میں مشہور حدیث مَن کذب علیّ مُتعمّداً فلیتبوّء [1]

[1] جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے گا، چاہئیے کہ وہ اپنا ٹھکانا آگ میں تیار کرے، ۱۲

مقعدہٗ من النّار کے تہدیدی خوف کو اس طرح راسخ کرنے کی کوشش کی تھی، کہ جتنے صحابیوں سے یہ حدیث مروی ہے، مشکل ہی سے چند حدیثیں اس کی ہم پایہ ہو سکتی ہیں، اور نیز قرآن کی رو سے یہ اتنی بدیہی بات تھی، کہ جس قسم کے ایمان ویقین کی دولت سے یہ لوگ سرفراز تھے، اس فعل کی جرأت کس کو ہو سکتی تھی، جس اعلیٰ کردار کے وہ مالک تھے، یوں بھی ان سے غلط بیانی کی توقع کون کر سکتا ہے، ماسوا اس کے جب وہ جانتے تھے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی امر کا انتساب دراصل اس چیز کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے، اور ایک جگہ نہیں بے شمار آیتوں میں قرآن نے مفتری علی اللہ (خدا پر جھوٹ باندھنے والے) کو سب سے بڑا ظالم قرار دیا ہے، کیا قرآن پر تازہ ایمان رکھنے والوں کیلئے اس کے بعد اس کی کوئی گنجائش ہو سکتی تھی، کہ وہ قصداً العیاذ باللہ اپنے محبوب رسول پر جھوٹ باندھیں، یہی وجہ ہے کہ بعض صحابہ تو جس وقت حدیث بیان کرنے کے لئے بیٹھتے، قبل کچھ بیان کرنے کے من کذب علیّ متعمداً والی حدیث کو ضرور پڑھ لیتے تھے، تاکہ ان میں اپنی نازک تاریخی ذمہ داری کا احساس بیدار اور تازہ ہو جائے، امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں راوی ہیں، کہ خصوصیت کیساتھ ذخیرہ حدیث کے سب سے بڑے راوی یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ دوامی قاعدہ تھا، کہ

یبتدء حدیثہ بان یقول قال رسول اللہ الصادق المصدوق ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علیّ متعمداً فلیتبوء مقعدہٗ من النار ۔ (اصابہ جلد ۴)

اپنی حدیث جس وقت بیان شروع کرتے تو کہتے:- فرمایا رسول اللہ صادق ومصدوق ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تیار کرلے۔

اس کے بعد جو کچھ بیان کرنا چاہتے تھے، بیان فرماتے،

(باقی آئندہ)

اسلام، مذہبِ یقین و دلیل ہے۔

حضرت علامہ رشید رضا مصری کے ایک مضمون کے ایک جزو کا ترجمہ

(۵)

دنیا میں آپ کو بہت سے مذاہب ملیں گے جنکی بنیاد محض اٹکل اور گمان پر ہوگی اگر قطعی دلیل کے معیار پر نہیں پرکھنا چاہیں تو آپ کو بڑی سخت مایوسی ہوگی لیکن جب آپ اصول اسلام کی تحقیق کرینگے تو معلوم ہوگا کہ یہ نہایت ٹھوس دلائل، نہایت مضبوط شواہد پر قائم ہے نیز آپ مشاہدہ فرمائیں گے کہ اسلام اپنے آپ کو برہان و حجت سے تعبیر کرتا ہے کہ وہ عقل و دلیل سے خالی ہیں۔ اس موضوع پر آیات قرآنی ملاحظہ فرمائیے۔ یا ایھا الناس قد جاء کم برھان من ربکم و انزلنا الیکم نورا مبینا۔ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بڑی دلیل آئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک روشن نور اتارا ہے۔

(۲) ومن یدع مع اللہ الٰھا اٰخر لا برھان لہ بہ فانما حسابہ عند ربہ انہ:
جو شخص خدا کے سوا کسی دوسرے معبود کو پکارے جسکی وہ اپنے پروردگار کے پاس کوئی دلیل نہیں رکھتا تو اس کا حساب پروردگار ہی کے پاس ہے، بیشک وہ کافروں کو فلاح نہیں دیتا!

اس آیت میں شرک پر دھمکی دی گئی ہے لیکن دھمکی کو اس بات سے مقید کیا گیا ہے کہ مشرک کے پاس کوئی دلیل و برہان نہیں جسے وہ خدا کے سامنے پیش کر سکے۔ اگرچہ یہ معلوم ہے کہ شرک پر سرے سے کوئی دلیل ہی قائم نہیں مگر یہاں صرف دلیل و برہان کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے اس طرح ارشاد فرمایا ہے:-

ایک اور آیت میں خدا تعالیٰ نے قیامت کا نقشہ کھینچا ہے اور فرمایا ہے کہ بہت سے فرقے اور ان کے پیغمبر نیز ان کے جانشین قیامت میں اٹھائے جائیں گے۔ پھر سب کے سامنے گمراہوں سے سوال ہوگا کہ تم نے اپنے رسولوں کی جو مخالفت کی تھی، اسکی دلیل پیش کرو۔ یہ دلیل نہ پیش کر سکیں گے اور نہایت رسوا و ذلیل ہونگے یہاں بھی عقل و دلیل کی اہمیت ظاہر کی گئی ہے۔

ونزعنا من کل امۃ شھیدا فقلنا ھاتوا برھانکم فعلموا ان الحق للہ وضل — اور ہم نکالیں گے ہر قوم میں سے ایک شہادت دینے والا پس کہیں گے ہم پیش کرو اپنی دلیل، اسوقت انکو معلوم ہو جائیگا

عنهم ما كانوا يفترون - کہ حق سراسر اللہ ہی کے لئے ہے اور انکو ساری افترا پردازی بھول جائے گی -

اسی طرح سورہ انبیاء میں زمین و آسمان کے بقا اور ان کے عمدہ نظام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خدا نے شرک کی تردید کے لئے یہ عقلی دلیل پیش فرمائی ہے۔

لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا - اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا کئی معبود ہوتے تو ان میں فساد پڑ جاتا -

اس کے بعد مشرکوں کو چیلنج دیا کہ تم نے جو بہت سے معبود بنا رکھے ہیں انکی حقانیت کی کوئی دلیل رکھتے ہو تو پیش کرو۔

ام اتخذوا من دونه آلهة قل هاتوا برهانكم هذا ذكر من معي و من قبلي بل اكثرهم لا يعلمون الحق فهم معرضون۔

کیا خدا کو چھوڑ کر انہوں نے معبود بنا رکھے ہیں اے نبی! ان سے کہو کہ اپنی دلیلیں پیش کریں (اور کہو) کہ یہی بات ہے میرے ساتھ والوں کی اور مجھ سے پہلے لوگوں کی واقعہ یہ ہے کہ ان گمراہوں میں سے اکثر حق کو نہیں جانتے اسلئے روگرداں ہو گئے ہیں -

سورہ نحل میں بھی اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا :-

امن يبدؤا الخلق ثم يعيده ومن يرزقكم من السماء والارض ءاله مع الله قل هاتوا برهانكم ان كنتم صدقين -

کون پیدائش کو شروع کرتا ہے اور پھر اسے لوٹاتا ہے؟ کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا خدا کے علاوہ کوئی اور بھی معبود ہے؟ اے پیغمبر! ان سے کہو کہ اپنی دلیل پیش کرو، اگر تم سچے ہو!

جہاں حضرت ابراہیم اور انکی قوم کی بحث مذکور ہے جس میں شرک مغلوب اور حق غالب و فاتح ہوا ہے وہاں حضرت ابراہیم کے اس بیان پر نظر ڈالئے :-

وكيف اخاف ما اشركتم ولا تخافون انكم اشركتم بالله ما لم ينزل به عليكم سلطانا فاى الفريقين احق بالامن ان كنتم تعقلون -

اور کیسے میں اس چیز سے ڈر سکتا ہوں جسے تم نے شرک بنایا ہے حالانکہ تم خود اس امر سے نہیں ڈرتے ہو کہ تم خدا کے ساتھ اسے شریک بنا چکے ہو جسکی اس نے کوئی دلیل نہیں نازل کی تو بتاؤ کہ ہم دونوں میں سے کون فریق امن کا زیادہ حقدار ہے -

اس بیان کے آخر میں ارشاد ہے،

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنٰهَا اِبْرَاهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی، ہم جسکے درجات چاہتے ہیں، بلند کر دیتے ہیں بیشک! تیرا پروردگار حکیم و علیم ہے۔

اس آیت میں جن درجات کی بلندی کا ذکر ہے، وہ برہان اور عقلی درجات ہیں، خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جنہیں چاہتا ہے انہیں ان درجات سے بہرہ ور کر کے اہل باطل پر غلبہ و فتح بخشتا ہے۔

قرآن پاک میں کہیں کہیں برہان کو "سلطان" یعنی قوت سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ ... كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔

جو لوگ اللہ کی نشانیوں میں بغیر دلیل کے جھگڑتے ہیں تو یہ بات خدا اور ایمان والوں کے نزدیک بہت بری ہے

ان آیات سے آپ فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ اسلام میں حجت و برہان کا کیا درجہ ہے اور یہ کہ اسلام تحکم اور زبردستی کا حامی ہے یا دلیل و عقل کی روشنی میں اپنے اصول کو منوانا چاہتا ہے۔

(باقی باقی)

دعا اور حسنِ ظن

(از محترمہ امۃ اللہ تسنیم صاحبہ گیریلی)

آج کل مسلمان تین قسم کے ہیں ایک تو وہ جو سرے سے دعا ہی کے قائل نہیں دوسرے وہ جو دعا کرتے ہیں اور کر کے چھوڑ دیتے ہیں کہ ہماری اللہ تعالیٰ سنتا ہی نہیں ہماری دعا ہی قبول نہیں ہوتی ہم دعا کر کے کیا کریں تیسرے وہ ہیں جو اولیا اللہ کے مزاروں پر جا کر اُن سے سوال کرتے ہیں۔ ہم اسوقت اول و آخر سے بحث نہیں کرتے۔ کیونکہ اس سے ہماری موضوع کا رخ ہی پلٹ جائے گا بحث تو اُن سے ہے جو دعا کر کے جلدی مچاتے ہیں اور پھر گھبرا کے چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ ہم اُن سے پوچھتے ہیں کہ آپ دعا کرنا کیوں چھوڑ دیتے ہیں کیا آپ اللہ کی قدرت کے قائل نہیں یا اُسکے خزانے محدود سمجھتے ہیں یا اُسے رحیم و کریم نہیں سمجھتے یا اُس کے وعدے پر اعتبار نہیں کیا بات ہے اللہ تعالیٰ تو جگہ جگہ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہم سے مانگو ہم دیں گے، ہمیں پکارو ہم تمہاری پکار کو پہونچیں گے، پھر آپ کو اس کے وعدوں پر اعتبار نہ ہو کتنی بڑی بات ہے۔

پروردگار فرماتا ہے :-

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ -

جب میرے بندے میری بابت پوچھیں تو آپ کہدیں کہ میں قریب ہوں دعا کرنیوالوں کی دعائیں قبول کرتا ہوں انکو چاہئے کہ مجھی کو پکاریں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :-

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ

کون ہے جو بیقرار کی فریاد کو پہونچتا ہے اور اسکی تکلیف کو دور فرمادیتا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے :-

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ -

تمہارا رب فرماتا ہے کہ مجھسے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔

ایک جگہ ارشاد ہے :-

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً ؕ

اپنے رب کو پکارو گریہ وزاری اور پوشیدگی کیساتھ

ایک جگہ فرمان ہے :-

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ

اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔

اب غور کرنے کی بات ہے کہ اتنا بڑا مالک جسکے قبضہ میں زمین و آسمان کی کنجیاں ہیں جسکے قبضہ میں دونوں جہان کی بادشاہت ہے جو چاہے دیسکتا ہے جو چاہے عطا فرماسکتا ہے جو بے مانگے۔ وزانہ انعام و اکرام کی بارشس کرتا رہتا ہے۔ وہ بلائے اور حکم دے کہ مجھ سے مانگو میں تمہارا سوال پورا کرونگا۔ پھر جب بندے اسکے سوال کرینگے تو وہ خالی پھیر دیگا؟ ایک معمولی رئیس سے سوال کرو تو وہ بھی خالی پلٹاتے شرمائیگا یہ چاہے گا کہ سائل کو اسکی حیثیت نہیں بلکہ اپنی حیثیت کے مطابق دیکے واپس کریں۔ جب معمولی رئیس خالی پلٹانے شرمائے اور اپنی حیثیت کے مطابق دینا چاہے تو اتنا بڑا شاہنشاہ اعظم جسکے دستِ قدرت میں سب کچھ ہے وہ بلا کے خالی پھیر دیگا یہ ناممکن ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دعا کے ساتھ حسن ظن شرط ہے یہ آپ اپنے میں پیدا کیجئے۔ پھر خدا کی قدرت اور اسکی دین کا تماشہ دیکھئے مزا تو یہ ہے کہ آپ میں خود لینے کی اہلیت نہیں ہے اور خدا سے شکایت ہے کہ وہ دعا قبول نہیں کرتا۔ آپ خدا پر بھروسہ کیجئے اور اس کے وعدوں کا یقین کیجئے پھر دیکھئے دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں، دیکھیں وہ دیتا ہے یا نہیں۔ یہی تو چیز ہے جو اکثر محرومی کا باعث بن جاتی ہے۔ آپ کسی سے کچھ مانگئے اور ساتھ ہی یہ کہئے کہ مجھے امید تو نہیں مگر قسمت آزمائی کرتی

ہوں تو مرا خیال ہے کہ اس کو دینا بھی ہوگا تو نہ دیگا کہ جب تمکو امید ہی نہیں تو جاؤ اپنا راستہ پکڑو اور جب آپ سوال کرتے وقت لجاجت سے کہئے گا کہ میں بڑی امید سے آئی ہوں مجھے یقین ہے کہ آپ مرا سوال رد نہ کرینگے تو اس کو دیتے ہی بنے گا کہ یہ تو مجھ سے اتنی امید رکھے اور میں اسکو خالی پھیر دوں۔ اسی لئے میں کہتی ہوں کہ حسن ظن بڑی چیز ہے اور اسکے ساتھ ہی استقلال بھی۔ آپ خدا سے مانگئے اور متعدد بار مانگئے پھر اس پر اڑ جائیے، اور دل میں یہ یقین کر لیجئے کہ میں اپنے پروردگار سے مانگ کے خالی نہیں پھر سکتی جب اس نے مجھے بلایا ہے کہ مجھ سے مانگو میں دونگا تو وہ مجھے دیگا اور ضرور دیگا مری سنے گا اور ضرور سنے گا۔

یقین پیدا کیجئے پھر اسکا کرم دیکھئے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ غیرتمند ہے وہ اپنے بندوں کا سوال رد کرتے شرماتا ہے تو بتائیے ایک تو سوال پھر اسکے ساتھ امید اور تمنا یہ کہ اسی کے حکم ہی پر سوال کیا پھر وہ خالی پھیر دے گا یہ بات قیاس میں آسکتی ہے۔ معمولی آدمی بھی بلا کے خالی نہیں پھیرتا اور مجبوراً پھیرتا ہے تو شرما جاتا ہے خود جواب نہیں دیتا دوسرے سے دلواتا ہے جب آدمی کا یہ حال ہے کہ جو خود بھی محتاج ہے کوئی چیز دینے پر قادر نہیں اللہ ہی دلواتا ہے تو دیتا ہے تو پروردگار کی شان کریمی کب اسکو گوارا کریگی کہ اس کا سائل مانگ کے گڑگڑا کے اچھی امیدیں رکھ کے ناکام پلٹ جائے۔ بات یہ ہے کہ اللہ نے دعاؤں کے تین درجہ رکھے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ جو مانگے اسی وقت مل جائے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر اس چیز کے دینے میں پروردگار نے مصلحت نہ سمجھی تو اس سائل پہ جو آنے والی مصیبت ہے وہ اس دعا کی بدولت دفع کر دی دعاؤں کو مصیبتوں کا سپر بنا دیا، تیسرا درجہ یہ ہے کہ ان دعاؤں کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیا، جہاں پہنچ کے آدمی یہ تمنا کریگا کہ کاش دنیا میں کوئی دعا قبول نہ ہوتی تو اچھا ہوتا، آج ہم کو یہاں سب کا بدلہ ملتا اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ دعا کیسی چیز ہے مرا تو خیال ہے کہ دعا ہر حال میں بہتر ہے حدیث شریف میں ہے کہ دعا کرنیوالا ہلاک اور برباد نہیں ہوتا۔ غرض دعا کرنیوالوں کی دعا ضائع نہیں ہوتی اس کا صلہ ملتا ضرور ہے۔ اتنے بڑے دربار میں جاکے آدمی خالی نہیں پھرتا۔ ہاں ایک شرط ہے کہ حرام روزی سے جہاں تک ہوسکے اپنے کو بچائیے۔ حرام روزی کھانیوالوں کی دعائیں نہیں قبول ہوتیں۔ اب میں اس مضمون کو ختم کرتی ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو دعائیں مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رحمت سے دعاؤں کو مستجاب فرمائے اور دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین

کپڑے پہننے کے آداب

(از محترمہ آصف جہاں بنت چوہدری سراج دین لاہور)

خواہران عزیز میں آپ کے سامنے مندرجہ بالا عنوان کے متعلق چند ٹوٹے پھوٹے خیالات کا اظہار کرنا چاہتی ہوں۔ امید ہے کہ آپ غور فرمائیں گی۔

انسان کا جسم ایک مشینری کی مانند ہے جس طرح مشینری کو مختلف قسم کے تیل اور پرزوں کی ضرورت ہے اسی طرح انسانی جسم کے لئے بھی مختلف چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جنکے استعمال کرنیکے طریقے بھی مختلف ہیں۔ میں اس مضمون میں ان چیزوں میں سے صرف لباس پر اپنے خیالات کا اظہار کروں گی۔

لباس سے ہمارا صرف یہی مقصد نہیں کہ جسم کو گرمی سردی سے محفوظ رکھا جائے اور بس مگر یہ مدعا بھی ہے کہ اس سے ہماری لیاقت وثقاہت اور وقار ظاہر ہو۔ لہذا بہنوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ کوئی ایسا لباس زیب تن نہ کریں جو شرع قانون کے خلاف ہو اور جس سے اوچھاپن اور بے تہذیبی پائی جائے۔

عورت کی لیاقت وتہذیب اس کی پوشاک سے ٹپکتی ہے جو عورت ایسا لباس پہنتی ہے جو سادہ، دیرپا اور حیا وقار کی شرائط کے مطابق ہو اور اس پر چنداں بناوٹ سجاوٹ اور تکلف صرف نہ کیا گیا ہو وہ عزت توقیر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ لیکن جو عورتیں نئے سے نئے فیشن کی دلدادہ ہوتی ہیں اور اپنے لباس کی نرالی سج دھج انوکھی قطع وبرید اور نئے سے نئے رنگ ڈھنگ نکالنے پر مرمٹ جاتی ہیں اور روپ نکھار اور بناؤ سنگار سے ہر وقت سرخاب کا پر بنکر اڑی اڑی پھرنا پسند کرتی ہیں۔ عاقل اور مہذب لوگ انکو عزت کے قابل نہیں سمجھتے بلکہ انکی تحقیر کرتے ہیں اس لئے ہر عقلمند عورت کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ دنیا میں کپڑے پہننے اور اوڑھنے کے لئے پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ کپڑے اس کے پہننے کے لئے ایجاد ہوئے ہیں تو اسکو کپڑوں کے تکلفات میں ایسی مبتلا نہ ہونا چاہیئے کہ فضول دردسری اور ضرورت سے زیادہ اخراجات کی مصیبت اٹھانی پڑے۔

آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ عورتیں اپنا زیادہ وقت کپڑوں کے فضول اور بیہودہ بناؤ سنگار میں خرچ کرتی ہیں اور اکثر غیر قوم کا لباس پہننا اور اپنی حیثیت سے بڑھ چڑھ کر کپڑے بنوانا پسند کرتی ہیں تو ایسی عورتوں کو ایک طرف سے استہزا وتمسخر اور دوسری طرف سے لعنت وملامت کا نشانہ بننے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے: مَن تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنھُم ۔ یعنی

جو شخص کسی قوم کا ہمشکل بننے لگے وہ اسی قوم سے شمار ہوگا۔

کپڑے ہمیشہ فراخ اور جسم کی بناوٹ کے مطابق تیار کرنے چاہئیے تنگ اور چست لباس زیب تن کرنا صرف خلاف ادب ہی نہیں بلکہ مضر صحت بھی ہے۔ گرمی کے موسم میں لوگ اکثر ہلکا کپڑا پہننا پسند کرتے ہیں مگر کپڑا اس قدر باریک نہیں ہونا چاہئیے کہ اس میں سے بدن کی بناوٹ نظر آئے اس کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے: مَنْ رَقَّ ثَوْبُهٗ رَقَّ اِیْمَانُهٗ۔ یعنی جس کا کپڑا پتلا ہے اس کا ایمان پتلا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق کی صاحبزادی اسما رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انھوں نے پتلے کپڑے پہن رکھے تھے تو آنحضرت نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا گویا آپ نے باریک کپڑے پہننا ننگے ہونے کے برابر سمجھا۔ لیکن آج کل کی مسلمان عورتیں باریک لباس زیب تن کر کے کھلے بندوں بے نقاب ہر جگہ پھرتی ہیں اور غیر مردوں سے بات چیت مصافحہ اس طرح کرتی ہیں جس طرح مرد مردوں سے کرتے ہیں، نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ ہمارا پاک دین ہم کو شرم و حیا کی تاکید کرتا ہے اور مستورات کو غیر مردوں کے سامنے آنے سے منع کرتا ہے اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطٰنُ عورت سر سے پاؤں تک چھپی رہنے کے قابل ہے جس وقت وہ باہر نکلتی ہے شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔

عورت کے لئے رواجاً اور شرعاً جائز ہے کہ ایک مناسب حد تک آرائش و سنگار کرے مگر یہ واجب نہیں کہ گھنٹوں آئینے کے سامنے کنگھی چوٹی اور مانگ پٹی کے شغل میں محو رہے اور لباس و زیور اور زیب و زینت کے خیال میں ہر وقت مگن رہنا کمال جہالت ہے ایسی عورت کے لئے دینی فرائض اور دنیوی واجبات بجا لانا مشکل ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقی تہذیب اور علمی و ادبی روشنی سے محروم رہتی ہے اور متین و مہذب ہندوں کی نظروں سے گر جاتی ہے جس طرح بیہودہ بناؤ سنگار سے بچنا واجب ہے اسی طرح فضول مصنوعی آرائشات سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے کیونکہ ایسی آرائشات خلاف تہذیب ہونے کے علاوہ مضر صحت بھی ہے۔ حدیث شریف میں مصنوعی بال لگانے والی عورتوں پر لعنت آئی ہے ابروؤں کو باریک اور خم دار بنانا بھی فضول اور قابل نفرت ہے۔

آج کل عورتیں اپنے چہرے کو خوبصورت بنانے کے لئے طرح طرح کے پوڈر مختلف قسم کی سرخیاں استعمال کرتی ہیں جن سے اصلی فائدہ ہونے کی بجائے جلد کھردری داغدار اور مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ ان مصنوعی اور بیہودہ زیبائش کی چیزوں کی بجائے ہم کو ایسی چیزیں استعمال کرنی چاہئیں جو کہ سنت ہوں۔ مثلاً ہاتھوں میں مہندی لگانا۔ آنکھوں میں سرمہ لگانا کپڑوں کو عطر لگانا وغیرہ۔

نظم

(از حضرت مولانا فتح محمد خاں جالندھری مرحوم)

غور سے دیکھو تو اس سے اور کیا ہوگا بُرا ؟
جو ہو مخلوقِ خدا اُس کو بنا بیٹھیں خدا
ظلم ہوگا حق میں کیا اللہ کے۔ اس سے بڑا؟
کیوں نہ وہ ناراض ایسے ظالموں سے ہو بھلا؟
دوزخ ایسوں کا ٹھکانا ہے ہمیشہ کے لئے
جس میں پائیں گے عذاب انواع اور اقسام کے
شرک کا اس بات ہی میں کچھ نہیں ہے انحصار
یعنی یُوں سمجھے کوئی اللہ ہیں دو تین چار
بلکہ رکھتا ہے خدا جو اختیار و اقتدار
غیر میں پائے انہیں اور اُس کا ہو طاعت گزار
کچھ نہیں تخصیص وہ انسان یا حیوان ہو
اور خصوصیت نہیں جاندار یا بے جان ہو
مشرکوں کی بندگی کی اک سناتے ہیں مثال
جو بہت سے دلنشیں اے مومنانِ خوش خصال
جیسے کھوٹا سکہ جو بے قدر ہے مثلِ سفال
ہوتا ہے گو ثبت اس پر نام شاہِ ذی جلال
جس طرح اس سکے کو کوئی نہیں کرتا قبول
ہوتی ہے اللہ کے ہاں بھی وہ عبادت نامقبول

چند گزارشیں

(ادارۂ مسلمہ)

ملک کا موجودہ سیاسی رنگ: ۔ جنگ ختم ہو گئی، خدائے قہار کا قہر فرو ہوا، دنیا کی سب سے بڑی فوجی اور جابر سلطنتیں ملیامیٹ ہو گئیں اور ان پسماندہ اقوام کی وہ امیدیں جاگ اٹھیں جو اتحادی ممالک نے دوران جنگ میں ان کو بعد جنگ آزاد کر دینے کے وعدوں پر مبنی تھیں۔ ایسے ملکوں میں ہندوستان بھی شامل ہے۔

آزادی کی پیشکش: ۔ کچھ بین الاقوامی حالات کے پیش نظر اور کچھ ہندوستانیوں کے جذبۂ آزادی کا رنگ دیکھ کر حکومت برطانیہ جو ہندوستان کو اپنے قبضے میں لئے ہوئے ہے اپنے فولادی پنجے کو ڈھیلا کرنے پر مجبور سی ہو گئی۔ ملک کے صحیح سیاسی حالات کو زیادہ جاننے کے لئے حکومت برطانیہ نے پہلے پارلیمنٹ کے کچھ ممبروں پر مشتمل ایک سیاسی وفد بھیجا جو اپنے اس مقصد میں کہ ہندوستانیوں کے جذبات آزادی پھر دب جائیں، ناکام رہا۔ یہاں حالات تیزی سے بدلے اور لوگوں میں کھلی بغاوت کے ہولناک آثار نظر آئے تو ایک اور مشن ہندوستان بھیجا گیا جو صرف حکومت برطانیہ کے وزیروں کا تھا۔ اس نے بھی پہلے مشن کی طرح ملاقاتوں، بحثوں اور بیانوں کا تانتا باندھ دیا۔ نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ آخر برطانیہ یہ اعلان کرنے پر مجبور ہو گیا کہ آزادی کی اگلی قسط ہندوستانیوں کو ادا کی جا رہی ہے۔ جس کا لب لباب یہ کہ ہندوستانی اپنے ملک ہندوستان کے اندرونی معاملات میں آزاد ہیں اور بجائے انگریزوں کے وضع کئے ہوئے قانون کے جو اس وقت تک یہاں رائج ہے وہ اپنے ملک کی بھلائی کے لئے خود قانون بنائیں اور اپنے ڈھنگ سے امن و ترقی کا سامان پیدا کریں نیز نیا آئین بننے تک ایک عبوری یا عارضی حکومت ترتیب دیں جو تمام تر ہندوستانی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ہو۔ لیکن اس اعلان میں ایسی سیاسی زبان استعمال کی گئی تھی۔ جس کے مطالب میں تضاد تھا، پیچیدگیاں تھیں اور گول مول الفاظ بھی تھے۔ ملک کی دو بڑی سیاسی جماعتوں کانگرس اور مسلم لیگ نے بعض باتوں کی تشریح چاہی۔ تشریح ہوئی لیکن کانگرس نے الفاظ کا جو مطلب نکالا تھا وہ اس پر اڑی رہی۔ ادھر مسلم لیگ نے برطانوی مشن کی تصریحات کا مطلب اپنے حق میں پا کر اس کے معانی پر استقامت اختیار کی۔ مشن نے اپنا مطلب اور ہی بیان کیا۔

مسلم لیگ کی خفگی : وائسرائے اور برطانوی وزارتی مشن نے اعلان کیا تھا کہ جو سیاسی جماعت عبوری حکومت میں شامل نہ ہوگی۔ اسے نظر انداز کر دیا جائیگا تاکہ نئی حکومت کا کام بہر کیف چلے مسلم لیگ نے مسلمانان ہند کی واحد سیاسی جماعت ہے، اس حکومت میں شامل ہونے کا اعلان کانگریس سے پہلے کر دیا اور ادھر کانگریس نے جو ہندوؤں کی واحد سیاسی جماعت ہے شامل حکومت ہونے سے انکار کر دیا۔ اب وائسرائے کے وعدے کے مطابق عبوری حکومت بنانے کی حقدار صرف مسلم لیگ تھی۔ لیکن ہوا یہ کہ وائسرائے بہادر اپنے الفاظ سے پھر گئے مسلم لیگ کو دھتا بتا دیا اور خالص انگریزوں پر مشتمل وائسرائے کی نئی ایگزیکٹو کونسل بنا لی گئی جسکے متعلق کہا گیا کہ یہ بہت تھوڑے عرصے کے لئے ہوگی۔ مسلم لیگ نے اس کھلی وعدہ خلافی اور ظلم کے خلاف یوں مظاہرہ کیا کہ بمبئی میں ایک ریزولیوشن اس امر کا منظور کیا کہ مسلم لیگ اب آئین ساز کمیٹی اور عبوری حکومت میں شامل ہونے سے انکار کر کے اپنے پہلے اعلان شمول کو واپس لیتی ہے ساتھ ہی ڈائریکٹ ایکشن کو دھمکی دی۔

کلکتے کے فسادات :- ادھر کلکتے میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں فساد برپا ہو گئے جس میں بربریت، وحشت اور ننگی ہو کر ناچی، شیطنت نے تالیاں بجائیں اور درندگی نے وہ جگر پاش اور ہولناک مناظر پیش کئے کہ شرافت و انسانیت نے حیا کے دامن میں منہ چھپا لیا، قلم ان کے بھیانک نتائج تحریر کرنے سے معذوری ظاہر کر رہا ہے

وائسرائے کی نئی چال : اب حکومت برطانیہ نے یہ دیکھ کر کہ حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں اور شاید بے قابو ہو جائیں۔ کانگرس سے ساز باز کر کے حکومت کی باگ ڈور اس کے حوالے کر دی اور ذمہ داری کا تمام جُوا اپنی گردن سے اتار کانگرس کے گلے میں ڈال دیا۔ اور مسلم لیگ کو پرے پھینک دیا۔

کانگرس کا عمل : اب چاہئے تو یہ تھا کہ کانگرس مسلم لیگ سے مصالحت کر کے اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھاتی۔ اس نے ملکی حالات کی انتہائی خطرناک اور پیچیدہ حالات کے باوجود تمام ذمہ داریوں کو بے تامل اور نہایت خوشی سے قبول کر لیا۔ لیکن یہ صورت حال زیادہ دیر تک ہرگز قائم نہ رہ سکتی تھی۔ کیونکہ دس کروڑ مسلمانوں کو برطرف کر کے کوئی حکومت پائدار اور قیام پذیر نہیں رہ سکتی۔

بمبئی اور دوسرے شہروں میں فسادات :- بمبئی نے کلکتے کی پیروی کی اور قتل و غارت کا

بازار ایسا گرم ہوا کہ خدا کی پناہ، اِکا دُکا دیکھ کر ایک جماعت کی جماعت کا اس پر حملہ آور ہونا، مکانات کی لوٹ اور آتشزدگی، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا ایسا سفاکانہ قتل کہ ہلاکو خاں اور چنگیز خاں کی روح بھی لرزے۔ ادھر ڈھاکہ، پٹنہ، الہ آباد وغیرہ دوسرے شہروں میں بھی یہی خبیث روح حلول کر آئی۔ اور یہ سفاکی اور درندگی اب تک جاری ہے۔ خدا جانے اس کا انجام کیا ہو۔

مسلم لیگ کو تازہ دعوت:- یہ لرزہ خیز کیفیت ایسی تھی کہ وائسرائے یہ سوچنے پر مجبور ہوئے کہ مسلم لیگ کو حکومت میں شامل ہونے کی دعوت پھر سے دے، صدر کانگرس جواہر لال نہرو سے مشورہ کرنے کے بعد صدر مسلم لیگ قائداعظم محمد علی جناح کو بلا کر ان سے بات چیت اور خط و کتابت کی۔ مسلم لیگ نے اس نئے بلاوے کا جائزہ لیکر وقتی حالات کے مقتضیات کے پیش نظر مناسب سمجھا کہ اس دعوت پر غور کرے۔ پہلی کوشش یہ ہوگی کہ ہندوستان کی دونو نمائندہ جماعتوں کانگرس اور مسلم لیگ میں مصالحت کی صورت پیدا ہو جائے تاکہ یہ عبوری حکومت اچھی طرح چل سکے اور فسادات کا جوش ٹھنڈا ہو جائے۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔ ہوا یہ کہ مسلم لیگ نے وائسرائے کی دعوت قبول کر لی اور مسلم لیگ حکومت میں شامل ہو گئی۔

اچھوتوں کی خوشی:- اس نئی عبوری حکومت میں کل چودہ سیٹیں تھیں یعنی چودہ وزیر چنے جانے مقصود تھے۔ ان میں سے چھ کانگرس کو ملیں۔ پانچ مسلم لیگ کو۔ باقی تین نشستیں ہندوستان کی دوسری چھوٹی چھوٹی قوموں کو۔ کانگرس اپنی اس پالیسی پر تھی کہ ایک نشست کانگرس کی طرف سے کسی کانگرسی مسلمان کو دی جا سکتی ہے مسلم لیگ کا مطالبہ تھا کہ چونکہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے، اور کانگرس ہندوؤں کی۔ اس لئے اُسے حق نہیں پہنچتا کہ اس طرح مسلمانوں کی سیاسی قوت کو کمزور کرنے کی کوشش کرے لیکن فیصلہ نہ ہو سکا۔

مسلم لیگ کا دعویٰ ہے کہ وہ اقتدار پانے کی صورت میں اقلیتوں کی حفاظت کی ضامن ہوگی اور اپنی اسلامی رواداری کا ثبوت دے گی۔ ادھر کانگرس نے ایک کانگرسی مسلمان کو حکومت کا وزیر بنا دیا تاکہ مسلمانوں میں سیاسی انتشار قائم رہے اور وہ متحد نہ ہو سکیں۔ لیکن مسلم لیگ نے اس نیت سے کہ ہندوؤں سے زیادہ تعداد رکھنے والی اچھوت قوموں کو مطمئن کر سکیں۔ اور اپنے رواداری کے دعویٰ کا ثبوت دے سکیں۔ باوجود کانگرس سے ایک سیٹ کم حاصل کر سکنے کے اپنی طرف سے ایک سیٹ اچھوتوں کو دیدی۔ مسلم لیگ کے حکومت میں شامل ہونے سے کانگرس پہلے ہی خوش نہ تھی۔ اچھوتوں کو

ایک سیٹ مسلم لیگ کی جانب سے قربان کر دینے سے اور بھی ناخوش ہوگئی۔ گاندھی جی نے تو بے ساختہ اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر دیا۔ لیکن وہ مسلمان کے اس عمل پر برافروختہ ہونے کا فی الاصل حق نہیں رکھتی۔

اب تمام اچھوت مسلم لیگ سے مطمئن ہوگئے ہیں اور انہیں یہ یقین ہوگیا ہے کہ مسلمان اگر اپنی اکثریت کے صوبوں میں اقتدار پالیں تو وہ اچھوتوں اور دوسری اقلیتوں سے بے انصافی ہرگز نہ کریںگے۔

کچھ اور فسادات:- کلکتہ کی شیطانی روح کچھ کچھ دبی تھی کہ اس نے مشرقی بنگال کی طرف رخ کیا اور نواکھلی وغیرہ اضلاع میں فرقہ وارانہ فسادات پھیل گئے۔ یہ وہ علاقے ہیں جہاں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اسلئے ان فسادات کو مبالغہ آمیز طریقوں سے پھیلانے میں کانگریسی ذہنیت نے پورا پورا زور لگایا۔ تاکہ بنگال کی مسلم لیگی وزارت خوب بدنام ہوجائے اور اسکی جگہ ملی جلی حکومت قائم ہوسکے۔

تازہ خبریں یہ ہیں کہ بہار میں بھی جہاں ہندو تعداد میں زیادہ ہیں فسادات کی بے پناہ رو چل پڑی ہے۔ حتیٰ کہ ٹرینوں میں بھی مسلمانوں پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ بہار کی کانگریسی حکومت ایک نمونے کی کانگریسی حکومت سمجھی جاتی تھی۔ ۱۹۴۲ء کی بغاوت میں بہار کا خاص حصہ تھا یعنی یہ وہ حکومت ہے جو نیشنل ہے۔ جسے ہندو اور مسلم میں کوئی امتیاز روا نہیں۔ لیکن تین سو مربع میل کے رقبے میں ایک مسلمان کا زندہ نہ رہنا اور سب کا قتل ہوجانا اس بات کا تازہ اور بڑا ثبوت ہے کہ کانگریس خالص ہندو جماعت ہے۔

فسادات کیوں ہوتے ہیں:- ہندو اور مسلمان لیڈر خوب جانتے ہیں کہ فسادات شرفا اور تعلیم یافتہ طبقوں کی طرف سے شروع نہیں ہوتے اور نہ شروع ہونے کے بعد ان میں شامل ہوتے ہیں۔ جاہل، درندہ صفت عنصر جو دیر سے اس تاک میں ہوتا ہے کہ کب فسادات شروع ہوں۔ اور کب وہ لوٹ مار کر سکیں۔ لیکن یہ ظاہر کرنا کہ حکومتیں اور معزز سیاسی جماعتیں یہ فسادات کرواتی ہیں غیر مناسب اور تہمت ہے۔ اس طرح ملک میں امن نہیں ہوسکتا الٹی فسادات کو ہوا ملتی ہے۔

فسادات کیسے رکیں؟ فسادات کے روکے جانے کی صرف ایک ہی صورت ہوسکتی ہے کہ بڑی جماعتیں ناواجب اقتدار اور اقلیتوں کو غلام بنانے کی خواہش کو چھوڑ کر سب قوموں کی سیاسی آزادی کا حق تسلیم کریں اور باہمی رواداری سے کام لیں۔ کانگرس

ہندوستان کی تمام جماعتوں کی نمائندہ ہونے کا دعویٰ کر کے تمام ہندوستان پر حکومت کرنا چاہتی ہے حالانکہ یہ امر سورج کی طرح روشن ہے کہ کانگرس اصل میں اونچی ذاتوں کے ہندوؤں کی جماعت ہے جس نے ہندو راج قائم کرنے کیلئے قوم پرستی کا نقاب اوڑھ رکھا ہے۔ مگر اقلیتیں اُس کے اس فریب کا پردہ تار تار کر رہی ہیں۔ مسلم لیگ نے امن کا ایک ہی صحیح حل پیش کیا ہے کہ جن صوبوں میں ہندو کثرت سے ہیں وہاں کانگرس کو اختیار ہے کہ اپنے ڈھب کی حکومت بنا لے اور جن صوبوں میں مسلمان اکثریت سے ہیں وہاں وہ اپنے طرز کی حکومت بنائیں اور اپنی اپنی پسند کے مطابق آئین سازی کر لیں ہندوستان تاریخ کے کسی دور میں سوائے انگریز کی حکومت کے کبھی اکھنڈ نہیں ہوا اس کے مختلف حصوں میں مختلف ہی خودمختار حکومتیں رہی ہیں۔ مگر کانگرس کی یہ خواہش کتنی نامناسب اور غیر مصالحانہ ہے کہ ہندوستان کے تمام صوبے متحد ہوں اور ہندو قوم کانگرس کی قوم پرستی کا حجاب اوڑھ کر تمام ملک پہ راج کرے۔ بیدار مسلمان اور اچھوت قومیں اس کی اس خواہش کو امن کی مخالف قرار دے رہی ہیں جبکا نتیجہ یہ ہے کہ ملک میں غصہ ہے، باہمی نفرت ہے، عداوت ہے اور نتیجہ میں لامتناہی فسادات کی ابتدا۔

اگر کانگرس قوت کے نشے کو اتار کر صحیح الدماغی بسلیم الطبعی اور قیام امن کی خواہش رکھ کر سوچے تو مسلم لیگ کے پیش کردہ حل کے سوائے دوسری کوئی صورت نہیں کہ امن قائم ہو سکے اگر انگریز کی سنگین کی مدد کی سے وہ امن قائم بھی کر سکے تو یہ عارضی ہوگا۔ اسے پائداری کبھی نصیب نہ ہوگی۔

استقلال

جو انسان اس دنیا میں آتا ہے۔ وہ دُکھ اور تکلیف۔ رنج و غم۔ افلاس و احتیاج خوف و خطر سے بالضرور دوچار ہوتا ہے۔ اس لئے اے انسان تیرے لئے لازم ہے۔ کہ تو لڑکپن ہی سے اپنے دل کو صبر اور دلیری سے مستحکم کر۔ تاکہ تو اپنے حصے کے دُکھوں کو استقلال سے برداشت کرے ؛ جیسے صحرا میں اونٹ بھوک اور پیاس۔ گرمی اور مسافت جھیلتا ہے۔ اور کمزور ہو کر گر نہیں پڑتا۔ اسی طرح استقلال تمام خطروں اور مصیبتوں میں انسان کو سہارا دیتا ہے۔ عالی ہمت تقدیر کے کینہ کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اسکی علو ہمتی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

چونکہ وہ اپنی خوشحالی تقدیر کے تبسم آمیز کرم پر منحصر نہیں سمجھتا۔ اس وجہ سے اسکے تیور بدلے دیکھ کر وہ پست حوصلہ نہیں ہوتا۔

وہ سمندر کے کنارہ کی چٹان کی طرح ثابت قدم رہتا ہے۔ مصیبت کے تھپیڑے اُسکے پاؤں نہیں اُکھیڑ سکتے۔ وہ پہاڑی قلعہ کے مینار کی طرح سر اوپر اُٹھاتا ہے۔ اور تقدیر کے تیر اس کے پاؤں تلے کی خاک کو چومتے ہیں۔ خطرہ کے وقت اس کے دل کی دلیری اس کی معاون ہے۔ اور من کی مضبوطی اس کی مددگار۔ وہ زندگی کے مصائب کا اُس آدمی کی طرح مقابلہ کرتا ہے۔ جو میدانِ کارزار کو جاتا ہے۔ اور فتح حاصل کرکے خوش و خرم واپس لوٹتا ہے۔ دُکھوں کے وقت استقلال اُن کے بار کو ہلکا کرتا ہے۔ اُس کی ثابت قدمی ان پر غالب آتی ہے۔

مگر کمزور دل کی پست ہمت اُسے دھوکہ دیتی ہے۔ اور وہ شرمندہ ہوتا ہے۔ افلاس سے تنگ آکر وہ رذیلانہ کام کرتا ہے۔ اور چپکے سے آبروریزی برداشت کرکے ضرر رسانی کیلئے راستہ تیار کر دیتا ہے۔ جیسے سرکنڈا ہوا کے جھونکے سے ہلتا ہے۔ ویسے وہ دُکھ کے سایہ ہی سے گھبراتا ہے۔ خطرہ کے وقت وہ حواس باختہ اور پریشان خاطر ہو جاتا ہے۔ مصیبت کے دن اُس کا دل بیٹھ جاتا ہے اور یاس اُس کی روح کو پائمال کر دیتی ہے ◆

صبر

اے انسان مت بھول۔ کہ تیرا رتبہ۔ خدا کی حکمت لایزال سے مقرر ہوا ہے۔ وہ تیرے دل کا کل حال جانتا ہے۔ تیری خواہشوں کی بے ثباتی اسے بخوبی معلوم ہے۔ وہ بسا اوقات رحم سے تیری خواہشوں کو مسترد کر دیتا ہے۔ مگر نیک خواہشوں اور مبارک کوششوں کی کامیابی کیلئے اسکے فضل سے خاص اہتمام قائم ہو گیا ہے۔

مصیبتیں جو تجھے محسوس ہوتی ہے۔ اور مصائب جن کا تو رو رو کر گلہ کرتا ہے۔ ان کی جڑ تیری اپنی نادانی۔ غرور اور ناقص سمجھ ہے۔

اس لئے خدا کے انتظام کے خلاف گلہ مت کر۔ بلکہ اپنے دل کو صاف کر۔ اور یہ مت کہہ "اگر میرے پاس دولت۔ قدرت اور وقت ہو تو میں بہت شادماں ہونگا" اس بات کو یاد رکھ۔ کہ جن کے پاس یہ ہیں۔ وہ کتنی مصیبت میں ہیں۔ غریب آدمی کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ اہل زر کس قدر ناشاد اور پریشان ہیں۔ وہ نہیں جانتا۔ کہ صاحب قدرت کن مشکلات میں اُلجھا رہتا ہے۔ اور نہیں سمجھ سکتا

کہ بیکار آدمی کی زندگی کیسی وبالِ جان ہے۔ اسی وجہ سے وہ اپنی حالت پر خوش نہیں ہے۔
کسی آدمی کو بظاہر خوش حال دیکھ کر اپنے دل میں حسد مت کر۔ کیونکہ تو نہیں جانتا۔ کہ اس کے دل پر کیا گزر رہی ہے۔
تھوڑے پر قناعت کرنا سب سے بڑی دانائی ہے۔ جو شخص دولت بڑھاتا ہے۔ وہ گویا اپنے فکروں کو بڑھاتا ہے۔ مگر صابر دل مخفیہ خزانہ ہے۔ جو تکلیف کی پہنچ سے باہر ہے۔
اگر اقبالمندی کی للچاوٹوں میں آکر تو انصاف پروری۔ پرہیزگاری نیکوکاری۔ یا انکسار سے چشم پوشی نہ کرے۔ تو دولت بھی تجھے ناشاد نہیں کر سکتی۔
مگر یہ تو کہاں سے سیکھیگا۔ کہ شادمانی کا خالص عرق فانی انسان کی خوراک نہیں ہے نیکی وہ دوڑ ہے جو خدا نے انسان کے لئے مقرر کر دی ہے اور راحت اس کی منزل مقصود ہے۔ جہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ بازی نہ جیت جائے۔ پھر اُسے ابدی محلوں میں تاج ملتا ہے۔

قرآنی قصے

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو "مسلم" ماہ جون ۱۹۴۶ء)

الغرض یوسف علیہ السلام قید سے خلاصی پاکر دربارِ شاہی میں حاضر ہوئے اور ایسی خوبی اور قابلیت سے گفتگو کی کہ بادشاہ نہایت خوش ہوا۔ اور یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم آج سے ہمارے حضور میں بڑے معزز اور صاحبِ اعتبار ہوئے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا۔ کہ حضور نے مجھے عزت بخشی ہے۔ تو مجھ کو بادشاہی خزانوں پر مسلط فرما دیجئے۔ کیونکہ میں خزانے کا کام اور اسکی نگرانی بہت اچھی طرح سے کر سکتا ہوں۔ بادشاہ نے اس درخواست کو منظور فرمایا۔ اور یوسف علیہ السلام شاہی خزانوں کے افسر مقرر ہو گئے۔

اب وہ وقت آیا کہ جیسا یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر میں بیان کیا تھا تمام ملک میں بڑا سخت قحط پڑا۔ اور لوگ پریشان خاطر ہو گئے۔ یوسف علیہ السلام نے مصر میں یہ انتظام کیا تھا کہ سلطنت کی طرف سے بہت سا غلہ جمع کرا رکھا تھا۔ اور لوگوں کی ضرورت کے مطابق اسکو

فروخت کراتے تھے۔ یہ خبر سنکر یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی کنعان سے مصر میں غلہ خریدنے آئے یوسف علیہ السلام نے ان کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ لیکن وہ یوسف کو مطلق نہ پہچان سکے۔ یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ اُن کے حقیقی بھائی بنیامین اُن میں نہیں ہیں۔ تو انجان بن کر اُن سے انکے خاندان کے حالات دریافت کئے۔ معلوم ہوا کہ اُن کا ایک بھائی اور بھی ہے۔ جس کو وہ گھر پر چھوڑ آئے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ کسی تدبیر سے بنیامین کو اپنے پاس بلوائیں۔ تو انہوں نے یہ تدبیر کی کہ جب اپنے بھائیوں کو غلہ دلوا چکے تو اُن سے کہا کہ اب کے پھر آنا۔ تو اپنے بھائی کو جسے گھر چھوڑ آئے ہو۔ اپنے ساتھ لیتے آنا تم دیکھتے ہو کہ ہم مہمانوں کی کیسی مدارات کرتے ہیں۔ اور اُنکو اپنے ہاں کیسی عزت سے رکھتے ہیں۔ اور اگر تم اس کو ہمارے پاس نہ لائے تو ہم تمہیں غلہ نہیں دیں گے۔ اور اس صورت میں یہاں آنے کا قصد ہی نہ کرنا۔ انہوں نے کہا کہ ہم جاتے ہی والد صاحب سے اس کے بارے میں عرض کریں گے۔ اور اُن سے اجازت لے کر اس کو ضرور ساتھ لائیں گے۔ جب وہ چلنے لگے تو یوسف علیہ السلام نے کیا کام کیا کہ اُن کا روپیہ جس کے بدلے میں انہوں نے غلہ خریدا تھا۔ اُن کی خرجیوں میں رکھوا دیا۔ تاکہ اس لالچ سے وہ پھر بھی غلہ لینے آئیں۔ جب یہ لوگ اپنے والد کے پاس لوٹ کر آئے تو کہا قبلہ! اب کے تو ہم غلہ لے آئے ہیں۔ لیکن آگے کو جب تک ہم اپنے بھائی بنیامین کو ساتھ نہ لے جائیں گے۔ ہمیں غلہ کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ تو آپ بنیامین کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت بخشیں تاکہ ہم پھر غلہ لائیں۔ اور ہم اسکی حفاظت کے ذمہ وار ہیں۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا میں اس بارے میں تمہارا اعتبار ہرگز نہیں کرتا۔ ایک دفعہ تم پر اعتبار کر کے دھوکا کھا چکا ہوں۔ اور تم اس کی ویسی ہی حفاظت کرو گے جیسے اس کے بھائی یوسف کی کی تھی۔ اور حقیقت میں تو خدا ہی حافظ و نگہبان ہے۔ اور وہی سب سے زیادہ مہربان ہے۔

جب ان لوگوں نے اپنا اسباب کھولا تو دیکھتے کیا ہیں کہ ان کا روپیہ بھی اس میں موجود ہے۔ کہنے لگے کہ یہ روپیہ ہم کو عمداً واپس کر دیا گیا ہے۔ اور باپ سے کہنے لگے کہ حضرت یہ دیکھئے انہوں نے ہم کو غلہ بھی دیا ہے اور اُس کی قیمت بھی واپس کر دی ہے۔ اب ہم کو ضرور اجازت دیجئے کہ بنیامین کو ساتھ لے جائیں۔ اور پھر غلہ لائیں۔ اب کے ہم اُس کے حصے کا ایک بار شتر غلہ اور لائیں گے۔ کیونکہ جو غلہ ہم لائے ہیں۔ بہت کم اور نا کافی ہے۔ باپ نے کہا جب تک تم خدائے عزّوجل کی قسم کھا کر عہد واثق نہ کرو گے کہ تم اسی کو کسی سخت ناچاری کے سوا میرے پاس واپس لے آؤ گے تب تک میں اس کو تمہارے ساتھ ہرگز نہیں بھیجنے کا۔ بیٹوں نے پکا قول دیا تو باپ نے بنیامین کو ساتھ جانے کی اجازت دی اور چلتے وقت نصیحت کی کہ لڑکو دیکھو جب وہاں پہنچو تو شہر میں ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا۔ بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونا۔

اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو بات میں نے احتیاطاً کہی ہے۔ ورنہ حکم قضا تم پہ سے ہرگز نہیں ٹل سکتا۔ اور جو کچھ خدا کو منظور ہے۔ وہ ہو کر ہی رہے گا۔

جب یہ لوگ مصر میں پہنچے تو باپ کے ارشاد کے مطابق جدا جدا دروازوں سے داخل ہوگئے۔ اور غلہ لینے کے لئے یوسفؑ کے پاس گئے اور اپنے بھائی بنیامین کو پیش کیا۔ یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس بٹھایا۔ اور آہستہ سے کہا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں۔ تم ہر طرح تسلی رکھنا۔ اور میں ایسی تدبیر کرتا ہوں کہ تم یہیں میرے پاس رہو۔ چنانچہ انہوں نے بھائیوں کو غلہ دلوایا تو بنیامین کی خرجی میں پانی پینے کا گلاس رکھوا دیا۔ اور کوتوال سے کہا کہ چوری کے شبہے میں ان کی خرجیوں کی تلاشی لے۔ اس نے اس ایما کے مطابق قافلے والوں سے کہا کہ تم چور ہو۔ حضرت یوسف کے بھائی متعجب ہوئے اور پوچھنے لگے کہ آپ کی کیا چیز گم ہوگئی ہے۔ اس نے کہا کہ بادشاہ کے پانی پینے کا گلاس چرایا گیا ہے۔ جو اس کو موجود کر دے گا۔ اس کو ایک بار شتر غلہ انعام دیا جائے گا۔ اور میں اس کا ضامن ہوں۔ انہوں نے کہا واللہ ہم یہاں کسی طرح کی خرابی کرنے کی غرض سے نہیں آئے۔ اور نہ چوری ہمارا شیوہ ہے۔ گلاس کے ڈھونڈنے والے نے کہا۔ کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو چور کی کیا سزا؟ وہ کہنے لگے کہ چوری کی سزا یہ کہ جس کی خرجی میں سے گلاس نکلے۔ اسکو بادشاہ کا غلام بنا لیا جائے۔ کیونکہ ہمارے ہاں چوروں کی یہی سزا ہے۔ یوسفؑ نے اس بات کو منظور کیا اور اُن کی خرجیوں کی تلاشی دلوانی شروع کی۔ پہلے اپنے علاتی بھائیوں کی خرجیوں کی تلاشی لی تو گلاس نہ نکلا۔ جب بنیامین کی خرجی کی تلاشی لی تو گلاس نکل آیا۔ اس وقت بھائی کہنے لگے کہ اگر اس نے چوری کی ہو تو عجب نہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے اس کا حقیقی بھائی یوسف بھی چوری کر چکا ہے یوسف نے کہا کہ ظالموں اس کے بھائی پر کیوں چوری کی تہمت لگاتے ہو۔ اور اگر اس نے چوری کی ہوگی تو اس کو خدا ہی خوب جانتا ہوگا۔ غرض اس تدبیر سے یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس رکھ لیا۔ ورنہ مصر کے قانون شاہی کی رو سے وہ اس کو روک لینے کے مجاز نہ تھے۔

حفظانِ صحت

(از جناب محمد شفیع صاحب عارب سینیٹری انسپکٹر۔ جالندھر شہر)

ہیضہ

(پیوستہ بگذشتہ)

تدارک: جب ہیضہ کا مرض کسی جگہ نمودار ہو تو سب سے اوّل اسکی اطلاع محکمہ حفظانِ صحت کو فوراً دی جائے تاکہ محکمہ اسکے روک تھام کی جلد تدبیر کرے اور جو ہدایات محکمہ دے اس پر فوراً عمل کر کے اپنے آپ کو اور دوسرے انسانوں کو اس مہلک مرض سے بچایا جائے۔

مریض کو ایک ایسے علیٰحدہ کمرہ میں رکھا جائے جہاں کہ روشنی اور ہوا کا کافی انتظام ہو اور اس کمرہ میں اسباب بہت کم ہو۔ اسکے بعد فوراً ڈاکٹر کو بلایا جائے۔ یا مریض کو ایسے ہسپتال میں پہنچا دیا جائے جو کہ اسی غرض کے لئے بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔

اگر مریض کے دست اور قے زمین پر پڑے ہوں تو ان پر مٹی کا تیل ڈالکر آگ لگا دی جائے۔ اگر زمین پر پختہ فرش نہ ہو تو اس جگہ کی مٹی بھی دست اور قے کے ساتھ کھرچ لی جائے اور تمام مٹی اور فضلا کو آگ لگا دی جائے۔

مریض کے دست اور قے کیلئے دو مٹی کی کنالیاں استعمال کی جاویں اور ہر دفعہ قے اور دست کے فضلے پر چونہ ڈالکر ڈھانپ دیا جائے۔ اور پھر اس فضلا اور چونہ کو آگ لگا دی جائے۔ جہانتک ہو سکے اس بات کی احتیاط ہونی چاہئے کہ مریض کا فضلا کنالیوں کے باہر نہ جانے پائے اور کنالیوں کے اردگرد جگہ پر بھی چونہ بچھا دینا چاہئے۔ چونہ کا یہ فائدہ ہے کہ اسپر مکھیاں نہیں بیٹھ سکتیں۔

مریض کے پاس ایک آدھ تیماردار کے سوا اور کسی شخص کو جانیکی اجازت نہیں ہونی چاہئے اور تیماردار بھی ایک خاص قسم کا کوٹ پہن کر مریض کے پاس جائے۔ اس قسم کے کوٹ عام طور پر کمپاؤنڈروں کے پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور جب تیماردار مریض کے کمرہ سے باہر آئے تو وہ کوٹ اتار کر وہاں ہی رکھ دے اور اپنے ہاتھ ایسے پانی سے دھوئے جس میں پوٹاشیم پرمنگینیٹ ملا ہوا ہو۔ مریض کے کمرہ میں کوئی چیز کھانے پینے کی نہ رکھی جائے اور نہ ہی وہاں پر کوئی چیز کھائی جائے۔

جس سرعت سے ہیضہ کے جراثیم پھیلتے ہیں۔ اسی سرعت سے یہ جراثیم معمولی گرمی سے مر بھی جاتے ہیں۔ مریض کے کپڑے وغیرہ اور دیگر اشیاء از قسم چارپائی وغیرہ اول تو آگ لگا کر جلا دی جاویں اگر اشیاء جلانیوالی نہ ہوں تو ان کو کافی عرصہ دھوپ میں رکھا جاوے۔

ہیضہ کے ایام میں بغیر اُبالے ہوئے پانی کو استعمال نہ کیا جائے۔ کچا دودھ بالکل استعمال نہ کیا جائے کچے اور سڑے ہوئے پھل انکا استعمال بند کر دینا چاہئے۔ بلکہ امرود۔ کھیرا۔ پھوٹ۔ کھجور اور مکی کی چھلیاں بالکل نہ استعمال کی جاویں۔ برتنوں اور سبزیات کو بھی پوٹاشیم پرمنگینٹ کے پانی سے دھو لیا جائے۔ صبح کے وقت خالی معدہ بالکل باہر نہیں نکلنا چاہئے۔ خوراک پیٹ بھر کر بھی نہ کھائی جائے۔ ایسی اشیاء جن پر مکھیاں بیٹھ کا احتمال ہو نہ کھائی جاویں۔ بچوں کو جیب خرچ کے لئے کوئی رقم نہ دی جائے بلکہ بازار کی بنی ہوئی تمام کھانے والی اشیاء کو بالکل ترک کر دیا جائے۔

ایسا آدمی یا ورچی نہ رکھا جائے جو کہ اس مرض کا مریض ہو۔ کھانے پینے والی چیزیں جو گھر میں تیار کی جاویں۔ انکو بھی مکھیوں سے محفوظ رکھا جائے۔

اپنے گھر اور ارد گرد کی جگہوں کی صفائی کا خاص خیال رکھا جائے کسی جگہ بھی گندگی نہ پڑی رہے۔ کیونکہ گندگی پر مکھیاں پرورش پاتی ہیں اور بیماری پھیلاتی ہیں۔

ہیضہ کی مرض سے بچاؤ کیلئے ہیضہ کا ٹیکہ کرانا نہایت ضروری ہے۔ ہیضہ کے جراثیم جب انسانی جسم کے اندر داخل ہوتے ہیں تو وہ چند گھنٹوں سے لیکر چھ روز تک بیماری کی علامات ظاہر کر دیتے ہیں۔ لیکن جس شخص کے ہیضہ کا ٹیکہ ہو چکا ہو۔ اسکے جسم کے اندر یہ جراثیم داخل ہوتے ہی مرجاتے ہیں اس ٹیکہ کا اثر چھ ماہ تک قائم رہتا ہے اسلئے اگر ایک سال میں دو دفعہ یہ مرض نمودار ہو تو دونو دفعہ ٹیکہ لگوانا ضروری ہے۔

(باقی باقی)

ایک عام تنبیہ:

آئے ہوئے خطوط اور اکثر بیرونی بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ بعض مستورات مدرسۃ الصبیات کو مدرسۃ البنات جالندھر کی شاخ بتا کر اس کیلئے چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں، اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دے دیتے ہیں کہ یہ چندہ مدرسۃ البنات کو پہنچتا ہے، اس لئے ہم اشتباہ کو دور کرنیکے لئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مدرسۃ البنات کا مدرسۃ الصبیات نامی کسی مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں، اور نہ ان کے حسابات کی انجمن مدرسۃ البنات جوابدہ ہے۔

نورالدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر

ضروری اطلاع:

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونیکی علامت ہے۔ آئندہ رسالہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا جسکے زائد اخراجات سے بچنے کیلئے بہتر مقصد یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں خریداری منظور نہ ہو تو اطلاع دیں۔ خدارا وی پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا چھ پیسہ کا ٹکٹ بھیجئے۔

منیجر

بزم مسلمہ

مسلمہ بہنوں سے گذارش ہے کہ مجھے سوئٹر کے کچھ نمونوں کی ضرورت ہے جن بہنوں کو معلوم ہوں وہ بذریعہ بزم مسلمہ مجھ کو اطلاع دیں۔ بہت بہت ممنون ہوں گی۔ پان کا نمونہ چاہئے۔ اور کچھ خوبصورت دھاریاں اور بیلیں مطلوب ہیں۔ جن بہنوں کو معلوم ہوں وہ براہِ کرم اتنی تکلیف گوارا فرمائیں۔ شکر گذار ہوں گی۔ والسلام

امۃ اللہ تسنیم

اللہ کو قرض حسنہ

عطیات ماہ اکتوبر ۴۶ء

میاں محمد شریف صاحب پروفیسر میرٹھ	-/-/۱۰
کاریگران دوکان جلبی مہر علی احمد علی صاحبان جالندھر	۹/۸/۳
حکیم محمد جالینوس صاحب جالندھر شہر	-/۲/-
مولوی عظامی صاحب 〃	-/۲/-
سید محمد رفیق شاہ صاحب 〃	-/۲/-
شیخ عزیز بخش صاحب 〃	-/۱/-
چوہدری شرف الدین صاحب 〃	۳/۱/-
شیخ رحمت علی صاحب 〃	۳/۱/-
سردار جاوید خاں صاحب باتھر	-/-/۲۰
جناب عبدالہادی صاحب چمن	-/-/۵
این۔ ایم۔ ایس رانا صوبیدار صاحب	
وچوہ	-/-/۵

بذریعہ حکیم برق صاحب

جناب رحمت خاں صاحب کراچی	۵/-/-
میسرز محمد شفیع محمد یعقوب صاحبان 〃	۵/-/-
مستری عبدالعزیز 〃	-/۴/-
جناب یمین احمد صاحب 〃	۲/-/-
ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب 〃	۱۰/-/-
منیجر لیبرٹی بوٹ ہاؤس 〃	۲/-/-
الحاج ڈاکٹر عبدالمجید صاحب 〃	۵/-/-
جناب احمد شاہ صاحب 〃	۱۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ احمد شاہ صاحب 〃	۱۰/-/-
سیٹھ رمضان صاحب 〃	۵/-/-
شیخ محمد ایوب صاحب 〃	۲/-/-
راجپوت ڈائری 〃	۱۰/-/-
حاجی احمد موسیٰ صاحب 〃	۱/۴/-

سیٹھ ... صاحب کراچی	-/-/[illegible]	مفتی محمد علی محمد صاحبان کراچی	۱/-/-
مسرز ... اللہ اینڈ کو	-/-/۵	جناب عبدالحمید صاحب	۱/-/-
میر مقبول ... صاحب	-/-/۵	مسٹر ایم داؤد صاحب	۱/-/-
جناب ... اسمٰعیل صاحب	-/-/۲	جناب پیر محمد جان صاحب	۱/-/-
حکیم ... صاحب	۲/-/-	قدیر محمد صاحب	۱/-/-
خان ... صاحب	-/-/۱۰	عزیز احمد صاحب	۳/-/-
بابو عبدالغفار صاحب	۱/-/-	فاروق احمد صاحب	۱/-/-
مسرز محمد موسیٰ اینڈ ...	-/-/۵	جان محمد	۱/-/-
حکیم ... محمد صاحب	-/-/۲	محمد حسن	۵/-/-
جناب عبدالشکور حاجی محمد صاحب	-/-/۲	عطا محمد	۱/-/-
چودھری عبدالحق صاحب	-/۸/۲	سردار خان	۱/-/-
غلام محمد صاحب	-/-/۲	عبدالحمید	۱/-/-
سید ... کلرک	-/-/۵	خوشحال خان	۱/-/-
جناب محمد امین صاحب	-/-/۲	عثمان	۱/-/-
ملک محمد اسحاق صاحب	[illegible]	محمد خان	۱/-/-
سید باقر حسن صاحب	-/-/۵	منیجر صابری گلشن ہوٹل	۲/-/-
جناب غلام محمد صاحب	-/-/۲	محمد سعید صاحب	۱/-/-
حاجی مہر بخش مولا بخش صاحبان	[illegible]	عصمت اللہ	۱/-/-
چودھری ... خان صاحب	-/-/۵	مولوی عبدالرحمٰن صاحب	۱/-/-
شیخ محمد فقیر صاحب	-/-/۵	شمس الحق صاحب	۱/-/-
جناب محمد رحمٰن علی صاحب	[illegible]	سید ...	۱/-/-
چودھری ظہور حسن صاحب	[illegible]	[illegible]	-/۸/۱
مسٹر حنیف صاحب	[illegible]	[illegible]	[illegible]
عبدالجبار صاحب	[illegible]	عطا ...	۱/-/-
طفیل محمد صاحب	-/۸/۲	محمد اسمٰعیل	۱/-/-

جناب شیخ عبداللطیف صاحب	کراچی	۱/-/-
،، محمد انور صاحب	،،	۱/-/-
،، رحمت اللہ صاحب	،،	۱/-/-
،، غلام حسین صاحب	،،	۱/-/-
،، عبدالخالق صاحب	،،	۱/۱۲/-
،، محمد حسین صاحب	،،	۱/-/-
،، نبی بخش خانصاحب	،،	۱/-/-
،، غلام رسول خانصاحب	،،	۱/-/-
،، جی ایم صاحب	،،	۱/-/-
،، غلام ربانی صاحب	،،	۱/-/-
،، مستری عبدالعزیز صاحب	،،	-/۳/-
،، چودھری سردار محمد صاحب	،،	۲/-/-
،، شیخ احمد اسماعیل ،،	،،	۲/-/-
،، عبدالمجیب صاحب	،،	۱/-/-
،، بشیر احمد ،،	،،	۱/-/-
،، محمد صدیق و غلام قادر صاحبان	کراچی	۱/۸/-
،، محمد تاج صاحب	،،	۱۰/-/-
ایم اقبال صاحب	دھلی	۲/-/-
جناب آنریری سیکرٹری مسلم ایسوسی ایشن نیروبی		۹/۴/-

محترمہ مسز غلام حسین	کراچی	۱/-/-
،، ،، جان محمد	،،	۱/-/-
جناب محمد اقبال صاحب	،،	۵/-/-
میسرز محمد شفیع محمد یعقوب	،،	۵/-/-
حاجی غلام محی الدین صاحب	،،	۱/-/-
جناب محمد حسین صاحب	،،	۱/-/-
،، محمد شفیع صاحب	،،	۱/-/-
مسٹر عبداللہ ،،	،،	۲/-/-
جناب غلام نبی ،،	،،	۵/-/-
،، حاجی خانصاحب	،،	۱/-/-
،، چوہدری نذیر احمد صاحب	،،	۵/-/-
،، امتیاز علی خانصاحب	،،	۱۰/-/-
،، محمد سعید صاحب	،،	۵/-/-
مانچسٹر ہاؤس ٹیلرز	،،	۵/-/-
ماسٹر عبدالغنی صاحب ،،		۲/-/-
جناب محمد افضل صاحب ایس ڈی او کیپو مغلہ		۱۰۰/-/-
محترمہ تنویر فاطمہ صاحبہ مغلپورہ		۱۰/-/-
میزان :		۴۷۴/۳/۶

بذریعہ حکیم برق صاحب

خانصاحب اللہ دتا خانصاحب	گجرات	۵/-/-
،، غلام محمد صاحب	،،	۵/-/-
محترمہ مسز ڈاکٹر رشید بیگ	کراچی	۱/-/-
،، ،، دین محمد	،،	۱/-/-
،، ،، ڈاکٹر ظہور علی	،،	۲/-/-

زکوٰۃ و صدقات ماہ اکتوبر ۴۶ء

محترمہ بیگم صاحبہ سید ایزد مختار شاہ صاحب حقانی دہلی	۵/-/-
چوہدری محمد اکرم خانصاحب گجرات (پنجاب)	۲۰/-/-
مولوی عبدالرحمن صاحب جمشید پور	۲۵/-/-
قیصی کلاتھ ہاؤس بہاولنگر بذریعہ حکیم برق صاحب	
برائے وظائف نادار طالبات	۳/-/-

تعمیر فنڈ بماہ اکتوبر ۴۶ء

خان فضل محمد خانصاحب پرنسپل اسلامیہ کالج جالندھر
(منجملہ ایکہزار روپیہ موعودہ جلسہ سالانہ) -/-/۵۰۰
خان بہادر شاہ زمان خانصاحب رئیس اعظم بستی نو
جالندھر (موعودہ) -/-/۵۰۰

میزان : -/-/۱۰۰۰

وظائف فنڈ بماہ اکتوبر ۴۶ء

جناب سکرٹری انجمن مسلمانان پنجاب کراچی
از اپریل تا ستمبر ۴۶ء -/-/۳۶

میزان : -/-/۳۶

کشیدہ کاری



تکیہ کے غلاف و میز پوش کے کونوں پر
استعمال ہو سکتا ہے۔

منیر احمد جالندھر شہر

استاد کی امداد کے بغیر

عربی سکھا دینے والی کتابیں

معلم العربیہ	عہ	خزینۃ المعنوہ حصہ اوّل مجلد	[illegible]
مدرس العربیہ	۸ر	لغات القرآن	۱۰
عربی ٹیچر	عہ	〃 عزیزی	
عربی کا معلم جدید حصہ اوّل	۱۴ر	مصباح 〃 〃	
〃 〃 〃 دوم	۱۴ر	عربی بول چال حصہ اول	
کلید 〃 〃 اول	۵ر	〃 〃 دوم	
〃 〃 〃 دوم	۵ر	کتاب الصرف	
کلام عربی حصہ اول	۱۰ر	〃 النحو	
〃 〃 دوم	۱۰ر	قوانین عربی	۱۲ر
ترجمان القرآن جلد اول، دوم، سوم،		اردو عربی ترجمہ	۸ر
چہارم، پنجم، ششم فی جلد	عہ	الصحیفۃ الاولیٰ	
جلد ۲۹ و ۳۰ 〃	عہ	〃 الثانیہ	ہر حصہ
ہدایت العربیہ	۶ر	〃 الثالثہ	
اساس عربی	۶ر	〃 الرابعہ	۸ر
اللغات والامثال	۶ر	الدروس العربیہ حصہ اول	۸ر

ملنے کا پتہ:- مینیجر مکتبہ علمیہ۔ مدرسۃ البنات۔ جالندھر شہر۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

دسمبر سنہ ۱۹۴۶ء

مدیرہ : حمیرا

چندہ سالانہ : ایک روپیہ آٹھ آنے

مُفید کتابیں

نقشِ وفا : مرد اور عورت کے لئے بہترین راہِ عمل	۶ ر
محمد اور عورت ذات	۳ ر
اظہارِ حق : تفسیر سورۂ والتین	۶.
ہمارے اعمال اور ان کی قدر و قیمت	۳ ر
الناموس المفصل : تفسیر سورۂ مزمل	۶ ر
نور الحق معہ ضمیمہ : تفسیر سورہ علق	۴ ر
اصل الاصول : اہلِ حدیث اور اہلِ قرآن کے مناظرہ پر محاکمہ	۶ ر
سمجھ اچھی کہ بے سمجھی : نماز اور قرآن بے سمجھے سوچے پڑھنے کے نقصانات	۲ ر
ارشادات القرآن : قرآن مجید کی وہ آیات جن میں احکام پائے جاتے ہیں ان کا سلیس اُردو ترجمہ کر دیا گیا ہے	۱۲ ر
لالۂ صحرا (نظم) فلسفۂ عشق و ایمان از منیر ایم اے	۴ ر
جبریل و ابلیس :	۲. ر
اتاترک : غازی مصطفیٰ کمال کے سوانح حیات	۸ ر
شانِ اُردو : اُردو کی جامعیت پر ایک بہترین تبصرہ	۶ ر
الاحسان : تصوف کی حقیقت	۸ ر

نماز بلادِ اسلامیہ میں : ایک یورپین کے تاثرات	۲ ر
سرِ دلبراں : تبلیغ اسلام اور شجاعت کے بےنظیر کارنامے	۴ ر
مقتولِ بے حجابی	۱ ر
قواعدِ عربی حصہ اول : علمِ صرف	۱۲ ر
دریائے وحدت : عقائدِ ذات و صفات باری تعالیٰ : اس میں قرآن و گرنتھ کی ہم معنی آیات معہ ترجمہ دی گئی ہیں	عہ
الفوز الکبیر (فارسی) : تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ رح دہلوی	۸ ر

تالیفات ڈاکٹر سید صادق علی صاحب

مندرجہ ذیل بےنظیر کتابیں ڈاکٹر صاحب موصوف کے دینی شغف کی آئینہ دار ہیں :-

صراطِ مستقیم	عہ
قیامت	۵.
فلسفہ روحانی	۳ ر
حیات و موت	۲ ر
تقلید و تحقیق	۶.
براہینِ قاطعہ	۴ ر
مسیح و احمد	۳ ر

ملنے کا پتہ ... منیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام، جالندھر شہر، پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مُسلِمہ جالندھر شہر

جلد ۱۵ | دسمبر ۱۹۴۶ء محرم الحرام ۱۳۶۶ء | نمبر ۶

عربی عورت عہدِ جاہلیت میں

اور

بزمِ ہستی میں اس کا حصہ

(مسلسل)

عرب کی یہ بھی عادت تھی کہ کسی نیک کام کا سرانجام یا کسی شریف عمل کا اقدام پیچھے کرتا عورت کے پاس پہلے جا پہنچتا، اور اپنے کارناموں سے لبریز فخریہ اشعار اس کو سناتا، اس آس پر کہ اگر وہ اس کے ہمسروں کے درمیان کوئی ایک بھی "اچھا کلمہ" اس کے حق میں کہہ دے تو اس کی مجلس سے ایک غیر فانی فخر اور لازوال شرف کا تمغہ لے کر نکلے۔ چنانچہ شاعر قیس[1] کے اشعار ذیل میں یہی رنگ جھلکتا نظر آئے گا:-

(۱) إِنَّا مُحَيُّوكِ يَا سَلْمَى فَحَيِّينَا
وَإِنْ سَقَيْتِ كِرَامَ النَّاسِ فَاسْقِينَا

(۲) وَإِنْ دَعَوْتِ إِلَى جُلَّى وَمَكْرُمَةٍ
يَوْمًا سَرَاةَ النَّاسِ فَادْعِينَا

---

[1] قیس بن حزن النہشلی

ترجمہ :-

(۱) سلمیٰ! ہم تیرے سلام کرنے والے ہیں، سو تو ہمیں سلام کر اور اگر تو معزز لوگوں کو پلائے تو ہمیں بھی پلانا۔

(۲) اور اگر تو کسی دن کسی امر عظیم اور کار شریف کے لئے لوگوں کے سرداروں کو دعوت دے تو ہم کو بھی بلا لینا۔

اور ذہل کا شاعر ذی قار کے معرکے میں کہتا ہے

(۱) اِنْ كُنْتِ سَاقِيَةً يَوْمًا ذوى كَرَمٍ
فَاسْقِي فَوَارِسَ مِنْ ذُهْلِ بْنِ شَيْبَانَا
وَاسْقِي فَوَارِسَ حامُوا عَنْ ذِمَارِهِمْ
و اعلى مَفَارِقِهِمْ مِسْكًا و رَيْحَانَا

ترجمہ :-

(۱) اگر تو کسی دن اہل کرم کو پلانے لگے تو ذہل بن شیبان کے شہسواروں کو پلانا۔

(۲) ان شہسواروں کو پلانا جنھوں نے ان کے شرف کی حمایت کی اور ان کے سروں پر مشک و ریحان لگانا۔

بلکہ جب عرب کوئی ایسا کام کر لیتا جس کی دل اجازت دیتا، موقع و محل اس پر آمادہ کرتا، اور اکثر وہ سر بسر بہتر بھی ہوتا، لیکن اس کو چین نہ آتا اور اس کا دل قرار نہ پاتا جب تک اپنا عذر عورت کے سامنے نہ لے آتا اور اپنا سارا معاملہ کھول کر نہ رکھ دیتا۔ چنانچہ از ہر بن ہلال تمیمی اپنے فرار کی معذرت کرتا ہوا کہتا ہے :-

(۱) اَعَاتِكَ مَا وَلَّيْتُ حَتّٰى تَبَدَّدَتْ
رِجَالِي وَحَتّٰى لَمْ اَجِدْ مُتَقَدَّمَا

(۲) وَحَتّٰى رَاَيْتُ الْوَرْدَ يَدْمِي لَبَانُهُ
وَقَدْ هَزَّهُ الْاَبْطَالُ وَ انْتَعَلَ الدَّمَا

(۳) وَعَاتِكُ اِنِّي لَوْ اُلَمْ فِي قِتَالِهِمْ
وَقَدْ عَضَّ سَيْفِي كَبْشَهُمْ ثُمَّ صَمَّمَا

(۴) اَعَاتِكَ اَفْنَانِي السِّلَاحُ وَمَنْ يُطِلْ

۲؎ الدہان بن جندل

مُفَاَزَعَةَ الاَبْطَالِ يَرْجِعُ مُحَلَّمًا

ترجمہ:-

(۱) اے عاتکہ! میں نے پیٹھ نہیں دکھائی، یہاں تک کہ میرے مرد پراگندہ ہو گئے اور یہاں تک کہ پیشقدمی کا موقع نایاب ہو گیا۔

(۲) یہاں تک کہ میں نے اپنے زردی مائل سرخ گھوڑے کو دیکھا کہ سورماؤں نے اس کو بھڑکا دیا ہے اور اس کا سینہ خونچکاں، اس کے سم خون آلودہ ہیں۔

(۳) عاتکہ میں ان کی لڑائی میں قابل ملامت نہیں ہوں جبکہ میری تلوار نے اُن کے سردار کو کاٹ کر دھر دیا ہے۔

(۴) عاتکہ ہتھیاروں نے مجھ کو چور کر دیا اور جو سورماؤں سے دیر تک نبرد آزما رہیگا، زخموں سے چُور ہو کر لوٹیگا۔

اور اسی کی مانند کسی کہنے والے کا قول ہے:-

(۱) قَالَتْ سَلَامَةُ مَا اَرٰی لَكَ عَادَةً
اِنْ تَتْرُكَ الْاَعْدَاءَ حَتّٰی تُعْذِرَا

(۲) لَوْ كَانَ قَتْلٌ يَا سَلَامُ فَرَاحَةٌ
لٰكِنْ فَرَرْتُ مَخَافَةً اَنْ اُوْسَرَا

(۳) وَ سَبَقْتُ قَبْلَ الْمُقْرِفِيْنَ فَوَارِسًا
لِبَنِيْ فَزَارَةَ دَارِعِيْنَ حُسَّرًا

ترجمہ:- (۱) سلامہ نے کہا: میں تیری عادت نہیں دیکھتی کہ تُو اپنے دشمنوں کو عذر کی حد تک پہنچے بغیر چھوڑ دے۔

(۲) سلامہ! اگر قتل ہوتا ہوتا (تو میں نہ بھاگتا کیونکہ قتل) تو راحت ہے، لیکن میں تو قید ہونے کے ڈر سے بھاگا ہوں۔

(۳) اور میں نے بنی فزارہ کے زرہ پوش اور بے زرہ سواروں پر مادری عربیوں سے پہلے سبقت کی تھی۔

اور شاید ان دونوں شاعروں سے بلیغ تر معذرت اور زیادہ سیدھی راہ اس شاعر کی ہے جو گھر کی سکونت اور قلیل اذوقے پر خورسندی کی معذرت پیش کرتا ہوا کہتا ہے۔

(۱) قَالَتْ أَمَا تَرْحَلُ تَبْغِي الْغِنَى
قُلْتُ فَمَنْ لِلطَّارِقِ الْمُعْتَمِ

(۲) قَالَتْ فَهَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ لَهُ
قُلْتُ نَعَمْ جُهْدُ الْفَتَى الْمُعْدِمِ

(۳) فَكَمْ وَحَقِّ اللّٰهِ مِنْ لَيْلَةٍ
قَدْ أُطْعِمُ الضَّيْفَ وَلَمْ أَطْعَمِ

(۴) إِنَّ الْغِنَى بِالنَّفْسِ يَا هٰذِهِ
لَيْسَ الْغِنَى بِالْمَالِ وَالدَّرَاهِمِ

ترجمہ:-

(۱) اس نے کہا کیا تم تونگری کی تلاش میں سفر نہ کرو گے، میں نے کہا پھر رات کو آنے والے تھکے ہارے مہمان کا کون ہو گا؟

(۲) اس نے کہا: اس کے واسطے تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے کہا: ہاں، نادار نوجوان کی مشقت

(۳) خدا کی قسم! میں کئی کئی راتیں اپنے مہمان کو کھانا کھلا دیتا ہوں اور خود نہیں کھاتا۔

(۴) یقیناً اے بی بی! تونگری دل کی تونگری ہے۔ مال و درہم کی تونگری نہیں۔

عورت سے معذرت خواہی کے باب میں بہترین شعر عنترہ عبسی کے ہیں:-

(۱) بَكَرَتْ تُخَوِّفُنِي الْحُتُوفَ كَأَنَّنِي
أَصْبَحْتُ عَنْ غَرَضِ الْحُتُوفِ بِمَعْزِلِ

(۲) فَأَجَبْتُهَا: إِنَّ الْمَنِيَّةَ مَنْهَلٌ
لَابُدَّ أَنْ أُسْقَى بِكَأْسِ الْمَنْهَلِ

ترجمہ:-

(۱) وہ مجھے مرگوں سے ڈرانے لگی (گویا کہ میں موتوں کے نشانوں سے الگ ہو گیا ہوں)

(۲) تو میں نے اس کو جواب دیا: موت تو چشمہ ہے اور یہ ناگزیر ہے کہ مجھ کو اس چشمے کا پیالہ پلایا جائے۔

ترجمہ از عبدالحق عباس

عورت اور تعلیم

(م ۔ س گھڑ تنوی)

عورت وہ مخلوق ہے۔ جسے ہادی برحق نے دنیاوی چیزوں میں سے پسند فرمایا جب حضرت آدمؑ کا دل جنت میں اکیلے نہ لگا اور انہیں بھی ایک رفیق کی ضرورت محسوس ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے عورت کو پیدا کیا۔ اس کے بعد کہیں یہ ملکہ بن کر رہی اور کہیں خولہ بن کر میدانِ جنگ میں کام آئی۔ یہاں بحث عورت سے نہیں بلکہ عورت کی تعلیم سے ہے۔ کوئی قوم بغیر عورت کی ترقی کے ترقی نہیں کرسکتی اور عورت بغیر علم کے ترقی کے قابل نہیں ہوسکتی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے " بے علم نتواں خدارا شناخت۔" یعنی بے علم خدا کو بھی نہیں پہچان سکتا۔ ہمارے قرآن مجید میں بھی اللہ تعالےٰ نے علم کو سراہا ہے مگر وہ کونسا علم ...... جس سے تہذیب قوی ہو، اسلام کی شان بلند ہو یعنی نوع انسان کو فائدہ پہنچایا جا سکے۔ آجکل تقریباً ہر جگہ تعلیم نسواں کا چرچا ہے۔ اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے سکول و کالج موجود ہیں۔ جن میں ہماری مسلم لڑکیاں بھی غیر معمولی طور پر معتدبہ حصہ لے رہی ہیں۔ اور امید ہے کہ اس تعلیمی دور میں روز افزوں ترقی ہوتی رہے گی۔ جو لوگ مغربی تعلیم کے بُرے اثرات سے خائف ہو کر اس تعلیم کی ممانعت کر رہے ہیں۔ ان کی صدا کو نقارخانہ میں طوطی کی آواز کی طرح کوئی نہیں سُنے گا۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ۔

علم کا حاصل کرنا بلاشبہ ہر مرد و عورت پر ضروری ہے۔ مگر مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اس علم جس کی جانب اس حدیث شریف میں اشارہ ہے اور موجودہ علم میں فرق ہے۔ موجودہ علم سے غرض یہ ہے کہ روزی کماؤ اور اپنے نفس پر ترجیح کرو ...... یعنی تعلیم جس میں صرف مغربی اثرات شامل ہوں، مذہب سے بے بہرہ کرنے والی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہماری گریجوایٹ بہنیں سوسائٹی کے آداب اچھی طرح سے جانتی ہیں۔ سنیما دیکھنے کی شوقین ہیں۔ کلب جانا بھی اُن کے لئے لازمی ہے۔ بزرگوں کی سب بات کو دقیانوسی کہہ کر ٹھکرا دیتی ہیں اور اپنے آپ کو ہمچو من دیگرے نیست سمجھتی ہیں۔ ؎

یہ ڈراما دکھائے گا کیا سین ٭ پردہ اُٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

میں تعلیم نسواں کی تہِ دل سے حامی ہوں۔ مگر ایسی تعلیم جو مذہب کو پس پشت ڈال کر

فیشن اور آزادی کی جانب راغب کرنے کے مخالف ہوں۔

ہماری تعلیم یافتہ خواتین فیشن پرستی میں اس قدر غرق ہو جاتی ہیں کہ آمدنی کا بیشتر حصہ بے جا اسراف میں اڑا دیا جاتا ہے۔ قوم کی کوئی خدمت نہیں کر سکتیں۔ گھر بار کا کام آتا نہیں، اور نوکر اچھے ملتے نہیں، اور جو ملتا ہے وہ دگنے دام مانگ کر اپنا اُلو سیدھا کر لیتا ہے چونکہ نوکر بھی جانتا ہے کہ بی بی صاحبہ خود تو کچھ کر سکتی نہیں، اسلئے مجبوراً نوکر کی تنخواہ میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ بچوں کی پرورش کو عیب سمجھتی ہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ حقیقی فرائض کی تکمیل سے جان چراتی ہیں۔

ان لڑکیوں کو انگریزی تعلیم سے اتنا وقت ہی نہیں ملتا کہ دینی تعلیم بھی حاصل کر سکیں قرآن کا پڑھنا لازمی نہیں۔ نماز اور روزہ کے لئے وقت ہی نہیں ہے۔

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ابتدا ہی سے بچوں کو اسلامی مدرسوں میں تعلیم دلوائی جائے تو ممکن ہے کہ وہ بڑے ہو کر اپنی مثال آپ قائم کریں، اور دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی مکمل ہو جائے، جس کے لئے مدرسۃ البنات ایسے اسلامی مدارس کی سخت ضرورت ہے۔

مسلمان اب کیا کریں

قسط اوّل

از حضرت داعی الی الحق

(۱)

مردِ حق آگاہ :

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ صحبت نے لاہور میں تعلیم حاصل کرنے والے نوجوانوں کے ایک طبقہ کو شرفِ چہار یاری بخشا ۱۹۲۷ء سے لے کر ۱۹۴۳ء تک یہ چہار یار اپنے اپنے انداز پر تجربات کی کٹھالی میں پڑے رہے۔ خدا کی حکمت دیکھئے کہ سبھی نے اسلامیہ کالج اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کو یکے بعد دیگرے رزم گاہِ عمل بنایا۔ اس دور کی سیاست کے ہمرہان سست عناصر آخر ہماری ملت کے اجزاء ہی تو ہیں' اس لئے ان کے سا تھ رگڑ کا موقع ملتا رہا۔ وقت کے مطابق کئی مرتبہ یہ اجزائے رفاقت فتنائے ملت میں بکھرتے رہے۔ تا آنکہ چہار یاری کا ایک مہرہ علامہ رح کی ذاتی خدمت پر مقرر ہوا اور ان کا آخری وقت تک ساتھ دیا۔ یہ شمع حیات افروز گل ہوئی تو ایک نیم سرکاری اخبار کا چیف رپورٹر بن گیا، لیکن وہاں اُسے چین کہاں، انجام کار آج ملت کے ستارۂ بخت کے طلوع کا سامان بہم پہنچانے کے لئے ڈان (Dawn) سے وابستہ ہے۔

دوسرا مہرہ "نوائے وقت" بن کر ملتِ اسلامیہ کے لئے اس نئے دورِ حیات میں نقیب کا کام کر رہا ہے۔

تیسرا مہرہ میدانِ سیاست کا کھلاڑی ہے۔ عوام کا نمائندہ ہے۔ ایم-ایل-اے؛ اور صدر و سیکرٹری کے دُم چھلوں کے لئے ذریعہ حرکت ہے۔ چوتھا مہرہ مسجد و کالج یعنی منبر و نگارخانہ تہذیبِ نو کا چکر کاٹتے ہوئے اس حقیقت کو سمجھ چکا ہے کہ یہ زمانہ دعائے خانقاہی یا لیکچر بازی کا نہیں، میدان رزم میں شاہ بازی کا ہے۔

۱۶ راگست کو کلکتہ میں قیامت صغریٰ کا سماں پیدا ہو گیا۔ پھر بمبئی۔ احمد آباد۔ الہ آباد۔ آگرہ اور خدا جانے کہاں کہاں اس جہنمی آگ کے شرارے نمودار ہوئے جو انسانی قلوب کو شیطان کی بھٹی بنا چکی ہے۔ اس نازک وقت میں اس پرانی بساطِ رفاقت کے مہروں میں پھر حرکت ہوئی ——— انگریز اور ہندو کا گٹھ جوڑ مسلمان کے صبر کا آخری امتحان ہے۔ اس لئے سب سے اہم سوال یہ ہے کہ

اب مسلمان کریں کیا ؟

اس گتھی کو سلجھانے کے لئے جو تھا مہرہ پھر اپنی بساط پر پہنچا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اب وہاں عزائم کی نئی دنیائیں آباد ہیں۔ دلوں کی کدورتیں ختم ہو چکی ہیں۔ گندگی صاف ہو رہی ہے۔ مصیبت کے احساس نے سب کو اکٹھا کر دیا ہے۔ وہ لوگ جن کے دل سخت ا... مائل بہ پستی تھے، اب دوست آشنا اور آمادۂ پیدا از نظر آتے ہیں۔ اُمید کے ستارے طلوع ہو رہے ہیں۔ قدرت نے کئی دوسرے رفیقوں کو بھی خدا جانے کہاں کہاں سے کھینچ کر زینتِ محفل بنا دیا ہے۔ اب چہار یاری نہیں، ہمہ یاری کا دور نظر آتا ہے ——— مردِ حق آگاہ ہمارے اپنے رپورٹروں اور اپنے اخبار نویسوں کے ذریعہ ملت کو پیغام دینے کے قابل ہے ——— میں اسی پیغام کو اس سلسلہ مضامین میں بنگال کے رفیقانِ عمل کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ آئیے ہم سب اس پیغام کی روشنی میں فرائض حق شناسی و حق جوئی کی ادائیگی کے لئے تیار ہو جائیں ———

(۲)

مردِ حق آگاہ کے نزدیک مسلمانوں کی زبوں حالی اور پستی
کا بنیادی سبب ہمارا غیر اسلامی کردار اور ایمانی تزلزل ہے
پاکستان بنے گا یا نجات ہوگی تو اس شامتِ اعمال سے تائب
ہونے کے بعد ———

اس اجمال کی تفصیل کے لئے ہمارے "مسافر" کے پُر اسرار سفر کی داستان سنئے :-

پُر اسرار سفر: ———

"صبح صبح میں اپنے خیالات میں غلطاں پیچاں قصہ خوانی بازار (پشاور) سے لوٹ رہا

تھا کہ راستہ بھول گیا۔ میں اپنی قیام گاہ تک پہنچنے کے تردد میں تھا کہ ایک تنگ بازار میں ایک نانبائی کی دکان پر غیر معمولی جھمگٹ دیکھکر رُک گیا۔ نانبائی معمر تھا۔ جھگڑا کرنے والا گاہک نوجوان تھا اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں تیزی دکھا رہا تھا۔ وہ غصہ کے عالم میں کچھ سخت سُست کہہ گیا۔ بڈھے میاں بھی کہنے کو تو بڈھے تھے لیکن تاؤ میں آگئے۔ بات بڑھتے دیکھکر نہ جانے کیوں میں ہجوم میں گھس گیا اور بیچ بچاؤ کرا دیا۔ میرے خاکی لباس اور ہیٹ نے اثر دکھایا۔ جھگڑا ختم ہوتے دیکھ کر ہجوم منتشر ہو گیا۔ میں نے آگے بڑھنے کے لئے قدم اُٹھاتے ہوئے نانبائی کو ملامت آمیز لہجہ میں کہا: تم پشاور کے مسلمان ذرا ذرا سی باتوں پر آپس میں بگڑتے رہتے ہو۔ مسلم قوم کا مستقبل اور اتحاد خطرہ میں ہے۔ تمہیں اس کا کچھ خیال نہیں؟ نانبائی ایکا ایکی چشم پُرنم ہو گیا اور کہنے لگا: خان صاحب! میں تو خاموش تھا، اُس نوجوان نے ہی گالی دے کر مجھے مشتعل کر دیا۔ نانبائی کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈباتے دیکھ کر مجھے اس سے کچھ ہمدردی سی ہو گئی اور میں نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ تم لوگ محلہ محلہ ایسی انجمنیں کیوں نہیں بناتے جو عوام کو اسلامی اخلاق و عادات کی تلقین کریں؟ بڈھے نے ایک آہ سرد کھینچتے ہوئے کہا: خان صاحب آپ بھی تو حضرت بابا صاحب جیسی باتیں کرتے ہیں۔ آج کل لوگوں کو اس طرف کہاں دھیان ہے۔ وہ تو سنیما دیکھنے، ریڈیو سننے اور چرٹوں کا دھواں سونگھنے میں منہمک رہتے ہیں۔

میں نے تجسس کیا تو معلوم ہوا یہ بابا صاحب ایک ولی اللہ ہیں جو مضافات میں حضرت بابا بلند کوہی زابلستانی کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ نانبائی بھی اُن کا معتقد دکھائی دیتا تھا ـــ

میں سرحد کے معززین اور پولیٹیکل لیڈروں سے ملاقاتیں کرتے کرتے اُکتا گیا تھا۔ نانبائی نے اُن ولی اللہ کا ذکر کچھ ایسے اعتقاد سے کیا کہ لمحہ بھر کے لئے اس کی آنکھوں کی چھلکتی ہوئی پُراسرار کیفیت نے مجھ پر وجد طاری کر دیا۔ بے اختیار میرا دل چاہا کہ چلو پشاور آئے ہیں تو ان بابا صاحب کی بھی زیارت کرتے چلیں۔ نام تو ضرور دلچسپ ہے۔ میری توقع کے خلاف نانبائی نے میرے شوقِ زیارت کا استقبال کچھ بہت تپاک سے نہ کیا۔ پہلے تو اس نے مجھے سرے سے ہی ٹالنا چاہا۔ پھر خاصی جرح کے بعد جب اُسے یقین ہو گیا کہ میرا پولیس یا سی۔ آئی۔ ڈی سے کوئی تعلق نہیں اور میں محض ایک غیر سرکاری مسافر ہوں، تو وہ اس پہاڑ کی کھوہ تک میری راہ نمائی کرنے

آمادہ ہو گیا جہاں حضرت بابا صاحب آج کل مقیم ہیں۔

نوٹ:۔ حضرت بابا صاحب ہندوستانی مسلمانوں کی حالت سے سخت بیزار ہیں اور تب تک ہندوستان آنے پر آمادہ نہیں جب تک یہاں کے عقائد و اعمال میں کچھ بہتری نہ ہو جائے۔ اس وقت حضرت اپنی قیام گاہ کا پتہ بھی کسی کو نہیں بتانا چاہتے۔ ہندوستان میں حضرت کا تعارف پہلی مرتبہ ۱۶۔ ۱۷ مئی ۱۹۴۵ء کو "نوائے وقت لاہور" کے دو مضامین سے ہوا تھا۔

(۳)

بابا بلند کوہی

دوسرے روز علی الصبح بوڑھا نانبائی وقت مقررہ سے بہت پہلے اس کوٹھی پر پہنچ گیا جہاں میں ٹھہرا ہوا تھا وہ اپنے ساتھ چار گرم گرم نان بھی لایا تھا۔ پشاور کی شیریں گندم کے پھولے پھولے لذیذ خمیری نانوں نے میرے باورچی کی بنائی ملائی والی کشمیری چاء کے ساتھ مکھن توس سے بھی زیادہ لطف دیا۔ ناشتہ کے بعد ہم اس کار میں سوار ہوئے جو میرے میزبانوں کی مہربانی سے میرے تمام قیام پشاور کے دوران میں میرے لئے وقف رہی۔ صبح کی ٹھنڈی ہوا کا لطف اُٹھانے کے لئے میں خود ڈرائیور کی نشست پر بیٹھا۔ نانبائی اس قیمتی اور پُرتکلف موٹر کے اندر نرم گدّوں پر بیٹھ کر بہت خوش ہوا۔ شاید اُسے اپنی عمر میں پہلی مرتبہ اس کا اتفاق ہوا تھا۔

جمرود کی طرف چند میل سفر کرنے کے بعد کار کو سڑک کے کنارے پر کھڑا کر دیا گیا اور نانبائی مجھے پہاڑوں کے درمیان پتھریلی پگڈنڈیوں سے گذرتا ہوا مشرق کی طرف لے چلا۔ ہمیں تقریباً ایک گھنٹہ پیدل چلنا پڑا۔ میں خاصہ تھک گیا۔

خشک پہاڑیوں کے گرد دشوار گذار پگڈنڈیوں میں چکر کاٹتے کاٹتے میں اُکتا چلا تھا کہ نانبائی ایک مہیب چٹان کے سامنے رُک گیا۔ چٹان کچھ ایسی اونچی تو نہ تھی لیکن ایسی کالی، سنسان اور ڈراؤنی تھی کہ دن کے وقت بھی دہشت محسوس ہو رہی تھی۔ مجھے ایک لمحہ کے لئے خیال گذرا کہ کہیں اس دہشتناک مقام میں رہنے والا کوئی "مُلّائے حزیں" نہ ہو۔ اُس کے سر کے بالوں کی لٹیں پریشان اور

گردآلود ہوں گی۔ گلے میں سُرخ تسبیح ہوگی۔ سجدہ کا سیاہ نشان۔ وہ اپنی خوفناک بے خواب آنکھوں سے میری جانب گھورے گا ——— میں دل ہی دل میں ولی اللہ کی شکل کا تصور کر رہا تھا کہ ہم چٹان میں غار کے سرنگ پہنچ گئے۔ نابینائی نے بھدے دیہاتی وضع کے چوبی دروازہ پر دستک دی۔ ایک اُجلے کپڑوں والے خوش وضع ملازم نے دروازہ کھولا اور ہماری توقعات کے خلاف بڑی تمیز سے اندر لے گیا۔

چٹان کے اندر مکانیت مختصر تھی۔ ایک چھوٹی سی تاریک ڈیوڑھی سے گذر کر ایک بڑا کمرہ تھا کمرہ میں چاندنی بچھی تھی۔ ایک طرف سلیقے سے بہت بڑا گاؤ تکیہ لگا ہوا تھا۔ تکیہ کے سہارے ایک ادھیڑ عمر لیکن مضبوط ڈیل ڈول کا بارُعب شخص مُصلّے پر بیٹھا استغراق سے قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ مجھے کمرہ کی آراستگی دیکھ کر تعجب ہوا۔ فرش فروش اور آرائش امیرانہ تھی۔ باباصاحب کے دائیں طرف ایک برہنہ شمشیر آبدار رکھی تھی۔ بائیں جانب جدید ترین جرمن ساخت کا ایک پستول پڑا تھا جس کی بابت بعد میں مجھے پتہ چلا کہ بیک وقت مسلسل دس فائر کر سکتا ہے۔ باباصاحب کی پُشت کی طرف دیوار پر دو بڑے بڑے نقشے لٹک رہے تھے۔ ایک دنیا کا نقشہ تھا جس میں مشہور تجارتی گذرگاہیں، ریلوے، آبادی اور پیداوار دکھائی گئی تھی۔ دوسرا اجرام فلکی کی گردش کا مرقع تھا۔

کمرہ میں چٹان کے دوسرے رُخ تین کھڑکیاں تھیں جو سب کی سب کُھلی تھیں۔ اُن میں سے پائیں باغیچہ کی معطر ہوا اور دوپہر کے سورج کی تیز روشنی داخل ہو کر کمرے کو ایک عجیب سی کیفیت دے رہی تھی۔

باباصاحب کی شخصیت میں کچھ ایسی ہیبت اور جلال تھا کہ میں کمرہ میں داخل ہوتے ہی مرعوب ہو گیا۔ رسمی تعارف کے بعد جب باباصاحب کو معلوم ہوا کہ میں ایک مشہور جماعت کا نمائندہ ہوں اور ہندوستان کی اسلامی سیاست کے متعلق اُن کے ارشادات سے مستفید ہونا چاہتا ہوں تو وہ ایک انداز استغنا سے زیرِ لب مُسکرائے۔ پھر اپنے مخصوص افغانی لہجہ میں کہنے لگے: تم سیاست میدانی علاقہ میں رہنے والے لوگ باتیں بہت بناتے ہو، کام کچھ نہیں کرتے۔ پھر آج کل کیا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ کس سیاسی کھلونے سے دل بہلا رہے ہو۔ پہلے انگریز آئے تو سرسید کی قیادت میں تمہیں تعلیم کا شوق پیدا ہوا۔ وہ بخار کچھ ٹھنڈا پڑا تو ملازمتوں اور ووٹوں کے تحفظ کی فکر ہوئی۔ پھر خلافت کے چکر میں پڑتے رہے۔ کچھ دنوں عدم تعاون اور

ہجرت کا شغل بھی کیا۔ بعد ازاں چندے تبلیغ کی دُھن سمائی۔ پچھلے دنوں تنظیم کے بڑے چرچے تھے، آجکل کہو کیا انہماک ہے؟

مجھے باباصاحب کے یہ پُراز معلومات سوالات سُنکر تعجب تو ضرور ہوا لیکن میں نے سنبھلتے ہوئے جواب دیا کہ باباصاحب آپ ملت کے مستقبل کے متعلق یہ قنوطیت (Pessimism) ترک کر دیجئے۔ ہندوستان کے مسلمان نے دو سو سال بھٹکنے کے بعد اپنی منزل جانچ لی ہے۔ اُس نے اپنے جداگانہ وجود کا احساس کر لیا ہے۔ اب کسی کا مکروفریب اسے خود فراموشی میں مبتلا نہیں کر سکتا۔ ہم ایک تقدیر کے مالک ہیں۔ ایک مستقل ملت ہیں۔ آپ مایوسی کو تھوک دیجئے۔ ہندوستان کا مسلمان اپنی قسمت کی باگ ڈور خود اپنے ہاتھ میں سنبھال چکا ہے۔ ہمیں صرف اپنے قوت بازو پر اعتماد ہے۔ ہم کسی کے محتاج نہیں۔ ہم پاکستان بنائیں گے اور خود ہی بنائیں گے ——— باباصاحب ایک مشفقانہ اور بزرگانہ انداز میں سر کو جنبش دیتے ہوئے بولے: یہ سب بہت خوشی کی باتیں ہیں، مبارکباد کی مستحق ہیں۔ خود اعتمادی بڑی اچھی چیز ہے، لیکن برخوردار خود اعتمادی حقائق کو فراموش کرنے کا نام نہیں۔ ہم اکیلے وہی کام کر سکتے ہیں جس کا تعلق محض ہماری ذات سے ہو۔ جس مہم میں کچھ دوسرے لوگوں کا بھی واسطہ ہو اس میں ہم اُن کے وجود کو بھول کر کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں۔

فرض کرو اُن کا رویہ نامعقول ہے۔ چند منٹ کے لئے یہ بھی مان لو کہ وہ انصاف نہیں کر رہے ہیں۔ ممکن ہے وہ حقائق بھی نظر انداز کر رہے ہوں۔ شاید اس میں اُن کا بھی نقصان ہے، لیکن جس مکان میں ایک سے زیادہ مکین رہتے ہوں، وہاں تم دوسروں کو راضی کئے بغیر کیونکر من مانی کاروائی کر سکتے ہو؟

ہندوستان میں حکومتِ وقت ہے۔ حکومتِ وقت کے مُلکی گماشتے اور معتقدین ہیں۔ والیانِ ریاست ہیں۔ برادرانِ وطن ہیں۔ خود تمہاری قوم کے ایسے افراد اور جتھے ہیں جو تمہاری تنظیم میں شامل نہیں، یا اپنے مفاد کو تم سے متضاد خیال کرتے ہیں۔ یہ غیر متعلق ہے کہ وہ کن وجوہات کی بنا پر ایسا کرتے ہیں۔ یہ حقیقت تو مسلم ہے کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔ پھر اگر تم اُن سب سے آنکھیں میچ کر اپنی ہی کہے جاؤ تو اُس سے کیا خیر برآمد ہونے کی توقع ہو سکتی ہے؟

باباصاحب نے یہ ساری باتیں کچھ اس طرح ٹھہر ٹھہر کر دلنشین پیرایہ سے کہیں کہ میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ لیکن میں بھی آسانی سے مایوس ہونے والا نہ تھا ——— میں پھر آواز اونچی

کرتے ہوئے بولا کہ بابا صاحب ! دنیا میں کونسی قوم ہے جسے وہی حالات در پیش نہیں جو آپ نے ابھی گنوائے ہیں۔ تاریخ میں کونسا گروہ اُبھرا جسے ان دقتوں کا سامنا نہوا۔ آخر وہ ان رکاوٹوں پر اپنے عزم، اپنی ہی کوششوں اور اپنے ہی سنگٹھن سے غالب آئے۔ غیروں نے تو کبھی ان کے لئے راستہ صاف نہ کیا۔ آپ یُوں ہی مایوسی کی باتیں کرتے ہیں۔ زندہ رہنا ہے تو اپنی کوشش سے پاکستان بنا کر۔

بابا صاحب نے فرمایا: میری مراد مایوس کرنا نہیں۔ اصل اُمید وہی ہے جو نا امیدی کے اسباب کا پُورا جائزہ لے کر آگے بڑھے۔ تم نے تاریخ میں چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے غالب آنے کی جو مثال دی ہے اُس پر غور کروگے تو دیکھوگے کہ وہ صرف تین ہی راستوں سے منزلِ مقصود تک پہنچیں۔ (۱) یا تو انھوں نے اپنے مخالفین کو اپنا لیا۔ (۲) یا انھیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ (۳) یا انھیں اپنے راستہ سے ہٹا دیا۔ تم نے بھی ان میں سے کسی ایک صورت کا جتن کر لیا ہے ؟

(۴)

خود اعتمادی :-

سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا :-

"تم خود اعتمادی کا ذکر بار بار کرتے ہو، اس کی بھی کچھ شرطیں ہیں۔ اگر تم دوسروں سے ممتاز اور علیٰحدہ رہنا چاہتے ہو، تو اس کے لئے پہلے تمہیں دوسروں سے مختلف بننا پڑے گا۔ یکسانیت سے اتحاد لازم آتا ہے۔ ایک راستہ پر چلنے والے لوگ چاہے مختلف جگہوں سے کیوں نہ آئے ہوں اور چاہے علیحدہ علیحدہ نیتوں سے کیوں نہ سفر کر رہے ہوں، دیر یا زُود ضرور اکٹھے ہو جایا کرتے ہیں۔ چلنا جو ایک ہی ڈگر پر ہوا۔

تمہاری خصوصیت کی جتنی بھی صفتیں ہیں تمہیں اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملی ہیں پرانے امتیازات چھوڑ کر پچھلے سو سال میں تم نے جو کچھ بھی حاصل کیا ہے اس میں تمہارے ہمسایوں میں اور تمہارے درمیان سرِ مو فرق نہیں۔ دونوں ایک ہی طرح کے بال کٹواتے ہو، ایک سے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پاتے ہو۔ ایک سے ہوٹلوں میں کھانا کھاتے ہو۔ ایک سے سنیما اور ریڈیو سنتے ہو۔ ایک سے انگریزی اخبارات اور کتابیں پڑھتے ہو۔ ایک سی انجمنیں بناتے ہو۔ ان میں

ایک ہی طرح ووٹ شمار کر کے فیصلے کرتے ہو۔ تمہاری ملازمتیں اور تجارتیں، تمہاری کوٹھیاں اور اُن کے فرنیچر، تمہارے فیشن ایبل لباس حتیٰ کہ تمہارے ہیرو اور نیک و بد کے تصورات روز بروز زیادہ سے زیادہ ایک ہی مغربی سانچے میں ڈھلتے جا رہے ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ ایک ہی تھیٹر گھر میں ناچنے والوں میں بھی باپ دادا کی نسبت سے سید اور ڈوم کا فرق چلا آتا ہے۔ ایک شاہ صاحب ہیں تو دوسرے میر صاحب، لیکن گھل مل کر رقص کرتے رہنے سے یہ فرق بھی چند روز میں گھس پٹ کر پوری ہو رہے گی۔ ایک ہی اوکھلی میں پیسنا ہے تو الگ الگ جھلنیوں میں کب تک چھنتے رہو گے؟

اکیلے دادا کی پونجی سے پاکستان ممکن ہوتا تو تمہارے آبا کیوں غلام بنتے۔ اب تو اُس میں کچھ اور کم ہو چکا ہے۔ تم ہر چہ پدر نتوانست پسر تمام کند کے چکر میں پڑے ہو جب تک اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے کچھ اضافہ نہ کرو گے۔ کچھ ڈوبے ہوئے قرضے برآمد کراؤ گے۔ خالی دادا میاں کے نام پر تو دوکان چلنے سے رہی۔ باپ جو سا کھ بگاڑ گئے تمہاری اور مرے بھی دیوالیہ ہو کر۔ تم برخوردار الگ ہوش سنبھالنے تک اللّے تلّے اڑا رہے ہو اور امنگ ہے کہ دادا میاں کی جائیداد سنبھالیں گے۔ خیر سے! چشم بد دور! کیوں نہ ہو!!!

بابا صاحب کے طنز میں ناقابل برداشت تلخی آ چلی تھی۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں اپنے تصور کے کسی "ولی اللہ" سے نہیں بلکہ کسی مادر زاد، تجربہ کار اور دُور اندیش مدبر سے گفتگو کر رہا ہوں۔ شاید حقیقی ولی اللہ اتنے نرم اور سادہ نہیں ہوتے جیسا میں انہیں خیال کیے بیٹھا تھا۔

میں نے اپنا پہلو کمزور دیکھ کر گفتگو کا رخ بدلا۔ میں بولا: بابا صاحب! یہ باتوں کی گھنگنیوں سے تو پیٹ نہ بھرے گا۔ موجودہ حالات میں جو بُرا بھلا بھی ہم کر رہے ہیں آپ یہاں جبّان کی کھوہ میں گھس کر کچھ بھی تو نہیں کر رہے ——— زمانہ دعائے خانقاہی کا نہیں، میدانِ رزم میں شاہبازی کا ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہم صحیح راستے پر نہیں، تو آپ ہی ذرا ڈگر پر آ جائیے نا۔ ورنہ تعمیر کو دینے کے لئے کچھ پلے نہیں تو کم از کم اس کا دل تو کھوٹا نہ کیجئے۔

بابا صاحب بشاشت سے ہنسے اور فرمانے لگے: باتوں باتوں میں دیر ہو گئی۔ اب تم لنگر سے کچھ کھانا کھا لو۔ میں بھی اپنے معمولات سرانجام دیتا ہوں۔ باقی باتیں شام کی نشست

میں ہوں گا۔ ہم خالی باتیں کرتے ہی نہیں، باتیں بناتے بھی ہیں برخوردار! خالی دعا کردن شیوۂ بیوہ زنان است۔ مردانِ خدا کارے کنند۔

کھانا آیا تو مرغ کا پلاؤ تھا۔ برّہ کے کباب تھے۔ بھُنی ہوئی مچھلی تھی۔ قسم قسم کے میوے تھے۔ میں نے پیٹ بھر کر کھایا۔

میں حیران تھا کہ میں کسی ولی اللہ کا مہمان ہوں یا کسی خاندانی رئیس کا۔ کم از کم آج کل عام طور پر تو ولی اللہ کے متعلق کچھ ایسا ہی تصور ہے کہ نہ اُسے ڈھنگ سے کھانا آتا ہو اور نہ آرام سے رہتا ہو اور یہاں حضرت بابا بلند کو ہی زابلستانی کے دسترخوان پر مجھے وہ نعمتیں میسر آرہی تھیں جو سرحد کے بڑے بڑے خوانین کے ہاں بھی نہ ہوں گی۔ کیا خستہ کباب تھے! کیا خوشبودار چٹنیاں!

حضرت بابا صاحب سے پھر شام کو ملاقات ہوئی۔ اس کا حال دوسری قسط میں بیان ہوگا

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا چھ پیسے کے ٹکٹ آنے چاہئیں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ یمن کے ایک مشہور خاندان حمیری کے روشن چراغ تھے۔ آپ غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا، اور فرمایا: "ثوبان! اگر تمہارا جی چاہے تو میرے ساتھ رہو ورنہ اپنے گھر چلے جاؤ۔" چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بڑی محبت کرتے تھے، اس لئے آپ نے گھر جانا پسند نہیں کیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اپنی بڑی سعادتمندی سمجھی اور ساری عمر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ نے مدینہ چھوڑ دیا۔ کچھ دنوں تک شام میں رہے پھر اخیر میں حمص چلے گئے، یہیں مکان بنا لیا اور پھر یہاں سے کہیں نہیں گئے، اور یہیں سنہ ۵۴ھ میں جنت کا سفر اختیار کیا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ (بیشک ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی یہی خصوصیت کیا کم تھی کہ آپ آقائے دو جہان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غلام تھے اور اہل بیت میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ نے ساری عمر اللہ کے رسول کی خدمت میں گزاری، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جاتے تو آپ ساتھ رہتے۔

آپ کو بہت سی حدیثیں حفظ تھیں۔ آپ کے پاس بہت سے لوگ حدیثیں سننے کے لئے آیا کرتے تھے۔ بعض وہ اکابر جو علم حدیث میں ممتاز تھے۔ احادیث کی تصدیق کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ صرف حدیث سناتے ہی نہیں تھے، بلکہ اس پر عمل بھی کرتے تھے اور لوگوں کو عمل کرنے کی دعوت دیتے تھے۔

ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے آپ سے حدیث سننے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: جو مسلمان خدا کے لئے ایک سجدہ کرتا ہے خدا اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کی خطاؤں کو معاف کرتا ہے۔

رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ اس لئے آپ اللہ کے رسول کی دل و جان سے عزت کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت صلعم کو صرف "محمد" کہکر مخاطب کرتا تو آپ کو بڑا رنج و غم ہوتا تھا، اور آپ اس شخص کو برا بھلا کہتے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ اپنی غلامی کی نسبت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

طرف منسوب کی اور آپ کو اس پر بہت فخر تھا۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی دل وجان سے قدر کرتے تھے۔ آپ کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ اللہ کے پیارے نبی کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ ہو۔ چنانچہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ثوبان! دیکھو، کبھی کسی سے سوال نہ کرنا" حضرت ثوبان نے آپ کی اس نصیحت کو ہمیشہ یاد رکھا، اور کبھی کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کیا۔ آپ اپنا کام خود کیا کرتے تھے۔ اگر سواری پر سے کوڑا وغیرہ گر جاتا تو کسی دوسرے سے نہ اٹھواتے بلکہ خود اترتے اور اٹھا کر سواری پر سوار ہو جاتے۔

وما توفیقی الا باللہ　　(ماخوذ)

صلاح الدین احمد لکھنؤ

ایک عام تنبیہ:

آئے ہوئے خطوط اور اکثر بیرونی بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ بعض مستورات مدرستہ النبیات کو مدرستہ البنات کی شاخ بتا کر اسکے لئے چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دے دیتے ہیں کہ یہ چندہ مدرستہ البنات کو پہنچتا ہے۔ اسلئے ہم اس اشتباہ کو دُور کرنے کے لئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مدرستہ البنات کا مدرستہ الصبیات نامی کسی مدرسہ سے کوئی تعلق ہے اور نہ اس کے حسابات کی انجمن مدرستہ البنات جوابدہ ہے

نور الدین بٹ جنرل سکرٹری

جوشِ انتقام

کلکتہ کا ایک سچا واقعہ افسانوی رنگ میں

اظہر عرصہ ہوا تبدیل ہو کر کلکتہ آ چکا تھا۔ اس کے کچھ بعد منظہر، اس کا چھوٹا بھائی، بھی وہیں آ کر کالج میں داخل ہو گیا تھا۔ بڑا محنتی لڑکا تھا۔ اس کا چوتھا سال تھا اور بڑی تن دہی سے امتحان کی تیاری کرتا۔ سیاست میں اس کو زیادہ دخل نہ تھا کیونکہ اس کی رائے تھی کہ یہ باتیں فارغ البال انسانوں کو ہی زیب دیتی ہیں۔ اُن کا مکان کافی فراخ تھا اور اس کے پچھلے حصہ میں ان کے چچا عمر اقبال مع اپنی دو بیٹیوں کے رہتے تھے۔ ان سب میں آپس میں یگانگت اور بے حد اتفاق تھا اور امن سے دن گزر رہے تھے۔

اگست کی ایک پُر فضا شام کو جب اظہر دفتر سے گھر لوٹا تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی زرینہ اداس اداس نظر آ رہی ہے۔ آج اس نے اپنے بال بھی نہ سنوارے تھے اور وہ سیاہ چھلّوں کی صورت میں اس کی چمکیلی پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی نرگسی آنکھیں آج کچھ کھوئی ہوئی سی تھیں، گویا کہ انھوں نے مستقبل کی کوئی موہوم جھلک دیکھ پائی ہے۔

"زبی! آج کیا بات ہے؟" اظہر نے سوالیہ نظروں سے اپنی نوجوان اور معمولاً شگفتہ رو بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ زرینہ نے کچھ جواب نہ دیا اور پنگوڑے میں سوئی ہوئی ننھی سکینہ کی طرف دیکھنے لگی، جس کو اس دنیا میں آئے ہوئے صرف دو ماہ ہوئے تھے۔ "کیا ہ سکینہ کیسی ہے؟" اظہر پریشان سا ہو کر پنگوڑے کی طرف بڑھا۔ سکینہ امن سے سوئی ہوئی تھی، اور اس کے ننھے گلابی ہونٹوں پر بچپن کی معصوم مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ زرینہ نے مصنوعی مسکراہٹ پیدا کر کے کہا: "سکینہ بالکل اچھی ہے۔ گھبرائیے نہیں"۔

اس کے بعد حسب معمول چائے پینے لگے۔ ساتھ کے کمرے میں اظہر کی بہنیں تھیں مسعودہ کچھ گا رہی تھی۔ اور شاہدہ اور گلو اس پر ریمارک کس رہی تھیں۔ چائے کا پیالہ ابھی ہونٹوں سے نہ لگا تھا کہ باہر سے نہایت شور و غل کی آواز آئی۔ اظہر اُٹھ کر جانے ہی کو تھا کہ منظہر دوڑا آیا۔

"بھائی جان! جلدی چلئے۔ بلوہ ہو گیا ہے۔ ہندو حملہ کرتے آ رہے ہیں"۔ چائے وہیں

چھوڑ کر اظہر کھڑا ہو گیا اور زرینہ سے بولا :

"زینی ! دیکھو ! گھبرانا نہیں۔ سب لڑکیوں کو لے کر تم اوپر چلی جاؤ اور خاموش رہنا۔" ایک لمحہ کے لئے اظہر نے زینی کی طرف دیکھا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اس کے بعد مسکراتا ہوا وہ باہر نکل گیا۔ زینی کے منہ سے بمشکل نکل سکا : "خدا تمہارا محافظ ہو !" اور وہ جلد جلد لڑکیوں کو جمع کرنے کے لئے چلی گئی۔

مالی گنج میں ہندؤوں ایک بڑا ریلا پتھر، لاٹھیاں اور چھرے لئے بڑھا چلا آ رہا ہے تخمیناً چالیس پچاس آدمی ہونگے۔ مکان کے سامنے والے دروازے پر اظہر، مظفر، عمر اقبال اور ایک بزرگ سے آدمی بڑے بڑے ڈنڈے لئے کھڑے ہیں۔ نیچے بلوائی قریب آتے جا رہے ہیں۔ اظہر بلند آواز سے کہتا ہے : "جس کو آنا ہو آ کر مردانہ وار لڑے۔" یہ سب ڈٹے کھڑے ہیں مگر ان کی حیرت کی انتہا نہیں رہتی جب تھوڑی ہی دیر میں بلوائی بجائے ان کے گھر آنے کے ہمسایہ پڑوسی کے گھر میں گھس جاتے ہیں اور پھر لوٹ جاتے ہیں۔

اوپر کوٹھے پر شاہدہ، گلو، مسعودہ اور صغریٰ ایک طرف اور ان کے قریب ہی زرینہ سکینہ کو گود میں لئے بیٹھی ہیں۔ زرینہ چپکے چپکے دعا کر رہی ہے اور گلو اپنی عادت کے مطابق واقعہ معلوم کرنے کے لئے بے چین ہے۔ آخر فطرت سے مجبور ہو کر نیچے کی طرف جھانکتی ہے، اور اس طرح کرنے سے اس کی گردن کافی باہر آ جاتی ہے۔ زینی اس کو ڈانٹ کر گھسیٹ لیتی ہے۔

ایک گھنٹہ گزر گیا، دو گزر گئے اور خاموشی ــــ مظہر بے چین ہو کر بولا : "بھائی جان اب چلیئے۔ وہ لوگ تو بھاگ گئے۔ مظہر دانت پیستے ہوئے : "بزدل کہیں کے۔ میدان میں آتے تو معلوم ہوتا"۔

مگر ابھی اسے اُن کی بزدلی کا نظارہ کرنا تھا۔

وہ سب اندر لوٹے اور زینی وغیرہ کو آواز دی، مگر [illegible] جواب [illegible] آخر [illegible] جو نظارہ اُن کی آنکھوں نے دیکھا، اس کے بیان سے قلم شق ہوتا ہے اور جگر ٹکڑے ٹکڑے۔ آہ! اُن کے سامنے پانچ نازنینوں کی کٹی ہوئی لاشیں تھیں اور ایک ننھا سا جسم علیحدہ علیحدہ چار ٹکڑے ہوا پڑا تھا۔

مظہر کو تمنا تھی کہ ایک بار اپنی منگیتر مسعودہ کو دیکھے [illegible] شاید [illegible] تو کس حال میں۔ مسعودہ کا نمکین چہرہ [illegible]

اپنے نغموں سے کوئل کی تان کو مات کرتا زخمی ...... آہ ! مسعودہ ! اس کے منہ سے نکلا اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر آ رہا ۔ اظہر نے کچھ دیر پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان بکھری ہوئی لاشوں کو دیکھا اور جیسا اس کی نظر زینی کے کٹے ہوئے ہاتھ پر پڑی جو ابھی تک سکینہ کے پاؤں کو پکڑے ہوئے تھا، تو اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے .... اور وہ اٹھا — کھڑکی میں گڑی ہوئی مضبوط سلاخ ایک جھٹکے سے اُتاری اور دیوانہ وار باہر کی طرف دوڑ پڑا اور پھر ..... وہی ہوا جو ایسی صورتوں میں ہوا کرتا ہے ۔

تھوڑی دیر بعد اس کے مکان کے آگے غنڈوں کی لاشوں کا ایک ڈھیر تھا اور وہ ایک گھسیارے کی طرح انسانوں کو گھاس سمجھ کر کاٹ رہا تھا اور ڈھیر کرتا جا رہا تھا۔ یہانتک کہ وہ تمام گلی پٹ گئی اور اب اس طرف آنے کی کسی کو ہمت نہ پڑتی تھی ! رات گہری ہوتی چلی گئی، اور ہر طرف خاموشی طاری ہو گئی ..... موت کی بھیانک تاریکی ... اظہر بے دم ہو کر وہیں اپنے مکان کی چوکھٹ پر گر پڑا ......

ایک مسلمہ

مسئلہ تقدیر

بسلسلہ رسالہ "مسلمہ" بابت ماہ اپریل و مئی سنہ ۱۹۴۵ صفحہ ۵۲

(از جناب شیخ محمد جان صاحب جالندھر شہر)

اعتراض :-

خدا علیم ہے۔ خبیر ہے۔ اسے پہلے سے معلوم ہے کہ اس کی مخلوق میں سے یعنی جن و انس میں سے کون کون جنتی ہونگے اور کون کون دوزخی۔ نہ تو اللہ کے علم سے کوئی بات باہر ہے' نہ اسکے علم کے خلاف یا اسکی مشیت کے برعکس کچھ ظہور پذیر ہو سکتا ہے۔ گویا ہر ایک متنفس کی قسمت کا فیصلہ مقرر ہو چکا ہے یعنی ایک طے شدہ امر ہے (predestination) تو کسی ایک شخص کا گمراہ ہو جانا یا گمراہ رہنا۔ پھر کسی اور کا صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جانا یہ سب کچھ مشیت ایزدی کے ماتحت اور اللہ کے ہی قبضۂ قدرت میں ٹھیرا تو ایسے حالات میں بیچارے انسان کی ذمہ داری اپنے اندر کیا معنے رکھتی

ہے اور وہ اپنے اعمال کا جوابدہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے جس کی حیثیت ایک اوزار یا کھلونے سے بڑھکر نہیں ہے، واضح رہے کہ خدا عادل بھی ہے۔ تائید میں بزرگوں کے دو تین اشعار پیش کئے جاتے ہیں وہ بھی دھیان میں رہیں، نیز تبلیغ کا بھر جواز کیا ہے۔

تو حاصل نہ کردی بکوشش بہشت ؎ خدا در تو خوئے بہشتی نوشت — سعدیؒ

بروز حشر الٰہی چو نامۂ عمل مسلم ؎ کند باز کہ آں از بازخواہ منست

بکن مقابلہ با سرنوشت روزِ ازل ؎ اگر زیادہ و کم است آں گناہ منست — سرمدؒ

تو نیکو کنی ما نہ بدکردہ ایم ؎ بدی را حوالت بخود کردہ ایم — غالباً جامیؒ

گویا آدمؑ کی دعاکے مضمون کو دہرایا ہے، ربنا ظلمنا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ برعکس اسکے ابلیس نے اعتراض کردیا تھا۔ اپنا اپنا پارٹ جو ادا کرنا ہوا۔

جواب :-

سب سے پہلے یہ امر قابل ذکر ہے کہ اللہ پاک نے کائنات میں اس دنیا کو پھر دنیا میں جن و انس کو پیدا کس غرض سے کیا ہے؟ صرف اپنی خالقیت، اپنی صناعی، رحمانیت اور ربوبیت بالآخر ملوکیت کے اظہار کی خاطر جس کھیل کو بہ احسن وجوہ تکمیل تک پہنچنے کے لئے جن و انس کا اللہ کے بندے بنے رہنا واجب تھا اور ہے۔

انسان فطرۃ اللہ پر پیدا کیا گیا ہے اور انسانی فطرۃ ہے کہ ہر ایک موجد اور ہر ایک صناع اپنی ایجاد اور صنعت کی نمائش کا بدل خواہاں ہوتا ہے جیسے ایک شاعر اپنے کلام کی اشاعت کے لئے بیقرار ہوا کرتا ہے پس خالق کون و مکان کی فطرۃ بھی متقاضی تھی کہ اپنے آپ کو جلوہ آرائی بخشے جسکا ذریعہ فہم و ادراک و نطق رکھنے والی مخلوق ہی ہوسکتی تھی پس اللہ نے جن و انس کو پیدا کیا اور ان کی ہمہ قسم کی ضروریات کا سامان بھی مہیا کردیا گویا دنیا کے ڈرامے کو مکمل بنانے کے لئے سب سامان پہلے سے بہم پہنچا لیا۔

کسی ڈرامے کو کامیاب بنانے کیلئے ہیرو اور روگ دونوں قسم کے ایکٹروں کی ضرورت ہوتی ہے تو دنیا کے ڈرامے کو شو کے لئے اللہ کو بھی بھلے اور برے یا مومن و کافر وغیرہ بھی قسم کے لوگ پیدا کرنے پڑے یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ صاحبِ ڈراما جسے چاہے یا جسے موزون خیال کرے ہیرو کا پارٹ اسکے سپرد کردے جسے چاہے روگ بنادے کسی اور کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا کہ وہ پوچھ سکے کہ الف کو ہیرو اور ج کو روگ کیوں بنایا گیا۔ ع

جسے چاہا جیسا بنادیا تیری شان جل جلالہٗ

اس تمہید کے بعد اب اعتراض کو لیجئے کہ جب یہ سب کچھ خدا نے کیا اور اس کے حکم کے بغیر یا اس کے علم کے باہر کچھ نہیں ہو سکتا تو خدائے عادل کی درگاہ میں کوئی انسان اپنے افعال کا جوابدہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے اور تبلیغ کے لئے کونسا جواز ہے۔ کوئی ڈراما ہو اس میں ہر ایک ایکٹر کو اپنا اپنا پارٹ ادا کرنا ہوتا ہے تو کارگاہ ہستی میں کافر اپنا پارٹ ادا کرتا رہا ہے وہ کرتا رہیگا اور مومن اپنا جسکے متعلق خود اللہ میاں نے فیصلہ دے رکھا ہے کہ ہدایت صرف متقی لوگوں کے لئے ہے کافروں کے لئے نہیں۔ انکو تلقین کرنا یا نہ کرنا برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ نہ ان کا جھگڑا تو طے ہو گیا مومن کا ذکر البتہ باقی ہے تو مومن کی تعریف کیا ہے، مومن کیونکر بن سکتا ہے، وہ پھر مومن کے فرائض کیا کیا ہیں یہ سب باتیں تعلیم و تعلم کا مطالبہ کرتی ہیں اور ایسی تعلیم کا دوسرا نام ہے تبلیغ۔ پس تبلیغ لازمی ٹھہری۔ چونکہ مبلغ کو یہ علم نہیں ہوتا کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی یعنی کس میں کونسی صلاحیت ودیعت کی جا چکی ہے، اس لئے تبلیغ کو صلائے عام کا رتبہ دینا پڑا۔ جسے مومن قبول کر لیگا اور کافر اس سے بھاگ کھڑا ہوگا یا اس تبلیغ کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائے گا۔ کیونکہ مومن کی طرح کافر بھی اپنے عقیدہ کو عام دیکھنے کا متمنی ہوتا ہے وہ بھی یہی سمجھتا ہے کہ میں ہی سیدھے راستہ پر ہوں۔

رہا یہ امر کہ پھر انسان سزا وجزا کا مستحق کس منصفانہ قانون کے ماتحت ٹھہرتا ہے جن لوگوں کو ڈرامے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوگا وہ خوب جانتے ہونگے کہ ڈراموں میں بدکردار کو اپنے کردار کی سزا بھی ملا کرتی ہے۔ تماش بینوں کو دکھانے کی خاطر عدالت کسی قاتل کو پھانسی کی سزا دیتی ہے تو باقی لوگ جو وہاں ارد گرد ہوں وہ تماش بین ہوتے ہیں۔ ان میں کوئی تو عبرت حاصل کرلیتے ہیں ایک اس کارگزاری کو دھیان میں نہیں لاتے، حالانکہ بدرگ نے اپنا پارٹ مالک کے ماتحت اور اسکی مرضی کے مطابق ادا کیا تھا، مالک کے اس فعل پر کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہوتا۔ تو دوزخیوں کو بھی ایسا ہی عذاب ملے گا۔ عذاب کی مدت ختم ہونے پر جہنمی کو بھی بخشش مل جائے گی، عذاب کی مدت جرم کی نوعیت پر منحصر ہوگی بعض جرموں کی سزا تو ہزاروں سال تک بھگتنی ہوگی حالانکہ جہنم وہ جگہ ہوگی جہاں ایک لمحہ گزارنا بھی دشوار تر ہوگا۔

تعجب ہے انسان دنیا میں خود جو کچھ کرتا ہے اُسے تو بھول جاتا ہے لیکن خدائی قانون پر وہ عموماً بے تکلف معترض ہوتا رہتا ہے وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ خالق و مخلوق کی فطرۃ یکساں ہے، پھر اس کا اپنا علم بھی محدود ہے جسکی تعریف بقول علامہ اقبال ہے۔ ع

نہ خود بیں نے خدا بیں نے جہاں بیں

ایسی ہستی کو خدائی پر معترض ہونے کا حق کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اللہ میاں نے فرمایا ہے انسان یہ خیال نہیں کرتا کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا ہے وہ اپنی تخلیق کو بھول جاتا ہے اور ہمارے نظام قدرت کے متعلق باتیں بناتا رہتا ہے، سعدی رح اللہ کی تعریف کرتے ہیں ؎

دہد نطفہ را صورتے چوں پری ٭ کہ کرد است بر آب صورت گری

انسان اور خدائی پر اعتراض سے کہتے ہیں حد سے باہر ہو جانا ۔

کوئی بھی تعلیم یافتہ انسان جو بلکہ تک نہ بنا ایک نمونہ صانع کی صنعت پر اعتراض کی جرأت نہیں کرتا صرف اس خیال سے کہ جواب ملے گا تم اسے سمجھ نہیں سکتے یہ تمہاری استعداد سے بالاتر ہے پھر چونکہ اللہ میاں کی طرف سے سردست ایسے کسی جواب کی توقع نہیں ہوتی وہ واہی تباہی کہہ جاتا ہے اگر خدائے قادر و قیوم کی جانب سے ہی فوری سرزنش کا خوف ہوتا تو وہ کبھی یوں باتیں نہ بناتا تاہم ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے ؎

تو مشو مغرور بر حلم خدا ٭ دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

چونکہ اس مضمون میں جگہ جگہ اللہ کریم کا ذکر آیا ہے تو آج کل دہریت کی وبا جو پھیلی ہوئی ہے اسے بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے یعنی جو شخص سرے سے خدا کا ہی قائل نہیں اس پر اللہ کی قدرت کا بیان کیسے اثر انداز ہوگا۔ پس مناسب ہے کہ ہستی و باری تعالےٰ کے ثبوت میں کچھ دلائل یہاں پیش کرے جائیں جو عقل سلیم رکھنے والی ہستیوں کو مفید ہو سکیں ۔

خدا ہے اور ضرور ہے کائنات کی بے مہیب صنعت اور اتم درجہ باقاعدہ نظام شاہد ہیں کہ ان کا صانع اور مدبر یا خالق و رب ضرور ہے۔ اس پر دہریت معترض ہوتی ہے کہ اسی نظریہ کے ماتحت پھر خدا کے بنانے والا بھی تسلیم کرنا پڑے گا اور علیٰ ہذا القیاس۔ جواب ہے کہ کائنات کی ہر شے اپنے مرکز پر ہو جاتی ہے تو خود کائنات کا بھی ایک مرکز ٹھہرا اور وہ مرکز ہی رہے۔ نکتہ رس عقل سے کام لینا چاہیئے ۔

نیز دنیا جہان کے کتب خانوں میں جس قدر بھی کتابیں ہیں ان میں سے ہر ایک کتاب کا مصنف ہونا لازمی ہے کبھی کوئی کتاب بغیر مصنف ظہور پذیر نہیں ہوئی نہ ہو سکتی ہے تو دنیا میں ایک کتاب قرآن کریم بھی ہے۔ اللہ میاں کا فرمان ہے کہ اس قرآن کا مصنف خود میں ہوں۔ اپنے اس دعوے کی صداقت میں دلیل پیش کی ہے کہ اگر تم کو شک ہے۔ یہ میرا کلام نہیں کسی اور کا ہے اور تم اپنے شک میں سچے ہو تو تم دنیا جہان کے ادیب اور فاضل (میرے سوا) اکٹھے ہو کر اس پایہ کی ایک سورۃ بنا

بنالاؤ۔ پھر اگر تم نہ بنا سکو اور نہیں بنا سکوگے تو اسے مان لو اس عذاب ناری کے خوف سے جو منکرین کے لئے تیار کیا گیا ہے اور جسکا ایندھن بھی خود وہی منکرین اور انکے بت بھی ہونگے۔ اس پرزور اور کھلے چیلنج کو دئے تیرہ سو سے اوپر سال ہوچکے ہیں۔ دنیا میں اب تک کسی نے اسے قبول نہیں کیا۔ اگر جرأت ہو تو کوئی اب قبول کرے ورنہ اپنے انجام سے خائف ہوکر سیدھے راستہ پر ہولے۔ پس خدا ہوا۔ تو قرآن خدا کا کلام ہوا۔

اس کے علاوہ چرند پرند اور کیڑے مکوڑوں کو چرنے چگنے وغیرہ کی تعلیم کون دیتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ ان کی فطرت یا نیچر میں یہ سب باتیں ہوتی ہیں تو چونکہ ہر ایک جاندار کی فطرت یا نیچر اس کے ساتھ ہی فنا ہوجایا کرتی ہے لہذا وہ مخلوق ٹھہری اور مخلوق کے لئے خالق و رب کا ہونا لازمی ہے پس خدا یقیناً ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بیشتر دلائل و مشاہد پیش کئے جا سکتے ہیں پر اختصار کی وجہ سے گنجائش نہیں دیتی۔ صرف اتنا اشارہ کر دینے کے کہ انسان کے یقین کا انحصار بیشتر امور میں بیرونی شہادت پر ہوتا ہے یہ نہیں کہ ہر ایک امر میں اپنی عینی شہادت پر ہی اس کے ایمان کا دارومدار ہو تو دنیا میں جس قدر لاتعداد مخلوق ہوچکی ہے اور اب ہے اس کا بہت بڑا حصہ خاصکر مہذب حصہ میں خدا کی ہستی کا قائل رہا ہے اور ہے۔ کسی با سمجھ انسان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ایسی زبردست شہادت کو نظرانداز کر دے یا خاطر میں نہ لائے۔ ہمچو ما دیگرے نیست کا زعم باطل مستحسن نہیں کہا جا سکتا۔ تاوقتیکہ انسان کا ضمیر قطعی ماؤف نہ ہو چکا ہو۔ ایک دن ایک مبتلائے دہریت کے منہ سے نکلا۔ بعض اوقات میں بھی اس وہم کا شکار ہو جایا کرتا ہوں۔ کہ اگر خدا ہے تو وہ بہت ہی بڑی ہستی ہوگی۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے۔ آپ کا ضمیر ابھی لاعلاج حالت میں داخل نہیں ہوا۔ یہ ایک نیک فال ہے۔

حفظانِ صحت

طاعون

(از جناب محمد شفیع صاحب عارف سینیٹری انسپکٹر)

ہیضہ کی طرح طاعون بھی ایک مہلک متعدی مرض ہے۔ ہیضہ کے جراثیم گندی خوراک یا گندے پانی میں مل کر جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ لیکن طاعون کے جراثیم طاعون زدہ چوہوں کے پسوؤں کے کاٹنے سے انسانی جسم میں داخل ہوتے ہیں جس طرح ہیضہ کو غلاظت یا مکھیوں کی بیماری کہا جاتا ہے۔ اسی طرح طاعون کو چوہوں کی بیماری کہا جاتا ہے۔

اس مرض کی تین اقسام ہیں :-

(۱) گلٹی والی طاعون :- اس قسم میں بخار کے علاوہ بیمار کی بغل، گردن یا ران میں گلٹی نمودار ہو جاتی ہے۔ یہ طاعون پسوؤں کے کاٹنے سے پھیلتی ہے۔

(۲) نمونیہ والی طاعون :- یہ قسم لاگ کے ذریعہ پھیلتی ہے اور نہایت ہی مہلک ہوتی ہے مریض کو نمونیہ ہو جاتا ہے، اور بلغم عموماً خون آلود ہوتی ہے۔

(۳) تیسری قسم دراصل پہلی قسم یا گلٹی والی قسم کے باعث ہوتی ہے۔ اس میں طاعون کے جراثیم خون میں مل جاتے ہیں۔ یہ بھی طاعون زدہ پسوؤں کے ذریعہ پھیلتی ہے۔

گلٹی والی طاعون :-

یہ مرض عموماً سخت گرمی یا سخت سردی کے موسم میں ہوتی ہے۔

علامات :- (۱) شدت کا بخار۔ سر اور کمر میں درد۔

(۲) آنکھیں سرخ اور چال میں لڑکھڑاہٹ۔

(۳) گردن بغل یا ران میں گلٹی کا نمودار ہونا۔

نوٹ : اگر کسی بیمار کو شدت کا بخار ہو اور اس کے گرد و نواح میں مُردے چوہے نکلے ہوں یا وہ کسی طاعون زدہ علاقے سے آیا ہو تو اسے طاعون کا بیمار سمجھنا چاہیئے

مرض پھیلنے کا ذریعہ :- مرض طاعون سب سے پہلے چوہوں کو ہوتی ہے۔ چوہوں کے خون میں چھوٹے چھوٹے جراثیم ہوتے ہیں اور ان سے یہ مرض چوہوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ جب کسی چوہے کو طاعون ہو جاتی ہے تو اس کے خون کے چھوٹے سے چھوٹے قطرے میں ہزارہا یہ ننھے ننھے جراثیم موجود ہوتے ہیں۔

ہر ایک چوہے کے جسم پر پسّو ہوتے ہیں جو کہ چوہوں کو کاٹتے ہیں اور ان کا خون چوستے ہیں تو ساتھ ہی ہزارہا جراثیم کو بھی چوس جاتے ہیں۔ جب طاعون زدہ چوہا قریب المرگ ہوتا ہے تو باقی چوہے اس کو اپنے بل سے باہر نکال دیتے ہیں، اور یہ چوہا باہر آکر مر جاتا ہے۔ باقی چوہے جب دیکھتے ہیں کہ طاعون زدہ چوہا مر گیا ہے تو وہ اس مکان سے بھی بھاگ جاتے ہیں اور اپنی جائے رہائش کسی اور جگہ تلاش کر لیتے ہیں اور اس طرح وہ اپنے آپ کو اس مرض سے بچا لیتے ہیں۔

چوہوں کو اپنی جان بچانے کی یہ ترکیب پروردگار عالم نے ان کے دماغوں میں عطا کی ہوئی ہے۔ لیکن انسان کو جو طاقت علم حاصل کرنے کی بخشی ہوئی ہے اگر انسان اس سے کام لے تو چوہوں کی نسبت زیادہ فائدے میں رہ سکتا ہے۔

جب طاعون زدہ چوہا مر جاتا ہے تو اس کے پسّو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور وہ اپنی خوراک یعنی خون چوسنے کے لئے دوسرے چوہوں کی تلاش کرتے ہیں۔ لیکن اس گھر میں دوسرا چوہا نہ ملنے کی وجہ سے یہ پسّو اس مکان کے مکینوں کو کاٹتے ہیں، اور طاعون کے جراثیم ان کے خون میں ملا دیتے ہیں، اور اس طرح یہ مرض چوہوں سے انسان تک پہنچتی ہے۔

طاعون زدہ انسان کے بستر اور کپڑوں میں یہ پسّو چھپ جاتے ہیں۔ ان پسّوؤں میں طاقت پرواز نہیں ہوتی تاہم یہ تو انچ تک ہر طرف چھلانگ لگا سکتے ہیں۔ اس لئے جو شخص بھی مریض کے گھر میں ہوگا یا مریض سے ملنے آئیگا تو اس بات کا احتمال ہوتا ہے کہ وہ شخص بھی ان ظالم پسّوؤں کی زد سے نہیں بچا ہوگا، یا وہ شخص کوئی نہ کوئی پسّو اپنے کپڑوں کے ہمراہ دوسری جگہ لے گیا ہوگا، اور اس کو معلوم بھی نہ ہوا ہوگا۔ اس طرح یہ پسّو چوہوں سے انسان تک اور ایک انسان سے دوسرے انسان تک مرض پھیلانے کا ذریعہ ہوتے ہیں (خدا محفوظ رکھے) ✦

حضرت لقمان کی چند نصیحتیں

(جناب سید محمد حسنی بن ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب)

(۱) کسی کو نصیحت کرنے سے پہلے خود اس پر عمل کرو۔
(۲) دوست کو سختی کے وقت آزماؤ۔
(۳) بیوقوف اور ناسمجھ آدمی سے دُور رہو۔
(۴) عقلمند اور سمجھدار کو اپنا دوست بناؤ۔
(۵) ہر بات دلیل کے ساتھ کہو۔
(۶) دوست ہو یا دشمن سب سے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آؤ۔
(۷) اپنے والدین کو غنیمت جانو۔
(۸) استاد کو بہترین باپ سمجھو۔
(۹) ہر کام میں میانہ روی اختیار کرو۔
(۱۰) کم سونے، کم بولنے، کم کھانے کی عادت ڈالو۔
(۱۱) جو بات نہ جانتے ہو اسکے استاد نہ بنو۔
(۱۲) آج کا کام کل پر نہ ڈالو۔
(۱۳) بڑوں سے ہنسی مذاق نہ کرو۔
(۱۴) گزرے ہوئے لڑائی جھگڑے نہ یاد کرو۔
(۱۵) راستہ چلتے ہوئے بڑوں سے آگے نہ چلو۔
(۱۶) مہمان کے سامنے کسی پر غصہ نہ کرو۔
(۱۷) مہمان سے کام کو نہ کہو۔
(۱۸) لڑائی جھگڑوں سے دور رہو۔





بلقیس اقبال خاتون - ستر کھ - ضلع بارہ بنکی



چندہ جمعیۃ الوحدۃ والعمل

محترم جناب محمد سردار صاحب	-/۴/-	محترمہ عزیزہ خانم زوجہ غلام محی الدین بستی باباخیل	۲/-/-
بیگم یار محمد صاحبہ بستی دانشمنداں	-/۲/-	" والدہ احمد زماں "	۲/-/-
محترمہ بیگم عبد الحمید صاحبہ	-/۴/-	" اُستانی عائشہ خانم صاحبہ "	۳/-/-
بیگم ابراہیم خان صاحبہ بستی دانشمنداں	۱/-/-	" درشہوار صاحبہ آنسہ حامد علی "	۵/-/-
بیگم گل محمد صاحبہ " "	۱/-/-	" بی بی انجم طالع صاحبہ "	۵/-/-
بیگم سعید زماں صاحبہ "	۱/-/-	محترم نذیر الدین صاحب "	۵/-/-
بابا ولی محمد صاحب چپراسی مدرسۃ البنات	-/۱/-	" عبد الصمد خان صاحب "	۵/-/-
نصری متعلمہ صف الرابع	-/۲/-	" امیر الدین صاحب وکیل "	۱۰/-/-
چوہدری محمد صدیق صاحب چک نمبر ۸۸ شاہکوٹ	۲/-/-	محترمہ بیگم رشید الدین صاحب "	۱/-/-
حکیم محمد ابراہیم صاحب شاہ کوٹ	۲/-/-	" نورجہاں صاحبہ "	۱/-/-
محترمہ امۃ السعید گیلانی رشیدہ بیگم میانی نمبر ۲۴ R.B	٠	" سکینہ خانم صاحبہ "	۲/-/-
ڈی۔ بی گرل سکول	۴۸/-/-	" جمیلہ خانم " "	۳/-/-
" اقبال بیگم بستی باباخیل	۱/-/-	بیگم مشتاق علی " "	۱/-/-
" آمنہ خانم " "	۱/-/-	محترمہ بیگم عبد الحق عباس صاحبہ مدیرہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
بیگم بشارت علیخاں "	۱/-/-	" " امیر حسین صاحبہ بستی باباخیل	۱۰/-/-
" " محمد عبد اللہ خاں "	۱/-/-	" خدیجہ بیگم صاحبہ " " "	۱/-/-
" عبد الخالق خاں "	۱/-/-	" صوفیہ خانم " " "	۲/-/-
محترم زبیر خاں "	-/۴/-	عبد الرحمٰن عرف بوٹا	۱/-/-
" اعجاز الحق خاں "	۱/-/-	محترم مہدی علی خاں بستی باباخیل	۱/-/-
محترمہ قمر سلطان "	۱/-/-	محترمہ خولہ خانم صاحبہ "	۱/-/-
" سردار بیگم "	۱/-/-	عزیزہ عزالدہ "	۱/-/-
محترمہ بیگم عبد المجید خاں "	۲/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ عبد المجید خاں صاحب بستی باباخیل	۱۰/-/-

محترم خان عبدالمجیب خان صاحب بستی بابا خیل	۲۰/-/-	چوہدری مکھن گاؤں میانی بہادر سلطانپور	۱/-/-
” برکت علی صاحب نرائن گڑھ	۴/-/-	محترمہ سارہ زوجہ محمد اسماعیل میانی بہادر	۲/۸/-
محترمہ بیگم چوہدری شرف الدین صاحب جالندھر	۱/-/-	رئیا صاحب کمبوخ حاجی جوتیا ریاست کپورتھلہ	۵/-/-
محترم شیخ فضل حق صاحب امرتسر	۸/-/-	زوجہ امیرالدین صاحب کمبوخ گاؤں ”	۱/-/-
” جناب عبدالحمید صاحب لدھیانہ	۵/-/-	زوجہ علی محمد ” ”	۳/-/-
محترمہ رقیہ بیگم بیس۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ اے۔ آرائیں	۲/-/-	محترمہ استانی خورشید بیگم صاحبہ گرلز سکول ”	۲/-/-
شفقت متعلمہ الصف السابع	۱/-/-	محترم فیض نمبردار سلطانپور ریاست کپورتھلہ	۱/-/-
سید جناب علیشاہ جگراؤں	۱/-/-	چوہدری ابراہیم کمبوخ ” ”	۱/-/-
محترم چوہدری غلام قادر خاں ”	۱/-/-	محترمہ والدہ عطاء الحق موضع سدھوالا ”	۱/-/-
” ” سردار خاں ”	۱/-/-	محترم محمد علی جوڑیگر قریشی اڈہ نکودر جالندھر	-/۴/-
” جیون خاں ”	۱/-/-	” محمد صادق محمد افضل بانس مرچنٹ بکریاں	۵/-/-
” فتح محمد ”	۱/-/-	شبیر احمد گارڈ ریلوے موضع دکوہا ۔ جالندھر	۱/-/-
سید محمد لطیف شاہ ”	۱/۸/-	محترم ذوالفقار ۔ی ۔M. P نوانشہر	۵/-/-
سید محترم اصغر علی شاہ ”	۱/-/-	بابو محمد جمیل راج جگراؤں ۔ لدھیانہ	۱۵/-/-
” محمد اکرم شاہ ”	۱/-/-	شہاب الدین قریشی جگراؤں ”	۴/-/-
” امانت علی شاہ ”	-/۸/-	محمد یسین تیلی ” ”	۲/۲/-
نواب الدین نمبردار قصبہ ڈالکی نزد دوخانپور	۶/-/-	محمد ظہیر الدین ولد قاضی اصغر علی جگراؤں	۱/-/-
بابو امیرالدین سابق سٹیشن ماسٹر ” ”	۳/۸/-	محترمہ استانی عمر النساء بیگم میونسپل زنانہ کمیٹی جگراؤں	۱/-/-
چوہدری سردار علی صاحب ریاست کپورتھلہ	۲/-/-	ریٹائرڈ اول معلمہ غوث بی بی والدہ عزیزہ امۃ اللہ	۲۰/-/-
زوجہ محمد بخش مرحوم سلطانپوری	۲/-/-	بیگم سردار علی صاحبہ رئیس بستی شیخ	۲/-/-
دختر خدا بخش گاؤں میانی بہادر	۱/-/-	بی بی سعیدہ سردار علی ڈاکخانہ بستی درویش جالندھر	۱/-/-
غوث محمد گوجر نمبردار گاؤں میانی بہادر	۱/-/-	اکمل خانم متعلمہ ادیب عالم	۱۵/-/-
غلام فاطمہ دختر خیر دین فرحت سردار علی	۱/-/-	محترمہ بیگم عبدالکریم صاحبہ بستی شیخ انسپکٹر	۱/-/-
محترمہ سکینہ معرفت چوہدری سردار علی	۱/-/-	بیگم محمد عبداللہ بستی شیخ جالندھر	۱/-/-
زوجہ فقیر یا نمبردار موضع بھاگو آرائیں	۲/-/-	بیگم چودھری ریاض الحق بی ۔ ٹی ۔ روڈ جالندھر	۱/-/-

محترمہ والدہ چوہدری ریاض الحق جالندھر	۱/-/-		
محترم میاں مولا بخش ٹھیکیدار	۱/-/-	محترم سردار ہربنس سنگھ پنڈی پائنٹ مری	۱/۴/-
محترم محمد ذاکر صاحب	۱/-/-	" سردار آنا دخاں ٹھیکیدار " "	۱/-/-
سینہ متعلمہ الصف الاکبر	۱/-/-	" فقیر محمد " " " "	۱/-/-
محترم چوہدری شرف الدین شرف منزل جالندھر	۱/-/-	" سردار اوتار سنگھ " "	۱/-/-
محترم حاکم علی جالندھر	-/۲/-	" میر احمد سٹار ڈائری مال روڈ "	۱/-/-
محمودہ خانم علی متعلمہ الصف الاکبر	-/۲/-	" چوہدری عثمان غنی شہباز خاں "	۱/-/-
محترم حشمت خاں ۔ کوہ مری	۱/-/-	" مولوی سراج الحق صاحب ایڈووکیٹ "	۱۵/-/-
" محمد شفیع ٹیلر ماسٹر "	۱/-/-	" جناب ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب "	۲۰/-/-
" سلطان محمد "	۴/-/-	" حکیم محمد عبدالخالق شفاخانہ مفید عام "	۲/-/-
" ماسٹر محمد اسماعیل "	۵/-/-	" مستری کرم الٰہی "	۱/-/-
" محمد شریف کراچی ہوٹل "	۲/-/-	" ڈاکٹر مقصود بٹ صاحب "	۲/-/-
" ملک عبدالمالک "	۱/-/-	" جناب حسن رضا صاحب "	۴/-/-
" جناب عبداللطیف "	۱/-/-	" " محمد اسلم " "	۱/-/-
" ماسٹر میر زماں پنڈی پائنٹ مری	۱/-/-	محترمہ بیگم ملک محمد شریف صاحب پاکپتان "	۵۰/-/-
" محمد عظیم " "	۱/-/-	محترم سیاب خاں بی۔ ایم۔ ایم "	۵/-/-
" ماسٹر عبدالرزاق " "	۱/-/-	" محمد فیروز خاں سٹار فیکٹری "	۵/-/-
" کمرد ڈپٹی لعل صاحب " "	۱/-/-	" محمد شفیع کرم الٰہی صاحبان "	۵/-/-
" سردار ہرنام سنگھ صاحب " "	۱/-/-	" خواجہ نثار حسین صاحب "	۱/-/-
" ماسٹر فیروز صاحب " "	۱/-/-	" سمندر خاں " "	۱/-/-
" دین محمد " " "	-/۴/-	" محمد شفیع " "	۲/-/-
" گلزار خاں " " "	۱/-/-	" ڈاکٹر شرف الحق " "	۲/-/-
" اللہ داد سلطان " "	۱/-/-	" صفدر علی ۔ بی۔ ایم۔ ایچ "	۱/-/-
" محمد گلزار خاں سوڈا فیکٹری "	۱/-/-	" جناب محمد اشرف خلیل " " "	۱/-/-
" اسماعیل خاں صاحب "	-/۸/-	" جناب خان محمد اسلم خانصاحب	۱۵/-/-
" شریف خاں " "	-/۸/-	" جناب عبدالحق عباس صاحب بھیرہ سیدہ البنات	۱۰/-/-

محترم جناب کیپٹن ڈاکٹر محمد شریف صاحب کوہ مری	۵۰/-/-
″ خواجہ محمود احمد منٹو ایڈووکیٹ ″	۱۰/-/-
″ ماسٹر خدا بخش صاحب ″	۱۰/-/-
″ جناب راجہ اعتبار خاں صاحب ″	۲۰/-/-
″ ″ شیخ عبدالمجید صاحب ″	۵۰/-/-
حسن برادرس ″	۵/-/-
محترم ماسٹر مولا بخش ″ ″	۱۵/-/-
محترم سلطان احمد ″ ″	۵/-/-
″ جناب عبدالغفار اینڈ سنز	۵/-/-
″ احمد جان صاحب ٹھیکیدار راولپنڈی چھاؤنی	۱۰/-/-
″ ماسٹر محمد حسین صاحب کوہ مری	۵/-/-
″ محمد معظم خاں صاحب ″	۵/-/-
″ جناب حبیب خاں ″ ″	۲/-/-
″ ماسٹر سلطان احمد صاحب ″	۱/-/-
نامعلوم الاسم گھڑی ساز ″	۱/-/-
محترمہ مسز میاں محمد حسین فتحی میاں سنال اینڈ سنز	۱۰/-/-
محترم میاں محمد عبدالرحمان صاحب انسپکٹر پولیس	۲/-/-
مسٹر بابو عصمت اللہ کلرک ڈاکخانہ	۱/-/-
محترمہ بیگم چوہدری ہدایت اللہ	-/۴/-
محترم جناب رانجیا ملازم فوج لدھیانہ	۱۰/-/-
″ ″ ماسٹر اسحاق	-/۴/-
″ ″ ریاض رشید برادر	۵/-/-
محترمہ بیگم عبدالمجید صاحبہ بجواڑہ	۳/-/-
محترمہ جنت بی بی صاحبہ ″	۲/-/-
محترم جناب رحمت اللہ صاحب بجواڑہ	۱/-/-
محترمہ بیگم پوسٹ ماسٹر خورشید عالم بجواڑہ	۱/-/-
محترم کرم بخش بجواڑہ	-/۸/-
محترمہ والدہ غلام محمد صاحب بجواڑہ	۱/-/-
″ بیگم اللہ دتا ماسٹر ″	۱/-/-
″ زوجہ میاں بخش نمبردار ″	۱/-/-
″ بیگم فضل محمد نازکیہ ″	۱/-/-
″ زوجہ کرم الٰہی تانگہ والا	۱/-/-
″ بیگم فضل الدین صاحبہ ″	۱/-/-
محترم اقبال احمد صاحب بجواڑہ	۲/-/-
″ سعید احمد صاحب	-/۴/-
″ جناب منیجر نیاز احمد رشید صاحب ″	۱۰۰/-/-
″ شمیم احمد رشید صاحب ″	۵/-/-
″ محمد حسین ″ ″	۲/-/-
″ جناب ماسٹر مولا بخش انگلش ٹیچر	۱۰/-/-
محترمہ مسز نصیر رشید سکنہ بجواڑہ	۲۰/-/-
″ ″ پروفیسر ظہور عزیز لدھیانہ	۵۰/-/-
محترم سردار احمد صاحب بجواڑہ	۲/-/-
″ شوکت علی صاحب بجواڑہ	۲/-/-
″ سید شبیر حسین قادری ″	۵/-/-
محترمہ بیگم کیپٹن این-اے رشید بجواڑہ	۱۰/-/-
″ ہمشیرہ محمد اسحٰق ″	۲/-/-
چودھری عبدالمجید صاحب ″	۱/-/-
مستری نور محمد صاحب ″	۱/-/-
حاجی چودھری رحیم بخش صاحب ″	۱/-/-
چودھری عمر بخش صاحب ″	۱/-/-

برادر عبدالرشید صاحب بجواڑہ	-/-/۱	شوکت متعلمہ الصف الاکبر	-/۲/-
نم شبیر احمد ٹیچر سکول	-/-/۱	بیگم صاحبہ ہیڈ ماسٹر دین محمد صاحب ہریانہ	-/-/۲
لدرشید احمد صاحبہ	-/-/۱	محترمہ برکت بی بی محلہ قانگیاں ہوشیارپور	-/-/۲
زمہ بیگم رحیم بخش صاحب	-/-/۲	" بیگم صاحبہ ماسٹر فضل محمد ہریانہ	-/-/۱
" زوجہ کریم بخش صاحب	-/-/۱	" " " عبداللہ مرحوم "	-/-/۱
" زوجہ محمد ابراہیم صاحبہ	-/-/۱	" برکت بی بی صاحبہ ہریانہ	-/-/۱
آئی ٹرین انڈین سلیٹری سپلائی ڈپو فیروزپور	-/-/۱۰۰	" بیگم صاحبہ نور محمد "	-/-/۱
نم جناب خان احمد خاں صاحب "	-/-/۵۰	" حیات بی بی صاحبہ "	-/-/۱
زمہ بیگم خان احمد خاں صاحب "	-/-/۲۵	" بیگم محمد افضل صاحبہ "	-/۵/-
رقیہ بیگم صاحبہ سیالکوٹ	-/-/۲۵	" مسز محمد طالب صاحبہ "	-/-/۱
نم جناب غلام علی صاحب	-/-/۲۵	" سردار بی بی صاحبہ "	-/-/۱
نم شفیع صاحب سرگودھا	-/-/۱۰	" فضل بی بی صاحبہ "	-/۸/-
نم نذیر احمد صاحب "	-/-/۵	" بیگم صاحبہ احمد خاں "	-/-/۱
زمہ نثار فاطمہ متعلمہ الصف الرابع	-/-/۲	" کشور رشید متعلمہ الصف الاکبر	-/۸/-
فاطمہ دختر چوہدری بدرالدین صاحب	-/-/۱	چوہدری محمد عبداللہ صاحب	-/۸/-
سائرہ ان صاحبہ	-/۱۰/-	محترم چوہدری نور محمد صاحب	-/۸/-
حمیدہ بی بی دختر کمال الدین صاحب	-/۴/-	" چوہدری محمد دین صاحب	-/۸/-
نم چودھری جمال الدین صاحب	-/-/۱	" چوہدری مولا بخش صاحب	-/۸/-
زمہ زینب صاحبہ	-/-/۱	محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ	-/-/۱
عائشہ ساکن کنیاں کلاں	-/-/۱	" بیگم صاحبہ ہیڈ ماسٹر دین محمد ہریانہ	-/-/۲
آمنہ صدیقہ دختر منشی نبی بخش	-/۲/-	محترمہ برکت بی بی ہریانہ	-/-/۳
نم ڈاکٹر پیر بخش صاحب	-/-/۵	" بیگم محمد طالب صاحب	-/-/۱
عبدالعزیز صاحب محلہ سراج گنج	-/-/۳	" " عبداللہ صاحبہ	-/-/۱
زمہ شمیم متعلمہ الصف الثانی	-/۸/-	" " علی بختیار صاحبہ	-/-/۱
بدالرحمٰن صاحب خوشدل جالندھر	-/-/۴	محترم بابو نور محمد صاحب	-/-/۱

محترمہ سردار بی بی صاحبہ	۱/-/-	محترم سید مہدی حسن شاہ صاحب گیلانی	۳/-/-
” [illegible] بی بی صاحبہ	[illegible]	” چوہدری اللہ رکھا ”	۱/-/-
نامعلوم الاسم	-/۴/-	” ” احمد دین ”	۲/-/-
محترمہ بیگم [illegible] صاحب ہریانہ	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری سردار محمد صاحب	۲/-/-
بیگم صاحبہ [illegible] محمد ہریانہ	۱/-/-	” ” چوہدری محمد اسحٰق صاحب نصر	۲/-/-
سعیدہ بیگم [illegible] متعلمہ [illegible] سادس	۳/-/-	محترم چوہدری غلام حسین صاحب کمیشن ایجنٹ	۵/-/-
[illegible] میوہ فروش	۱/-/-	” سید علی حسین شاہ صاحب	۲/-/-
” غلام [illegible]	۱/-/-	” شیخ محمد عالم صاحب	۱/-/-
چوہدری سردار محمد صاحب ٹیچر ہائی سکول	۱/-/-	” چوہدری عنایت صابر صاحب	۲/-/-
سید سردار [illegible] شاہ شاہکوٹ	۱/-/-	” ” غلام حیدر صاحب	۱۰/-/-
مولوی محمد شریف صاحب ٹیچر ہائی سکول	۲/-/-	محترمہ امۃ الحمید صاحبہ بیوی متعلمہ مدرسۃ البنات	۴/-/-
” اصغر علی صاحب ” ”	۲/-/-	” فاطمہ بیگم صاحبہ امام پور (نکودر)	۵/-/-
” [illegible] خیر دین صاحب ” ”	۱/-/-	محترم سید خادم حسین گیلانی	۵/-/-
” علی محمد صاحب [illegible] شاہکوٹ	۱/-/-	محترمہ برکت بی بی نکودر شیخوپورہ	۱/۸/-
” محمد یوسف ” ” ”	۱/-/-	ضلعدار صاحب لال محمد صاحب طبیب شاہکوٹ	۵/-/-
” محمد اسمٰعیل صاحب کلرک پوسٹ آفس ”	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری علی محمد صاحب	۴/-/-
محمد نواز خاں ڈسٹرکٹ کمپونڈر ”	۱/-/-	محترم چوہدری علی محمد صاحب	۵/-/-
لال دین صاحب ٹیچر ہائی سکول ”	۱/-/-	محترمہ شاہ بیگم صاحبہ شاہکوٹ	۱/-/-
چوہدری نواب الدین صاحب پٹواری ”	۱/-/-	محترم ماسٹر امام الدین صاحب ٹیلر	۱/-/-
شیخ محمد عبداللہ صاحب کلاتھ مرچنٹ ”	۱/-/-	محترمہ عائشہ بیگم شاہکوٹ	۱/-/-
محمد شریف صاحب دکاندار	۱/-/-	” حشمت بی بی ”	۵/-/-
شیخ محمد صادق ” ”	۱/-/-	محترم چوہدری رحمت علی صاحب	۵/-/-
شیخ [illegible] دین صاحب ہیڈ ماسٹر ڈی بی ہائی سکول	۴/-/-	” ڈاکٹر چوہدری محمد طفیل صاحب نسیم	۲/-/-
چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ٹیچر ہائی سکول شاہکوٹ	۱/-/-	” شیخ حاجی محمد صاحب ایاز	۱/-/-
غلام [illegible] بیگ ٹیچر ہائی سکول شاہکوٹ شیخوپورہ	۱/-/-	” ” عبدالعزیز محمد شریف صاحبان	۵/-/-

محترم شیخ کرم الٰہی صاحب	۱/-/-	محترم جمعدار وحید صاحب	۲/-/-
" چوہدری نور محمد صاحب ٹھیکیدار	۲۰/-/-	" " کلیم صاحب	۲/-/-
محترمہ بیگم ڈاکٹر سید محمد شاہ صاحب گیلانی	۲۰/-/-	" " لشکر صاحب	۲/-/-
محترم سید سعید اختر صاحب گیلانی	۱/-/-	" صوبیدار جلیل صاحب	۲/-/-
محترمہ سیدہ امۃ الرشید گیلانی معلمہ ایم۔بی۔ہائی سکول	۲۲/-/-	" جمعدار چوہدری عطا الٰہی صاحب	۲/-/-
" صفیہ صاحبہ سابقہ معلمہ مدرسۃ البنات	۲/-/-	" " محمد شریف صاحب	۱۵/-/-
مسٹر کیو۔ایم۔سرور صاحب	۱۰۰/-/-	" مرزا محمد سرور صاحب	۱/-/-
مسٹر ڈاکٹر آر۔پی۔بٹ	۵۰/-/-	" جمعدار میاں خان صاحب	۵۰/۱۰/-
محترم چوہدری امانت علی صاحب	۵/-/-	" محمد ممتاز خان دانشمنداں جالندھر	-/۸/-
" عبدالعزیز صاحب جاوید	۵/-/-	محترمہ شہر بانو بیگم " "	-/۴/-
" عبداللہ متعلم الصف الاکبر	۲/۸/-	محترم محمد سردار " "	-/۴/-
محترمہ بلقیس متعلمہ الصف الاکبر	۲/۸/-	محترمہ نسیم کوثر " "	-/۲/-
" ممتاز " "	-/۸/-	" ممتاز خانم " "	-/۴/-
" فاطمہ " "	۱/-/-	محترم عاصم خان صاحب " "	-/۲/-
" خورشید " "	-/۱۲/-	" قاسم خان صاحب " "	-/۲/-
محترم خلیل الرحمان صاحب	۲/-/-	محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ " "	-/۲/-
" محمد صدیق صاحب	۱/-/-	" کافیہ بیگم صاحبہ " "	-/۲/-
" نبی بخش صاحب	۱/-/-	" بیگم حمید صاحب " "	-/۲/-
" ماسٹر حبیب الرحمن پینٹر	۱/-/-	" وزیر جان صاحبہ " "	-/۲/-
" عبدالعزیز صاحب دہلی کینٹ	۱/-/-	" بیگم رشید صاحب " "	-/۴/-
" عبدالمجید صاحب "	-/۱۲/-	" بیگم امیر الدین صاحب " "	۱/-/-
" تصدیق حسین صاحب کلرک سی۔آر۔ڈی	۱/-/-	" امیر بانو صاحبہ " "	۱/-/-
" بابو دین محمد صاحب دہلی کینٹ	-/۴/-	محترم محمد خورشید عالم خاں " "	۲/-/-
مسٹر سبحان بخش پی۔ڈبلیو۔ڈی۔	۱/۱/-	محترمہ کنیز بیگم " "	-/۴/-
" محمد لطیف ادریس	۵/-/-	" ریحانہ صاحبہ و عائشہ	-/۲/-

محترمہ حمیدہ مسرت بستی دانشمنداں جالندھر	-/۴/-	محترمہ نورجہاں صاحبہ	۵/-/-
" رضیہ بیگم صاحبہ	-/۴/-	" عزیزہ فاطمہ متعلمہ الصف الرابع	۵/-/-
" جنت بی بی۔ اہلیہ بیگم سردار	-/۹/-	محترم نور محمد صاحب جالندھر	۱/-/-
" فاطمہ بی بی صاحبہ	-/۸/-	محترمہ بیگم چوہدری شاہ محمد "	۱/-/-
محترم غلام محمد صاحب بستی دانشمنداں جالندھر	-/۲/-	محترم ڈاکٹر میجر ابراہیم خانصاحب	۱۰/-/-
" محمد عبدالغنی صاحب بجواڑہ۔ ہوشیارپور	-/۸/-	محترمہ بیگم " " "	۵/-/-
" فضل محمد صاحب " "	-/۴/-	" " رحیم الدین صاحب	۱/-/-
" چوہدری فتح محمد " " "	۲/-/-	" " ممتاز خاں صاحب بستی دانشمنداں	۲/-/-
" " عطا محمد " " "	۱/-/-	محترم یحییٰ علی خانصاحب " "	۱/-/-
" امیرالدین ولد رحیم بخش " " "	۱/-/-	" خورشید عالم خانصاحب انسپکٹر پولیس	۲/-/-
محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ " "	۱/-/-	محترمہ بیگم امیر حسین خاں سول سپلائی آفیسر	۲/-/-
" بیگم سید نیاز علی شاہ " "	۵/-/-	محترم ڈاکٹر غلام محمد سردار میڈیکل سٹور	-/۸/-
" " رشید احمد صاحبہ " "	۱/-/-	" والدہ انور علی خاں بستی دانشمنداں	۱/-/-
" والدہ فرزند علی صاحب " "	۱/-/-	" خاں سعید الزماں خاں ریجنہ امرتسر	۱/-/-
" " حنیف " " "	-/۸/-	" خاں عبید الحق خاں بستی دانشمنداں	۱/-/-
محترم ماسٹر فتح محمد صاحب " "	۱/-/-	محترمہ بیگم گل محمد خاں " "	۱/-/-
محترمہ والدہ حبیب احمد صاحبہ " "	۱/-/-	" " عبدالحمید خانصاحبہ " "	-/۸/-
محترم رحیم بخش بوٹ فروش " "	۱۰/-/-	" والدہ عطاء الحق خانصاحب "	-/۸/-
محترمہ والدہ رشید صاحبہ " "	۱/-/-	محترم گلاب الدین صاحب احمدی	۱/-/-
محترم کیپٹن کریم صاحب " "	۱۰/-/-	" نذیر احمد حوالدار ضلع سیالکوٹ	-/۴/-
" سید افتخار علی " " "	۱۵/-/-	محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ جالندھر	-/۴/-
محترمہ بیگم رازی صاحبہ " "	۲/-/-	" آمنہ بیگم صاحبہ سیالکوٹ	-/۸/-
" والدہ سعید یعقوب صاحبہ سرگودھا	۲۰/-/-	محترم محمد اشفاق صاحب سیالکوٹ	-/۸/-
" ماریہ متعلمہ الصف الرابع	۵/-/-	" موہبت الرحمٰن " "	-/۸/-
محترم احسان الحق عبدالحق بستی باباخیل	۱/-/-	" عطیۃ الرحمٰن " "	-/۴/-

محترم محمد اقبال صاحب سیالکوٹ	-/۸/-	محترم محمد شریف بی اے ایس-ایم ریلوے سٹیشن	۱/۱۲/-
محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ "	-/۴/-	" محمد عبداللہ صاحب ہیڈ ماسٹر سلیم پور	۱/-/-
" سکینہ بیگم " "	-/۸/-	" نذر الدین صاحب مدار پور	-/۸/-
محترم مستری سمیع اللہ کارخانہ الیکٹرو "	-/۸/-	محترمہ عائشہ بی بی "	-/۸/-
" محمد حسین صاحب جالندھر	-/-/۵	محترم محمد دین دکاندار پساٹیاں نکودر	-/۸/-
" نذیر حسن صاحب "	-/-/۵	" محمد نذیر ایف اے جالندھر	-/۸/-
" امیر علی وصادق علی بجلانوالا "	-/۶/۹	" فتح محمد کلرک ریلوے سٹیشن جالندھر	-/۸/-
محترمہ زہرہ خانم صاحبہ "	-/۴/-	" سعید الظفر صاحب جالندھر	-/۸/-
محترم چوہدری طفیل محمد خان گارڈ ریلوے "	-/۸/-	محترمہ بی بی اہلیہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب	-/۴/-
محترمہ زبیدہ خانم صاحبہ لاہوری	-/-/-	" خورشید صاحبہ والدہ نجمہ	-/۸/-
" رضیہ خانم و بشیرہ خانم جالندھر	-/۸/-	محترم محمد ابراہیم صاحب	-/۹/-
" وزیر النساء سلیم صاحبہ "	-/۸/-	خورشید محمد ابراہیم اسلم صاحب	-/۱۲/-
محترم خان صاحب علی محمد خاں "	-/-/۱	عزیز بیگم صاحبہ اہلیہ محمد ابراہیم صاحب	-/۸/-
" آغا علی محمد خاں و سلطان خاں جالندھر	-/۴/-	محترمہ عنایت بیگم صاحبہ اہلیہ محمد اسلم صاحب	-/۸/-
" حق نواز صاحب "	-/۴/-	" سلیمہ سعیدہ صاحبہ دختر محمد ابراہیم "	-/۸/-
" انوار الحق صاحب "	-/-/-	" اشرف دختر محمد ابراہیم "	۱/-/-
محترمہ اقبال بیگم و جنت بیگم "	-/۶/-	محترم مولوی نبی بخش صاحب جالندھر	-/۴/-
" عابدہ اختر متعلم الصف الثالث	۱/۲/	" بشیر احمد صاحب جالندھر	-/۴/-
محترم محمد علی صاحب دکاندار جالندھر	-/-/۱	" اسلم صاحب "	-/۲/-
" قادر بخش دکاندار نکودر منڈی "	-/-/۲	کلثوم صاحب "	-/۴/-
" حاجی محمد ابراہیم پساٹیاں شنع جالندھر	-/-/۲	محترمہ ثریا دختر نبی بخش "	-/۲/-
محترمہ حاجن فاطمہ بی بی "	-/-/۳	" جیم بی بی اہلیہ "	-/۴/-
" " نور بی بی صاحبہ نکودر	-/-/۱	" مردار ان اہلیہ بشیر احمد صاحب	-/۴/-
" " آمنہ بی بی "	-/-/۲	محترمہ فضل النساء منصور جالندھر	-/۸/-
" " ... پساٹیاں ...	۲/	" مقبول ... صاحب "	-/۴/-

محترم ضیاالحق صاحب بستی دانشمنداں	۱/-/-
" انور علیخاں " "	۱/-/-
محترمہ فہمیدہ الصف الثانی	۱/-/-
" صوفیہ پروین " "	۱/۶/-
" خورشید " "	۱/-/-
" جنت نور محمد صاحب جالندھر	-/۸/-
" غلام اختر صاحبہ متعلمہ الصف الاکبر	-/۸/-
" زاہدہ کریم الدین " "	-/۴/-
" عظمت متعلمہ الصف السادس	۱۰/-/-
" فہمیدہ اختر " "	۵/-/-
" بیگم صاحبہ پیرزادہ محمد مختار جالندھر	۲/-/-
" " پیرزادہ عبدالحمید "	۲/-/-
" " پیرزادہ عبدالمجید بستی شیخ درویش	۱/-/-
" " پیرزادہ غلام اصغر " "	۲/-/-
معلوم الاسم	۱/-/-
محترمہ بیگم احمد سعید صاحب " "	-/۸/-
معلوم الاسم	-/۲/-
محترمہ بیگم سید دیوان علی کاظمی شملہ	۱/-/-
پیرزادہ عبدالمعید الصف الاصغر	-/۶/-
محترم پیرزادہ محمد مختار صاحب	۱/-/-
محترمہ سلامت احمد بخش متعلمہ الصف السابع	۳/-/-
" بیگم صاحبہ فضل محمد رئیس اعظم	۵/-/-
" سلیمہ اختر ایم۔بی گرلز ہائی سکول جالندھر	۱/-/-
" مسز دین محمد حویلی دانشمنداں	۱/۴/-
محترم ایم عبدالعزیز خاں جالندھر	۲/-/-

محترم خان سندھی خاں صاحب جالندھر	۱۰/-/-
محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ جالندھر	۱/-/-
" نصرت محمد جمیل الصف الخامس	۱/-/-
محترم عبدالباری خاں موضع رسولپور	-/۸/-
" عبدالحمید خاں صاحب "	۱/-/-
" محمد اسلم خانصاحب "	-/۸/-
" محمد رحمت صاحب جالندھر	۱/-/-
محترمہ مسز رشید صاحب انسپکٹر انجنیئر لاہور	۳۰/-/-
محترم عنایت الحق صاحب	-/۴/-
" فضل حسین "	-/۴/-
" محمد یوسف "	-/۴/-
" مولوی عبدالعزیز صاحب	-/۴/-
حمیدہ اختر الصف السابع	۱/-/-
مقصود متعلمہ الصف الثانی	۲/-/-
محترم سندھی ولد الٰہی بخش جالندھر	۲/-/-
محترمہ خالدہ متعلمہ الصف الثالث	۲/۸/-
" خدیجہ متعلمہ الصف الرابع	-/۴/-
محترم محمد غیاث قریشی گورنمنٹ ہائی سکول جالندھر	-/۴/-
محترمہ فیروزہ اختر لاہور چھاؤنی	-/۸/-
محترم ابوالفضل کریم صاحب جالندھر	۱/-/-
محترمہ امتہ البتول صاحبہ "	-/۴/-
محترم ماسٹر دل محمد صاحب "	-/۸/-
محترمہ والدہ زاہدہ صاحبہ	-/۴/-
" کلثوم بلال متعلمہ الصف الاکبر	-/۸/-
محترم میاں عبداللہ صاحب امرتسر	۲/-/-

محترم محمد شریف قریشی امرت سر	-/-/۱	محترمہ اہلیہ چوہدری احمد دین اُپل	-/-/۲
محترمہ بیگم احمد حسین صاحبہ لاہور	-/-/۱	محترم بابو محمد امین صاحب معرفت فضل دین	-/۲/۳۹
محترمہ ضیاء الدین	-/۸/-	″ ایم اے مجید ″ ″ ″	-/۴/۱۳
محترمہ مختار متعلمہ الصف السابع	-/۴/-	″ مسٹر اے ستار ″ ″ ″	-/۱۴/۱۹
″ زاہدہ و مجیدہ متعلمات الصف الاصغر	-/-/۱	محترمہ زبیدہ خاتون بنت بابو فضل محمد رسولپور	-/۱۰/۵۹
″ کشور غلام نبی متعلمہ الصف السادس	-/-/۲	″ مریم متعلمہ الصف الخصوصیہ اولیٰ	-/-/۸
″ اشرف ″ ″	-/-/۱	″ بیگم اختر خاں صاحب	-/-/۱
″ فہمیدہ ″ ″	-/-/۱	″ ″ صاحبہ رشید الدین خاں	-/-/۲
″ زیتون ″ ″	-/-/۱	محترم ڈاکٹر نذیر الدین خانصاحب	-/-/۵
″ شمیم برکت علی ″ ″	-/-/۱	″ وحید الدین خانصاحب	-/-/۱
″ ممتاز رستم علی ″ ″	-/-/۱	″ رشید الدین ″	-/-/۲
″ یٰسین متعلمہ الصف الثانی	-/۴/-	″ عزیز الحسن ″	-/-/۱
محترم ریاض الحق صاحب بستی باباخیل	-/-/۱	محترمہ بیگم امیر حسین صاحبہ	-/-/۲
″ انور متعلم الصف الاکبر	-/۸/-	″ رقیہ خانم متعلمہ الصف الثالث	-/۴/-
″ مرزا سردار خاں چک نمبر ۲۳ گ ب ضلع لائلپور	-/-/۸۰	″ بقیہ خانم ″ ″	-/۴/-
″ ″ خداداد خاں چک نمبر ۲۳ ضلع لائلپور	-/-/۱۰	″ صفیہ خانم متعلمہ الصف السابع	-/-/۲
محترمہ رشیدہ بیگم بنت مرزا سردار خاں ″	-/-/۲۵	محترم عبد الصمد صاحب جالندھر	-/۴/-
″ شریفہ صاحبہ جالندھر	-/-/۲	محترمہ بیگم صوبیدار محمد [illegible] ″	-/-/۱
″ والدہ صغریٰ متعلمہ الصف الخامس	-/-/۱۰	″ ″ کیپٹن حبیب احمد صاحب	-/-/۲
″ عائشہ دلشاد متعلمہ الصف السابع	-/-/۸	″ ″ ڈاکٹر محمد فاضل صاحب جالندھر	-/-/۴
″ اہلیہ چوہدری محمد امین اُپل	-/-/۵	″ ″ چوہدری محمد عبد الحمید صاحب	-/-/۲
″ والدہ ″ ″ ″	-/-/۲	″ صغریٰ متعلمہ الصف الاصغر	-/۸/-
″ اہلیہ محمد عبد الغنی اُپل	-/-/۲	محترم چوہدری اقبال محمد ڈپٹی رجسٹرار جالندھر	-/-/۵
″ ″ عبد الحمید صاحبہ گوجرانوالہ	-/-/۲	″ ″ شریف احمد بی اے ریاست کپورتھلہ	-/-/۱
″ ″ محمد امین صاحب ٹیلر ماسٹر	-/-/۲	محترمہ منیرہ حسام الدین متعلمہ الصف الخامس	-/-/۱

محترمہ شبیرہ متعلمہ الصف الخامس	۲/-/-	محترمہ شمیم متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-
" سلیمہ یعقوب الصف الاکبر	-/۲/-	" شائستہ " " السادس	۱/-/-
" حسلیمہ متعلمہ " "	-/۳/-	" رحمت بنت دین محمد " "	۱/-/-
" صغریٰ " " "	-/۴/-	" ظہور سلمیٰ متعلمہ خصوصیہ اولیٰ	۱/-/-
" زاہدہ عبدالشکور " "	۱/-/-	" ممتاز " الصف الثامن	۱/-/-
" اشرف اختر متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-	" زیب النساء " " "	۱/-/-
" پروین محمد شریف " الاکبر	۲/-/-	" صفیہ عبدالمجید " " السابع	۱/-/-
محترم محمد حنیف خاں بستی شیخ درویش	۶۲/-/-	" شمیم رحمت علی " " الثامن	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ عبدالمجید خانصاحب رئیس بستی بابا خیل	۳/-/-	" نصرت شبیر متعلمہ الصف الثالث	-/۸/-
" رشیدہ متعلمہ خصوصیہ اولیٰ مدرسۃ البنات	۶/-/-	" بیگم سید مظہر علی صاحب دہلی	۱/-/-
" بیگم چوہدری فضل الٰہی صاحب سب جج جالندھر	۵/-/-	" " میاں عبدالحفیظ " "	۱/-/-
" اصغری خانم متعلمہ الصف السادس	۴/-/-	" سعیدہ متعلمہ الصف الثانی	-/۸/-
" سعیدہ یعقوب " "	۱/-/-	" حلیمہ " " الرابع	۱/-/-
" عائشہ " "	۳/-/-	" صدیقہ " " "	۱/-/-
" منور متعلمہ الصف الاکبر	-/۴/-	" حمیدہ اختر عبدالنبی متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-
" کشور حمید متعلمہ الصف السادس	۱/-/-	" خورشید " " "	-/۸/-
" سعیدہ " " الرابع	۱/-/-	" شبیرہ " " "	۱/-/-
" شمیم " "	۱/-/-	محترم عبدالسلام متعلم " "	۱۰/-/-
" کنیز " "	۱/-/-	محترمہ ماجدہ متعلمہ مولوی فاضل	۱/-/-
" شفقت " "	۱/-/-	" امتیاز " الصف الثالث	۱/-/-
" نذیر متعلمہ منشی فاضل جلال الدین	۲۰/-/-	" قدسیہ " " السادس	-/۸/-
" شفقت متعلمہ الصف السابع	۱/-/-	" منور " " "	۲/-/-
" عفت " " الرابع	۱/-/-	" صفیہ عبدالرحمٰن " " "	۱/-/-
" وحیدہ " " الخامس	۲/-/-	" ممتاز و اقبال متعلمات الصف السادس و الخامس	۱/-/-
" رقیہ " " "	۱/-/-	" زبیدہ متعلمہ خصوصیہ اولیٰ	۱/-/-

* محترمہ ... متعلمہ الصف الرابع ۱/-/-

محترمہ شاہ زمانی متعلمہ خصوصا دہلی	-/-/۱	مسز سید عبدالحق صاحب راہوں	-/-/۱
ر رشیدہ عنایت اللہ متعلمہ الصف الثامن	-/-/۱	محترم سید محمد حسن صاحب عباسی ر	-/-/۱
ر خورشید رمضان ر ر ر	-/-/۱	محترمہ دختر سید ظفر عباسی ر	-/-/۱
ر امتیاز متعلمہ الصف الثالث	-/۴/-	ر محمودہ بیگم دختر سید ظفر حسین عباسی ر	-/-/۱
ر رفیقہ نواب دین ر ر	-/-/۱	محترم عبدالعزیز ارائیں	-/-/۱
ر خالدہ ر ر	-/۸/-	ر سید [illegible] ر	[illegible]
ر رشیدہ ر ر	-/۸/-	ر رحمت اللہ ولد اللہ دتا ر	-/-/۲
محترم نذیر احمد صاحب فیروز پور	-/-/۱۵	ر فضل محمد ولد خیر دین بزاز ر	-/-/۱
محترمہ مسعودہ فاطمہ متعلمہ ادیب عالم	-/-/۱	ر توکل علی ولد خیر دین دکاندار ر	-/-/۱
ر قدسیہ متعلمہ الصف الثالث	-/-/۱	ر مریدا ولد گامو قصاب سبزی فروش ر	-/-/۱
ر حمیدہ مسرت ر ر ر	-/-/۱	ر گوہرا ولد طوطو تیلی ر ر	-/۸/-
ر ادیب اختر ر ر ر	-/-/۱	یعقوب علی ولد بابا ر ر	-/۸/-
ر شگفتہ ر ر ر	-/-/۲	مسز سید شاہ حسین صاحب ر	-/-/۵
ر عظمت ر ر السادس	-/-/۱	محترم سید ظفر حسن صاحب عباسی ر	-/-/۱
ر عذرا ر ر الثامن	-/-/۱	ر سید عبدالرحمن صاحب عباسی ر	-/-/۱
ر امیر النساء ر ر ر	-/۸/-	مسز سید محمد یحییٰ صاحب عباسی دہلی	-/-/۵
ر نعیم ر ر الرابع	-/-/۱	معلوم الاسم	-/-/۲
ر زاہدہ ر ر الخامس	-/-/۱	محترمہ بیگم ڈپٹی محمد اکمل صاحب راہوں	-/-/۱۰
ر مسز نور محمد صاحب ٹھیکیدار	-/-/۵	محترم چوہدری علی احمد خان صاحب ایکسائز انسپکٹر	-/-/۵
ر انوری محمد یعقوب متعلمہ الصف الثانی	-/۸/-	ر ر عبدالرحمن صاحب نمبردار راہوں	-/-/۵
ر رشیدہ عبدالعزیز ر ر ر	-/۲/-	محترمہ طلعت پروین متعلمہ الصف الرابع	-/۸/-
محترم آفتاب احمد گھڑلہ کنگرہ - جالندھر	-/-/۲	ر ستارہ ر ر الثامن	-/-/۱
محترمہ بیگم پروفیسر عبدالکریم صاحب	-/-/۵	ر آمنہ ر ر الثانی	-/۴/-
مسٹر کے عبدالغنی صاحب	-/-/۱	ر شاہدہ خانم صاحبہ بتقریب اصلاح البنات	-/-/۱۰
مسز ڈاکٹر سید محمد محسن علی عباس	-/-/۵	ر عفت سلطانہ صاحبہ ر ر ر	-/-/۵

طالبات الصف الرابع بتقریب اصلاح البنات	-/-/۱۳	مسٹر تراب شاہ صاحب	۱/-/-
محترمہ بی بی جی صاحبہ	-/-/۲	مولوی محمد شریف صاحب	۱۰/-/-
انیسہ الرفیق متعلم الصف الثامن	-/-/۹	مسٹر [illegible] خان صاحب	۱۵/-/-
بیگم لطف اللہ خاں صاحب [illegible]	-/-/۱	مسٹر [illegible] الدین صاحب	۱/-/-
ستیہ [illegible] یعقوب الصف السادس	-/-/۱۰	[illegible] حکیم صاحب	۱/-/-
[illegible] عبدالرحمن	-/-/۱	محترم [illegible]	-/-/[illegible]
محترمہ صفیہ خانم الصف السابع	-/-/۱	مسٹر [illegible] صاحب	۳/-/-
″ والدہ بشیر	-/-/۵	مسٹر بہاؤالدین صاحب	۱/-/-
″ بیگم صادق علی صاحب کراچی	-/-/۵	سید حسین شاہ صاحب	۲/-/-
″ ″ [illegible] دم علی صاحب	-/-/۲	″ [illegible] صاحب	۲/-/-
″ ″ اکبر خاں ″ ″	-/-/۲	″ عبدالحمید صاحب	۱/-/-
″ ″ شریف حسین رضوی	-/-/۱	سید اکبر علی صاحب	۱/-/-
مسٹر غلام نبی صاحب کراچی	-/-/۳	مسٹر [illegible] احمد [illegible]	۱/-/-
″ ″ حاج نواب الدین ″	-/-/۵	مسٹر [illegible] علی صاحب	۳/-/-
مسٹر چوہدری صاحب	-/-/۱	[illegible] علی بخش	۲/-/-
محترم اللہ دین صاحب	-/-/۲	″ یوسف علی صاحب	۲/-/-
″ مسٹر شاہنواز خاں صاحب	-/-/۲	محترم نظام الدین صاحب	۲/-/-
″ سید حسن شاہ صاحب	-/-/۱	″ محمد وارث صاحب	۲/-/-
مسٹر خالد حسین صاحب	-/-/۲	″ محمد عیسیٰ عباسی	۱/-/-
محترم رئیس علی نواز خاں صاحب	-/-/۵	″ عبدالرب صاحب	۲/-/-
مسٹر سردار خاں	-/-/۱	″ کریم بخش صاحب	۱/-/-
″ غلام حیدر شاہ صاحب	-/-/۱۰	″ حاجی محمد صالح صاحب	۱/-/-
سردار کے۔ ایس شیر محمد رنڈ	-/-/۱	″ فیض محمد صاحب	۳/-/-
مسٹر ظہور الدین صاحب	-/-/۱	″ محمد اکرم صاحب	۱/-/-
مولوی شفیع محمد صاحب	-/-/۱۰	″ علی محمد صاحب	۱/-/-

محترم سید نادر حسین شاہ صاحب نادر منزل نواب شاہ	۵/-/-	محترمہ محمد شفیع صاحب کراچی صدر	۲/-/-
" " " " "	۲۰/-/-	محترمہ شرف النساء بیگم	۵/-/-
مسز قریشی صاحب، کراچی	۱/-/-	" کلثوم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات جالندھر شہر	۱۰/-/-
" الحاج عبدالکریم صاحب	۵/-/-	محترمہ زاہدہ فرزند بیگ جالندھر شہر	۴/-/-
محترم الحاج سیٹھ سحر اللہ صاحب کراچی صدر	۲/-/-	محترمہ ... صاحبہ میاں ریاست حسین صاحب	۳۹/-/-

عطیات بر موقعہ جلسہ زنانہ سالانہ مدرسۃ البنات جالندھر شہر

منعقدہ بتواریخ ۱۶ و ۱۷ نومبر ۱۹۴۶ء

محترمہ امۃ اللہ خانم صاحبہ بستی غزاں	۲/-/-	محترمہ عنایت بیگم بنت بشیر احمد ریڈیو کمپنی جالندھر	۲/-/-
" بیگم شیخ سردار صاحب "	۱۰/-/-	" بیگم محمد عظیم صاحب جالندھر	۲/-/-
" " انور علی صاحب جالندھر	۱/-/-	" والدہ وحیدہ الصف الخامس	۵/-/-
" " علی اختر " "	۱/-/-	عزیزہ مسعودہ " الاکبر	۱/-/-
عزیزہ نسرین الصف الثانی	۱/-/-	محترمہ بیگم ... الٰہی کیمپ	۵/-/-
" رفیقہ خانم سابقہ متعلمہ مدرسہ	۱/-/-	" بیگم فضل محمد خان بستی بابا خیل	۲/-/-
" صادقہ بنت محمد حسین سابقہ متعلمہ مدرسہ	۵/-/-	" بیگم گل محمد خان " "	۲/-/-
" صاحبہ متعلمہ مولوی فاضل	۳/-/-	عزیزہ ... رمضان سلطان ... رمضان	
" حمیدہ تارنگ " منشی فاضل	۱/-/-	عزیزہ رشیدہ ...	۱/-/-
" نسرین الصف الاعلیٰ	۵/-/-	محترمہ ... صاحبہ بستی بابا خیل	۲/-/-
" قدسیہ " الثانی	۵/-/-	" بیگم الف ... خان " "	۵/-/-
محترمہ بیگم محمد امین الدین صاحب گارڈ	۱/-/-	محترمات ... کالج امرتسر	۱/-/-
محترم محمد احمد ذاکر	۱۰/-/-	محترمہ والدہ نسیم الصف السابع	۵/-/-
" عبدالحق قلزح	۵/-/-	" دستانی نقی صاحبہ	۲/-/-
محترمہ بیگم مولوی اکبر علی جالندھر	۲/-/-	عزیزہ خورشید خانم سابقہ متعلمہ مدرسہ	۲/-/-

عزیزہ حمیدہ محمد حسین متعلمہ منشی فاضل	۲/-/-	عزیزہ فیروزہ بنت بابو غلام حسن رہتکی	۵/-/-
" اکمل " ادیب عالم	۱/-/-	محترمہ صاحبہ جان معلمہ بستی بابا شیخ	۱/-/-
" سعیدہ " " "	۱/-/-	" زہرہ صاحبہ بنت شیخ عبد الرحمن چھاؤنی	۵/-/-
محترمہ [illegible] صاحبہ	۱۵/-/-	" بیگم عبد الحق صاحب محلہ تیار ال جالندھر	۱/-/-
" [illegible] "	۲/-/-	" عبد العزیز خان سیکنڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول جالندھر	۵/-/-
عزیزہ [illegible]	-/-/-	" بنت محمد عبد السلام محلہ کوٹ جالندھر	۵/-/-
محترمہ بیگم ڈاکٹر [illegible]	۵/-/-	" والدہ عطاء الحق خان بستی دانشمنداں	۵/-/-
" [illegible] جالندھر	۵/-/-	محترمہ [illegible] مدرسۃ البنات	۱/-/-
" [illegible]	۵/-/-	محترمہ [illegible] اقبال معلمہ مدرسہ	۵/-/-
" [illegible]	۵/-/-	محترمہ ملکہ خانم منصور متعلمہ الصف الثالث	۱۰/-/-
[illegible]	۳/-/-	محترمہ بیگم عبد الحق خان بستی بابا خیل	۵/-/-
[illegible] صاحب [illegible]	۱/-/-	" غلام [illegible] بستی غزاں	۱۰/-/-
" [illegible]	۳/-/-	" [illegible]	۵/-/-
" [illegible]	۲/-/-	محترمہ [illegible] اسلامیہ کالج جالندھر	۱/-/-
" خورشید النساء	۲/-/-	عزیزہ [illegible] خان بستی شاہ کلی	۲/-/-
عزیزہ [illegible]	-/-/-	محترمہ [illegible] صاحبہ [illegible] متعلمہ مدرسہ	۵/-/-
[illegible] صاحب [illegible]	۵/-/-	عزیزہ حمیدہ متعلمہ خصوصاً اولیٰ	۵/-/-
" حمیدہ [illegible]	۵/-/-	" [illegible] نور [illegible] الصف الرابع	۱/-/-
عزیزہ [illegible]	۱/-/-	" [illegible] رشیدہ " الثالث	۲/-/-
عزیزہ عظمت متعلمہ الصف السادس	۳/-/-	" رشیدہ [illegible] متعلمہ مولوی فاضل	۲/-/-
" ثریا غفور " " الاکبر	-/-/-	محترمہ بیگم [illegible] ٹھیکیدار جالندھر	۵/-/-
عزیزہ ملکہ [illegible] متعلمہ الصف الخامس	۳/-/-	" [illegible] عالیشاہ سیکنڈ ماسٹر ہائی سکول ہوشیارپور	۱/-/-
عزیزہ ثریا و [illegible] نور [illegible] "	۱/-/-	محترمہ سابقہ متعلمہ مدرسہ	۵/-/-
محترمہ بیگم عبد الغفور [illegible]	۲/-/-	" بیگم صاحبہ [illegible] عبد الوہاب جالندھر	۲/-/-
" " عبد الرزاق " " "	۲/-/-	محترمہ عابدہ صاحبہ	[illegible]

[illegible] کسی [illegible]

نام	رقم	نام	رقم
معلوم الاسم معرفت والدہ ثریا بشیر متعلمہ الصف السابع	۱۰/-/-	محترمہ والدہ ابرار خاں	۱/-/-
محترمہ زبیدہ بیگم مسز نذیر احمد	۵/-/-	" بیگم صاحبہ نثار علیخاں بستی بابا خیل	۵/-/-
" انور بیگم " منظور احمد	۲/-/-	" " " میر شاہ علی " "	۲/-/-
رشیدہ بیگم سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-	" سعیدہ صاحبہ	۱/-/-
حمیدہ بیگم " " "	۱/-/-	" بیگم صاحبہ شیخ بشیر احمد مرحوم	۱/-/-
حفیظہ بیگم " " "	۱/-/-	" " " " عبدالحکیم صاحب	۱/-/-
محترمہ سراج بیگم	۱/-/-	" الٰہی جان صاحبہ	۱/-/-
شاہ زمانی متعلمہ مدرسۃ البنات	۳/-/-	" عمران صاحبہ	۱/-/-
نامعلوم	۲/-/-	" خورشید بیگم "	۱/-/-
عزیزہ فاطمہ " " "	۲/-/-	" والدہ صاحبہ سکینہ	۱/-/-
محترمہ خدیجہ بیگم " " "	۱/-/-	" بیگم صاحبہ غضنفر علی صاحب	۱۰/-/-
" اشرف جہاں	۱/-/-	" سعیدہ خانم صاحبہ	۲/-/-
" نور جہاں	۲/-/-	" بیگم صاحبہ فضل محمد پرنسپل اسلامیہ کالج	۱۰/-/-
مسز منور حسین صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی	۵/-/-	" بشیر بیگم متعلمہ اسلامیہ کالج	۱/-/-
محترمہ عائشہ صاحب بستی شاہ قلی	۱/-/-	" تابندہ صاحبہ	۱/-/-
" بیگم بشیر احمد صاحب جالندھری	۲/-/-	" شریفہ صاحبہ	۲/-/-
ڈاکٹر زبیدہ خانم صاحبہ	۲/-/-	نامعلوم	۱/-/-
محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ	۱/-/-	محترمہ تسنیم اختر	۱/-/-
" بیگم صاحبہ فضل محمد خاں ڈپٹی کنٹریکٹر	۱۰/-/-	" نسیم اختر	۱/-/-
سابقہ پرنسپل اسلامیہ کالج		" بیگم صاحبہ مبارک علی شاہ	۱/-/-
مسز نصیر الدین صاحب	۲/-/-	" " " سلامت علی	۱/-/-
بیگم صاحبہ غلام احمد خاں	۲/-/-	زاہدہ خورد سال بچی	-/۱/-
محترمہ بیگم صاحبہ بایزید احمد خاں صاحب	۵/-/-	عبدالرؤف و کشور سلطانہ خوردسال بچے	-/۲/-
" والدہ ضیاء الحسن	۱/-/-	محترمہ ادیبہ خانم	۱/-/-
" [illegible]	۱/-/-	" شریف بی بی ہمشیرہ شمیم اختر متعلمہ مدرسۃ البنات	۱۰/-/-

نامعلوم الاسم	۱/-/-	محترمات سعیدہ۔ قدسیہ۔ نسیم۔ ثریا۔ رفعت	
محمودہ خانم	۱/-/-	طالبات مدرسۃ البنات	۵/-/-
بیگم ڈاکٹر عبدالعزیز قریشی	۱۰/-/-	محترمہ بی بی صاحبہ بستی شیخ	۱/-/-
نسیم اختر	۱/-/-	" حسن بانو بیگم خان اقبال الدین مرحوم	۲/-/-
زبیدہ بیگم	۲/-/-	" نورجہاں بیگم خان محمد صدیق بستی باباخیل	۲/-/-
والدہ شمیم	۱/-/-	" بیگم سلطان خانصاحب۔ لاہور	۱۰/-/-
انیس	-/۳/-	" " قیصر الدین خانصاحب	۳۰/-/-
طاہرہ	۱/-/-	" " نیاز خاں صاحب	۵/-/-
آمنہ	۲/-/-	" " نوازش علی خانصاحب	۳۰/-/-
عالیہ خانم	۱۰/-/-	" بلقیس بنت مولوی برکت علی صاحب	۴۰/-/-
صوفیہ خانم	۱۰/-/-	" بیگم چودھری سعداللہ سیکنڈ ایر ماسٹر گورنمنٹ سکول	۲/-/-
متوالی بی بی	-/۴/-	قمر سول ہسپتال جالندہر	۱/-/-
سید تجمل حسین	۱۰/-/-	نجمہ متعلمہ ادنیٰ جماعت مدرسۃ البنات	۱/-/-
وزیر محمد	-/۵/-	محترمہ والدہ عبدالحمید سندھی	۱/-/-
زہرہ خانم	۱/-/-	" حمیدہ بیگم بستی غزاں	۱/-/-
شمس النہار	۲/-/-	" زہرہ بیگم " "	۱/-/-
مسز محمد یحییٰ خاں	۱۰/-/-	" بی بی صاحبہ بیوہ فخر دین بستی مٹھو	۲/-/-
مسز فضل محمد پرنسپل	۱۰/-/-	" جمیلہ بستی باباخیل	۲/-/-
محترمہ گوہر افشاں بیگم فضل حسین خاں	۲/-/-	" عنایت بیگم جالندہر	۱/-/-
" بیگم شاہ قلی خانصاحب	۲/-/-	" بیگم نذیر احمد ضلع شیخوپورہ	۱/-/-
" ضیا جیلانی "	۲/-/-	" " محمد حیات۔ ایس۔ او۔ کلرک جالندہر	۲/-/-
" محمد حیات صاحبہ	۱۵/-/-	" " ڈاکٹر محمد عبداللہ بستی شیخ	۱/-/-
" عبدالحق بانی مدرسۃ البنات	۵/-/-	" " انور علی جالندہر	۱/-/-
نبیلہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-	" رحیم بی بی کرتارپور	۱/-/-
اہلیہ صاحبہ پیرزادہ ضیاء الحق گنگوہی	۱۵/-/-	" بیگم بدر دین۔ جالندہر	۱/-/-

محترمہ بیگم عبدالمجید خانصاحب بستی باباخیل	۲۰/-/-	سکینہ بیگم	-/۴/-
〃 〃 عبدالخالق خانصاحب بستی باباخیل	۱۰/-/-	عالم بی بی	-/۸/-
چوہدری دلدار خاں جھنڈی چک	۶۰/-/-	مسز چوہدری فضل محمد سیانی وال	۱۰/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ یحییٰ علیخاں بستی دانشمنداں	۵/-/-	〃 محمد ابراہیم سیانی وال	۱۰/-/-
〃 حمدی خانم سابقہ متعلمہ	۳۰/-/-	سعیدالنساء اختر بنت چوہدری محمد ابراہیم سیانیوال	۵/-/-
〃 بشریٰ خانم صاحبہ بستی دانشمنداں	۲۰/-/-	وحیدالنساء اختر بنت 〃 〃 〃	۵/-/-
〃 بیگم صاحبہ ڈاکٹر کیپٹن ابراہیم 〃	۲۵/-/-	محترمہ بیگم سردار محمد مظفر پوری	۵/-/-
〃 〃 فقیر محمد خاں بستی شیخ	۵/-/-	محترم محمد اظہر قدیہ صاحب	۵/-/-
〃 〃 غلام حیدر خاں بستی دانشمنداں	۱/-/-	〃 شفقت شفیق قریشی صاحب	۱/-/-
〃 میمونہ الصف الثانی	۲/-/-	گمنام	۱/-/-
〃 ثمیم اختر 〃 السابع	۵/-/-	محترم فضل کریم صاحب	۲/-/-
〃 ظہور بسمہ خصوصیہ اولیٰ	۵/-/-	〃 مرزا اکبر علی صاحب	۱/-/-
مسز خانصاحب فضل الٰہی گجرات	۵/-/-	ممتاز	-/۳/-
〃 ڈاکٹر رحیم بخش صاحب 〃	۵/-/-	[illegible]	-/۳/-
محترمہ خورشید بیگم و ممتاز بیگم کپورتھلہ	۲/-/-	امۃ الحمید جالندھر محلہ قرار خاں	۱/-/-
مسز حبیب اللہ لائلپور	۲/-/-	نذیر بیگم اڈہ نکودر	۱/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ محمودہ مولوی کلاس	۲۰/-/-	عنایت بی بی	۱/-/-
〃 پھوپھی صاحبہ 〃 〃 〃	۳۰/-/-	ذکراللہ	-/۱/-
〃 دادی 〃 〃 〃	۲۰/-/-	بیگم حسن داؤد	۲/-/-
〃 محمودہ الصف السابع	۳۰/-/-	بی بی نواں	۲/-/-
〃 آمنہ جالندھری	۱/-/-	پر دین الصف الاکبر	۲/-/-
〃 اہلیہ عبدالباری انسپکٹر کرتارپور	۵/-/-	امۃ الحمید 〃 الثانی	۱/-/-
〃 زینب کرتارپور	۱/-/-	پیرزادہ بیگم سردار	۲/-/-
〃 حسین بی بی	۱/-/-	ماسٹر محمد حسین	۱/-/-
〃 بشیر بیگم	۱/-/-	امۃ الرفیق الصف الثامن	۱/-/-

امۃ الشفیق الصف الثالث	۱/-/-	سارا بیگم کپورتھلہ	۸/-
محترم ابراہیم صاحب غزنوی	۱۰/-/-	بیگم عبد العزیز	-/-
" عبد الواحد " "	۱۰/-/-	سلیمہ بیگم	۴/-
بیگم علی اکبر خاں - املی والی مسجد	۵/-/-	حمیدہ بیگم جالندہری	-/-
فہمیدہ بیگم الصف السادس	۲/-/-	امیر بیگم "	-/-
حسن آرا خانم محلہ کوٹ سعادت خاں	۱/-/-	حامد بیگم محمد شریف سب انسپکٹر	۱/-/-
ثریا جبیں سابقہ متعلمہ	۵/-/-	بیگم چوہدری محمد اسمٰعیل دفتر ٹیلیفون	۱/-/-
شمیم بناز - بستی دانشمنداں	۱/-/-	غلام زینب پولیس لائن	۱/-/-
بیگم صاحبہ عبد العزیز	۲/-/-	شہر بانو	۱/-/-
" " عبد الحفیظ	۲/-/-	استانی عنایت بیگم	۱۸/-
قمر سلطانہ مولوی سال اول	۲/-/-		۱/-/-
شفقت جہاں ادیب عالم	۱/-/-	مسرت آرا	۵/-/-
گمنام	-/۱/-	زمرد	۱/-/-
والدہ مولوی عبد الباری صاحب	۲۰/[illegible]	نسیم اختر طالبہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول جالندہر	۲/-/-
محترمہ صوفیہ خانم بستی بابا خیل	۱۰/-/-	بیگم عبد الحمید صاحبہ جالندہری	۵/-/-
بی بی گل جعفری	۵/-/-	محترمہ مس ایم ناظورہ چشتی صاحبہ	۱/-/-
امتیاز "	۵/-/-	" تسلیم آرا صاحبہ لاہوری	۲/-/-
حضرات	۴/-/-	" " زاہدہ سلطانہ بنت یوسف علی جالندہر	۱/-/-
ڈاکٹر حمید صاحب	۲۰/-/-	" عقیلہ تصدق بھگواڑہ	۱۰/-/-
نذیر بیگم	۵/-/-	" مختار بیگم گرلھا	۱/-/-
ظہیرہ بی بی	۲/-/-	" رفیقہ خانم "	۱/-/-
والدہ صاحبہ سیدہ امت الرفیق دیدہ مولوی	۱۰/-/-	" سردار بی بی "	۱/-/-
جمیلہ بیگم بستی غذاں	۱/-/-	مسز محمد عبد اللہ سول ہسپتال	۵/-/-
شاہنہ کپورتھلہ	۲/-/-	والدہ نثار احمد پکا باغ	۱/-/-
مشترکہ: زکیہ بیگم مختار بیگم سکینہ بیگم	۲/-/-	مبشری خاتون جماعت دوم	۱/-/-

بہشتی آرا ۔بستی غذاں	-/-/۱	حاجی محمود سب انسپکٹر۔کراچی	۲/-/-
عالم جان ۔رستہ محلہ	-/-/۵	عزیزہ بیگم بیگم فضل محمد صاحب	۵/-/-
اختر گنگروی بنت شاہ علی	-/-/۵	والدہ محمد جہانگیر خاں	۵/-/-
شائستہ خانم سول لائن	-/-/۱	بیگم ڈاکٹر کیپٹن عبدالودود صاحب	۵۰/-/-
شمیم اختر جالندہری	-/۱/-	نفیسہ خانم بستی باباخیل	۱/-/-
ساجدہ خانم ″	-/۱/-	اشرف بنت شاہ علی شاہ	۵/-/-
قدسیہ خاتون	-/۲/-	بیگم بابو عطا اللہ صاحب	۱۰/-/-
نامعلوم الاسم	-/۱/-	″ کرنل فتح محمد صاحب	۱۰/-/-
	-/-/۱	سلیم النساء بیگم	۵/-/-
مسز منظور الحق	-/-/۱	مبارک جہاں	-/۴/-
زکیہ خانم بنت چوہدری یوسف علی	-/-/۵	نسیبا خاتون	۱/-/-
اصغری بیگم نور پور	-/-/۱	بیگم صاحبہ شیخ سردار علی صاحب بستی شیخ	۵/-/-
بشریٰ بیگم نور پور	-/-/۱	رشیدہ بیگم سابقہ معلمہ	۱/-/-
دل افروز جالندہری	-/-/۱	طیبہ خانم بستی باباخیل	۲/-/-
بیگم غلام حسین آبادپورہ	-/-/۵	رشیدہ اختر بستی غذاں	۵/-/-
محترمہ مسز محمد جمیل خاں بستی باباخیل	-/-/۱۰	زینب النساء ″	۱/-/-
″ ″ محمد اسمٰعیل ″ ″	-/-/۵	صغریٰ بیگم بنت مرزا خیردین نور محل	-/۸/-
″ ″ امیر بیگم زوجہ سندھی خاں رستہ محلہ	-/-/۵	خورشید عالم بنت عمردین شیخ ۔سودہ نسی	۲/-/-
″ ″ بیگم صاحبہ غلام نبی صاحب	-/-/۱	مظفر حسین جماعت ادنیٰ مدرسۃ البنات	۱/-/-
″ ″ عبدالرؤف صاحب	-/-/۱	محترمہ سید ممتاز علیشاہ صاحب نور محل	۱/-/-
″ ″ حبیب فاطمہ جماعت دوم	-/-/۱	″ بیگم سید نعمت علیشاہ صاحب ″	۱/-/-
″ ″ عائشہ خانم	-/-/۱	خاکسار	۲۰/-/-
″ ″ زاہدہ عبدالشکور الصف الاکبر	-/-/۱	ماریہ خانم	۵/-/-
″ ″ ریحانہ بیگم سعد اللہ خاں صاحب	-/-/۱	غلام محی الدین افریقی	۳/-/-
صداقت علی شیخ الصف سابع	-/-/۲	سعادت بانو فسٹ ایر اسلامیہ کالج	۱/-/-

بیگم مولانا عمادالدین صاحب انصاری	۵/-/-	بابر علی	۱/-/-
" سید صدیق حسن۔ ایس۔ ڈی۔ او	۱۰/-/-	جمیلہ خانم	۲/-/-
عظمت خانم	۵/-/-	عفت عبدالعزیز	۲/-/-
شمیم آرا فسٹ ایر اسلامیہ کالج	۱/-/-	مسز عبدالمجید کلکٹر	۱/-/-
بشیرہ بیگم	۱/-/-	خانصاحب بیگم ضیاءالدین صاحب	۱۰/-/-
ہمشیرہ محترمہ بلقیس صاحبہ		شیخ عبدالحمید صاحب محلہ عالی	۲۰/-/-
معلمہ مدرسۃ البنات	۱۰/-/-	طاہرہ خانم	۱/-/-
سردار بیگم بنت عبدالعزیز	۱/-/-	نسیم آرا (سحر) لاہوری	۱۰/-/-
رضیہ سلطانہ بستی شیخ	۱۰/-/-	بیگم بابو عبدالکریم صاحب ریلوے روڈ	۵/-/-
مہدی بیگم " "	۵/-/-	محترمہ حسین بی بی جالندھر	۱/-/-
امۃ الی توں " پیرداد	۱/-/-	" بیگم عباس حسین صاحب	۲۰/-/-
انور بیگم بنت غلام محمد	۴/-/-	افضل بیگم صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
عزیزہ بیگم نور محمد	۱/-/-	محترمہ معلمہ رضیہ منصور حسن مدرسۃ البنات جالندھر	۳/-/-
زبیدہ خانم	۱/-/-	" والدہ صاحبہ محمد انور خاں بستی دانشمنداں	۵۰/-/-
زبیدہ پروین	۱/-/-	عزیزہ سلیم اختر بنت چوہدری رحمت اللہ صاحب	
محمودہ بیگم زوجہ علی محمد	۲/-/-	مونسپل کمشنر جالندھر	۲۵/-/-
بیگم خورشید زماں بستی دانشمنداں	۲/-/-	بیگم صاحبہ برکت علی	۲/-/-
عطیہ بانو	۱/-/-	خورشید النساء سندھی مولویہ	۲/-/-
کبریٰ بیگم متعلمہ مدرسۃ البنات	۵/-/-	عذرا الصف الثامن	۲/-/-
بتول بیگم " "	۲/-/-	شکیلہ خانم " "	۲/-/-
بیگم مقصود صاحب	۱/-/-	محترمہ دولت بیگم	۱/-/-
شریفہ بیگم	۱/-/-	زبیدہ بیگم بستی بابا خیل	۲۵/-/-
بیگم عابد علی صاحب	۱/-/-	والدہ ڈاکٹر عبدالودود صاحب	۴/-/-
" محمود سب انسپکٹر کراچی	۵/-/-	والدہ عطاءالحق	۱/-/-
" مرزا امان اللہ خاں	۵/-/-	بیگم نیاز خاں	۲/-/-

خورشید عبدالنبی	۵/-/-
سعیدہ معلمہ فسٹ ایر ایف۔ اے مدرسۃ البنات	۱۰/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ بدرالدین صاحب گرمطا	۵/-/-
نامعلوم الاسم	۳/۳/۶
محترم مولوی عبدالحق صاحب عباسی مدیر مدرسۃ البنات	۲۰/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ عبدالحمید خاں بستی دانشمنداں	۲/-/-
" " محمد لقمان خاں	۱/-/-
صدر محترمہ مکرمہ زبیدہ بیگم شیخ اسلم انکم ٹیکس افیسر	۲۰۰/-/-
" " رضیہ بیگم پیر احسن الدین ڈپٹی کمشنر	۲۰/-/-
زائد	۲۵/۴/۶
میزان	۲۶۲۸/۹/-

وعدے

والدہ میاں عبدالباری صاحب لاہور (وصول شدہ)	۵/-/-
محمد جاوید پرائمری سکول دکوہہ	۱/-/-
بیگم شیخ خورشید محمد صاحب	۵۰/-/-
بیگم خان بہادر شیخ محمد خورشید صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر بستی غزاں	۱۰۰/-/-
میزان	۱۵۶/-/-

اللہ کو قرض حسنہ

عطیات ماہ نومبر ۱۹۴۶ء

مستری رحیم بخش صاحب موضع کھرلہ کنگرہ	۴/-/-
کاریگران دوکان حاجی بابو مہر علی احمد علی صاحبان	۳/۳/۶
نامعلوم الاسم	۳/۱/-
حکیم محمد جالینوس صاحب جالندھر شہر	-/۲/-
سید محمد شفیق شاہ " "	-/۲/-
حفیظہ و لطیفہ درجہ سوم مدرسۃ البنات	۵/-/-
محترمہ مہدی جیو صاحبہ بستی دانشمنداں	۵/-/-
مولوی سردار محمد صاحب خوشنویس جالندھر	۱۶/-/-
خانصاحب ڈاکٹر کیپٹن غلام محمد صاحب سید شریف	۴/-/-
صوبیدار میجر کرم حسین شاہ صاحب	۲۰/-/-
محترمہ عائشہ خانم صاحبہ معلمہ درجہ دوم	۳/-/-
جناب محمد شفیع صاحب ٹیپے گارڈ ٹماٹیور	۳/۸/-
محترمہ برکت بی بی جماعت سوم	۱/-/-
مستری عبدالحق غلام مصطفےٰ صاحب فورٹ سٹیمن	۵/-/-
میاں نذیر احمد صاحب فیروزپور شہر	۲۰/-/-
محترمہ افضل ستارہ آف صاحبہ لدھیانہ	۵/-/-
مولوی غلام غلام صاحب جالندھر شہر	-/۲/-
چودھری شرف الدین صاحب "	۳/۱/-
شیخ رحیم بخش صاحب "	۳/۱/-
" عزیز بخش " "	-/۱/-
محترمہ زیب النساء بیگم صاحبہ ٹانڈہ ارمڑ	۲/-/-
جناب ایم عبداللہ صاحب بٹ جالندھر شہر	۲۵/-/-
خواجہ غلام حسین کچلو صاحب شملہ	۱۵/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ منشی محمد شریف صاحب جالندھر شہر	۲/-/-
الحاج چوہدری جلال الدین بلال الدین صاحبان پہاڑنگ	۲۴/۱۰/-
محترمہ زاہدہ الصف الخامس مدرسۃ البنات	۴/-/-
" شمیم الصف الثالث "	۳/۴/-
" صغیرہ الصف الخامس "	۳/۴/-
" مریم درجہ خصوصیہ اولیٰ "	۵/-/-
" امۃ اللہ ادیب عالم "	۳/-/-
" حسین بی بی الصف الثالث "	۳/۸/-
" زبیدہ محمد الدین الصف الرابع "	۴/-/-
" آصفہ الصف الثالث "	۲/-/-
ہدی نور محمد صاحب سیالکوٹ	۱۰/-/-
لفٹ سید محمد شاہ صاحب "	۸/-/-
ہادی محمد اسمٰعیل "	۴/-/-
بلقیس برکت علی الصف الخامس مدرسۃ البنات	۸/-/-
ہی غلام نبی بخش صاحب	۲/۸/-
پیر محمد صاحب	۲/۸/-
" جمال الدین "	۱/-/-
عیدہ الصف الرابع مدرسۃ البنات	۲/-/-

محترمہ خورشید الصف الاصغر مدرسۃ البنات	۱/-/-
" نسیم " "	۱/-/-
حکیم نیاز احمد صاحب کھریہ گنگرہ	۸/-/-
میزان	

زکوٰۃ وصدقات ماہ نومبر ۴۶ء

شیخ منظور الحق صاحب سرگودھا	۲۰/-/-
پیر غلام دستگیر خان صاحب بھوگڑی	۱/-/-
جناب فتح محمد صاحب پرجیاں کلاں	۵/-/-
محترمہ محمودہ منہاس صاحبہ لدھیانہ	۵/-/-
رحمت بیگم صاحبہ لاہور	۳۹/۸/-
اے رحیم اینڈ سنز دہلی	۵/-/-
میزان	۷۵/۸/-

تعمیر فنڈ ماہ نومبر ۱۹۴۶ء

شیخ منظور الحق صاحب سرگودھا	۵/-/-
منجملہ کرایہ عمارت وارڈ مجوزہ مدرسۃ البنات	
از پروفیسر صاحبان اسلامیہ کالج	۸۵/-/-
میزان	۹۰/-/-

ضرورت معلمات:

(۱) مدرسہ غوثیہ جہانیاں والی ریاست بہاولپور کے لئے دو معلمات کی ضرورت ہے (۱) عربی کے لئے (۲) انگریزی کے لئے کم از کم انٹرنس پاس۔ دونوں دیندار، متقی اور صالحات ہوں۔ تنخواہ ۷۵ روپے ماہوار۔ درخواستیں منیجر مدرسۃ البنات جالندھر شہر کے نام آنی چاہئیں۔

مدرسۃ البنات قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ کے لئے ایک ایسی معلمہ کی ضرورت ہے جو عربی کی تعلیم ۔ تنخواہ معقول اور رہنے کو مکان مفت۔ درخواست کا پتہ: بنت چوہدری عبد العزیز آنریری منیجر قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ

استاد کی امداد کے بغیر

عربی سکھا دینے والی کتابیں

معلم العربیہ	عہ	خزینۃ العلوم حصہ اوّل مجلد	عمہ/
مدرس العربیہ	عہ/	لغات القرآن	۱۰/-
عربی ٹیچر	عہ	″ ″ عزیزی	عمہ/
عربی کا معلم جدید حصہ اول	۱۴/	مصباح ″ ″	عمہ/
″ ″ دوم	۱۴/	عربی بول چال حصہ اول	۱۴/
کلید ″ ″ اول	۵/	″ ″ دوم	۱۴/
″ ″ دوم	۵/	کتاب الصرف	۱۴/
کلام عربی حصہ اول	۱۰/	″ النحو	۱۰/
″ ″ دوم	۱۰/	قوانین عربی	۱۲/
ترجمان القرآن جلد اول، دوم، سوم		اردو عربی ترجمہ	عمہ/
چہارم، پنجم، ششم فی جلد	عہ	الصحیفۃ الاولیٰ	
″ جلد ۲۹ و ۳۰	عمہ	″ الثانیہ	ہر حصہ
ہدایت العربیہ	ع	″ الثالثہ	
اساس عربی	ع	″ الرابعہ	عمہ/
اللغات والامثال	ع	الدروس العربیہ حصہ اول	عمہ/

ملنے کا پتہ :- مینیجر مکتبہ علمیہ - مدرسۃ البنات - جالندھر شہر

بہ منزل می رسد آں رہروِ دشتِ طلب کا نرا
بہ ہر گامے دلیلِ رہ درائے کارواں باشد

مکتبہ کارواں

شیخاں - جالندھر شہر

آپ کے شہر کا بہترین کتب خانہ ہے۔

یہاں سے آپ کو علمی، ادبی اور مذہبی لٹریچر اور سٹیشنری کا تمام سامان ارزاں نرخ پر مل سکتا ہے۔ انگلستان اور امریکہ کے نہایت اچھے فونٹین پن (پانچ روپے کی قیمت سے لیکر نوے روپیہ تک) یہاں سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

عورتوں کیلئے ادبی کتابوں کے علاوہ سوزن کاری، دستکاری، اور خانہ داری کے موضوع پر اچھی سے اچھی کتابیں موجود ہیں۔ السنۂ شرقیہ کے امتحانات اور ورنکلر فائنل سے لیکر بی اے تک کے امتحانات کا نصاب اور امدادی کتب سستے داموں مل سکتی ہیں۔

بچوں کیلئے دلچسپ اور سبق آموز کتابوں کا ایک بیش بہا ذخیرہ بھی موجود ہے۔ مکتبہ کارواں کی مطبوعہ کتاب "پھلجھڑیاں" بچوں کیلئے نظموں کا ایک نہایت کامیاب مجموعہ ہے۔ ہندوستان بھر کے ادبی رسائل نے اس پر بہترین تبصرے لکھے ہیں۔ بچوں کو یہ کتاب بطور تحفہ پیش کرنا اُن کے مذاق کی صحیح تربیت کرنا ہے۔

مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ آپ کی ذاتی رہنمائی کے لئے بے حد مفید ہوگا۔

رحمۃ للعالمین - ہر سہ حصہ -/-/۱۰ + سیدہ فاطمہ -/۴/۲ + الزہرا -/۴/۱ +
خاتونِ جنت -/۱۰/۲ + مسلمان عورت -/۸/۲ + سیرت حضرت عائشہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۴۵۵۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ مسلمہ

جالندھر شہر

جنوری ۱۹۴۷ء

١٢(٦)

مدیرہ : حمیرا

چندہ سالانہ : ایک روپیہ آٹھ آنے

اکسیر اٹھرا

اٹھرا یعنی بچپن میں ہی ۸ - ۱۱ کے حساب سے، یا ڈبہ، پسلی چلنا، سوکھ کرا دایسے ہی دیگر عوارض سے بچوں کا فوت ہو جانا، ان تمام عوارض اور تکالیف کے لئے

اکسیر اٹھرا

خدا کے فضل سے یقینی اثر رکھنے والی —— بارہا کی مجربہ ——
اور شہرۂ آفاق قابل اعتماد حضرات کی **مصدقہ** دوائی ہے

مصدقین میں

حضرت مولنا سید محمد جعفر صاحب پھلواروی خطیب جامعہ کپورتھلہ

اور ایسے ہی نامور اطباء میں سے

حکیم مولنا محمد عبداللہ روڑوی ایسے اصحاب ہیں۔

انشاء اللہ العزیز اٹھرا کی یہ مجرب دوائی اجڑے گھروں کے بارونق کرنے کا ذریعہ ہوگی۔

حیات اطفال

کمزور دُبلے پتلے بچوں کا مونس و غمخوار

وہ بچے جو نہایت کمزور دُبلے پتلے اور سوکھتے جا رہے ہوں، ان سوتے چشموں کو سیراب اور تر و تازہ کرنے کے لئے نہایت زود اثر اور مستقل اثرات رکھنے والی دوائی جس میں جواہرات کیلسیم، فاسفیٹس و دیگر مقوی بدن مفرح اور طاقت بخش اجزاء شامل ہیں۔ چند دنوں میں ہی بچوں کے چہرے پر سرخی اور شگفتگی پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔

دوار المسک معتدل جواہر والی	لبوب کبیر خاص الخاص	خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا

مردوں عورتوں اور ننھے بچوں کے جملہ عوارض کے دفعیہ کیلئے۔ جوابی کارڈ بھیجکر رہنمائے شفا مفت منگوائیے

اشرف میڈیکل ہال سلطانپور لودھی کپورتھلہ سٹیٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱۵ | جنوری ۱۹۴۷ء | صفر ۱۳۶۶ھ | نمبر ۷

عربی عورت عہد جاہلیت میں اور بزم ہستی میں اس کا حصہ

(مسلسل)

عرب عورت کی کس قدر نگہداشت اور کتنا اس کے لئے ایثار کرتا تھا۔ کس حد تک اس کو چاہتا اور کیسا اس پر اپنی جان نثار کرتا تھا۔ اس کا حال ذیل کے قصے سے معلوم ہوگا :۔

خسرو پرویز جو ملک ایران کا بادشاہ اور مشرق کے بادشاہوں کا سردار تھا۔ اس نے نعمان کے پاس اس کی بیٹی کے لئے درخواست کی ــــــ اگر خسرو کا یہ پیغام کسی دنیا کے بڑے سے بڑے بادشاہ اور فاتح اعظم کے پاس پہنچتا تو وہ اس شرف و امتیاز کے فخر سے اپنے تخت پر اچھل پڑتا لیکن نعمان نے باوجود اس کے مطیع فرمان اور ممنون احسان اور اس کا ایک گورنر ہوتے کے خسرو کے ایلچی کو اس غیرت کے مارے نامراد پھیر دیا کہ منذر کی بیٹیاں کسی عجمی کے گھر میں آباد ہوں اگرچہ اس کی سلطنت کا درجہ کتنا ہی بلند ہو۔ جب یہ ایلچی اپنا سا منہ لے کر اپنے بادشاہ کی خدمت میں

حاضر ہوا تو اس کے سینے میں غضب کا انگارا بھڑک اُٹھا اور اس نے سطوتِ شاہی سے لبریز ہو کر حکم دیا کہ "ہر عرب سردار کو حاضر دربار کیا جائے"۔

اب نعمان کو موت کی بجلیاں مدائن کی طرف کوندتی دکھائی دیں۔ اپنی بیٹی حرقہ اور لڑائی کے ہتھیار قبیصہ شیبانی کے بیٹے ہانی کے سپرد کر کے خسرو کی طرف چل دیا جہاں وہ ہاتھی کے پاؤں تلے ڈال دیا گیا، اور اس کے گوشت کے لوتھڑے، ہڈیوں کے ٹکڑے اور خون کے قطرے ہر طرف زمین میں بکھر کر خاک میں مل گئے۔

خسرو نے اس طرح اپنے غصے کی پیاس کو بجھا کر از سرِ نو اس کو تازہ کرنا چاہا اور ہانی کے نام حکم بھیجا کہ دخترِ نعمان کو میرے پاس روانہ کر دے! اس کے بعد جو روزِ بد نعمان نے دیکھا وہی ہانی کو دیکھنا پڑا۔

اب خسرو کا غیظ وغضب اس قوم کے خلاف جوش زن ہوا جو اپنی دوشیزہ کو عزیز رکھ کر شیر کی طرح اس کے سامنے ڈٹ گئی۔ پس اس نے اس کو تاخت وتاراج اور ذلیل وخوار کرنے کے لئے فیل سواروں کی ایک مواج فوج روانہ کر دی، اور ادھر عرب اپنے ملک کی حفاظت اور آبرو کے بچاؤ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ذی قار کے سنگریزہ زار میں ایران کے جرار لشکروں سے آبھڑے اور ایسا گھمسان کا رن پڑا کہ آسمان کے کنارے سرخ ہو گئے اور اس قدر غبار اُٹھا کہ سورج چھپ گیا اور عین دوپہر کے وقت تارے دکھائی دینے لگے۔ شجاعانِ عرب میں سے ایک منچلے نے عورتوں کے کجاووں کے بندھن کاٹ دئے تاکہ اگر وہ کسی وقت بھاگنا چاہیں تو بھاگ کر نہ جا سکیں۔ اب دلیرانِ عرب کی حمیت کا انگارہ دلوں میں دہکنے اور ان کی کٹکٹاتی ہوئی تلواریں بجلی بن کر چمکنے لگیں اور انھوں نے اپنے دشمنوں پر ایک ایسی زبردست یورش کی کہ ان کے دل ٹوٹ گئے، پاؤں اُکھڑ گئے اور اپنے ملک کی طرف منہ اُٹھا کر بھاگ نکلے۔ عرب کے قلیل مگر خوددار شیر دل بہادروں نے ان کا پیچھا کیا اور بھاگنے والوں کی پشتوں کو اپنی تلواروں سے چور کرتے ہوئے نواحِ مدائن تک پہنچ گئے۔

عُدَیل عجلی اسی واقعہ کے متعلق کہتا ہے:-

مَا أَوْقَدَ النَّاسُ مِنْ نَارٍ لِمَكْرُمَةٍ
إِلَّا اصْطَلَيْنَا وَكُنَّا مُوقِدِي النَّارِ
وَمَا يَعُدُّونَ مِنْ يَوْمٍ سَمِعْتَ بِهِ
لِلنَّاسِ أَفْضَلَ مِنْ يَوْمٍ بِذِي قَارِ

جئنا بأسلابهم والخيلُ عابسةٌ
لما استلبنا الكسرى كل أُسوارِ

ترجمہ :- لوگوں نے کوئی آگ کسی شرف کے لئے ایسی نہیں سلگائی جس کے سلگانے والے ہمیں لوگ نہ ہوں اور ہمیں نے اسے تاپا نہ ہو۔ میں نے کوئی دن جس کی لوگ گنتی کرتے ہوں ایسا نہیں سنا جو ذی قار سے افضل ہو۔

جب ہم نے کسریٰ کے ہر مقتول شہسوار کے ہتھیار اتارے اور لوٹ کا مال لے کر آئے اور ہمارے گھوڑے تیوریاں چڑھائے ہوئے تھے۔

یہ ہے روزِ ذی قار! یہ ہے عرب کے ایرانیوں سے بدلہ لینے اور ان کی غلامی سے آزاد ہونے کا دن!

کچھ بڑی ولتبند اور نیچے گھرانے کی عورتیں ہی اتنی گرانقدر اور عزیز نہ سمجھی جاتی تھیں بلکہ عورت خواہ اس کی حالت کتنی ہی پست یا اس کا کنبہ کیسا ہی ادنٰے درجے کا کیوں نہ ہو خوددار ہوتی تھی اور عزیزوں سے عزیز رکھی جاتی تھی۔ اسی کی مثال ابن اثیر نے اس طرح بیان کی ہے کہ فارس کے کسی رئیس نے قبیلۂ باہلہ کی ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا تو اس نے انکار کر دیا۔ حالانکہ رؤسائے فارس کی ثروت اور خوشحالی اور خاندان باہلہ کی بے شرفی اور پست نسبی عرب میں مشہور تھی۔

اسی طرح عورت کے لئے، عورت کی عزت کے لئے اور اپنے شرف کو عورت کے شرف پر موقوف سمجھنے کے باعث عربی مرد کا غصہ اس حد تک پہنچا ہوا تھا کہ وہ اس شرف کی حفاظت اور اپنی تذلیل و اہانت رفع کرنے کے لئے کسی تاجدار بادشاہ کا سر پھوڑ دینے سے بھی باک نہ کرتا تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عمرو ابن ہند شاہِ عرب نے اپنے ہمنشینوں سے پوچھا کہ عرب میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کی ماں کو میری ماں کی خدمت سے انکار ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہاں عمرو بن کلثوم ایسا آدمی ہے کہ اس کی ماں لیلےٰ نہایت خوددار ہے اور اگر قبائل عرب میں کوئی عورت ناک رکھتی ہے تو وہ ہے۔ کلیب بن ربیعہ کا بھی اس سے چچا بھتیجی کا رشتہ ہے کیونکہ وہ مہلہل بن ربیعہ کی دختر ہے۔ اسے اپنے خاندان سعید پر بڑا فخر ہے۔ اس کے چچا کا نام ضرب المثل ہے۔ أعَزّ مِنْ كُلَيب اس وقت زبان زد خاص و عام ہے۔ اس کا شوہر کلثوم بن مالک عرب کا مشہور شہسوار تھا۔ اب اس کا بیٹا عمرو بن تغلب کا نامی سردار ہے پس جس عورت کے رشتہ دار

ایسے مشہور ہوں، وہ کیوں کسی کی خدمت کرنے لگی۔ بادشاہ کو یہ سن کر تعجب معلوم ہوا اور اس بات کا امتحان کرنا چاہا اور ایک قاصد کو بلا کر عمرو بن کلثوم کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ مجھ کو آپ سے اور میری والدہ کو آپ کی والدہ سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے۔ عمرو بن کلثوم فوراً شہسواران تغلب اور اپنی اور قوم کی شریف عورتوں کے ہمراہ روانہ ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں جا پہنچا۔ عمرو تو بادشاہ کے حضور حاضر رہا اور اس کی ماں بادشاہ کی ماں کے خیمے میں جا اتری۔ یہ خیمہ بادشاہ کے خیمہ کے قریب تھا۔ بادشاہ نے اپنی والدہ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جب عمرو بن کلثوم کی ماں آپ سے ملنے کو آئے تو آپ اس سے کوئی خدمت لیں۔ چنانچہ جب لیلیٰ آئی تو کچھ عرصے تک شاہزادی سے خوب باتیں ہوئیں۔ اثنائے گفتگو میں شاہزادی نے کہا کہ ذرا یہ طبق مجھے اٹھا دینا۔ لیلیٰ بولی: "جسے ضرورت ہو وہ آپ اٹھائے"۔ جب شاہزادی نے دوبارہ کہا، تو لیلیٰ نے باآواز بلند کہا: "وَاذُلَّاهُ يَا اٰلَ تَغْلِبْ (وائے خاندان تغلب کی بے عزتی)۔ اس کلمے کو سنتے ہی عمرو کی آنکھوں سے چنگاریاں چھوٹنے لگیں۔ بادشاہ کی تلوار سامنے لٹک رہی تھی۔ جھٹ ہاتھ بڑھا کر تلوار کھینچی اور بادشاہ کے سر پر ماری اور اپنے ساتھیوں کو لوٹنے کا حکم دیا۔ انھوں نے بادشاہ کا سارا مال لوٹ لیا اور اپنے گھر واپس آئے۔

اسی بارے میں عمرو نے اپنا مشہور قصیدہ نظم کیا جس میں وہ کہتا ہے:-

(۱) اَبَا هِنْدٍ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْنَا
وَاَنْظِرْنَا نُخَبِّرْكَ الْيَقِيْنَا
(۲) بِاَنَّا نُوْرِدُ الرَّايَاتِ بِيْضًا
وَنُصْدِرُهُنَّ حُمْرًا قَدْ رَوِيْنَا
(۳) اَلَا لَا يَعْلَمُ الْاَقْوَامُ اَنَّا
تَضَعْضَعْنَا وَاَنَّا قَدْ وَنِيْنَا
(۴) اَلَا لَا يَجْهَلَنْ اَحَدٌ عَلَيْنَا
فَنَجْهَلَ فَوْقَ جَهْلِ الْجَاهِلِيْنَا
(۵) بِاَيِّ مَشِيْئَةٍ عَمْرَو ابْنَ هِنْدٍ
نُطِيْعُ بِنَا الْوُشَاةَ وَتَزْدَرِيْنَا
(۶) بِاَيِّ مَشِيْئَةٍ عَمْرَو ابْنَ هِنْدٍ

نَكُونُ لِقَيْلِكُمْ فِيهَا وَطِينًا

(۷) تَهَدَّدْنَا وَ اَوْعِدْنَا رُوَيْدًا

مَتَىٰ كُنَّا لِأُمِّكَ مُقْتَوِينَا

ترجمہ :- (۱) اے ابو ہند! ہم پر جلدی نہ کر۔ ہم تجھے وہ خبر دیں گے جو عین الیقین ہو گی (وہ خبر یہ ہے :-)

(۲) کہ ہم (میدان جنگ میں جہاں شجاعوں کے خون سے دریا بہ رہے ہوتے ہیں، ان کے) گھاٹ پر جھنڈے لاتے ہیں تو وہ سفید ہوتے ہیں اور اُن کو واپس لے کر جاتے ہیں تو سیراب خون ہو کر سرخ ہو چکے ہوتے ہیں۔

(۳) سُن رکھو! قوموں کو ہمارے متعلق یہ خبر نہ پہنچے گی کہ ہم نے شکست کھائی ہے اور ہم ہار گئے ہیں

(۴) سنو جی! کوئی ہم سے جہالت نہ کر بیٹھے، کہ ہمیں جاہلوں کی جہالت سے بڑھکر جہالت کرنی پڑے

(۵) اے عمرو ابن ہند! تو کس ارادے پر ہمارے سخن چینوں کی باتیں مانتا اور ہمیں حقیر جانتا ہے؟

(۶) اے عمرو ابن ہند! کس خواہش پر، ہم تیرے گورنر کے خادم ہو جائیں۔

(۷) ذرا سنبھل کر ہمیں دھمکی دے اور ذرا رُک کر ہمیں ڈانٹ۔ ہم کس وقت تیری ماں کے غلام ہوئے تھے؟

اور گویا عمرو بن کلثوم کا یہ کارنامہ تغلبیوں کے غصے کو فرو کرنے کے لئے کافی نہ تھا کہ مرّہ بن کلثوم اُٹھا اور اُس نے اس شعلۂ غضب کو بجھانے کے لئے جس کو اس کی ماں کی تذلیل کے ارادے نے بھڑکایا تھا نعمان اور اس کے بھائی کو مار ڈالا۔ (باقی باقی)

ضروری اطلاع :- ◯

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ رسالہ بذریعہ وی۔پی ارسال ہو گا۔ زائد اخراجات وی۔پی سے بچنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ خدارا وی۔پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کریں۔

جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا چھ پیسے کے ٹکٹ بھیجئے۔

منیجر

ایک دلچسپ طنزیہ نظم

آزادی

(از جناب فیض لودھیانوی منشی فاضل)

فسردہ سی فسردہ زندگی ہے　　جدھر دیکھو نحوست چھا رہی ہے
وطن میں آج ہر شے کی کمی ہے　　نہ آٹا ہے نہ چینی ہے نہ گھی ہے
ہمیں یہ اچھی آزادی ملی ہے!

مصیبت میں اضافہ ہو رہا ہے　　ابھی ہندوستاں کچھ کھو رہا ہے
نظر حیران ہے دل رو رہا ہے　　غریبوں کی عجب دُرگت بنی ہے
ہمیں یہ اچھی آزادی ملی ہے!

وہی سرمایہ داری کے ترانے　　وہی مزدور ماری کے بہانے
وہی بے روزگاری کے فسانے　　وہی ہم ہیں ہماری بے بسی ہے
ہمیں یہ اچھی آزادی ملی ہے!

اُدھر جیلوں میں قیدی سڑ رہے ہیں　　اِدھر ریلوں میں دھکّے پڑ رہے ہیں
وہی غیروں کے جھنڈے گڑ رہے ہیں　　وہی اُن کی سیاسی برتری ہے
ہمیں یہ اچھی آزادی ملی ہے!

بڑے زوروں پہ ہے رشوت ستانی　　خیانت، چور بازاری، گرانی
عمل سے دُور باتیں ہیں زبانی　　یہ سارا کھیل گویا دل لگی ہے
ہمیں یہ اچھی آزادی ملی ہے!

بہت سے بینوا پھرتے ہیں در در　　بڑی پابندیاں عاید ہیں جن پر
کفن تک کو نہیں کپڑا میسّر　　وہی راشن کی ہر سو بیہودگی ہے
ہمیں یہ اچھی آزادی ملی ہے!

غلاموں میں لڑائی ہو رہی ہے　　"مقدر آزمائی" ہو رہی ہے

ہزاروں کی صفائی ہو رہی ہے　　　کہیں درجے عداوت بڑھ چکی ہے

ہمیں یہ اچھی آزادی ملی ہے !

ستم کا دور باقی ہے ابھی تک　　　کسی کا جور باقی ہے ابھی تک

بتا کون اور باقی ہے ابھی تک؟　　　رگِ جاں پر رواں کس کی چھری ہے؟

ہمیں یہ اچھی آزادی ملی ہے !

اس "آزادی" کا مطلب ہے غلامی　　　سمجھ سکتے نہیں یہ راز عامی

کہاں اے دل حقیقی شاد کامی　　　فقط دانش فریبی کی گئی ہے

ہمیں یہ اچھی آزادی ملی ہے !

نہیں کچھ افسروں میں دل نوازی　　　وہی ہے دفتروں کی بے نیازی

یہی ہے فیض کیا "دستور سازی"　　　کہ سب کی جان آفت میں پھنسی ہے

ہمیں یہ اچھی آزادی ملی ہے !



اسلام مذہب قلب و ضمیر ہے

(علامہ رشید رضا مصری مرحوم کے مضمون کے ایک جزو کا ترجمہ)

فیومی نے اپنی کتاب مصباح میں لکھا ہے کہ ضمیر کے معنی قلب و باطن کے ہیں اور کبھی اس کا استعمال عقل کے معنی میں بھی کیا جاتا ہے۔ قرآن میں یہ لفظ سو سے زیادہ آیات میں آیا ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں :-

۱۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ ۵ بیشک اس قرآن میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہے یا جو توجہ کے ساتھ کان لگائے۔

۲۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ اس دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد، لیکن جو شخص خدا کے پاس قلب سلیم کے ساتھ پہنچے (وہ کامیاب ہوگا)۔

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف میں فرمایا: اِذْ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ یعنی جب وہ اپنے پروردگار کے پاس قلب سلیم کے ساتھ آئے۔ پھر حضرت ابراہیم کا یہ کلام بھی قرآن پاک میں مذکور ہے: وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ - اے اللہ! جو نشان میں نے دیکھنا چاہے ہیں، یہ اسلئے ہیں تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔

۴۔ ایمانداروں کی تعریف میں ارشاد ہے: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ ط اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ جو لوگ ایمان لائے اور ان کے قلوب اس کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔ بے شک خدا ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔

۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیرووں کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ رَاْفَۃً وَّرَحْمَۃً۔ اور ہم نے ان کے پیرووں کے دل میں رحم اور ترس ڈال دیا۔

اس کے علاوہ قرآن پاک میں جہاں ایمانداروں کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں تو اکثر جگہوں پر ان کے دلوں کی تعریف کی گئی ہے کہ اُن میں توجہ اور زاری کا اثر ہوتا ہے، ان میں نرمی و مروت

ہوتی ہے، وہ خدا کے خوف سے متاثر ہوتے ہیں۔ برائیوں سے پاک و صاف ہوتے ہیں۔ برخلاف ان کے، منافقین و کفار کی مذمت میں ان کے دل کی برائیاں مذکور ہیں، مثلاً یہ کہ منافقین کے دلوں میں مرض اور سختی ہوتی ہے، نجاست و گمراہی ہوتی ہے۔ جہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اب فلاں شخص یا قوم میں قبول حق کی صلاحیت و استعداد باقی نہیں ہے تو وہاں طبع و ختم کے الفاظ لائے گئے ہیں۔ یعنی ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے۔ اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام ایسے دلوں کا طلبگار ہے جو واقعی انسانی دل ہوں۔ جن میں نرمی و تاثیر ہو، جن میں ہمدردی اور مروت ہو جو قبول حق کے لئے کھلے ہوئے ہوں، جو خدائے قدوس کے ہیبت و جلال سے لرزتے ہوں مگر جو دل ان اوصاف سے خالی ہیں ان کی اسلام کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اسلام ایسے دلوں کا طلبگار ہے جنہیں سمجھ بوجھ ہو، جو شریفانہ آزادی کے ساتھ ہر معاملہ پر غور کر سکیں جو تعصب و تنگ نظری سے پاک ہوں، جو کورانہ تقلید کی غلامی سے آزاد ہوں۔ کیونکہ متعصب سکڑے ہوئے، جامد اور فاسد دلوں میں اسلام کے عظیم الشان اور عالمگیر اصول اور تخیلات سما نہیں سکتے

حفظانِ صحت

طاعون (پیوستہ بگذشتہ)

(از جناب محمد شفیع صاحب عارب سینیٹری انسپکٹر۔ جالندھر شہر)

تدارک: ۔ طاعون کی مرض کی روک تھام کیلئے ضروری ہے کہ گھریلو چوہوں کا خاتمہ کیا جائے۔ اگر گھروں کو چوہوں سے پاک کر دیا جائے تو یہ مہلک مرض پیدا نہیں ہوتی۔ چوہوں کو نیست و نابود کرنے کے مندرجہ ذیل عام طریقے ہیں

(۱)۔ چوہے دان کے ذریعہ چوہے پکڑنا۔

(۲)۔ چوہوں کو زہریلی دوائی بیریم کاربونیٹ (BARIUM CARBONATE) کے ذریعہ مارنا۔

(۳)۔ بلی کے ذریعہ چوہوں کو ختم کرنا۔

۱۔ چوہے دان کے ذریعہ چوہے پکڑنے کیلئے چوہے دان کو رات کے وقت اس کمرہ میں رکھنا چاہئے جہاں کہ چوہے ہوں اور چوہوں کو دام میں پھنسانے کیلئے چوہے دان میں چپاتی۔ گھی۔ گڑ۔ ترکاری۔ گھی میں بھنا

سوا گوشت. امرود. مکئی کا بھٹہ وغیرہ میں سے کوئی ایک چیز رکھ دیجائے. رات کیوقت چوہے خوراک کی تلاش میں خود بخود اس میں داخل ہو جائینگے. اس طرح جو چوہے پکڑے جاویں انکو چوہے دان سمیت آبادی سے باہر لے جاکر کسی جوہڑ میں ڈبو کر مار ڈالنا چاہیئے. عام طور پر لوگ چوہے پکڑکر گلی کوچہ میں چھوڑ دیتے ہیں اور یہ چھوڑے ہوئے چوہے دوسرے لوگوں کے گھروں میں گھس جاتے ہیں. اس طرح چوہے پکڑکر چھوڑنے سے کوئی فائدہ نہیں. دوسری دفعہ چوہوں کو دام میں پھنسانے کیلئے ضروری ہے کہ چوہے دان کو دھولیا جائے اور تھوڑا سا میٹھا تیل لیکر چوہے دان پر لگا دیا جائے. اور جو چیز چوہوں کے کھانے کیلئے پہلے دن چوہے دان میں رکھی گئی ہو دوسرے دن وہ نہ رکھی جائے بلکہ دوسرے روز دوسری کھانے والی چیز رکھی جائے اور چوہے دان پہلی جگہ پر بھی نہ رکھا جائے. چونکہ چوہا بڑا چالاک جانور ہے ۲
اسلئے اگر دوسری دفعہ چیز ادل بدل کر نہ رکھی جائے اور چوہے دان رکھنے کی جگہ بھی تبدیل نہ کی جائے اور اسکو صاف بھی نہ کیا جائے تو یہ فوراً بو سونگھ کر بھانپ جاتا ہے کہ یہ اس کے لئے پھندا تیار کیا گیا ہے جس میں کل اس کا بھائی بند قید کیا گیا تھا اس لئے وہ اس دام میں نہیں آئیگا.

۲. چوہوں کو زہر سے مارنے کیلئے بیریم کاربونیٹ (جو کہ چوہے مارنے کی مشہور زہریلی دوائی ہے جو بند ڈبوں میں ہوتی ہے) زہر کے ایک ڈبہ میں ایک سیر آٹا اور ایک سیر گڑ ملاکر گوندھ لیا جائے. جب یہ سخت لئی کی طرح بن جائے تو اسکی گولیاں بنائی جائیں. اس سے سولہ سو گولیاں تیار ہو جاتی ہیں اتنی تعداد میں گولیاں بنانے سے بہتر ہے کہ تھوڑی مقدار میں بیریم کاربونیٹ لیکر اسکے مطابق اتنی ہی مقدار میں آٹا اور گڑ ملاکر چنے کی مقدار کی گولیاں بنائی جائیں. گولیاں بنانے کے بعد ہاتھوں کو صابون سے دھولیا جائے شام کیوقت ان گولیوں کو مٹی کی رکابیوں میں رکھ کر انکو ایسی جگہ رکھا جائے کہ ان گولیوں تک بچوں کا ہاتھ نہ جائے اور نہ ہی گھر کے پالتو جانور ان تک پہنچ سکیں لیکن وہاں چوہوں کی آمدورفت ہو. یہ گولیاں بچوں اور جانوروں کے لئے سخت قسم کی زہر ہے. جب رات کو یہ گولیاں رکھی جائیں تو ان کو شمار کر لیا جائے اور صبح کو پھر شمار کر لیا جائے. جو گولیاں صبح کو باقی رہ جائیں ان کو زمین میں کسی جگہ دبا دیا جائے تاکہ بچے اور جانور ان کو کھا نہ جائیں اگر یہ گولیاں دوسرے دن کے لئے رکھ لی جائیں تو سخت ہونے کی وجہ سے چوہے ان کو نہیں کھائینگے.

چوہوں کی نسل قدرتی طور پر بڑی سرعت کیساتھ بڑھتی ہے اسلئے ہر ماہ اس زہر کے ذریعہ ایک دفعہ ان کو ضرور مارنا چاہیئے. اور جس گھر میں گولیوں کے ذریعہ چوہے مارنے مقصود ہوں اس گھر میں زیادہ سامان نہیں ہونا چاہیئے. چوہا جب زہر کی گولی کھا لیتا ہے تو دیوانگی اور بے چینی کیوجہ سے ادھر ادھر گھومنا

شروع کر دیتا ہے اور عام طور پر کسی بڑے صندوق یا الماری کے نیچے جہاں اندھیرا ہو جا کر آخری دم توڑتا ہے اور اس کے مرنے کی خبر تب ہوتی ہے جب اسکے مردہ جسم سے بدبو آنے لگتی ہے۔ اگر گھر میں سامان کم ہو تو شمار کی ہوئی گولیوں کے مطابق مردہ چوہے بدبودار ہونے سے پہلے ہی ڈھونڈے جا سکتے ہیں۔

۳۔ بلیوں کے ذریعہ چوہوں کو ختم کرنے کیلئے گھروں میں بلیاں پالنی چاہئیں۔ قدرتی طور پر چوہا بلی کی خوراک ہے۔ اس لئے گھروں میں بلیاں رکھنے سے چوہے ختم ہو جاتے ہیں۔

جب طاعون کی مرض کسی جگہ نمودار ہو تو سب سے پہلے اسکی اطلاع محکمہ حفظانِ صحت کو فوراً دیجائے تاکہ محکمہ اسکی روک تھام کی جلد تدابیر کر سکے اور محکمہ کی دی ہوئی ہدایات پر ہر شخص کو فوراً عمل کرنا چاہیئے۔

طاعون زدہ شخص کو فوراً علیحدہ کمرہ جس میں کہ ہوا اور روشنی کا کافی انتظام ہو۔ چپ چاپ لٹا دیا جائے اور فوراً ڈاکٹر کو بلا لیا جائے۔ چپ چاپ لیٹے رہنے سے مریض کو جلدی آرام ہو جاتا ہے۔ مریض کے کپڑے اگر کم قیمت کے ہوں تو آگ میں جلا دئے جائیں اگر زیادہ قیمتی ہوں تو چھوٹے چھوٹے کپڑے ایک گھنٹہ تک ابلتے پانی میں رکھنے چاہئیں اور بھاری کپڑے کاربالک ایسڈ (۲۰ : ۱) میں بارہ گھنٹے تک بھگو کر ان کو ابال کر دھو لینا چاہیئے۔ مریض کی چارپائی کو دھوپ لگوائی جائے تاکہ تمام پسو مر جائیں۔

جس گھر میں یہ مرض نمودار ہو اس گھر میں کسی کو آنا جانا نہیں چاہیئے۔ اور رہائش بھی نہیں رکھنی چاہیئے بلکہ آبادی کے باہر اسی وقت جھونپڑی بنا کر رہنا چاہیئے۔ یا خاص کیمپوں میں جو اسی غرض کیلئے بنائے ہوئے ہوتے ہیں میں رہائش رکھنی چاہیئے اور جب تک اس گھر کو محکمہ حفظان صحت کی معرفت جراثیم کش ادویہ سے صاف نہ کرا لیا جائے واپس نہیں آنا چاہیئے۔ اس مرض کے نمودار ہونے پر چوہے دانوں یا زہر کے ذریعہ چوہے نہیں مارنے چاہئیں بلکہ یہ کام محکمہ حفظان صحت کے سپرد کر دینا چاہیئے وہ جس طریقہ سے چاہے اس کو انجام دے۔ اور اگر کہیں گھر میں مردہ چوہا نظر آجائے تو اسکو ہاتھ سے نہیں اٹھانا چاہیئے بلکہ اس پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگا دی جائے۔ اور یہ احتیاط رکھی جائے کہ ننگے پاؤں اس کمرہ میں کوئی شخص نہ جائے اور جس گھر میں مردہ چوہا پایا جائے۔ اس میں بھی اسوقت تک رہائش نہ رکھی جائے جب تک کہ اس گھر کو بھی جراثیم کش ادویہ سے صاف نہ کرا لیا جائے۔

طاعون زدہ علاقے میں جانا بھی نہیں چاہیئے اور نہ ہی اس علاقے سے کسی کو آنے دیا جائے۔ طاعون کا ٹیکہ جس قدر جلد ممکن ہو لگوا لیا جائے۔ کیونکہ یہ مرض سے بچنے کے لئے مفید ہے۔

مسلمان اب کیا کریں

قسط دوم

(از حضرت داعی الی الحق)

(۵)

نماز عصر کے بعد ہم پائیں باغ میں پھر اکٹھے بیٹھے۔ ایک سنگین چبوترہ پر قیمتی قالین بچھا تھا۔ بابا صاحب اپنے مخصوص انداز میں بائیں کہنی گاؤ تکیہ پر رکھ کر نیم دراز ہو گئے۔ دایاں ہاتھ وہ اثنائے گفتگو میں کبھی کبھی زور زور سے ہلاتے تھے۔ باغ میں پھولوں کی خوشبو پھیلی تھی۔ چبوترہ کے پہلوؤں میں جعفریوں پر گاڑھی سبز بیلیں لپٹی تھیں۔ بابا صاحب اس وقت سر برہنہ تھے۔ مجھے ان کا چوڑا سینہ۔ پر نور چہرہ، کشادہ پیشانی اور بڑا سر دیکھ کر احساس ہوا کہ عمر ڈھل جانے کے باوجود ان میں مردانہ رعنائی کا ایک انداز ہے۔

یہاں یہ ذکر کر دینا بے موقع نہ ہو گا کہ دوپہر کو میں نے اپنے ساتھیوں اور موٹر کو رخصت کر دیا تھا۔ قرار پایا تھا کہ وہ لوگ پھر آکر مجھے یہاں سے لے جائیں گے میں نے بابا صاحب کو مخاطب کر کے اپنا وہی سوال دہرایا جس پر صبح کی گفتگو ختم ہوئی تھی۔ "اگر آپ سمجھتے ہیں کہ مسلم لیگ یا ہندوستان کے مسلمانوں کی دوسری جماعتیں اس طرح کام نہیں کر رہیں جیسے کرنا چاہئے تو آپ پبلک طور پر اپنا زاویۂ نگاہ کیوں پیش نہیں کرتے۔ آپ ان جماعتوں کے نقائص دور کرنے کی خاطر ان میں کام کیوں نہیں کرتے۔ یہاں غار میں چھپ کر اعتراض کرنے پر اکتفا کیوں کرتے ہیں۔"

بابا صاحب نے فرمایا برخوردار تم نے میرا مطلب غلط سمجھا۔ میں نے مسلم لیگ یا دوسری جماعتوں کو ہرگز برا نہیں کہا۔ نہ ان میں نقص بتایا ہے۔ جماعتوں میں کبھی نقص نہیں ہوا کرتا۔ جماعتیں تو محض کام کرنے کا ڈھنگ ہیں۔ یہ ڈھنگ پر کام کرنے کا کوئی موقع ہوتا ہے۔ اور اس موقعہ پر اسی ڈھنگ سے کام نکل سکتا ہے۔ کام کرنیوالا ہو تو وہ اپنے ڈھنگ کا موقعہ ڈھونڈ ہی لیتا ہے۔ بالضرورت ہو تو پیدا بھی کر لیتا ہے۔ نقائص ہمیشہ انسانوں اور شخصیتوں میں ہوتے ہیں۔ یہ جماعت پرستی تو دراصل مغرب کی لعنت ہے جو ہم اہل مشرق میں بھی سرایت کر رہی ہے۔ مشرق ہمیشہ سے شخصیت اور چلن کا معتقد رہا ہے۔ جماعت

فی نفسہٖ کوئی شے نہیں مسلم لیگ تو کیا میں تو کانگرس اور ہندوستان میں برطانیہ کے نظامِ حکومت کو بھی بطور جماعت کے برا نہیں کہتا۔ برے بھلے کا اطلاق صرف شخصیت پر ہوتا ہے جماعت تو مفید یا غیر مفید ہو سکتی ہے۔ جماعتوں کو برا بھلا کہنا کہاں کی معقولیت ہے اور سو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ جماعت چلانے والے بھلے ہوں تو وہ کسی بھی جماعت کو بھلا بنا لیا کرتے ہیں ؎

ہرچہ گیرد علتی علت شود ٭ کفر گیرد کاملے ملت شود

تم کہو گے روگ جماعت کا نہ سہی شخصیت کا سہی۔ لیکن میں اس روگ کی برائی یہاں بیٹھ کر کیوں کرتا ہوں۔ چورا ہے پر بیٹھ کر علاج کیوں نہیں کرتا تو سنو ہر خاندان یا ملت پر دو وقت آتے ہیں۔ ایک جب اسکی روح کی نمائندہ شخصیتیں مل کر کام کرتی ہیں۔ دوسرے جب خاندان بکھر جاتا ہے یا ملت منتشر ہو جاتی ہے اس وقت صرف انفرادی فرائض ادا ہو سکتے ہیں۔ جب تک ایک شخصیت کے بہت سے لوگ نہ ہوں ملکر کیسے کام ہو سکتا ہے۔ میں یہاں خاموش نہیں بیٹھا۔ میرے دست و بازو ہند بلوچستان۔ پنجاب۔ بنگال۔ چین۔ روس۔ ایران۔ عراق۔ شام۔ عرب۔ مصر۔ طرابلس اور الجیریا ہر جگہ موجود ہیں۔ لیکن وہ غریب اور بے کس لوگ ہیں۔ خدا کی مظلوم اور ستم رسیدہ مخلوق اکثر و بیشتر امیروں پر اللہ تعالےٰ نے ان کے گناہوں کے طفیل لعنت نازل کر رکھی ہے۔ ان کی شخصیتیں مسخ ہو چکی ہیں۔ وہ بدنیت ہیں۔ بدکار ہیں۔ پھر بدحال کیوں نہ ہوں۔ ان کے باپ دادا نے لوگوں کا خون چوس چوس کر اور ہڈیاں پیس پیس کر جو اندوختے جمع کر رکھے ہیں ان کا وبال ان کی گردنوں کا ہار بن چکا ہے۔ میں نے کہا۔ بابا صاحب! بات تو یہاں سے چلی تھی کہ آپ کی رائے میں ہم ہندوستانی مسلمان صحیح راستہ پر نہیں چل رہے ہیں۔ میں نے پوچھا تھا پھر وہ کونسا بہترین راستہ ہے جس پر چل کر ہم مسلمانوں کے لئے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ نے بات کو دوسری باتوں میں الجھا دیا اور میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔

بابا صاحب نے فرمایا۔ گھبراؤ نہیں۔ یہ مسلم ہے کہ ہماری موجودہ زندگی ویسی نہیں جیسی ہونی چاہیئے زندگی انداز فکر کا دوسرا نام ہے۔ اگر تم اپنے موجودہ انداز فکر پر ہی اڑے رہے تو میری کیا خاک سمجھو گے۔ تم جس طرح مسائل پر سوچنے کے عادی ہو میں اسے قبول نہیں کرتا۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی بہتری اور نجات کا راستہ کیا ہے۔ فکر کی یہ نہج اپنے اندر ہی اپنی خرابی کا خمیر رکھتی ہے۔ اس میں بجائے خود ایک تضاد ہے۔ جب تمہارے خیالات میں خود ہی منطقی رابطہ نہ ہو تو تمہاری متضاد کوششیں آپس میں ٹکرا کر رائیگاں جانے کے سوا اور کیا نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔

دیکھو، مسلمان کسی نسل کا نام نہیں۔ مسلمانوں کی کوئی خاص رنگت نہیں۔ کوئی خاص شکل نہیں۔ جرمنوں یا انگریزوں کی طرح ہماری رگوں میں ایک خون کا جوش مشترک نہیں۔ مسلمان تو انسانوں کے ایک ٹولے کا نام ہے جس کی صفت مشترک محض اسلام ہے۔ اب جب تم مسلمانوں کی نجات، حفاظت اور بہتری کا نام لیتے ہو تو اس سے عجیب مغالطے پیدا ہوتے ہیں۔ ان لفظوں کے ایک معنی تو یہ ہو سکتے ہیں کہ ان گوشت پوست کے لوتھڑوں کی خوراک لباس اور جسم کے آرام کی حفاظت اور ترقی جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ یہ سہولتیں کیونکر کس سے یا کس مقصد اعلیٰ کے لئے حاصل کی جائیں۔ دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ ان کو دوسرے گوشت پوست کے لوتھڑوں سے ممتاز کرنے والی صفت یعنی اسلام کی ترقی وغیرہ وغیرہ۔ اب ان میں سے ہر ایک مفہوم کے عملی تقاضے بالکل بالکل جدا جدا ہیں۔ اپنے جسم لباس اور خوراک کی ترقی کے لئے ہمیں ہندو، انگریز اور دنیا کے ہر دوسرے غیر اسلامی ٹولے سے حالات کی مناسبت مدنظر رکھتے ہوئے مدد مل سکتی ہے۔ لیکن خود اسلام کی ترقی کے لئے غیر اسلامی ٹولوں کو نرمی سختی سے بدلنے کے علاوہ اور راستہ ہی کیا ہے۔ اس میں اُن سے مدد نہیں مل سکتی۔

۶

پچھلے دو سو سال میں مسلمانوں کی تمام بدبختیوں اور روسیاہیوں کی داستان :- کا نچوڑ یہ ہے کہ وہ اپنے معتقدات کا اطلاق روزمرہ کے حالات پر کرکے کوئی واضح داخلی اور خارجی پروگرام یا پالیسی اختیار نہ کر سکے۔ انہوں نے اس طرف توجہ نہ دی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی داخلی اور خارجی دونوں زندگیاں اعتقادی، ایمانی اور ارادی لحاظ سے دوغلی بن گئیں اوپر ضروریات اور مجبوریوں کی ایک تہ تھی جو مغرب کو بہ رہی ہے اور نیچے یقین اور تمناؤں کی ایک تہ تھی جو مشرق کو چل رہی تھی۔ یہ اس کو گدلا کرتی تھی تو وہ اس کا دم گھونٹتی تھی۔ نہ یہ پنپ سکی نہ وہ پروان چڑھی۔ یہ ایک گناہ کبیرہ تھا جس میں شرک خفی اور شرک جلی دونوں کی شامت شامل تھی۔ آج اسکی پاداش ہم تم اور سب بھگت رہے ہیں۔ داخلی پروگرام اور پالیسی سے مراد یہ ہے کہ واضح اسلامی اصولوں سے روزمرہ کے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق عادات اور رسوم کے استخراج کا سلسلہ جاری رہتا۔ خارجی پروگرام اور پالیسی سے مراد یہ ہے کہ اپنی اور اپنے ہمسایوں اور آس پاس والوں کی تمناؤں۔ الجھنوں اور ضرورتوں کا گہرا اندازہ لگا کر توازن کیا جاتا کہ کس سے کہاں اور کیا مدد مل سکتی ہے اور کس سے کہاں تصادم ناگزیر ہوگا۔ یہ دونوں روزانہ بدلتے رہنے والی چیزیں تھیں چاہے اصول قائم رہے لیکن متحرک کائنات میں عمل ساکن رہنے کی گنجائش کہاں۔

برعکس اس کے انگریزوں کی آمد سے لیکر آج تک ہندوستان کے مسلمانوں کا داخلی رویہ تو یہ رہا کہ سلف کی وراثت سے بیزار اور باہم چھوتی بیزار۔ خارجی حکمت عملی یہ رہی کہ ہندوؤں نے جھنجھوڑا تو انگریزکی وفاداری کا دم بھرنے لگے۔ انگریز نے دھتا بتائی تو ہندو کے گلے سے لٹک گئے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس آمدورفت میں سَو پیاز بھی کھانا پڑا اور سَو جوتے بھی۔ نشانہ ستم بھی بنے اور قربانی کا بکرا بھی۔ اقتدار نذر سرکار ہوا اور جمع جتھا گاؤ خورد۔ اگر ہماری حرکات اسقدر سبک اور مضحکہ خیز ہونے پریقین نہیں آتا تو یہ بتاؤ ہماری حالت کیوں اتنی سبک اور مضحکہ خیز بن گئی۔

داخل اور خارج کو یوں خلط ملط کر دینے کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ اس دورخی سے نہ ہماری فرنگی سے بنی اور نہ بنئے سے چلی۔ بنتی بھی تو کیوں اور چلتی بھی تو کیسے۔ ہم تو فرنگی سے احیائے خلافت اور بنئے سے قیام اسلام کی توقعات لگائے بیٹھے تھے۔ غرض آخرت کے ساتھی ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہم یہاں بھی کوئی دوست نہ بنا سکے۔

آج بظاہر پاکستان کا عقیدہ اختیار کرکے ہم نے اپنی غلطی کی اصلاح کرلی ہے اور خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ آئینی مقدمہ بازی میں مانتا ہوں ہمارا اس دفعہ کا عرضی دعوے بہتر ہے لیکن تجزیہ کرو تو ہمارے مستقبل کی تمام امیدیں آج بھی دو ہی ممکنات کے سہارے کھڑی ہیں اول یہ کہ ہندو ہمارے مبنی برحق و انصاف مطالبہ کو تسلیم کرلے۔ دوسرے یہ کہ انگریز جب حالات سے مجبور ہوکر آئین میں کوئی تبدیلی کرے تو ہمارے حقوق بھی مدِنظر رکھے۔ ہندو نہ مانا تو اسے بھی کچھ نہ ملے گا۔ اور انگریز بھلا ہمیں ختم کیسے کرسکتا ہے۔ وہی ننھے میاں والی بات ہوئی کہ کل جو لڈو آئیں تو چچی اس میں ہمارا حصہ بھی ضرور بالضرور رکھ لینا اور جو تم نہ مانیں تو چچا میاں تو ہمیں ضرور ہی ہمارا حصہ دیں گے اور جو دونوں نہ مانے تو ہم وہ اودھم مچائینگے کہ گھر سر پر اٹھا لینگے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر چچا میاں کل لڈو ہی نہ لائے یا لائے اور ایک ننھے میاں کے مونہہ میں ٹھونس کر ان کا حلق بند کر دیا اور باقی چچی چچا یا اکیلے چچا ہی ہضم کر گئے تو پھر ننھے میاں کس کے تھانے میں رپٹ لکھوائینگے۔

زندگی مفرد نہیں مرکب ہے۔ ملت پر ہزار محاذ سے یورش ہو رہی ہے پھر ہم ایک ہی قطار میں سیدھے کھڑے ہو کر سب کا مقابلہ کیسے کرسکتے ہیں۔ ابھی تک ہم نے ان تمام خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک ہی قسم کی لیڈرشپ پیدا کی ہے۔ لاؤڈ سپیکر کے سامنے کھڑے ہو کر تقریریں کرنے والے زعیم۔ میں اس نمونہ کی مذمت نہیں کرتا ان کی بھی ایک محاذ پر ضرورت ہے۔ ضرورت ہے گاؤں گاؤں اور محلہ محلہ تعمیری کام اور روزمرہ کی الجھنوں میں راہ نمائی کرنے والوں کی۔ ضرورت ہے سب سے بڑھ کر ان کی جن کی شخصیت

دیکھ کر ہر ایک کا دل چاہے کہ ان کا بن جائے۔ تم کہو گے یہ تعلیم کی کمی کا نقصان ہے۔ میں متفق نہیں اس کام میں لکھت پڑھت اور نکتہ نوازی کی اتنی ضرورت نہیں جتنی غور کر کے کسی نتیجہ پر پہنچنے کی۔ اس نتیجہ کو حاصل کرنے کی مہارت رکھنے، اپنی مہارت کو ایمان اور استقلال کے ساتھ استعمال کرنے اور منزل کی طرف کوئی نہ کوئی راستہ ڈھونڈھ کر پہنچنے کے جنون کی ضرورت ہے۔

یہ صفتیں بیشتر تعلیم یافتوں میں نہیں ہوتیں اور کئی بغیر پڑھے لکھے ان سے فیضیاب ہوتے ہیں کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اکثر دفاتر کے کسی پوستی بابو کی نسبت ایک تندرست اور چالاک چپراسی زیادہ کار آمد ثابت ہوتا ہے۔ وہ بات کو سمجھتا ہے اور کام کر سکتا ہے۔ یہ جذبات کی تربیت اور ارادہ کی راستی ہے۔ اس کا تعلق خالی دماغ سے نہیں۔ بابا صاحب کی تقریر سنتے سنتے اب جھٹپٹا ہونے لگا تھا۔ ان کی آنکھوں میں ایک مستانہ چمک اور دلآویز روشنی تھی جسے ان کے سرخ ڈورے اور بھی پُرعظمت بنا رہے تھے۔ وہ نماز مغرب کے لئے رخصت ہوئے اور میں بھی ڈیرے پر واپس آگیا۔ ان کی گفتگو کا خلوص اور فکر کی گہرائی میرے قلب پر انمٹ نقوش چھوڑ گئی۔

قرآن اور مسلمان

(از محترمہ مجیدہ شاہد مدرسۃ البنات)

(مندرجہ ذیل تقریر محترمہ مجیدہ بیگم صاحبہ نے مدرسۃ البنات کے سالانہ زنانہ اجلاس میں کی تھی)

میرا موضوع کلام "قرآن اور مسلمان" ہے۔ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو ہمیں اپنے معبودِ حقیقی کی طرف لیجانیکا صحیح راستہ بتلاتی ہے۔ یہ وہ آسمانی صحیفہ ہے جو خلاقِ دوجہاں نے اپنے پیارے بندے یعنی سرورِ عالم محمد مصطفیٰ پر نازل فرمایا۔ قرآن ایک مکمل قانون ہے۔ اسمیں زندگی اور موت کے بڑے بڑے نکتے پوشیدہ ہیں دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا اور ادنیٰ سے ادنیٰ مسئلہ ایسا نہیں جسکے متعلق قرآن مجید نے ہمیں تشنہ رکھا ہے ہماری فلاح و کامرانی کا یہ ایک ایسا سرچشمہ ہے جس سے ہر انسان ہر وقت ہر لحظہ سیراب ہو سکتا ہے اسکی تعلیم ہمیں درجۂ اسفل سے اعلےٰ مرتبہ پر فائز کرتی ہے حتی کہ ہمارا مرتبہ ملائکہ سے بھی بالا ہو جاتا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس ترقی یافتہ زمانہ میں کتنے مسلمان ایسے ہیں جو کہ صحیح معنوں میں اسلام کے نام لیوا اور قرآن کے عامل ہیں آج یقیناً سو میں سے ایک بھی ایسا مسلمان ملنا محال ہے۔ خصوصاً غلام آباد ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی مقدس کتاب اور اللہ و رسول کے ارشادات سے روگردانی کر کے دین و دنیا دونو کو اپنے سے کھو دیا ہے:

قدرت کا قانون ہے کہ ہر لحظہ سلسلۂ عمل جاری ہے۔ جہاں آدمی آئینِ حیات کے عمل سے غافل ہوا وہیں قدرت نے اسکا خاتمہ کیا جہاں بیداری کا عمل ہوا وہیں عزت و وقعت کی آزادانہ زندگی نظر آئی۔ گمراہی کے عمل کا انقلاب سزا و عذاب کی صورت اختیار کرتا ہے اور بیداری کے عمل کا نتیجہ اکرام و اعزاز ہے چنانچہ دیکھ لو۔ جو قومیں دنیا میں آئینِ حیات کی پابند ہیں وہ کس درجہ کامران و کامیاب ہیں اور جو اس سے دور اور غافل وہ کس درجہ نامراد و مایوس ہیں چونکہ کامیابی و ناکامی کا مدار دو باتوں پر ہے۔ ایک اپنے پر اعتماد۔ دوسرے کائنات کا مطالعہ اور اس پر عمل "یؤمنون بالغیب" سے خدا کے وجود ہی کا پتہ نہیں لگتا۔ بلکہ کائنات کے راز کی معلومات کے بعد اس سے فیض حاصل کرنا بھی ہے۔ اس قرآنی اعلان پر خالی ایمان رکھنے کا کوئی نتیجہ نہیں بلکہ عمل کرنے سے امید افزا نتیجہ نکلتا ہے۔ قانونِ قدرت ہے کہ جس قوم میں ایمان و یقین اور عمل ہوگا وہ قوم کامیاب ہوگی۔ ابتدائے اسلام میں مٹھی بھر مسلمانوں کے ایمان و اسلام کا یہ حال تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں پر بھاری تھا پھر جب اس کی ایمانی طاقت کمزور ہوگئی تب بھی یہ اپنے سے دگنی تعداد پر غالب

رہا۔ آج روئے زمین پر پینتالیس (۴۵) کروڑ مسلمان آباد ہیں لیکن اُنکے ایمان و یقین کا یہ حال ہے کہ وہ غیر مسلموں کی تعداد کی کثرت سے خائف اور لرزتے ہیں۔ یہ کیوں؟ اور کس لئے؟ صرف اِس لئے کہ اُنکے اندر ایمان و یقین کی روشنی نہیں رہی۔ اسلامی اسپرٹ اور روح اُنکے سینوں سے نکل چکی ہے۔ اِس لئے زمین کا یہ وارث اسلام کو سمیٹ کر ایک محدود دائرہ میں رکھنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ "اِس کا نام اِسلام ہے اور اسی تنظیم و تنسیق کا اسلام حکم دیتا ہے"۔ مسلمانوں نے قرآن کے اعلان پر توجہ کرنی چھوڑ دی۔ اُس کی روح کو سمجھنا ترک کر دیا۔ جب قومیں انتہائی عروج پر پہنچ جاتی ہیں تو پھر اُنکا زوال شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہی حال مسلمانوں کا ہوا۔ وہ انتہائی بلندی پر پہنچنے کے بعد عیش و عشرت میں منہمک ہو گئے۔ قرآن کو بھلانا شروع کر دیا۔ وہ اللہ کو بھول گئے۔ اللہ نے اُن کو بھلا دیا۔ پھر آہستہ آہستہ ہم سے حکومت۔ عزت۔ سچائی۔ خلوص و محبت۔ بہادری۔ دولت۔ مساوات۔ سب اچھی اچھی خصلتیں رخصت ہونے لگیں۔ آخر کار ہم بلندی سے گرتے گرتے پستی کے ایسے گڑھے میں گر چکے ہیں۔ جو اب آپ سب کو دکھائی دے رہا ہے۔ آج کا مسلمان ایک طرف تو مساوات اِسلامی اور باہمی بھائی چارگی کی اسپرٹ کھو چکا ہے۔ دوسری طرف علم و حکمت سے بالکل بے بہرہ ہو گیا ہے اگر ان دونو باتوں میں سے ایک بھی باقی ہوتی تو یہ محکومی و غلامی کے عذاب میں مبتلا نہ ہوتا۔ مگر افسوس یہ دونو خوبیوں سے محروم ہے۔ دنیا میں کوئی کام اتنا مشکل نہیں جتنا بکھرے ہوئے انسانی دلوں کو ایک رشتہ الفت میں پرو دینا۔ ہمارے پیغمبرِ اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسکو نہایت ہی احسن طریقہ سے سرانجام دیا اور پھر ایسی قوم میں یہ کام کیا جو صدیوں سے جنگ و جدل کی خوگر تھی۔ آپ نے مساواتِ اسلامی کا درس دیا۔ اور اِن میں بھائی چارگی کی اسپرٹ پیدا کر دی۔ ایسی اسپرٹ کہ ایک نومسلم دوسرے نومسلم کا حقیقی بھائی تھا یعنی یہ ایک دوسرے کی ملکیت میں ایسے ہی وارث ہوتے تھے جیسے حقیقی بھائی۔ وہاں ہندوستان کے مسلمانوں کی طرح شیخ۔ سید۔ مغل۔ پٹھان۔ شیعہ و سُنی اہل قرآن و اہل حدیث پھر قادیانی چشتی و صابری۔ رضوی و زبیری۔ قریش و انصاری کی کوئی برادری اور کوئی امتیاز نہ تھا اگر تھا تو صرف ایک دوسرے کی پہچان کے لئے۔ امتیازِ مراتب کیلئے ہر مسلمان برابر کا شریک تھا۔ وہاں عزت و شرافت کی کوئی دکان نہ تھی۔ فرعونیت و نمرودیت کا کوئی کارخانہ نہ تھا۔ وہاں تو خلیفہ وقت اور سپاہی برابر ہے۔ مساوات کا یہ عالم تھا کہ اگر بھوکے سپاہی کے پیٹ پر ایک پتھر ہے تو خلیفہ وقت کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے ہوتے۔ اگر سپاہی چولھے کی آگ پھونکتا تھا۔ تو خلیفہ وقت کاندھے پر لکڑیاں دھر کر لاتا تھا۔ نبی کریمؐ نے عرب لوگوں کے دلوں پر "انما المومنون اخوۃ" کا ایسا گہرا نقش کر دیا تھا جس کو وہ کسی صورت مٹا نہیں سکتے تھے:

آج کا یورپ زدہ مسلمان اِن باتوں کو فرسودہ سمجھ کر مذاق اڑاتا ہے۔ ہنستا ہے۔ مگر وہ نہیں سمجھتا کہ کل

مارکس ۔ لینن اور گاندھی جنہوں نے اسی ہی فلسفہ کی مختلف صورتیں اختیار کیں (اسی اسلامی فلسفہ کے مرہون منت ہے) چنانچہ روس کی ترقی کا راز۔ ہندوؤں کی بیداری کا بھید۔ گاندھی جی کا اچھوت کو اونچی ذات کے ہندوؤں کے برابر لانے کا کیا مطلب ہے۔ یہی کہ آپس میں بھائی بھائی بنکر اپنی طاقت بڑھائیں۔ نام نہاد شریف مسلمانوں کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے ؛

روس نے ایک طرف انما المومنون اخوۃ سے درس لیا۔ دوسری طرف یومنون بالغیب کا راز پا کر قدرت کے دفائن خزائن کا پتہ چلایا۔ اور اس سے انعام و اکرام حاصل کیا۔ اور یورال کے پہاڑوں پر وہ طیاری کی کہ قدرت کاملہ اسکا معاون ہوگئی۔ وہاں فولاد۔ اور پیٹرول کے ذخیروں کا نزول ہونے لگا۔ اُس نے ریاکار عبادت گزاروں کی سرکوبی کر کے حقیقی عبادت کو اپنے اندر جگہ دی اور آگے بڑھ گیا۔ کیا آج کا مسلمان اس دھوکے میں ہے کہ چونکہ غیر مسلم قرآن کے فلسفہ پر غور نہیں کرتا۔ اسلئے اسکو سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کہ اس کے اندر کیا راز ہے یقین کرو۔ ایسا نہیں ہے وہ ہم سے زیادہ قرآن کو سمجھتا ہے (کیونکہ اس پر عمل کرتا ہے) ہم صرف طوطے کی طرح پڑھ لینے کو باعث نجات سمجھتے ہیں عربی الفاظ کا کانوں میں ڈال لینا ثواب کا موجب خیال کرتے ہیں۔ بلکہ قرآن کو خالی دیکھ لینا ہی اپنے لئے بہت کچھ تصور کرتے ہیں۔ آج ہم کیوں غلام ہیں۔ کیوں نحوست و نکبت میں پڑے ہوئے ہیں۔ کیوں غیر مسلموں کو انگشت نمائی کا موقعہ دے رکھا ہے اسکی صرف یہی وجہ ہے کہ ہم نے کلام الہی سے حقیقتاً منہ موڑ لیا۔ اُس کو تبرک کے طور پر حریر و دیبا کے غلافوں میں ملفوف کر کے الماری کی زینت بنا چھوڑا اور اُس کے اندر جو علم و معرفت کے خزانے ہیں اُن سے بالکل بے خبر ہو گئے۔ اب ہمارا سلوک قرآن کے ساتھ یہ ہے کہ ہم اُس کو محض تبرک کے طور پر پڑھتے ہیں اور سمجھتے کچھ بھی نہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ جب نبی کریم اور آپ کے صحابہ کے سامنے قرآن پڑھا جاتا تھا۔ تو وہ غور سے سنتے اور اُنکے دل خوف سے لرز جاتے اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے۔ لیکن افسوس۔ آج کے مسلمانوں کے سامنے جب قرآن سنایا جا رہا ہو۔ تو اُنکے دل ذرا بھی نہیں پسیجتے۔ گویا کہ وہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں جن پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اگر میں قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتا تو وہ بھی اُسکی ہیبت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم اس پر توجہ دینے کی تکلیف ہی گوارا نہیں کرتے۔ بخلاف اسکے بعض غیر مسلم اقوام قرآن پر عمل کر رہی ہیں۔ گویا وہ اِس کنارے پر ہے ہم اُس کنارے پر۔ وہ دریا عبور کر چکا ہے۔ بلکہ موتی رول چکا ہے اور ہم کنارے پر کھڑے تک رہے ہیں۔ ہم کھو چکے ہیں وہ پا چکا ہے۔ پھر خدارا آپ ہی بتائیے کہ جو قرآن پر عمل کرتا ہے وہ مسلمان ہے یا وہ جو اُس سے ناواقف ہے۔ سرکش ہے۔ اس جہالت۔ اس عملی بغاوت کے متعدد اور مختلف نتائج رونما ہوئے ہیں۔ آج اسلامی دنیا میں فتنہ عظیم

کیوں برپا ہے - اس کا سبب صرف مسلمانوں کا باہمی افتراق و اختلاف ہے اور اس افتراق نے دیکھ لیجئے دنیا میں کیا کیا گل کھلا رکھے ہیں - نہ یہ باہمی اختلاف ہوتا اور نہ کمزوری ہوتی اور نہ اس کمزوری سے غیر فائدہ اٹھاتا۔ سلف کا مسلمان اپنے نفس کی خاطر یا بادشاہت کے لالچ میں تلوار نہیں چلاتا تھا بلکہ حق و انسانیت کو بلند کرنے کیلئے اس نے تلوار چلائی۔ حیف آج وہ اپنی حقیقی طاقت کھو چکا ہے۔ اسلئے نحوست میں پڑا ہوا ہے اور اسکا ذمہ دار مسلمان اور یقیناً تنہا مسلمان ہے ؛

مسلمان جسکو ایک سپاہی کی طرح ہر وقت مستعد رہنا چاہیئے (ناکارہ اور غافل ہے) صدر اول کا مسلمان قرآن پر عامل تھا (سپاہی اور مستعد تھا) قدرت بھی ہر موقعہ پر اُسکا ساتھ دیتی تھی ؛

اصل بات یہ ہے کہ دنیا کی محبت ہمارے دلوں میں گھر کر چکی ہے - ہمارے دلکی آنکھوں کو اُسکی چاہ نے اندھا کر دیا ہے ہم حقیقت پہچاننے سے بالکل قاصر ہو چکے ہیں اور ہم مغربی تقلید کے اسقدر دیوانے ہو گئے ہیں کہ اسنے ہمیں کہیں کا بھی نہ چھوڑا جو اپنی تہذیب و تمدن سے منہ موڑ کر غیر قوموں کی ہر جائز و ناجائز بات کی نقالی شروع کر دے اور خود کو اُن میں ملا دے - جیسا کہ مسلمانوں نے کیا ہے اور کر رہے ہیں اس کا انجام وہی ہوگا جس کو وہ سنیںگے نہیں بلکہ اپنے ساتھ ہوتا ہوا پائیں گے ؛

دراصل مسلمان کا دستور العمل قرآن اور صرف قرآن ہونا چاہیئے - اس کے سوا اُسے کسی چیز کی ضرورت محسوس نہ کرنی چاہیئے - قرآن زندگی کے ہر شعبہ میں بہترین رہنما و رہبر ہے مگر افسوس! موجودہ زمانہ میں قرآن کو ایک فرسودہ کتاب سمجھا جاتا ہے حالانکہ اسی تعلیم کا اثر تھا جسنے عرب کے اَن پڑھ جاہلوں کے ذریعہ تمام عالم میں ایمان و توحید کا ڈنکا بجوا دیا - یہ وہ جو سلاطینِ عجم کے نام سے تھرّاتے تھے - وہی قیصر و کسریٰ کی جابر سلطنتوں کو تہ و بالا کر دیتے ہیں - کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ کے ہو گئے اور اللہ اُن کا ہو گیا - ان کے دلوں میں اللہ کی سچی محبت جاگزیں ہو گئی - اُن کی نگاہوں میں دنیا کی تمام جھوٹی محبتیں اور خوف ہیچ ہو گئے وہ ہنستے ہنستے جانوں پر کھیل جاتے تھے - اسی تعلیم کا اثر تھا جس نے حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ جیسے خلفاء راشدین پیدا کئے اور حضرت عائشہ جیسی صحابیات جن پر آج بھی دنیا کو فخر ہے اسی تعلیم کا اثر تھا کہ حضرت خالدؓ جیسے جرنیل - روم و ایران کے پرخچے اُڑا دیتے ہیں - طارق جیسے سپہ سالار اندلس پر چڑھائی کرتے ہیں تو شمالی فرانس تک پہنچ جاتے ہیں - اور محمد بن قاسم جیسے نوجوان حملہ آور جب سندھ پر چڑھائی کرتے ہیں تو سندھ سے لے کر ملتان تک قبضہ کر لیتے ہیں - ان بہادر اور سچے مسلمانوں نے توحید کے نشے میں چور ہو کر اک آن میں ساری دنیا کی کایا کو پلٹ دیا - مسلمان جس جگہ قدم رکھتے مسرت و شادمانی اُنکے قدم چومتی، دنیا حیران تھی کہ یہ کیا جادو ہے - جس نے اک آگ لگا دی ہے، مگر یہ کوئی جادو نہ تھا - یہ توحید

کی ایک لگن تھی۔ جس نے ایک دم میں دنیا کی کایا کو پلٹ دیا:

قرآن کریم نے تمام قسم کے فخر و غرور یعنی نسب و دولت کے نشے مٹا دیئے۔ آقا اور غلام کو ایک ہی صف میں لا کر کھڑا کیا۔ ظلم و ستم کو جڑ سے اکھاڑ دیا:

عورت جس کو اسلام سے پہلے کوئی وقعت حاصل نہ تھی اور مرد اس کو حیوان سے بدتر سمجھتے تھے قرآن ہی نے اس کو مرد کے برابر کا درجہ دیا اور یہ عزت دلوائی اور تمام نسوانی دنیا کو بحرِ ظلمات سے نکال کر خدا سے ملا دیا:

اگر دنیا میں کچھ نام پیدا کرنا چاہتے ہو۔ تو قرآن میں غور و خوض کرو۔ اس کو بازیچۂ اطفال مت بناؤ۔ آج جو قومیں ترقی یافتہ کہلاتی ہیں، وہ قرآن کی تعلیم کے کسی حصہ کو اخذ کرنے کے بعد ہی یہاں تک پہنچی ہیں۔ انہوں نے بعض اچھائیوں کو اپنا لیا اور وہ ترقی کر گئیں۔ حالانکہ ہم بہترین امت قرار پائے تھے۔ مگر ہم نے اپنا ورثہ چھوڑ دیا اور ہم ذلت میں گر گئے۔ ہماری اصلاح قرآن پر عمل کرنے سے ہی ہوگی۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم قرآن پر عامل ہو کر صالحین کے زمرہ میں شمار ہوں۔ یاد رہے کہ جب تک ہم آپ اپنی حالت نہ بدلیں گے، اللہ اپنے انعام و اکرام کی بارش ہم پر ہرگز نہ کریں گے۔

ارشاد ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ جس کا ترجمہ مولانا حالی یوں کرتے ہیں ؎

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اخیر میں دعا ہے کہ اے خدا تو ہم مسلمانوں کو قرآن پر عمل کرنے۔ حرارت۔ ایمان پیدا کرنے اور اسلام پر کاربند رہنے کی توفیق عطا کرے

یارب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

رپورٹ سالانہ زنانہ اجلاس انجمن مدرسۃ البنات جالندھر

منعقدہ بتواریخ ۱۶ ر - ۱۷ ر نومبر ۱۹۴۶ء

انجمن مدرسۃ البنات کا زنانہ سالانہ جلسہ ہمیشہ قیصر باغ کے لیڈی پارک میں ہوتا چلا آرہا تھا۔ مگر امسال مدرسۃ البنات کی جدید زیر تعمیر عمارات میں منعقد ہوا۔ اِس نئے مقام میں چونکہ بہت سی وسعت میسر تھی، اِسلئے پنڈال پہلے سے دوچند بڑا تیار کرایا گیا۔ پنڈال کے ارد گرد پردے کی قناتوں کے (درمیان میں جو فاصلہ) چھوڑا گیا، وہ بھی بہت وسیع و عریض تھا، اور اشیائے خورد و نوش کی زنانہ دکانیں پنڈال سے خاصے فاصلے پر لگائی گئیں۔ بعض خیر اندیشوں کا یہ خیال تھا کہ جلسہ گاہ چونکہ شہر سے کچھ دور چلا گیا ہے اس لئے اغلب یہی ہے کہ جلسہ میں حاضرات کی وہ پہلی سی کثرت، پہلی سی رونق اور چہل پہل نہ پیدا ہو سکے گی۔ مگر الحمد اللہ کہ خلاف قیاس آنے والی بیگمات کی تعداد سابق کی نسبت بہت زیادہ تھی مدرسہ کی قدیم العہد طالبات نے دور و دراز مسافتوں سے آکر شرکت فرمائی اور علاوہ شہر اور ملحقات کی خواتین کے اکثر بیگمات محترمات دیار بعیدہ سے قدم رنجہ فرما کر اِس محفل علمی کی رونق و برکت کا موجب ہوئیں۔

اِس دو روزہ جلسہ کے چار اجلاس منعقد ہوتے حسب معمول ہر صدر معظمہ کا استقبال بڑی دھوم دھام اور خاص اہتمام کے ساتھ ہوتا رہا۔ مجلس استقبالیہ کی خواتین اور مدرسہ کی ڈیڑھ سو سے زیادہ طالبات صدر دروازہ پر پہنچ کر صف بستہ کھڑی ہو جاتیں اور ہر صدر محترمہ کی آمد پر حسب موقعہ استقبالی اشعار ترنم کے ساتھ پڑھتیں۔

کارروائی اجلاس بتاریخ ۱۶ ر نومبر

اجلاس اول زیر صدارت محترمہ مکرمہ سیدہ خانم صاحبہ (بیگم جناب شیخ محمد اسلم صاحب اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس) شروع ہوئی۔ اول عزیزہ رضیہ خانم (گجرات) متعلمہ درجہ مولوی فاضل نے سورہ المنافقون کا ایک رکوع تجوید کے ساتھ تلاوت کر کے مجملاً اُسکی تفسیر بیان کی۔ جناب تمیزہ خانم صاحبہ صدر معلمہ مدرسۃ البنات نے صدر عالیۃ القدر کا تعارف کراتے ہوئے اُنکی خدمت میں کرسی صدارت پر جلوس فرمانیکی درخواست کی اور اُنکے مسند صدارت پر متمکن ہونیکے بعد طالبات مدرسہ نے وہ حمدیہ نظم نہایت مؤثر انداز میں پڑھی جو ہر صبح افتتاح مدرسہ کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ اور جس کا مطلع یہ ہے ؎

"تیرے ہی نام سے کھلتا ہے جو مقصود کا در ہے ؛ کہ تو اللہ و رحمان و رحیم اے پاک و برتر ہے"

بعد حمد باری جناب سر معلمہ عالیہ سرور سلطانہ صاحبہ نے حاضراتِ جلسہ کی توجہات کو زیر تعمیر عمارتِ مدرسہ کی تکمیل کی طرف منعطف فرمایا۔ اور اس موضوع پہ ایک فصیح تقریر فرمائی۔ اُن کے بعد حمیرہ خانم صاحبہ نے اُن کی تائید میں ایک مؤثر تقریر فرمائی۔ اِن ہر دو تقریروں کے اختتام پر عزیزات ناصرہ خانم و چند رکانتا طالبات مدرسۃ البنات نے ایک معصوم و مؤثر لَے میں ایک نعت پڑھی جس کا مطلع ہے:-

"آنکھ میری منتظر ہے روئے روشن کیلئے ؛ دیجئے در پہ جگہ تھوڑی سی مدفن کے لئے"

عزیزہ رضیہ خانم متعلمہ مولوی فاضل نے متعدد طالبات کے ساتھ نغمۂ خیر مقدم جناب صدر عالی قدر کی خدمت میں شیریں الحانی سے پیش کیا۔ اس کے بعد جناب صدر معظمہ نے خطبہ صدارت اِس حسنِ بیان کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ سامعاتِ محترمات نے ہمہ تن گوش ہو کر پوری توجہ کے ساتھ اُس کو سنا۔ یہ خطبہ دستیاب ہونے پر انشاء اللہ العزیز مسلمہ میں شائع کر دیا جائے گا۔ حمیدا خانم صاحبہ نے جناب صدر معظمہ کے ارشادات کی تائید میں تقریر فرمائی۔ اِس کے بعد مندرجہ ذیل طالبات اسٹیج پر آکر اپنا اپنا حصہ ادا کرتی رہیں۔

(۱) عزیزہ ناصرہ خانم دسوہہ (جماعت ہفتم) نظم فارسی! تب و تابِ بتکدۂ عجم

(۲) عزیزہ عذرا خانم گوجرانوالہ (جماعت ہشتم) تقریر! ضبط و تعاون کے موضوع پہ

(۳) سعادت خانم و سعیدہ خانم (جماعت ادیب عالم) عیش و نشاط کے غلام! کاوشِ خام سے گزر

(۴) شکیلہ خانم سندھ (جماعت ہشتم) عربی نظم! نشید الفتاۃ!

(۵) شائستہ و عائشہ (جماعت ششم) گنگے کا کھیل

(۶) رضیہ خانم گجرات (جماعت مولوی فاضل) نظم اُردو! پھر جوشِ اضطراب کے سامان نہیں رہے

(۷) نعیمہ خانم گجرات (متعلمہ منشی فاضل) تقریر فارسی! "مدرسہ"

(۸) سعادت خانم (درجہ عاشرہ) نظم اُردو! زندگی نام حریفانہ کشاکش کا ہے
یہ نہیں چیز تو جینے میں مزہ کچھ بھی نہیں

اِس اثنا میں جناب محترمہ رشیدہ صوفی صاحبہ نے اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی چوبیس (۲۴) گڑیاں پیش کیں اِن کی ساخت ایسی خوشنما تھی کہ نمائش گاہ میں پہنچتے ہی ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئیں۔

(۹) جمیلہ خانم (جماعت پنجم) :- اِس طالبہ نے نہایت چستی کے ساتھ تلوار کے کرتب دکھائے۔

(۱۰) محمودہ خانم لائل پور (جماعت ہفتم) :: مدرسۃ البنات کے خصائص ۔
طالبات صف رابع ایک عربی قومی گیت :: کُلُّنَا للوطن لِلْعُلٰی لِلْعَلَم (مارچنگ کیساتھ)
(۱۱) فخر النساء سرگودھا، دعا عائشہ (جماعت ششم) :: باپ کے ترکے میں بیٹی کے حصے پر ایک مؤثر منظوم مکالمہ۔
(۱۲) کشور سعیدہ کشور حمید (جماعت ششم) اُردو نظم ہاتھ میں شمشیر ہے پہلو میں تو سینے میں ہے قرآن ـــــ اے مرد مسلمان!
(۱۳) تلمیذات صف رابع وصف خامس "ڈبل ڈرل"
(۱۴) ماریہ خانم (جماعت چہارم) "تلاوت قرآن مجید و ترجمہ"۔
(۱۵) فخر النساء سرگودھا (جماعت ششم) :: "اخلاق" پر تقریر ۔
(۱۶) عزیزات حیدر کاشانہ منور (جماعت ششم) :: "اُردو نظم" ۔

ہر شعر مرا اصل میں تاریخ اُمم ہے :: مجھ کو مری آفاق نوردی کی قسم ہے

۱۷) عزیزات سلامت۔ آفتاب۔ طلعت۔ عبد السلام نبیلی نبیلہ۔ کراچی
(جماعت چہارم) موضوع "الصلوٰۃ" پر عربی مکالمہ
(۱۸) عزیزہ رضیہ خانم گجرات (جماعت مولوی فاضل) :: اُردو نظم !

شیرازہ ہوا ملتِ مرحوم کا ابتر :: اب تُو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے۔

(۱۹) طالباتِ جماعت چہارم و پنجم ۔ ایک عربی نظم کے ساتھ رسی پھاندنے کا کھیل ۔

طالبات کی یہ تقریریں، نظم خوانیاں اور کھیلیں ایسی دلچسپ اور خوش ادا تھیں کہ حاضراتِ جلسہ نے نہایت رغبت و مسرت کے ساتھ ان کو سنا اور دیکھا۔ پروگرام کے اثنا میں ناظمہ جلسہ حمیدا خانم صاحبہ جمع شدہ چندہ کا اعلان بھی کرتی رہیں ۔ اجلاس نماز ظہر کے لئے ملتوی ہوا ۔

دوسرا اجلاس :۔ اِس اجلاس کی صدارت کے لئے ناظمہ جلسہ حمیدا خانم صاحبہ نے صدارت کی تحریک کی اور محترمہ بیگم خان بہادر شیخ خورشید محمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر کا تعارف اور اُن کے سابق و لاحق احسانات کا بیان تفصیل کے ساتھ کرتے ہوئے اُن کی خدمت میں کرسی صدارت کو شرف بخشنے کی التماس کی۔
صدر ممدوحہ نے اِس استدعا کو قبولیت کی عزت بخشی اور اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی ۔
عزیزہ نعیمہ خانم (گجرات) متعلمہ درجہ منشی فاضل نے تجوید کے ساتھ سورہ یوسف کا ایک رکوع تلاوت کیا اور عزیزہ رضیہ خانم نے نہایت دردناک نے میں ایک نعت سنائی۔ جس کا پہلا مصرعہ ہے سہ

"پھر قافلے والے ہیں اور راہِ مدینہ ہے :: قسمت میں میری شاید بس ہند میں جینا ہے"

عزیزہ کاشکیلہ خانم نے ایک نظم ترنم کے ساتھ سنائی جس کا مطلع ہے سہ

"دنیا کی کوئی چیز یہاں اپنی نہیں ہے ؛ خود اپنا ہی خون اپنی ہی جاں اپنی نہیں ہے"
اس کے بعد عزیزہ خورشید النساء سندھی اسٹیج پر آئی اور "مذہب" کے موضوع پر ایک طویل تقریر کی جو بہت معلومات سے پُر اور مؤثر تھی۔ طرزِ بیان اس قدر دلآویز تھا کہ سامعات نے نہایت خاموشی اور پسندیدگی کے ساتھ اس کو سنا تقریر کے بعد ایک اردو نظم سے

"خدا کی محبت ہے تیرا عمل ؛ نبی کی اطاعت ہے تیرا عمل"
عزیزہ ناصرہ خانم (دسوہہ) جماعت ہفتم نے دلکش آواز سے گائی۔ عزیزہ فہمیدہ صف سابع نے "القرآن" کے زیرِ عنوان عربی زبان میں روانی کے ساتھ تقریر کی۔ طالبات کا ایک صف بستہ دستہ پٹیاں کسے جھنڈے اٹھائے سب کے سامنے موجود تھا۔ جس نے اپنے کمانڈر کا حکم پاتے ہی مارچنگ کیساتھ اپنا نغمہ

"سبز ہے پاکستان کا جھنڈا سب سے اچھا سب سے پیارا"
شروع کر دیا۔ یہ نغمہ نہایت مسرت کے ساتھ سنا اور دلچسپی کیساتھ دیکھا گیا۔ عزیزہ امت الرفیق جماعت ششم نے عزیزہ فہمیدہ کی عربی تقریر کا مطلب اردو زبان میں حاضرات جلسہ کو سنایا۔ اسکے بعد عزیزہ سعیدہ خانم صف سادس نے تلوار کا ایک کھیل دکھا کر حاضرات کو محظوظ کیا۔ اب عزیزہ رضیہ خانم صاحبہ پھر اسٹیج پر آئیں۔ مطلع ذیل کی نظم اپنی مخصوص لَے میں سنا کر سامعاتِ مکرمات سے تحسین حاصل کی۔

"اسلام کا جہاں میں کوئی وطن نہیں ہے ؛ یہ شمع پائے بندِ یک انجمن نہیں ہے"
اب پھر ایک مارچنگ کرنے والا دستہ میدان میں لیس ڈریس موجود تھا۔ اسنے حضرت اقبال کے مشہور ترانے کا عربی ترجمہ "الصین لنا والعرب لنا والھند لنا والکل لنا" عجیب جوش اور مارچنگ کے نرالے انداز سے سنا کر بزم میں ایک نئی تازگی پیدا کر دی۔ اور اسکے خاتمہ پر عزیزات سعیدہ خانم و سعادت خانم طالبات ادیب عالم نے ایک پُر جوش نظم مؤثر پیرائے میں سنا کر داد حاصل کی۔

"اُٹھ کیوں بازو ہیں شل تیرے ؛ اُٹھ تیر کماں پہ تول ذرا"
اس نظم کے بعد محترمہ اظہر آمنہ صاحبہ سٹوڈنٹ سیکنڈ ایر اسلامیہ کالج جالندھر نے ایک اردو تقریر تحت العنوان "ہماری ترقی سلفِ صالحین کی تقلید میں ہے"۔ اس روانی اور جوش کیساتھ سنائی کہ سارا مجمع بیحد متاثر معلوم ہوتا تھا۔ جناب فیض مآب بیگم صاحبہ خان بہادر عبد المجید خاں نے مبلغ -/۲۵ روپے عزیزہ موصوفہ کو انعام دئے۔ مختلف وقفوں میں ناظمہ جلسہ حمیدا خانم صاحبہ جمع شدہ چندوں کا اعلان بھی فرماتی رہیں۔ اسکے بعد نماز کے موضوع پر ایک دلچسپ اور مفید مکالمہ شروع ہوا۔ یہ مکالمہ ایک کالج کی لڑکی اور ایک مدرسۃ البنات کی طالبہ کے مابین تھا۔ کالج سٹوڈنٹ کا پارٹ عزیزہ اصغری خانم نے اور مدرسۃ البنات کی طالبہ کا حصہ عزیزہ فخر النساء نے

ادا کیا۔ یہ دو نو مدرسہ کی چھٹی جماعت کی تلمیذات ہیں ایک طرف سے نماز کیمتعلق طرح طرح کے شکوک و شبہات اور اعتراضات تھے اور دوسری جانب سے انکے کافی اور شافی جوابات تھے یہ مکالمہ اچھا خاصہ طویل تھا مگر اسقدر جدید۔ دلپذیر و مفید اور مدلل کہ سامعات کا دل چاہتا تھا کہ اسکو سنتی ہی رہیں۔ وقت بہت تنگ ہو چکا تھا لہذا طالبات صف دہم کی ایک اردو نظم کے بعد جناب صدر ممدوحہ کے اذن سے جلسہ برخاست کر دیا گیا۔

کارروائی اجلاس بتاریخ ۱۷ نومبر

اجلاس اول: زیر صدارت عالیۃ الجناب ڈاکٹر کیپٹن خدیجہ بیگم صاحبہ، ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی پرنسپل کالج امرتسر سترہ نومبر کو اتوار کے دن معلمات و متعلمات اور خواتین محترمات جلسہ گاہ میں وقت معین سے پہلے ہی پہنچ چکی تھیں۔ صدر معظمہ کے ورود مسعود تک طالبات مدرسہ عزیزات نعیمہ جماعت منشی فاضل شکیلہ و ناصرہ جماعت مولوی اور سعادت جماعت دہم، حاضرات کو متفرق منظومات سنا کر محظوظ کرتی رہیں۔ صدر عالی قدر کی موٹر پونے دس بجے کے قریب جلسہ گاہ میں پہنچی۔ استقبال بہت گرم جوشی کیساتھ ہوا جمیلہ خانم صاحبہ کی مفصل تعریف و تعارف کے بعد ممدوحہ مسند صدارت پر متمکن ہوئیں اور جلسہ کی کارروائی شروع ہو گئی۔

عزیزہ شکیلہ خانم نے سورہ مزمل کی تلاوت و تفسیر کی، طالبات مدرسہ نے حمد باری سنائی، عزیزہ رضیہ نے ترنم کیساتھ ایک نعت پڑھی ؎ "عشق احمدؐ میں نام کیا کہنا ٭ زیست کا یہ مقام کیا کہنا"

اسکے بعد عزیزہ شکیلہ کی نظم ہوئی ؎

"شان اٹھے کے ذرا خالد و حیدر کی دکھا دو ٭ ہر قوم کو پھر قید غلامی سے چھڑا دو"

اسکے بعد راقمۃ الحروف نے "قرآن اور مسلمان" کے موضوع پر ایک تقریر معروض کی تقریر کے خاتمہ پر ملا معین کی ایک فارسی غزل عزیزہ رضیہ نے سنائی ؎ "امروز مرا در دل جز یار نمی گنجد ٭ از یار چناں پر شد کاغیار نمی گنجد"

ازاں بعد عزیزہ عذرا خانم نے "آجکل" کے عنوان پر نہایت جوش کیساتھ ایک مفید و مؤثر تقریر کی جس پر حاضرات محفل کیطرف سے خوب خوب داد دیگئی۔ اس اثنا میں جناب عبدالحنیف صاحب قریشی سندھی کیطرف سے عزیزات ذیل کیلئے مبلغ آٹھ روپے انکی قرأت اور تقریرات پر بطور انعام وصول ہوئے۔ عزیزہ شکیلہ خانم و عزیزہ عذرا خانم و عزیزہ خورشید النساء صف ثامن اور عزیزہ رضیہ خانم طالبہ مولوی فاضل۔ عزیزات نے یہ روپیہ اعانت مدرسہ کیلئے یہ کہکر پیش کر دیا کہ دراصل یہ انعام اس مدرسہ ہی کا حق ہے جس نے ہمیں انعام حاصل کرنیکے قابل بنایا اب عزیزات سعادت و سعیدہ ادیب عالم امتحان آئیں اور ایک اردو نظم جوش انگیز ترنم کیساتھ شروع کی۔ نظم کا پہلا مصرعہ ہے۔

"بڑھے چلو بہادرو۔ چلو بڑھو چلو بڑھو۔ بڑھے چلو بہادرو"

اس نظم کیساتھ بھی مارچنگ کرنیوالی طالبات نہایت موزوں انداز میں مارچنگ کر رہی تھیں۔ نظم اور مارچنگ کی مجموعی کیفیت نے اہل بزم پر ایک عجیب کیفیت طاری کر رکھی تھی۔ بعدہٗ "مکارم اخلاق" پر عربی زبان میں ایک تقریر ہوئی جسکو عزیزہ شکیلہ خانم مقررہ نے بڑی خوبی کیساتھ خالص عربی لہجے میں ادا کیا۔ اب عزیزات نعیمہ، رضیہ، سعادت حمیدہ۔ عائشہ نے گلگشت معلی کے نام سے ایک بزم سخن آراستہ کی جسکی کارروائی نہایت دلچسپی اور نہایت پسندیدگی کیساتھ دیکھی اور سنی گئی۔ عزیزات سعیدہ وجمیلہ نے گتکے کے کھیل دکھائے۔ عزیزہ ناصرہ نے اردو نظم سنائی۔

"قوم کی نیا ڈوب رہی ہے آؤ بچالو آؤ سنبھالو ؎ سوز ونظر کی جوشِ عمل کی قلب ونظر میں آگ لگالو"

چہارم اور پنجم جماعت کی لڑکیوں نے فزیکل ڈرل دکھا کر حاضرات کو محظوظ کیا۔ عزیزہ ناصرہ نے یوم الفرح کے نام سے ایک عربی نظم عربی لہجے میں گا کر سنائی۔ ساتھ ہی لٹھ باز طالبات میدان میں آگئیں۔ اور حاضرات سے اپنی مہارت کی داد لی۔ ایک پنجابی نظم عزیزہ شکیلہ نے چند طالبات کیساتھ سنا کر اہل محفل کی توجہات کو جذب کر لیا الاولاد والصفور کا کھیل حاضرات کی بیحد دلچسپی کا موجب ہوا۔ اب عزیزہ رضیہ نے اپنی ہم نواؤں کیساتھ صدر عالی قدر کی خدمت میں نغمہ خیر مقدم پیش کیا۔ اسکے بعد حضرت صدر معظمہ نے خطبہ صدارت ارشاد فرمانا شروع کیا۔ خطبہ کیا تھا۔ پند ونصیحت، ہدایت وموعظت اور فصاحت وبلاغت کا ایک دریا تھا جو اپنے پورے بہاؤ کیساتھ امڈا چلا آرہا تھا اور سننے والوں کو اپنی بے پناہ تاثیرات کی رَو میں لپیٹتا چلا جارہا تھا۔ درس وتدریس اور اسکے متعلقات، حالاتِ زمانہ اور اسکی ضروریات کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں تھی جو سلکِ بیان سے الگ رہ گئی ہو۔ خطبہ نہایت عقیدت اور تاثر کے ساتھ سنا گیا اور تکبیر کے بلند نعروں کے ساتھ ختم ہوا محترمہ حمیرا خانم صاحبہ نے خطبہ کی تائید میں ایک ضمنی تقریر کی اور چندوں کے اعلان کے بعد نماز ظہر کیلئے اجلاس کی برخاستگی کا اعلان کیا۔

دوسرا اجلاس: زیر صدارت جناب محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ بیگم پیر احسن الدین صاحب ڈپٹی کمشنر جالندھر شہر جلسے کا یہ آخری اجلاس اعلان کے مطابق تین بجے منعقد ہوا۔ جناب صدر مکرمہ کی تشریف آوری تک مندرجہ ذیل عزیزات نے حاضرات جلسہ کو مصروف ومحظوظ رکھا:۔

۱۔ عائشہ خانم الصف السابع ۔ نظم !

تساہل تا کجا اے ہم نفس خواب گراں کب تک
خمارِ بادۂ غفلت کی یہ انگڑائیاں کب تک

۲۔ کشور ممتاز کشور حمید صف سادس ۔ نظم !

اے مسلمانو! اٹھو پھر رونق محفل بنیں
نقش ماضی پہ چلیں پھر اہل مستقبل بنیں

۳۔ سلامت صف سابع نے "پاکستان" کے عنوان پر اردو میں تقریر ۔

۴ - عذرا خانم صف ثامن ،، نظم ! ،، الحاد کی تعلیم نے رکھا نہ کہیں کا
مذہب کا نہ ملت کا نہ دنیا کا نہ دیں کا "

اب جناب صدر مکرمہ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ صدر دروازہ پر دھوم دھام سے استقبال ہوا۔ ناظمہ جلسہ نے صدر محترمہ کا تعارف کرایا۔ جناب ممدوحہ کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئیں۔ سب سے اول عزیزہ رضیہ خانم کے ساتھ متعدد طالبات نے ملکر نغمۂ استقبال سنایا ایک محترمہ نے عزیزہ رضیہ خانم کو اُن کی نظم خوانی سے خوش ہوکر پانچ روپے انعام دئے۔

جناب صدر معظمہ نے اپنی مختصر اور پر اخلاص تقریر مدرسہ کی ترقی و تکمیل کی دعاؤں پر ختم فرمائی۔ بعد ازیں عزیزہ شکیلہ خانم نے ایک اُردو نظم نہایت خوش آہنگی سے سنائی۔ بعد ازاں مدرسہ کی دیرینہ کرمفرما، شاعرہ شیریں مقال، خطیبہ فصاحت طراز، جناب مسز اسحاق صاحبہ نے اپنی تقریر دلپذیر شروع کی۔ تقریر کیا تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارے مجمع پر موتیوں کی بارش ہو رہی ہے۔ مدرسہ کی وقعت و اہمیت۔ اس کی امداد و اعانت کی ضرورت۔ حالات حاضرہ میں مسلمانوں کے فرائض پر اس شرح و بسط اور روانی و عذب البیانی کے ساتھ تقریباً پونے دو گھنٹے ایسی تقریر فرمائی کہ باید و شاید مجلس سراپا تاثیر میں مستغرق ہمہ تن گوش سنتی رہی۔ آخر میں جناب ناظمہ جلسہ آپا حمیرا صاحبہ نے تمام معزز خواتین کا جنہوں نے جلسہ کی رونق افزائی اور اعانت فرمائی سے ممنون فرمایا تھا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ بخیر و خوبی سال آئندہ کے لئے برخاست ہوگیا۔ وَآخِرُ دَعْوَیٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

(مجیدہ بیگم معلمہ مدرسۃ البنات)

محترمہ مجیدہ بیگم صاحبہ نے بڑی جانفشانی، صحت اور کامیابی کے ساتھ تمام کارروائی کو قلمبند کیا ہے۔ ادارہ ان کا شکریہ ادا کرتا ہے!

(ادارہ)

بزمِ مُسلمہ

پچھلے نومبر کے مسلمہ میں بہن امتہ اللہ تسنیم نے سوئیٹروں کے نمونے مانگے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

پان کا نمونہ:

پہلی سلائی ۲ الٹے ۷ سادے، ۲ الٹے ایک سادہ، پھر ۲ الٹے ۷ سادے، ۲ الٹے ایک سادہ اسی طرح ساری سلائی کریں۔
دوسری سلائی ۲ الٹے ۲ خانے کا ایک ۳ سادے پھر ۲ خانے کا ایک ۲ الٹے۔ ایک بل سادہ، ایک بل سادہ، پھر ۲ الٹے ۲ خانے کا ایک ۳ سادے اسی طرح
تیسری 〃 〃 〃 〃 ایک سادہ 〃 〃 〃 ایک بل سادہ 〃 〃 〃 〃 ایک ایک سادہ 〃 〃
چوتھی 〃 〃 〃 تین خانے کا ایک ۲ الٹے ۲ سادے ایک بل سادہ ایک بل سادہ پھر ۲ الٹے تین کا ایک پھر ۲ الٹے 〃 〃 〃
پانچویں 〃 〃 ایک بل سادہ ایک بل سادہ ۲ الٹے پھر ۲ کا ایک ۳ سادے پھر ۲ کا ایک ۲ الٹے، ایک بل سادہ پھر ایک سادہ 〃 〃
چھٹی 〃 ۲ الٹے ایک بل سادہ ایک بل سادہ پھر ایک بل سادہ ۲ الٹے ۲ کا ایک ایک بل سادہ پھر دو کا ایک ۲ الٹے ایک سادہ ایک بل سادہ
ساتویں ۲ الٹے ۲ سادے ایک بل سادہ ایک سادہ ۲ الٹے ۳ کا ایک اسی طرح پچھلی سب سلائیاں الٹی کرنی ہیں۔

(۲)

۲ الٹے ۶ سادے، ۲ الٹے ۶ سادے، ۲ الٹے ۶ سادے اسی طرح ۶ سلائیاں کریں، ساتویں کرتے وقت پہلے ۲ الٹے چھوڑ کر ۲ بُن لیں پھر وہی دو چھوڑتے ہوئے بُن لیں۔ پھر ۲ الٹے پھر چار چھوڑ کر ۲ بُن لیں پھر وہی چار بُن لیں پھر ۲ الٹے چار چھوڑ لیں ۲ بُن لیں پچھلی سب سلائیاں الٹی کرنی ہیں۔

(بلقیس جہاں)

پان کا نمونہ:

پان کا نمونہ ماہ نومبر کے رسالہ مسلمہ میں بہن صاحبہ امتہ اللہ تسنیم رائے بریلی نے مانگا ہے جو عرض ہے:
پہلی سلائی میں ۲ الٹے اون اوپر کر کے ایک خانہ سیدھا دو مرتبہ اون اوپر کر کے ۲ الٹے پھر ۷ سیدھے ۲ الٹے اسی طرح پوری سلائی بُن لیجئے۔ دوسری سلائی الٹے خانہ پر الٹا سیدھے خانہ پر سیدھا تیسری سلائی ۲ الٹے ایک سیدھا جہاں جالی ہے وہاں اون اوپر کر کے سیدھا پھر اون اوپر کر کے سیدھا پھر ۲ الٹے ۷ خانوں میں سے دونوں طرف سے ۲ گھر گھٹایئے یعنی ۵ خانہ رہ جائیں اسی طرح پوری سلائی بُن لیجئے چوتھی سلائی الٹے پر الٹا سیدھے پر سیدھا۔ پانچویں سلائی ۲ الٹے ۲ سیدھے بُن کر اون اوپر کر کے ایک سیدھا پھر اون اوپر کر کے ۲ سیدھے یعنی ۵ خانوں کے ۷ خانے بن جائیں پھر ۲ الٹے ۵ خانوں کے

۳ خانے بُن لیجئے یعنی ۲ گھٹایئے ۳ خانے رہ جائیں اسی طرح تمام سلائی بن لیجئے! چھٹی سلائی اُلٹے پر اُلٹا سیدھے پر سیدھا۔ ساتویں سلائی ۲ اُلٹے ایک خانہ گھٹایئے پھر آخر میں ایک گھٹایا یعنی ۵ خانے رہ جائیں پھر ۲ اُلٹے پھر ۳ خانوں کا ایک خانہ کریئے یعنی ۵ خانہ گھٹایئے پھر ۲ اُلٹے ۵ خانوں کے ۳ خانہ کر لیجئے۔ تمام سلائی اسی طرح بن لیجئے! آٹھویں سلائی اُلٹے پر اُلٹا سیدھے پر سیدھا۔ نویں سلائی ۲ اُلٹے ۵ خانوں کے ۳ خانہ کریئے یعنی ۲ خانے گھٹایئے پھر ۲ اُلٹے پھر اسی ایک خانہ کا ۳ خانہ اس طرح کرے جیسا کہ پہلی سلائی بتایا جا چکا ہے اسی طرح تمام سلائی بُن لیں۔ دسویں سلائی اُلٹے پر اُلٹا سیدھے پر سیدھا۔ گیارہویں سلائی ۲ اُلٹے ۳ خانوں کا ایک خانہ کریئے پھر ۲ اُلٹے ۳ خانوں کے ۵ خانے بنایئے جیسے کہ تیسری سلائی میں بتایا جا چکا ہے۔ بارہویں سلائی اُلٹے پر اُلٹا سیدھے پر سیدھا لیجئے نمونہ تیار ہے!

(امۃ القدیر)

خاکسار نے ۱۹۴۶ء میں مولوی کا امتحان دیا تھا۔ پرچے چھٹے میں کمپارٹمنٹ آئی تھی۔ لہٰذا عرض ہے کہ خدا کے فضل سے میں اُس پرچے میں بھی کامیاب ہو گئی ہوں۔ میں انشاء اللہ اس اسکول کو تاعمر نہیں بھول سکتی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اسکی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(اختر النسا دوست محمد خان)
رول نمبر

مبارک ہو۔ عزیزہ کی کامیابی باعث خوشی ہے (ادارہ)

میں امۃ اللہ تسنیم کی خواہش کو بفضلِ خدا پورا کرنے کو تیار ہوں خاص کر یا نکا نمونہ انکی حسب منشا پیش کر دونگی۔ پتہ ذیل سے طلب فرما دیں۔ علاوہ ازیں دیگر خواہشمند بہنوں کیلئے بھی ہر وقت تیار ہوں۔ چاہیئے کہ پتہ ذیل پر خط و کتابت فرما دیں۔

آپکی خیر اندیش: ایس۔ ایم۔ اے پیرزادی بنت پیرزادہ ایس ڈاکٹر نور محمد خان عفی عنہ محمدی۔ نور پروپرائٹر: دواخانہ جڑی بوٹی۔ بیکھے گراہ سٹریٹ۔ انبالہ شہر۔

فہرست چرم ہائے قربانی بیوم عید اضحیٰ و بایام تشریق ۱۳۶۵ھ

نام و پتہ معطی حضرات	قیمت	نام و پتہ معطی حضرات	قیمت
محترم ڈاکٹر محمد اسلم صاحب اسسٹنٹ سرجن جالندھر شہر	۴/۱۵/-	محترم ماسٹر نیاز محمد صاحب بازار صابون گراں	۴/۱۵/-
" بابو طہور محمد صاحب گورنمنٹ پرائمری ماڈل سکول "	۳/۱۲/۶	" چوہدری عبدالحبیب صاحب آڑھتی سبزی منڈی	۱۰/۹/-
محترمہ سردار سلطانہ قریشیہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۴/۱۵/-	" قاضی محمد انوار صمدانی صاحب محلہ سراج گنج	۵/۴/۶
محترم ڈاکٹر سید عبدالودود صاحب محلہ سراج گنج	۴/۱۵/-	" اقبال محمد خانصاحب اقبال سائیکل ورکس	۵/۴/۶
" پٹھان بشیر الدین خان صاحب وکیل اڈہ نکودر	۹/۴/-	" عبدالعزیز صاحب بھٹی محلہ سراج گنج	۲/۱۲/۶
محترمہ ستارہ جبیں جناب خان اشتیاق علی خانصاحب اڈہ	۴/۱۵/-	" " ٹال لکڑی	۵/۴/۶
محترم چوہدری شاہ محمد صاحب سابق پرنسپل گورنمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ	۴/۱۵/-	" چوہدری غلام نبی صاحب جالندھر شہر	۵/۴/۶
" " ملک عبدالشکور صاحب چوک حضرت امام ناصر الدین صاحب	۳/۱۲/۶	محترمہ انور بیگم بنت سخاوت علی صاحب بازار اناری درجہ اولیٰ مدرسۃ البنات	۵/۴/۶
سول ہسپتال جالندھر شہر	۴/۱۵/-		
" چوہدری فضل الدین والد فہمیدہ جماعت دوم مدرسۃ البنات	۴/۱۵/-	" نسیم اختر بنت بابو علی صاحب جماعت دوم مدرسۃ البنات	۵/۴/۹
محترمہ پروین منشی محمد شریف صاحب محلہ سراج گنج	۴/۱۵/-	" رضافہ بنت ملک حفیظ الرحمٰن خانصاحب پلیس لائنز	۵/۴/۹
محترم امجد علی بن محمد اسلم صاحب " "	۴/۱۵/-	محترم مرزا امان اللہ خانصاحب معرفت عبدالمجید صاحب بیج محلہ سراج گنج	۵/۴/۹
محترمہ رشیدہ عنایت اللہ مولوی سال دوم مدرسۃ البنات	۴/۱۵/-		
محترم خان مشتاق علی خانصاحب بتوسط ستارہ جبیں صاحبہ	۴/۱۵/-	" مظفر حسین صاحب بن مختار احمد صاحب جماعت اولیٰ	۲/۱۲/۶
" شیخ محمد شفیع صاحب ہیڈ کنسٹیبل پولیس محلہ سراج گنج	۴/۱۵/-	" خان عبید اللہ خانصاحب بستی نو	۲/۱۲/۶
محترمہ نصرت بنت محمد جمیل خان صاحب محلہ رستہ	۴/۱۵/-	" جبار اختر صاحب محلہ چہار باغ	۵/۴/۹
محترم محمد احمد خاں صاحب ذاکر	۳/۱۲/۶	محترمہ آمنہ صاحبہ جماعت سوم مدرسۃ البنات	۵/۴/۹
" مسٹر ایس اے عزیز صاحب محلہ سراج گنج	۵/-/۶	" شمیم اختر " " "	۵/۴/۹
محترمہ جمیلہ طاہرہ امیر حسین خانصاحب بستی غذاں	۹/۴/-	محترم میاں احمد الدین صاحب پلیڈر بیاس	۱۵/۴/۴
محترم مولینا عماد الدین صاحب انصاریہ بکڈپو	۷/۸/-	محترمہ شمیم فضل محمد الصف الخامس مدرسۃ البنات	۱۰/۹/۶
" ڈاکٹر عبداللہ صاحب اسسٹنٹ سرجن سول ہسپتال جالندھر شہر	۹/۱۵/۶	" حشمت بیگم ولد عبدالعزیز صاحب جماعت دوم " "	۲/۱۲/۶
		" اسما خاتون بنت سید عبدالقیوم " پنجم " "	۵/۵/۹

محترم چودھری شاہ الدین صاحب محلہ پوٹیاں	۲/۱۲/۶
" غلام غوث صاحب پولیس لائین جالندھر شہر	۱۵/۱۴/۲
متعلمہ جماعت سوم مدرسۃ البنات	۲/۱۲/۶
محترم خورشید عالم شیخ عمرالدین صاحب جماعت اعلیٰ	۵/۴/۹
" کپتان عبدالحمید صاحب محلہ قاضیاں	۱۰/۹/۶
محترمہ خالدہ شمیم اختر جماعت چہارم	۵/۴/۹
" رفیعہ خانم صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۵/۴/۹
" ناہید جماعت اول جناب ڈاکٹر گوہر مرزا صاحب باغ	۵/۴/۹
" کشور حکیم شاہنواز جماعت چہارم	۵/۴/۹
" عابدہ بانو بنت محمد لطیف درجہ اولیٰ محلہ سے بندل	۲/۱۵/۴
" بلقیس " عبدالرحمان درجہ اعلیٰ محلہ سراج گنج	۴/۱۲/۳
محترم رحیم الٰہی صاحب ولد ایم اللہ بخش صاحب	۴/۱۲/۳
" ملک غلام محمد صاحب بازار پیر بودلہ	۴/۱۲/۳
محترمہ کشور صاحبہ جماعت ششم مدرسۃ البنات	۹/۸/۶
" نسیم خانم درجہ رابعہ مدرسۃ البنات	۴/۱۲/۳
" عائشہ صاحبہ درجہ سادسہ " "	
" نصریٰ " " رابعہ " "	۱۴/۸/-
محترم چوہدری نذیر احمد صاحب ہاشمی بی اے محلہ عالی	۴/۱۲/۳
" آنریبل جسٹس شیخ محمد شریف صاحب	۴/۱۲/۳
" عبدالعزیز صاحب بھٹی	۴/۱۲/۳
محترمات شکیلہ بیگم نسرین اختر محلہ سراج گنج	۴/۱۲/۳
محترمہ بی بی اکمل صاحبہ کوٹھی شیخ غلام دستگیر صاحب	۷/۱۲/-
محترم قاضی عبدالرحمن صاحب انسپکٹر آف سکولز	۴/۱۲/۶
محترمہ آمنہ محمد اکبر صاحبہ جماعت سوم مدرسۃ البنات	۴/۱۲/۶
" مجیدہ احمد علی " " اعلیٰ " "	۲/۱۵/۶

محترمہ زاہدہ احمد علی صاحبہ جماعت ادنیٰ مدرسۃ البنات	۲/۱۵/۶
" رضیہ محمد حسین " درجہ خصوصیہ اولیٰ " "	۴/۱۲/۶
" عظمت درجہ سادس " "	
ملک عبدالسلام درجہ خامس " "	۵/۹/۶
" شمیم اختر فقیر محمد شاہ " " "	۳/-/۶
" ممتاز خانم صاحبہ بستی دانشمنداں	۱۵/۸/-
" والدہ ستارہ جبیں صاحبہ آبادپورہ بر سڑک نکودر	۴/۱۲/۶
" کنیز غلام حسین درجہ رابع	۴/۱۲/۶
زاہد	۴/۱۲/۶
محترم خانصاحب عبدالمجید خانصاحب رئیس بستی نو	۱۰/۱۲/۶
" جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب ڈاکخانجات	۴/۸/۶
" ڈاکٹر کیپٹن غلام محمد صاحب	۱۵/۸/-
میزان کل	۴۵۵/۵/-

چندہ جمعیۃ الوحدۃ والعمل

محترمہ بیگم رشیدہ آفتاب اقبال صاحبہ	۵/-/-
" بیگم وحیدہ مہر دین صاحبہ جالندھری	۲/-/-
" بیگم افضل مرزا " "	۳/-/-
" شمیم نذیر متعلمہ الصف الثامن	۱/-/-
" سبحان " " الخامس	-/۸/-
" اصغر خانم " " الثالث	۱/-/-
" محمودہ خداداد خاں " " السابع	۱/-/-
" نذیر النساء " " "	۱/-/-
" شمیم اختر " " "	۳/-/-
" زبیدہ دین محمد " " الرابع	۱/-/-
" اکمل " ادیب عالم	۱/-/-
" بشیرہ " الصف الثانی	۱/-/-
" جنزبلیہ " " "	۱/-/-
" امتہ الحمید " " "	-/۴/-
" نفیسہ " " "	۱/-/-
" منیرہ " " "	۱/-/-
" منور سلطان " " الثالث	-/۴/-
" انور " " "	-/۴/-
" سردار " " "	-/۴/-
" آسیہ " " "	-/۴/-
" برکت بی بی " " "	-/۴/-
" کریم بخش صاحب افریقہ	۴۳/۴/-
" زہرہ بی بی والدہ طاہر کریم بخش متعلمہ الصف الرابع	۴۲/-/-

محترمہ سلیمی صاحبہ متعلمہ الصف الاکبر	-/۲/-
" حلیمہ " " " "	-/۲/-
محترم رحم الٰہی صاحب متعلم " "	-/۴/-
" حبیب الٰہی " " " "	-/۴/-
محترمہ نسیم محمد شفیع صاحبہ متعلمہ " الثالثہ	-/۴/-
" نرملا " " " الثانی	۱/-/-
محترم خالد صاحب متعلم " "	۱/-/-
محترمہ نسیم صاحبہ متعلمہ " "	-/۴/-
" شمشاد " " " "	-/۸/-
" حمیدہ " " " "	-/۸/-
" عزیزہ امتہ اللہ " " ادیب عالم	۱/-/-
" چندر کانتا " " الصف السادس	۱/-/-
" مدشرہ " " " الثالث	۱/-/-
" رفیقہ " " " الثانی	۱/-/-
محترم شیخ انوار اسلام صاحب لفٹیننٹ کرنل	۱۰۰/-/-
محترمہ والدہ الطاف خانصاحب پروفیسر	۲۰/-/-
محترم فلائٹ لفٹیننٹ اے زیڈ عزیز صاحب	۱/-/-
" حاجی محمد اسمٰعیل صاحب آفیسر شاپ کلابہ بمبئی	۱/-/-
" محمد بشیر صاحب " " " "	۱/-/-
" حاجی محمد صدیق " " " "	۱/-/-
" فضل الدین " معرفت حاجی صاحب " "	۲/-/-
" احمد دین ماسٹر " " " "	۱/-/-
" ماسٹر محمد شریف صاحب کلابہ "	۱/-/-

محترم ماسٹر رحمت علی صاحب کلابہ بمبئی	-/-/۱	محترم اسمٰعیل ولد بدر الدین صاحب بافندہ راہوں	-/-/۱
" محمد عاشق ولد فضل الدین " " "	-/-/۲	محترمہ والدہ سید قادر بخش " "	-/-/۱
" محمد رشید صاحب محلہ راستہ جالندھر شہر	-/-/۱	محترم دین محمد ولد مولا بخش " بافندہ "	-/-/۵
محترمہ گیتی آرا سابقہ متعلمہ الصف الثامن	-/-/۱۰	" برکت علی " بالو " " "	-/-/۲
" سطوت " " " "	-/-/۱۰	" محمد شفیع " رحمان " " "	-/-/۱
" زبیدہ اقبال " " " "	-/-/۱۰	" محمد صدیق " کریموں " ارائیں "	-/-/۲
" رشیدہ عمر الدین " " "	-/-/۱۰	" محمد رمضان " نتھو " " "	-/-/۱
" مقبول و معروف متعلمات " "	-/-/۱۰	" رشیدا صاحب بافندہ "	-/-/۱
" آصفہ متعلمہ " الثالث	-/-/۱	محترمہ شگفتہ شفیق بنت نذیر احمد صاحب متعلمہ الصف الثالث	-/-/۵
" ثریا " " الثانی	-/۴/-	معلوم الاسم	-/-/۶
" شمس الاسلام " " الاکبر	-/۴/-	محترمہ صوفیہ صاحبہ بستی باباخیل	-/-/۱
محترم ثناء اللہ صاحب انسپکٹر مارکیٹ کمیٹی فاضلکا	-/-/۵	" عالیہ " " "	-/-/۱
" عبدالرشید " گوڈاؤن سپروائزر "	-/-/۱	" زبیدہ " " "	-/-/۱
" عبدالعزیز ولد عبدالرحمان صاحب قصور	-/-/۳	" ساریہ خانم متعلمہ الصف الرابع	-/-/۱
" محمد حسن ولد کریم بخش صاحب	-/-/۷	" شمیم صاحبہ " " الخامس	-/-/۱
" ڈاکٹر محمد حیات صاحب میونسپل کمشنر فاضلکا	-/-/۱۰	" تمیدہ " " " "	-/۸/-
" شیخ عبداللطیف صاحب "	-/-/۵	" زبیدہ " " " الرابع	-/-/۱
" مختار احمد خان صاحب ادیب فاضل اکاؤنٹنٹ "	-/-/۵	" سلمہ " " " "	-/۸/-
" حاجی فیض محمد صاحب سوداگر چرم سری گنگا نگر بیکانیر	-/-/۵۰	" فہمیدہ " " السادس	-/-/۱
محترمہ نسیمہ شاہ بنت کیپٹن ڈاکٹر گل اکبر شاہ متعلمہ الصف الثانی	-/-/۱۰۰	" صفیہ عبدالحمید " " السابع	-/-/۱
مسز ڈاکٹر سید محمد حسن علی عباس صاحب	-/-/۵	" نعیم سرور " منشی فاضل سال ثانی	-/-/۱
حمیدہ صاحبہ چراغدین گورداسپور	-/-/۳۰	" حمیدہ نارنگ " " "	-/-/۱
مسز سید ظفر حسن عباس صاحبہ راہوں	-/-/۲	" شمیم " " الصف الرابع	-/۴/۴
محترم محمد احسن عباس صاحب "	-/-/۱	" شمیم عبدالرحیم " " "	-/-/۱
" عبدالحی عباس " "	-/-/۱	" نعیم " " " "	-/-/۱

محترمہ حمیدہ صاحبہ متعلمہ خصوصیہ اولیٰ	۱/-/-	محترمہ حلیمہ صاحبہ متعلمہ الصف الرابع	-/۸/-
„ رضیہ „ „ „ „	۱/-/-	„ شفقت „ „ „ „	۱/-/-
„ سعیدہ یعقوب „ „ الصف السادس	۱/-/-	„ ممتاز „ „ „ الخامس	-/۸/-
„ خورشید عالم „ „ „ الاکبر	-/۲/-	„ وحیدہ „ „ „ „ „	۱/-/-
„ شمیم نذیر „ „ „ الثامن	۱/-/-	„ رقیہ „ „ „ „	۱/-/-
„ حشمت صاحبہ „ „ الثانی	۱/-/-	„ زاہدہ محمد حسین „ „ „ „	۱/-/-
„ فہمیدہ „ „ „ „	-/۸/-	„ غنیم محمد علی „ „ „ „	۱/-/-
„ شائستہ „ „ „ السادس	۱/-/-	„ نصرت „ „ „ „	۱/-/-
„ عائشہ „ „ „ „	۱/-/-	„ شبیرہ „ „ „ „	۱/-/-
„ کوثر اصغر ادیب „ „ الاکبر	-/۲/-	„ آمنہ بی بی „ „ „ „	۱/-/-
„ اصافہ صاحبہ „ „ „ „	-/۴/-	„ امتہ الاسلام „ „ „ „	۱/-/-
„ زیب النساء „ „ „ الثامن	۱/-/-	„ رشیدہ خوشی محمد „ „ „ „	-/۸/-
„ حمیدہ نارنگ „ „ منشی فاضل	۱/-/-	„ سبحان بیگم صاحبہ „ „ „	-/۸/-
„ نعیم سرور „ „ „ „	۱/-/-	„ شمیم عبدالرحمٰن „ „ „ „	۱/-/-
„ خدیجۃ الکبریٰ „ „ „ „	۱/-/-	„ خورشید „ „ „ „	۱/-/-
حضرات متعلمہ „ „	۳/-/-	محترم عبدالسلام صاحب متعلم „ „	۱/-/-
محترمہ نعیمہ صاحبہ „ „ „	۱/-/-	محترمہ ممتاز صاحبہ متعلمہ „ „	۱/-/-
„ حمیدہ اختر عاشق حسین „ „ „	۱/-/-	„ بلقیس „ „ „ „	۱/-/-
„ اشرف صاحبہ „ الصف السادس	۱/-/-	„ گلشن „ „ „ „	۱/-/-
„ بلقیس „ „ „ „	۱/-/-	„ زبیدہ „ „ „ „	۱/-/-
„ اقبال „ „ „ „	-/۸/-	„ صفیرہ „ „ „ „	۱/-/-
„ زیتون „ „ „ „	-/۸/-	„ طلعت „ „ „ „	۱/-/-
„ کشور عبدالحمید „ „ „ „	۱/-/-	„ رضیہ حسام الدین „ „ „ „	-/۸/-
محترمات رضیہ و حمیدہ „ خصوصیہ اولیٰ	۲/-/-	„ گلشن صاحبہ „ „ „	۱/-/-
„ قدسیہ و سعیدہ „ الصف الثامن	۲/-/-	„ قدسیہ „ „ „ السادس	-/۸/-

محترمہ سعیدہ صاحبہ متعلمہ الصف السادس	1/-/-
" کشور غلام نبی " " " "	1/-/-
" شمیم برکت علی " " " "	1/-/-
" ریاض " " " "	1/-/-
محترم عبدالحمید صاحب اوورسیر منٹگمری	5/-/-
محترمہ رفعت حمید صاحبہ دختر میاں عبدالحمید صاحب اوورسیر	1/-/-
" بیگم صاحبہ چوہدری عبدالحبیب صاحب جالندھر	5/-/-
" آصفہ صاحبہ متعلمہ الصف الثالث	2/-/-
" مس لائل " جالندھر	1/-/-
" مسز میجر ابشاد رشید صاحبہ بذریعہ / " محترمہ نسیم سحری معلمہ درجہ فضیلت	150/-/-
" بیگم عزیز صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	25/-/-
" فہمیدہ " " معلمہ " "	10/-/-
محترم مرزا معراج الدین صاحب ڈویژنل انجینئر ٹیلیگراف لاہور	50/-/-
محترمہ والدہ جمیلہ متعلمہ الصف الثالث	5/-/-
" خالدہ صاحبہ " " "	-/8/-
" امت الرشید " " "	1/-/-
" رفیقہ " " " "	1/-/-
" جمیلہ " " " "	-/8/-
محترم محمد جاوید صاحب پرائمری سکول دوکوہہ	1/-/-
محترمہ عائشہ دلشاد متعلمہ الصف السابع	-/8/-
" صفیہ عبدالحمید " " "	2/-/-
" صفیہ صاحبہ " " الاصغر	-/4/-
محترم منور سلطان پسر میر افضل شاہ " "	1/-/-
محترمہ طلعت پروین صاحبہ متعلمہ " "	-/4/-

محترمہ عزت صاحبہ متعلمہ الصف الاصغر	-/2/-
" کنیز آمنہ " " " " "	-/8/-
" اختری " " " " "	-/8/-
" ثریا عبدالرزاق " " " "	-/4/-
" حفیظہ صاحبہ " " " "	-/2/-
محترم طالب حسین صاحب متعلم " "	-/4/-
محترمہ طلعت پروین صاحبہ متعلمہ " الرابع	-/8/-
" سعیدہ " " " "	1/-/-
" حمیدہ عبدالغنی " " " الخامس	1/8/-
" سعیدہ " " " "	-/8/-
" زاہدہ " " " "	1/-/-
" شمیم فضل محمد " " " "	1/-/-
" ثریا " " " "	-/8/-
" بشیرہ " " " "	4/-/-
" طلعت " " " "	1/-/-
" بیگم صاحبہ بختیار احمد صاحب ہریانہ / بذریعہ رفعت صاحبہ متعلمہ الصف السادس	40/-/-
محترمہ طلعت رانا " " " "	36/-/-
" زاہدہ " " " "	1/-/-
" سارہ " " " الرابع	1/-/-
" بلقیس " " " الاکبر	-/12/-
" سعیدہ یعقوب " " " السادس	1/-/-
" انور " " " الثالث	-/4/-
" پروین " " " الاکبر	2/-/-
" رشیدہ عنایت اللہ " " الثامن	1/-/-

محترمہ حشمت صاحبہ متعلمہ الصف الثانی	-/۴/-
؍؍ شفقت ؍؍ ؍؍ ؍؍ السابع	۱/-/-
؍؍ قمر النساء ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	۱/-/-
؍؍ صفیہ عبدالحمید ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	۱/-/-
؍؍ خورشید رمضان ؍؍ ؍؍ ؍؍ الثامن	۱/-/-
؍؍ فہمیدہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ السادس	۱/-/-
؍؍ حبیب الٰہی ؍؍ ؍؍ ؍؍ الاکبر	-/۴/-
؍؍ مختار ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۱/-
؍؍ مقصود بیگم ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۸/-
؍؍ صغریٰ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۲/-
؍؍ خورشید عالم ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۴/-
؍؍ بسم اللہ صاحبہ ؍؍ ؍؍ الاصغر	-/۴/-
؍؍ صوفیہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۴/-
؍؍ مجیدہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۸/-
؍؍ زاہدہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۸/-
؍؍ کشور ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۴/-
محترم صدیق صاحب متعلم ؍؍ ؍؍	-/۱/-
؍؍ مختار ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۴/-
محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ متعلمہ ؍؍ ؍؍	-/۴/-
؍؍ سلیمہ بی بی ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۴/-
؍؍ نصرت ؍؍ ؍؍ ؍؍ الثالث	-/۸/-
؍؍ شمیم اختر ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۸/-
بقیہ صفحہ ۳۸ - تعمیر فنڈ ماہ دسمبر ۱۹۴۷ء	
جمعیۃ الوحدت والعمل مدرسۃ البنات جالندھر شہر	[illegible]

محترمہ امتیاز صاحبہ متعلمہ الصف الثالث	-/۴/-
؍؍ اصغری ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	۱/-/-
؍؍ ادیب اختر ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	۱/-/-
؍؍ برکت ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۴/-
؍؍ اقبال ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۸/-
؍؍ حسین بی بی ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۸/-
؍؍ آمنہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۶/-
؍؍ مقصود انور ؍؍ ؍؍ ؍؍ الثانی	-/۸/-
؍؍ نرمل ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۴/-
؍؍ ثریا ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۴/-
؍؍ صغریٰ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۲/-
؍؍ جمیلہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	۱/-/-
؍؍ مریم ؍؍ ؍؍ خصوصیہ اولیٰ	۱/-/-
؍؍ سعیدہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	۱/-/-
؍؍ مسعودہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	۱/-/-
؍؍ اکمل ؍؍ ؍؍ ادیب عالم	۱/-/-
؍؍ ظہورا ؍؍ ؍؍ خصوصیہ اولیٰ	۱/-/-
؍؍ مسعود فاطمہ ؍؍ ادیب عالم	۱/-/-
؍؍ شمیم ؍؍ ؍؍ الصف السابع	۱/-/-
؍؍ سلیم ہاجرہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ الثانی	-/۴/-
؍؍ نسیم اختر ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	-/۴/-
؍؍ والدہ اشتیاق علی خان صاحب [illegible]	[illegible]
خان بہادر عبدالمجید خان صاحب رئیس اعظم بستی باباخیل	۱۰۰/-/-
زکوٰۃ فنڈ: منشی گل محمد صاحب جالندھر شہر	۵/-/-

(نوٹ: تعمیر فنڈ و زکوٰۃ فنڈ صفحہ ۳۷ پر دیکھیں)

اللہ کو قرض حسنہ

عطیات ماہ دسمبر سنہ ۱۹۴۶ء

محترم ڈاکٹر کیپٹن غلام محمد صاحب پنشنر جالندھر شہر	۸/۵/۶	محترم صادق الرحمٰن صاحب ماچھیواڑہ	[illegible]
" کاریگران حاجی بابو مہر علی احمد علی صاحبان " "	۶/۸/-	محترمہ والدہ صاحبہ خان جہانگیر خانصاحب بستی غذاں	[illegible]
" مولوی عظامی صاحب " "	-/۲/-	" بیگم " " فضل حسین " "	۲/-/-
" سید محمد رفیق شاہ " " "	-/۲/-	" والدہ " " نثار احمد " "	۱/-/-
" شیخ عزیز بخش " " "	-/۱/-	" بیگم " " پیرداد " " مرحوم " شیخ ولی	۵/-/-
" حکیم جالینوس " " "	-/۲/-	" " " " غلام محی الدین " "	۳/-/-
" چوہدری شرف الدین " " "	-/۱/۳	" " " " علی اکبر	۴/-/-
" شیخ رحمت علی " " "	-/۱/۳	محترم چوہدری محمد الدین صاحب رئیس لدھیانہ[1]	۱۰۰/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ صغریٰ بیگم سابقہ متعلمہ	۵/-/-	" ملک محمد امین[2] " جالندھر شہر	۱۰۰/-/-
محترم ایم۔ اے عزیز صاحب ایم اے	۲۵/-/-	محترمہ نور النسا و علی محمد صاحبہ ڈگری (سندھ)	۱۵/-/-
" سید شبیر حسین صاحب بخاری دہلی	۱/-/-	محترم چوہدری رحیم بخش صاحب جالندھر شہر	-/۱/۳
" ڈاکٹر رحیم اللہ " چھاؤنی جالندھر	۵/-/-	میزان	۲۸۸/۸/۳

حسابات انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ اکتوبر، نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۴۶ء

نام معطی معہ پورا پتہ	اکتوبر	نومبر	دسمبر
محترمہ جناب بیگم صاحبہ خان عبد المجید خانصاحب رئیس بستی باباخیل	۵/-/-	-	-
محترم " سید محمد اصغر علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول مزارعہ	۱/-/-	-	۱/-/-
" " مولوی الطاف الرحمٰن " پنشنر انسپکٹر پولیس	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " سید انور علی شاہ " ڈی۔ آئی۔ آف سکولز	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " حاجی بابو مہر علی احمد علی صاحبان جنرل مرچنٹس	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " عبد اللطیف خانصاحب رئیس پکا باغ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
محترمہ ذکیہ زمانی صاحبہ بنت خاں عبد اللطیف خانصاحب	۲/-/-	۱/-/-	۱/-/-
محترم جناب ڈاکٹر چودھری رحیم بخش صاحب محلہ کھولا رائے	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " ملک غلام محمد صاحب جی۔ ٹی۔ روڈ جالندھر شہر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " بابو غلام محی الدین صاحب شملوی محلہ سراج گنج جالندھر شہر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-

[1] بتقریب عقد نکاح پسر خود۔ [2] بتقریب عقد نکاح دختر خود

زم بابو عبدالعزیز صاحب کلرک سنٹرل کوآپریٹو بنک جالندھر شہر	دو ماہ ۱/-/-	-	دو ماہ ۱/-/-
" فیروز الدین " سب پوسٹ ماسٹر بھگت رام بازار	دو ماہ ۱/-/-	-	دو ماہ ۱/-/-
جناب چودھری فضل الٰہی صاحب جونئیر سب جج	دو ماہ ۲/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" ابوالحبیب صاحب نیلے محل جالندھر شہر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" بابو غلام محمد صاحب ریڈر صاحب ڈپٹی کمشنر	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" میاں فقیر اللہ " ایچ۔ وی۔ سی۔ ڈی سی آفس	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" خان نیاز محمد خاں " ہیڈ کلرک دفتر محکمہ زراعت	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" مولوی رحمت علی " سینئر ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" " محمد امین " علوی عربک ٹیچر " " "	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" خواجہ غلام محی الدین " ہیڈ کلرک ڈی۔ آئی۔ جی	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" میاں عبداللطیف حبیب احمد صاحبان سوداگران چرم	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " عبداللطیف صاحب سوداگر چرم	۳/-/-	۳/-/-	۳/-/-
" " شوکت علی " محرر ریلوے روڈ	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" " عاشق حسین " " "	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" " عبدالکریم " سوداگر چوب عمارتی	-/۵/-	-/۵/-	-/۵/-
" خان محمد احمد خان " درانی بیوٹرین اسٹاکسٹ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" شیخ حبیب الٰہی " ریڈر سشن جج	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
زمہ نجمہ خانم صاحبہ بنت خان عطا محی الدین خانصاحب وکیل	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
رم جناب بابو مستجاب حسین صاحب کلرک دفتر سب رجسٹرار	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" " محمد شفیع صاحب محلہ کھولا رائے	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" حکیم سید محمد شاہنواز شاہ صاحب دروازہ سیداں	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" مستری محمد حسین صاحب اڈہ نکودر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" شیخ نذیر محمد اینڈ سنز ریتک بازار	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" مولوی محمد خلیل صاحب جنرل مرچنٹ	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" حکیم عبدالرحیم " بازار پنج پیر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" مستری محمد حسین خادم حسین صاحبان محلہ باغ شیخ کرم بخش	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" چودھری عبدالکریم صاحب مٹھائی فروش چوک سوداں	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" " محمد بشیر " کلرک دفتر انسپکٹر آف سکولز	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" مولوی محمد یعقوب اینڈ سنز	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" مرزا امان اللہ خانصاحب محلہ سراج گنج	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-

محترم جناب بابو محمد خلیل صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین ریلوے روڈ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " شیخ بہان محمد " سوس واچ کمپنی رینک بازار	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" " مستری عبدالعزیز " جی۔ ٹی۔ روڈ جالندھر شہر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " محمد اسماعیل " واچ مرچنٹ بمبئی از جون سنہ ۴۵ء تا جنوری سنہ ۴۶ء	۴۰/-/-	-	-
محترمہ بیگم صاحبہ خان فیروز الدین احمد خانصاحب " " " "	۱۶/-/-	-	-
محترم جناب رفیق احمد صاحب " " " "	۸/-/-	-	-
" چوہدری عبدالحق " دفتر رسالہ مسلم	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
محترمہ بیگم صاحبہ کرنل محمد اکبر خاں صاحب نئی دہلی	۱۰/-/-	-	-
محترم جناب نواب فخر یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن	۵/-/-	۵/-/-	-
محترمہ بیگم صاحبہ خان مشتاق احمد خاں صاحب " "	۵/-/-	۵/-/-	-
محترم جناب بابو محمد حسین صاحب انجنیئر دروازہ سیداں	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " میاں اشفاق علی " ایم اے ایڈووکیٹ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " مفتی محمد شریف " محلہ سراج گنج	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" " میاں اکرام الحق " قریشی اقبال سٹریٹ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " ڈاکٹر ولی محمد " منیجر جنرل میڈیکل سٹور	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" " مستری محمد اسماعیل " کنٹریکٹر باغ شیخ کرم بخش	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" " ڈاکٹر چوہدری بدر الدین صاحب پنشنر اسسٹنٹ سرجن	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " میانجی معین الدین میانجی غیاث الدین صاحبان لاہور	۲۵/-/-	۲۵/-/-	۲۵/-/-
" " مولوی عماد الدین صاحب منیجر انصاریہ بکڈپو	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" " چوہدری ملک عبدالشکور صاحب	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " ملک محمد امین "	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" " خانصاحب شیخ عبدالرحمٰن صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " منشی سردار محمد صاحب خوشنویس رینک بازار	۲/-/-	۲/-/-	۲/-/-
" " عبدالمجید " سول لائین جالندھر	-	۶ ماہ ۲/-/-	-
" " مسٹر ٹی۔ اے۔ توصیف لودھی خانصاحب	-	۲/-/-	۲/-/-
" " چوہدری نور احمد صاحب منیجر امپیریل پریس	-	سہ ماہ ۱/۸/-	-
" " خان محمد عمر خاں " وکیل	-	دو ماہ ۱/-/-	-
" " منیجر جنرل برقی پریس	-	۲/-/-	-
" " معلوم الاسم صاحب	-	سال تمام ۳/-/-	-
" " خان محمد اسحاق خاں " بستی شیخ درویش	-	دو ماہ ۲/-/-	۱/-/-

محترمہ جناب حمیرا خانم صاحبہ بیگم خان خالد ابراہیم خانصاحب سب انسپکٹر پولیس شملہ	-	۱۰/۵/۵	چار ماہ
محترم " ڈاکٹر کیپٹن غلام محمد صاحب پنشنر	-	-	۱/-/-
" " چوہدری شاہ محمد " بی اے ایل ایل بی	-	-	سہ ماہ ۱/-/-
" " ماسٹر نذیر احمد " بٹ	-	-	دو ماہ ۱/-/-
" " محمد یوسف خان " ۱۰ روڈ۔ نئی دہلی از نومبر ۴۵ء تا اگست ۴۶ء	-	-	۵/-/-
محترمہ " زہرا خانم صاحبہ بستی غزان۔ دسمبر ۴۶ء و جنوری ۴۷ء	-	-	دو ماہ ۲/-/-
" " بیگم صاحبہ خان علی اکبر خانصاحب بستی شیخ درویش	-	-	-/۴/-
میزان کل	[illegible]	۹۲/-/-	[illegible]

متفرق آمدنی انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ اکتوبر، نومبر و دسمبر

	اکتوبر	نومبر	دسمبر
تاوان ڈگری مقدمہ دارالقرآن	۱۲۲/۴/-	-	-
زنانہ مدرسہ فیس الصف الاعشر	۹/-/-	۹/۲/-	۹/-/-
" " " درجہ منشی فاضل سال اول	۴/-/-	۳/-/-	۳/-/-
" " " " " " " دوم	۱۴/۱۲/-	۱۵/-/-	۱۴/۱۲/-
" " " " ادیب عالم۔	۴۶/-/-	۱۸/۱/-	۴۳/-/-
" " الصف الاعشر ماہ نومبر و دسمبر	-	-	۹/-/-
منافع دکانات جلسہ زنانہ			۹۲/۵/۴
داخلہ طالبات مدرسہ بابت ماہ اکتوبر، نومبر و دسمبر ۴۶ء (بہ مشتمل نمبر ۲۱۴ ، ۴۲۵۷ ، ۴۳۰۰)			۱۲۸/-/-
میزان کل	۲۰۲/-/۸	۸۵/۳/-	۲۴۲/۵/۴

نوٹ:۔ متفرق آمدنی میں جو رقومات ماہ اکتوبر اور نومبر کے خانے میں درج ہیں ان میں سے صرف ۱۲۲/۴/- ماہ اکتوبر میں وصول ہوئے۔ باقی رقومات ماہ دسمبر میں وصول ہوئیں۔

سفیروں کی ضرورت:۔

انجمن مدرسۃ البنات شہر جالندھر کو با اثر۔ تجربہ کار اور قابل اعتماد سفیروں کی ضرورت ہے۔ معاوضہ حسب قابلیت۔ درخواستیں بنام صدر انجمن مدرسۃ البنات۔ شہر جالندھر آنی چاہئیں۔

گوشوارہ آمدنی انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ اکتوبر. نومبر. دسمبر ۱۹۴۶ء

نام ماہ	عطیات	چندہ ماہوار	متفرق	زکوٰۃ و صدقات	تعمیر و مرمت	وظائف فنڈ مدرسہ	پیام اسلام	مسلم	فروخت کتب	دارالاقامہ	رقم: پائی	رقم: آنے	رقم: روپے
اکتوبر	۳۷۷۴/۳/۶	۱۵۴/۱۲/۰	۱۲۲/۲/۰	۲۵۰/۰/۰	۱۰۰۰/۰/۰	۳۶/۰/۰	-	۲۶/۶/۰	-	۱۳۹۰/۰/۰	۶	۱۳	۳۵۱۸
نومبر	۲۸۷۷/۲/۰	۹۷/۱/۰	-	۶۵/۸/۰	۹۰/۰/۰	۰	۱۲/۶/۰	۲۸/۱۴/۰	-	۰	۰	۰	۳۳۳۶
دسمبر	۴۴۳/۳/۳	۱۲۳/۱۳/۰	۴۳۷/۸/۳	۵/۰/۰	۱۲۹۳۱/۰/۰	-	۱۲/۵/۰	۴۶۵/۱۴/۰	۰/۱۲/۰	۵۳۸/۰/۰	۶	۱۳	۱۶۳۵۴
میزان کل	۷۰۹۵/۳/۶	۳۷۹/۱۱/۰	۵۵۹/۸/۳	۳۲۰/۸/۰	۱۴۰۲۱/۰/۰	۳۶/۰/۰	۲۴/۱۳/۰	۵۲۱/۲/۰	۰/۱۲/۰	۱۹۲۸/۰/۰	۰	۱۱	۲۳۱۰۸

گوشوارہ اخراجات انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ اکتوبر۔ نومبر و دسمبر ۱۹۴۶ء

نام ماہ	لائبریری	تنخواہ ملازمین مدرسہ	متفرق مدرسہ	کرایہ بلڈنگس مدرسہ	کرایہ بلڈنگس دار الاقامہ مع متفرق	وظائف فنڈ	زکوٰۃ و صدقات	عملہ دفتر انجمن	متفرق انجمن		پیام اسلام	رسالہ مسلمہ	تعمیر و مرمت	رقم پائی	رقم آنے	رقم روپے
اکتوبر		۱۸۶۳/۰/۰	۶۵/۰/۰	۶۲/۰/۰	۲۵۷/۰/۶	۳۶/۰/۰	۱۲۷/۰/۰	۷۵/۰/۰	۳۴۷/۵/۰		۷۸/۱۲/۰	۲۱۸/۱۵/۹	۱۸۷/۱۴/۰	۳	۸	۳۴۴۴
نومبر		۷۶۳/۱۱/۶		۶۲/۰/۰	۳۷۲/۱۰/۳	۵۸/۰/۰	۷۹/۰/۰	۸۲/۰/۰	۸۸۵/۲/۰		۱۶۲/۲/۰	۵۰۵/۱۵/۶	۳۰/۰/۰	۳	۱۱	۲۵۴۴
دسمبر		۹۳۳/۰/۰	۰/۱۲/۰	۶۲/۰/۰	۳۵۱/۹/۹	۱۶/۰/۰	۶۵/۰/۰	۲۲/۰/۰	۶۵/۹/۰		۱۶۹/۲/۹	۵۶۲/۱۳/۶	۷۹۱/۱۲/۰	۰	۵	۱۱۴۴۴
		۳۰۶۹/۱۱/۶	۶۵/۱۲/۰	۱۸۶/۰/۰	۸۸۳/۲/۶	۱۱۰/۰/۰	۲۷۱/۰/۰	۱۸۹/۰/۰	۱۲۹۸/۱۱/۰		۴۰۹/۴/۹	۱۲۸۷/۱۳/۹	۱۰۰۸/۱۱/۰	۶	۹	۱۶۶۹۳

گوشوارہ مداخل و مخارج انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۲۶ء

آمدنی	پائی	آنے	روپے	خرچ	پائی	آنے	روپے
آمدنی سہ ماہی چہارم	-	۱۱	۲۳۱۰۸	اخراجات سہ ماہی چہارم	۹	۸	۱۷۷۹۳
بقایا سہ ماہی سوم	½	۳	۳۱۰۷۵	واپسی زرِ ضمانت کھاتہ بماہ اکتوبر	-	-	۲۸۰
جمع امانت کھاتہ بماہ اکتوبر	-	۱۴	۲۶۳	" امانت " " "	۳	۸	۱۱۶۲
" زرِ ضمانت " " "	-	-	۵۹۰	" زرِ ضمانت " " دسمبر	-	-	۴۴۰
" امانت " " نومبر	-	۴	۱۹۹	" امانت " " "	-	۳	۱۰۲۴
" " " " دسمبر	-	۱	۵۶۱	" انجمن اشاعت اسلام	-	-	۱۰۰
" زرِ ضمانت " " "	-	-	۲۶۰	بقایا حال	۳½	۱۴	۳۵۲۵۷
میزان کل	½	۲	۵۶۰۵۸	میزان کل	½	۲	۵۶۰۵۸

نور الدین بٹ جنرل سیکرٹری

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

باہتمام محمد حامد خان ذاکر پرنٹر پبلشر جنرل برقی پریس جالندھر شہر میں چھپ کر دارالقرآن سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

فروری ۱۹۴۷ء

مدیرہ: حمیرا

چندہ سالانہ: ایک روپیہ آٹھ آنے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مُسلمہ جالندھر

جلد ۱۵ | فروری ۱۹۴۷ء ربیع الاول ۱۳۶۶ھ | نمبر ۸

ہماری باتیں

(از ادارہ)

بہار میں جو خونی ڈراما کھیلا گیا اس کا چرچا گھر گھر ہے۔ اور اس بدقسمت ملک میں جہاں جہاں فساد ہوا اس کی مختلف کہانیاں زبان زدِ خاص و عام ہیں۔ ملک کی سیاسی فضا مجموعی طور پر اخبار بین مسلمان بہنوں سے مخفی نہیں اس لئے ہمارا اس پر تبصرہ تضیع اوقات ہوگا۔ مرد جو کچھ کر رہے ہیں اور کیا کچھ ان کے ہاتھوں ہندوستان میں نہیں ہو چکا۔ عورتوں کے لئے بصیرت افروز ہونا چاہیئے۔ اور وہ مسائل جن کا تعلق زیادہ تر عورتوں سے ہے ان کا فوری حل اور ان کے لئے عملی جدوجہد اب عورتوں کی طرف سے ہی شروع ہو جانی چاہیئے۔ مردوں کا انتظار آخر کب تک کیجیئے گا۔

یہ مسائل مختلف قسم کے ہیں۔ تعلیمی۔ مذہبی۔ اصلاحی۔ سب سے پہلے تعلیم کے مسئلہ کو لیجیئے۔ جس کے اوپر قوموں کی خوشحالی کا دارومدار ہوتا ہے اور جس کے اچھے اور بُرے ہونے سے قومیں بگڑتی اور بنتی ہیں۔ آج تک مسلمان صحیح طور پر اسے حل نہیں کر سکے۔ اس سلسلہ میں جتنے حل تجویز کئے گئے سب ناقص تھے۔ ایک عرصہ تک انھیں صحیح سمجھا جاتا رہا لیکن بعد از خرابی بسیار! اب یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ جو حل سمجھے گئے تھے فی الواقع وہ حل نہیں ہیں۔ ہم اس وقت اس پر کچھ نہ کہینگے کہ یہ حل کیوں درست نہیں۔

اب سے قریباً سوا سو ڈیڑھ سو سال پہلے ہندوستان میں انگریزی تعلیم رائج کی گئی۔ اہل اہل

تو اس کی سخت مخالفت کی گئی۔ لیکن چونکہ خود مخالفت کرنے والوں کے پاس کوئی ایجابی چیز موجود نہ تھی اس لئے ان کی مخالفت کا زور خود بخود گھٹتا چلا گیا۔ اگر آج حال یہ ہے کہ تکیہ کے فقیر ہندوستان میں اب وہی تعلیم آسانی سمجھی جا رہی ہے ستم بالائے ستم یہ کہ جو طریقہ تعلیم مردوں کے لئے تجویز ہوا اسی کو عورتوں کے لئے کافی و شافی سمجھ لیا گیا جس کے اثرات و نتائج سوسائٹی کے سامنے کچھ آ چکے ہیں اور باقی آ رہے ہیں۔ البتہ انگریزوں کے اس رائج کردہ طریق تعلیم کی جڑیں کچھ اتنی مضبوط ہو چکی ہیں کہ اس سے اب پیچھا چھڑانا کوئی آسان کام نہیں۔

ہر زمانے میں کچھ ایسے لوگ رہتے ہیں جو دنیا کے وقتی آراء و نظریات سے متاثر اور مرعوب ہوئے بغیر مسائل کے لئے صحیح حل کی تلاش میں رہتے ہیں۔ چنانچہ تعلیم نسواں کے مسئلہ پر جالندھر کے (ایک سر پھرے مگر صاحب دل شخص نے) اپنے طرز پر سوچا اور اس نے ایک فی زمانہ نیا اور مفید نظریہ قائم کیا۔ اس کے بعد اس نظریہ کو مدرسۃ البنات کی شکل میں ایک عملی جامہ پہنایا ۔ یہ اب بڑی حد تک ایک کامیاب تجربہ بنتا جا رہا ہے مگر اس تجربہ کی پوری کامیابی کے راستے میں اب بھی بعض ایسی رکاوٹیں در پیش ہیں جن کا دور کرنا محض فضل ایزدی سے تعلق رکھتا ہے۔ کارکنان مدرسہ کو عاجزی کے ساتھ اقرار ہے کہ جو کچھ اب تک ہوا وہ محض اللہ کے فضل سے ہوا اور آئندہ بھی اس راہ میں جو کامیابی ہوگی وہ اللہ کے فضل ہی سے ہوگی۔ لیکن اجتماعی اعمال میں فضل ایزدی قوم کے ایک بڑے طبقہ کی عملی ہمدردی اور تعاون کی صورت میں جلوہ گر ہوا کرتا ہے اسی لئے ہم سمجھتے ہیں کہ جو کامیاب تجربہ جالندھر میں مدرسۃ البنات کی شکل میں کیا جا رہا ہے اس کے درست سمجھنے والے تمام مسلمان مرد اور عورتیں اپنی طرف سے کماحقہ اس تعلیمی نظریہ کی تائید و حمایت کریں۔ اور اس کی عملی ہمدردی کی جائے تائید اور حمایت کی دو شکلیں ہیں۔ ایک یہ کہ علم دوست طبقہ اپنے قلم سے اپنے ذاتی تجربے سے اپنے مفید علمی کارناموں ... اپنے ... آمد منصوبوں سے کارگزار مدرسہ کے مشاہدوں اور تجربوں میں اضافہ کرے۔ دوسرے یہ کہ اہل خیر حضرات ... ہمدردی رکھنے والے صاحبان آگے بڑھیں اور مدرسہ کی ترقی کے لئے سرمایہ فراہم کریں۔

مسلم کے ذریعہ ایک سے زیادہ مرتبہ مدرسہ کی عمارت کی تکمیل کیلئے چندہ کی اپیل کی جا چکی ہے لیکن اب ہمارا خیال ہے۔ کہ منظم طریق سے بغیر اس کام کا ... ہونا مشکل ہے اب تک مدرسہ بمشکل کرایہ کے مکانوں میں اپنا گزارہ کر رہا ہے۔* مدرسہ کی کلاسوں کے لئے کم از کم چھتیس کمروں کی اور اسکے علاوہ ایک بورڈنگ کی ضرورت ہے جن میں سے صرف بارہ کمرے تعمیر ہو چکے ہیں تعمیر کا یہ سلسلہ ... ضروریات کے لحاظ سے ... تعمیر کے اس سلسلہ کو جاری رکھنے ... پہنچانے کے لئے سرگرم ہمدردوں کی منظم

*لیکن مدرسہ ... بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر کرایہ کی عمارت اب بالکل ناکافی ہو گئی ہے۔

سعی درکار ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ مدرسہ کے نظریہ تعلیم سے اتفاق رکھنے والے تمام حضرات اظہار ہمدردی کی عملی ومربوط صورت اختیار کریں۔ مثلاً ہمدردوں کا ایک باقاعدہ حلقہ قائم کردیا جائے جو تعلیم عربی پر امداد کی راہیں نکالے، فرداً فرداً تو ہمدرد اپنی بساط پر ہر طرح کی امداد کریں گے ہی۔

مدرسہ کے صاحبِ ثروت ہمدردوں سے پرانی اپیل دہرائی جاتی ہے ؎

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ ✤ تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

اربابِ فکر و نظر اور اہلِ قلم احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنی علمی ومفید تجاویز سے مدرسہ کو استفادہ کا موقعہ دیں۔ غرضیکہ قوم کے خاموش مگر ٹھوس کام کرنے والے طبقہ (مرد اور عورتوں) سے امید کیجاتی ہے۔

چنانچہ مسئلہ تعلیمِ نسواں کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے ہمارے ایک بزرگ ہمدرد نے پچاس روپیہ کا عطیہ اس غرض کے لئے پیش کیا ہے کہ ملک کے اہلِ قلم اور اہلِ علم میں سے تعلیم نسواں کے موضوع پر جس کا مضمون بہترین تصور کیا جائیگا انکی خدمت میں یہ رقم ہدیۃً نذر کی جائے گی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مذکورہ بالا موضوع پر مضامین ۱۵ ر مارچ ۱۹۴۷ء تک آجانے چاہئیں۔ مضامین کے انتخاب کا فیصلہ ایک بے لاگ کمیٹی کرے گی اور اس مضمون کی اشاعت کا حق رسالہ مسلمہ کو حاصل رہے گا۔

ہم اپنے ان بزرگ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اس پہلے مبارک عملی اقدام پر ان کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ علم دوست اور مضمون نگار مسلمان اور مسلمات اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کرکے مسلمانوں کی خدمت کے اس موقعہ سے پورا فائدہ اٹھائیں گے۔

"ادارہ"

کوائفِ مدرسۃ البنات

طالبات مدرسہ کو وقت کا پابند بنانے کی غرض سے ایک عرصہ سے مدرسہ میں ایسے جماعتی انعامات کا اجراء ہوچکا ہے جو ہر ماہ کے اختتام پر ان جماعتوں کا حق ہوتا ہے جن کی حاضری دوسری جماعتوں سے بہتر ہو۔ چنانچہ گذشتہ ماہ جنوری کی پہلی تاریخ کو تمام طالبات اور معلمات صحن مدرسہ میں جمع ہوئیں اور تقسیم انعامات کی کارروائی شروع ہوئی۔ پہلا انعام ایک بڑا سا فریم ہے۔ جس میں موتیوں سے قرآن مجید کی ایک آیت وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ لکھی ہوئی ہے جماعت ششم کو ملا۔ جس کی

حاضری ۹۳ فیصدی تھی۔ اور دوسرا انعام "شریف کپ" طالباتِ منشی فاضل سال دوم کو ۹۱ فیصدی حاضری۔ اور تیسرا انعام "شریف کپ" الصف العاشر کو ۸۶ فیصدی حاضری پر پیش کئے گئے۔

دوسری جنوری مجلس اصلاح البنات کا اجلاس زیرِ صدارت عزیزہ ثریا خانم جماعت پنجم اور ۱۶ر جنوری کو جماعت ششم کا اجلاس زیرِ صدارت عزیزہ ممتاز خانم منعقد ہوا۔ اس طریق کی مجالس مدرسہ میں قریباً بارہ برس سے جاری ہیں۔ ہر پندرہ روز کے بعد سلسلہ وار ہر جماعت کے اپنے اہتمام میں اجلاس منعقد ہوتا ہے۔ اس کا مقصد طالبات میں تحریر و تقریر کی استعداد پیدا کرنا ہے تاکہ وہ محض کتاب کا کیڑا بن کر نہ رہ جائیں بلکہ ان میں کسی مجمع میں اپنے مفہوم اور مقصد کو اچھے الفاظ میں ادا کرنے کی ہمت اور قابلیت پیدا ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ طالبات مدرسہ عربی۔ اردو۔ فارسی وغیرہ زبانوں میں مختلف عنوانوں پر اچھے سے اچھے مضمون لکھ سکتی ہیں۔ چنانچہ اپنی پندرہ روزہ میٹنگ میں لڑکیاں تیار کردہ تقاریر کرنے اور قرآن و حدیث کے مختلف حصوں کو با معنی و با تفسیر پیش کرنے کی مشق کرتی رہتی ہیں۔ جس طالبہ کی تقریر یا نظم یا مکالمہ وغیرہ بہترین ہو اس کو ان کی اپنی انجمن کی کثرت رائے سے "خورشید ذوالفقار کپ" بطور انعام دیا جاتا ہے۔ جماعت پنجم کی میٹنگ میں انعامی کپ عزیزہ شکیلہ خانم کو نظم کو خوبی کے ساتھ ادا کرنے اور جماعت ششم میں عزیزہ سعیدہ خانم کو عمدہ تقریر کرنے پر پیش کیا گیا۔ جمعیت وحدت العمل کی سرگرم ممبران کے ایما پر جماعت وار طالبات کی میٹنگ پر لڑکیاں حسب استطاعت جمعیت وحدت العمل کی معاونت بھی کرتی ہیں۔ چنانچہ گذشتہ ماہ جماعت پنجم نے ۵۵/-/- روپے اور جماعت ششم نے ۱۰۲/-/- روپے جمعیت کے لئے بطور چندہ پیش کئے۔

۱۲ر جنوری کو مکرم راجہ فضل الٰہی صاحب سی۔ ڈی۔ او۔ جالندھر اور ۲۱ر جنوری کو محترم مولوی علی محمد صاحب اے۔ ڈی۔ آئی۔ فیروز پور جھرکہ ضلع گوڑگانوہ مدرسہ میں تشریف لائے اور مدرسہ کی تعلیمی حالت اور بورڈنگ ہاؤس کا معائنہ فرمایا۔ نہایت ہی مسرور اور مطمئن گئے۔ محترم مولوی علی محمد صاحب اے۔ ڈی۔ آئی نے جنوری ۱۹۴۲ء سے ماہانہ ایک روپیہ برائے اعانت مدرسہ دینے کا وعدہ اور مستقل طور پر ہمارے حلقہ ہمدرداں میں داخل ہونے اظہار فرمایا۔ خدا بہترین جزا دے۔ آمین۔

اے خدا اہلِ دل کو دولت اور اہلِ دولت کو دل دے۔

۱۹ر جنوری ۱۹۴۲ء کو جہلم سے دو بیگمات محترمہ رشیدہ احسن ممتاز نائب مسلم لیگ کی مشہور کارکن و محترمہ زبیدہ صاحبات مدرسہ کی تعلیمی و انتظامی حالت کا جائزہ لینے اور اسکے نمونہ پر اپنے شہر میں مدرسہ قائم کرنے کی غرض سے تشریف لائیں۔ اپنی توقعات ۴۴

۴۴ سے بڑھکر مدرسہ کو پایا۔ نہایت خوش ہوئیں اور دس روپے بطور اعانت مدرسہ کیلئے عطا فرمائے۔

"مجیدہ بیگم"

عربی عورت عہدِ جاہلیت میں
اور
بزمِ ہستی میں اُس کا حصہ

(مسلسل)

عمرو بن کلثوم کے اس فعل کو بنی تغلب نے کافی نہ سمجھا اور اسی پر بس نہ کی بلکہ مرہ بن کعب اُٹھا اور اُس نے جا کر نعمان کے لڑکے اور اس کے بھائی کی گردن مار دی اور یہ سب کچھ غیض و غضب کی اُس چنگاری کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کیا گیا جو اس کی والدہ کے ساتھ ذلت آمیز سلوک ہونے کی وجہ سے مشتعل ہوئی تھی۔

اور سنیئے۔ ایک عورت کے منہ سے ایک فقرہ نکلا۔ اُس نے ایک مرد کے احساسات کو متاثر کیا اور اس کی بنا پر چالیس سال تک ایک [illegible]ڑی رہی جس میں نہ کسی چھاتی میں دودھ آیا اور نہ کوئی جوان پروان چڑھا۔

یہ قصہ یوں ہے کہ بسوس بنت مُنقذ جو بنی بکر کے رئیس عباس کی خالہ تھی، اس کے یہاں اپنے عزیزوں میں سے ایک مہمان آیا جس کا نام سعد تھا، لیکن ابھی وہ آرام کرنے ہی لگا تھا کہ اس کی اُونٹنی چھُوٹ کر نکل گئی اور کارکنانِ قضاء سے کلیب بن ربیعہ کی چراگاہ طرف کشاں کشاں لے گئے۔ کلیب بن ربیعہ عرب کا ایک بہادر اور تغلب کا سردار تھا اور عباس کے سوا کسی کی مجال نہ تھی کہ اس کی چراگاہ میں اُونٹ چرائے۔ چنانچہ جب کلیب نے اپنے اونٹوں میں ایک اجنبی اُونٹنی دیکھی، اس نے فوراً اس کے تھنوں پر تیر کھینچ مارا اور اونٹنی نے اسی حالت میں جبکہ خون اور دودھ اُس کے تھنوں سے بہہ رہے تھے بھاگ کر بسوس کے صحن میں آدم لیا۔ جب بسوس کو اس حادثہ کا علم ہوا تو اس نے زور زور سے چیخنا چلانا شروع کر دیا، اور ایک دم ان اشعار کو پڑھنے لگ گئی۔

لعمرك لو اصبحت فی دار منقذ لما ضیم سعد وهو جار لابياتی
ولكنني اصبحت فی دار غربة حتی یعد فيها الذئب یعدو علی شاتی
فیا سعد لا تغرر بنفسك وارتحل فانك فی قوم من الجار اموات
ودونك اذوادی فانی عنهم لراحلة لا یفقدون بناتی

ترجمہ :-

(۱) تمہاری زندگی کی قسم اگر میں منقذ کے مکان پر ہوتی تو سعد کو ہمارے جوار میں کوئی گزند نہ پہنچتا۔

(۲) لیکن اب تو میں پردیس میں ہوں جہاں بھیڑیا اگر حملہ کرتا ہے تو میری بکریوں پر۔

(۳) اے سعد اپنے آپ کو خطرہ میں نہ ڈال اور یہاں سے نکل چل کیونکہ تم ایسے لوگوں کے درمیان میں ہو جو اپنے پناہ گزینوں کے حق میں گویا مردہ ہیں۔

(۴) اور یہ میرے اونٹ ہیں ان کو بھی ساتھ لو، کیونکہ میں بھی اب یہاں سے کوچ کرنے والی ہوں ہیا دا یہ لوگ میری بیٹیاں بھی گنوا دیں۔

جساس نے جب یہ آخری جملہ سنا تو یہ اس کے نازک ترین گوشوں تک اتر گئی اور بدنامی کے اس شرمناک داغ اپنی خالہ زاد بہنوں کی حفاظت نہ کر سکنے کے داغ ـــــ سے گھبرا گیا اور کہنے لگا "اری اب خاموش ہو جاؤ، کل ایک ایسے اونٹ کی گردن ماری جائیگی جس کی موت تمہارے مہمان کی اونٹنی کی موت سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ اس کے بعد ہمیشہ وہ اس تاک میں رہا کہ کلیب کو غفلت میں پائے اور قتل کر دے، یہانتک کہ ایک دن کلیب کو اس کی تنہائی کی اطلاع دی گئی اور اس نے اپنا نیزہ لیا اور کلیب کی طرف روانہ ہو گیا۔ جونہی اسکی نظر کلیب پر پڑی، اس پر نیزے سے وار کیا اور اس پشت توڑ دی۔ پھر پانی تک دینے سے انکار کر دیا۔ اسی واقعہ کے بعد جنگ طبوس چھڑ گئی اور دونوں قبیلوں میں قتل و خونریزی کی یہ آگ چالیس سال تک بھڑکتی رہی اور قریب تھا کہ ان کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو جائے۔ اسے ہوا دینے والا صرف ایک جملہ تھا جسے اگر ایک عورت نہ کہتی اور پھر اسے ایک دوسری عورت پر چسپاں نہ کرتی، تو یہ اسی وقت ختم ہو جاتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ قوم کے سردار تھے۔ وہ ایک دوسرے کی حمایت میں غصے ہوتے تھے، اور ایک دوسرے پر پل پڑتے تھے، اور عرب انکی تابعداری کی وجہ سے آپس میں لڑ پڑتے تھے تو اس معاملہ میں عام ایرانی، رومی اور زمانۂ وسطیٰ کی قوموں کے شرفاء انکے برابر ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ عرب

کے سوا دوسری تمام اقوام کے حق میں یہ کہا جائے۔ مگر عرب اس سے کہیں زیادہ برتر تھے کہ ان کا دامن اس سے داغدار ہو۔

عربی عورت کا شرف ایک گول کڑی کی مانند ہے جس کا کوئی سرا نہیں ہوتا۔ اگر بسوس میں عرب کے عوام نے اشراف کی خاطر ایک دوسرے کی عداوت مول لی، تو اشراف نے بھی فجار میں عوام کی خاطر آپس میں جنگ لڑی۔ اور یہ یوں ہوا کہ کنانہ کے کچھ نوجوان ایک عورت کے گرد جمع ہو گئے۔ انھیں اس کا حُسن بھا گیا اور انھوں نے اُسے اپنے چہرہ سے پردہ ہٹانے کو کہا۔ اس نے انکار کیا۔ اس پر انھوں نے اسے پریشان کرنا شروع کر دیا، اور اس سے ٹھٹھا بازی کرنے لگ گئے۔ عورت نے یہ صورتِ حال دیکھ کر اپنی پوری آواز سے پکارا 'اے آل عامر' اسکے جواب میں بنو عامر کی تلواریں نکل آئیں۔ اس پر بنو کنانہ اپنے نوجوانوں کی حمایت کرنے آ گئے۔ ہوازن عامر کی مدد کو پہنچ گئے۔ قریش کنانہ کے ساتھ آ ملے جس کے نتیجہ میں خون کی ندیاں بہ نکلیں اور میدان میں ہر طرف گوشت کی بوٹیاں بکھر گئیں اور اگر حرب بن امیہ کی دانشمندی بروقت کام نہ آتی تو یہ حادثہ اور زیادہ ہلاکت خیز ہوتا اور مصیبت اور زیادہ ہمہ گیر ہوتی۔ اس نے بیچ بچاؤ کر کے ان کی عداوت کو ختم کر دیا اور مقتولین کی دیت کو برداشت کیا۔

انقلابِ زمانہ

(از محترمہ امۃ اللہ تسنیم)

زمانہ ہمیشہ بدلتا رہا ہے ❖ مگر اب کے یہ اور ہی ڈھنگ کا ہے
گلستانِ عالم ہے بانے بیاباں ❖ یہ نقشے کا نقشہ ہی بدلا ہوا ہے
نہ بلبل کے نغموں میں پہلی سی لذت ❖ نہ قمری کی کو کو میں ویسا مزا ہے
نسیمِ سحر ہے کہ بادِ سمومی ❖ کہ ہر پتا ہر پھول مرجھا رہا ہے
بیاباں میں کہسار میں بحر و بر میں ❖ خدا کی خدائی میں فتنہ بپا ہے
فسادوں سے خالی ہے مشرق نہ مغرب ❖ جہاں آہ و فریاد سے بھر چکا ہے
وہی رنگ خوں کے تفوق کا جذبہ ❖ نیا رنگ عالم میں پھر لا رہا ہے
"نئے جال لایا پرانا شکاری" ❖ عزازیل پھر محوِ مکر و ریا ہے
مگر تازہ سورج نے دیکھا ہے جو کچھ ❖ وہ حیران کن اور حیرت فزا ہے
ہے محنت کی سرمائے سے جنگ جاری ❖ کہ گردن رشتہ سے الجھا ہوا ہے
وہ افسوں پھونکا ہے جمہوریت نے ❖ طلسمِ شہنشاہیت اڑ رہا ہے
غلاموں کی دنیا میں بیداریاں ہیں ❖ تو شاہوں کے محلوں میں لرزا پڑا ہے
نہ دیکھا تھا چشمِ فلک نے بھی اب تک ❖ وہ منظر جو اس وقت چہرہ کشا ہے
تم اے پیروانِ امامِ دو عالم ❖ سمجھ لو کہ کیا تم کو کرنا روا ہے
ہو خیر الامم تم اور اللہ نے تم کو ❖ امامت کا قوموں کی رتبہ دیا ہے
صلاحیتِ کار اپنی دکھا دو
زمانہ تمہاری طرف دیکھتا ہے

ضروری اطلاع ○ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ رسالہ بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔ زائد اخراجات وی پی سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ خدارا وی پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔ خط و کتابت میں خریداری نمبر ضرور لکھیے۔ جواب طلب امور کے جوابی کارڈ یا چھ پیسے کے ٹکٹ بھیجیے۔

منیجر

اسلام مذہب آزادی ہے

(حضرت علامہ رشید رضا کے ایک مضمون کے جزو کا ترجمہ)

انسان کے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ وہ آنکھ بند کرکے اس روش کا پابند ہو جائے جس پر عام دنیا چل رہی ہو۔ یہ خوفناک غلامی ہے جس سے تمام انسانی قوتوں کا خون ہو جاتا ہے اور انسان اور چوپایہ کی زندگی میں کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا۔ ہم نے پچھلے مباحث میں جتنی بھی آیتیں علم و فہم، عقل و ضمیر، نظر و فکر، یقین و اطمینان اور حجت و برہان کی اہمیت کے متعلق بیان کی ہیں، ان تمام سے اندھی تقلید کی مذمت اور حریت فکر و آزادی رائے کی تعریف ظاہر ہے۔ ان آیات کے علاوہ ہم یہاں وہ آیتیں پیش کرینگے جو اس باب میں اور بھی زیادہ صاف اور صریح ہیں۔ قرآن حکیم میں کافروں کی مذمت میں ارشاد ہے:۔

۱۔ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ۝

جب ان سے کہا جاتا کہ خدا نے جو کچھ اتارا، اسکی پیروی کرو تو وہ جواب دیتے ہیں، ہم اسکی پیروی کریں گے جس کو ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، خواہ ان کے باپ دادا کچھ بھی سمجھ نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پر ہوں۔

۲۔ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ۝

اور جب کفار سے کہا جاتا ہے کہ آؤ! اس خبر کی طرف جسے خدا نے نازل کیا ہے، اور آؤ رسول کی طرف تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے وہ طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اگرچہ ان کے باپ دادا علم و ہدایت سے کتنے ہی بے بہرہ کیوں نہ ہوں۔

ان دونوں آیتوں میں دو حیثیتوں سے کفار کی مذمت بیان کی گئی ہے، اول یہ کہ وہ اپنے باپ اور دادا کے رسم و رواج پر جمے ہوئے ہیں اور اسی وجہ سے ہر طرح کی علمی اور عملی ترقی کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور ان کی زندگی بالکل چوپایوں کی سی زندگی ہو گئی ہے۔ دوم یہ کہ اندھی تقلید کی وجہ سے ان میں حق و باطل اور خیر و شر کی تمیز باقی نہیں رہی اور ان کی عقلیں رائیگاں ہو چکی ہیں۔

اسی مضمون کی تائید میں اور آیات ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً قَالُوْا

اور جب کوئی بے حیائی کا کام کرتے تو کہتے کہ ہم نے اپنے

وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللّٰهُ أَمَرَنَا بِهَا ۔ قُلْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝

باپ دادا کو اسی پر پایا ہے اور اللہ نے اسی کا حکم دیا ہے، اے پیغمبر! ان سے کہدیجیے کہ اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا خدا کے خلاف ایسی بات کہتے ہو جس کا تمھیں علم نہیں ہے۔

اہل عرب فرشتوں کی پرستش کیا کرتے تھے، اس سلسلہ میں ارشاد ہے :-

وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ ۔ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۔ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۔ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ۔ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُهْتَدُونَ ۝ كَذٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ ۝

اہل عرب کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم فرشتوں کی پوجا نہ کرتے۔ ان لوگوں کو اس بات کا کوئی علم نہیں ہے۔ یہ لوگ محض قیاسی بات کہتے ہیں۔ کیا ہم نے انھیں اس سے پہلے کوئی نوشتہ دیا ہے جس پر یہ لوگ جمے ہوئے ہیں؟ نہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہمنے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انھیں کے نقش پر چلنے والے ہیں اور اسی طرح آپ سے پہلے جب کسی بستی میں کسی پیغمبر کو بھیجا گیا تو وہاں کے خوشحال لوگ یہی کہتے تھے کہ ہم نے اپنے باپ داداؤں کو ایک راہ پر پایا ہے اور اب ہم انھیں کی پیروی کرینگے۔

اسی قسم کی آیتیں حضرت ابراہیم کے واقعہ میں ہیں۔ سورۂ انبیاء شعراء اور صافات میں بھی اس مضمون کو بار بار بیان کیا گیا ہے۔

اسلام کی یہی وہ حریت آموز صدا تھی جو دنیا میں اس شان سے گونجی کہ جہالت و اوہام پرستی کی بنیادیں ہل گئیں۔ کورانہ تقلید کی عمارتیں منہدم ہو کر پاش پاش ہوگئیں اور ان کی بجائے عقل و فکر کی بنیادیں استوار ہوئیں، علم و عمل اور حریت و اجتہاد کا فلک بوس قصر تعمیر ہوا۔ دنیا کے عقلاء و حکماء نے محسوس کیا کہ درحقیقت باپ اور دادا کی چھوڑی ہوئی رسوم پر جمے رہنا اور دین و ہدایت کے بارے میں اپنے عقل و ضمیر کو کام میں نہ لانا، فطرت انسانی، عقل و فکر، دل و دماغ سب پر ہی ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ پس انھوں نے اپنے پرانے رسم و رواج اور اپنے قدیم عقائد و خیالات کو ٹھکرا دیا اور وہ آزادی کے اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے۔

لیکن افسوس کہ بعد میں آنے والے مسلمان اسی گمراہی میں مبتلا ہوگئے جس سے کہ اسلام نے انھیں نجات بخشی تھی ۔ آج کل کے اکثر مسلمان اپنے جاہل باپ دادا کی رسموں کے پجاری ہیں، اپنے قبیلہ و خاندان کے طور و طریقوں کے مقلد ہیں، جاہل صوفیوں و گمراہ پیروں کی ایجاد کردہ بدعتوں کے پابند ہیں۔ (مذہب کے معاملے میں اشخاص کی تقلید پر فخر کر رہے ہیں) مگر آہ کہ حجت الٰہی (قرآن پاک) کے احکام کے لئے ان کے دلوں میں کوئی جگہ نہیں ہے ۔

سیرت رسول اللہ، اسوۂ صحابہ کی ان کی نگاہوں میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ اگر کوئی جاہل ملّا یا پیر جو قرآن و حدیث سے بے بہرہ ہو، انھیں کسی بدعت کی دعوت دے تو وہ جوق در جوق اس کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں لیکن اگر کوئی مخلص عالم انھیں تعلیم قرآن اور سنت کی طرف بلائے اور وہ حقارت و نفرت سے منہ بگاڑ کر ادھر ادھر بھاگ جاتے ہیں۔

علماء سوء اور پرستاران شکم نے جاہلوں اور رسم پرستوں کی اسقدر ہمت افزائی کر دی ہے کہ اگر آپ کسی جاہل کو خلوص کے ساتھ کچھ سمجھائیں اور بدعتوں اور باطل رسموں کی جگہ سنتوں اور سلف صالحین کی سیرتوں کی دعوت دیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس جاہل کا چہرہ غیض و غضب سے سرخ ہو جائیگا۔ اور اسے آپ پر اتنا غصہ آئے گا کہ ایک کافر پر اتنا غصہ کبھی نہ آتا ہوگا۔ وہ دیوانہ ہو جائیگا اور کسے لئے کوئی برا سے برا نام تجویز کرکے آپ سے دور ہٹ جائے گا۔ (اہل ہند اپنے حال کو دیکھ لیں یہاں ہر مصلح کو وہابی کا خطاب فوراً مل جاتا ہے۔ یہاں اس لفظ کو شکم پرست اور فتنہ پرور مولویوں نے کافر مرتد سے بھی زیادہ بھیانک اور خوفناک قرار دے رکھا ہے)۔

اب آپ خود ہی فرمائیے، جب حالات اس درجہ ابتر ہوں تو آپ کو کیوں شکایت ہے کہ مسلمان روز بروز پست ہو رہے ہیں؟ اور یہ لیڈران اور علماء اپنے گلے کیوں پھاڑ رہے ہیں کہ اسلام مٹ رہا ہے، اسلام ختم ہو رہا ہے، کیا آپ کو یہ توقع ہے کہ بنیاد میں سے پتھر اور اینٹیں نکال کی لی جائیں اور ان کی جگہ خس و خاشاک بھر دیا جائے اور پھر بھی عمارت قائم رہے؟

اگر آج علماء سوء کا جاہلوں اور عوام پر اقتدار نہ ہوتا۔ اگر امت کی رہنمائی کی باگ علمائے حق کے ہاتھ میں ہوتی اور وہ اسلام کو اس کی حقیقی، علمی اور عقلی صورت میں پیش کرتے اور وہ عقل و اخلاق، تقویٰ و تقدس، دلیری و بے باکی اور سادگی و پاکیزگی میں قرن اول کے مسلمانوں کے نمونے ہوتے تو یقیناً اسلام ساری دنیا پر چھا جاتا۔ یہ ممکن تھا کہ جاہل و تنگ نظر قومیں اس سے محروم رہتیں۔ لیکن وہ قومیں جن میں علم ہے اور عقلی آزادی ہے، وہ اکثر و بیشتر ضرور ضرور اسلام کی حلقہ بگوش ہو جاتیں۔

زور و جبر کی جگہ شخصی آزادی:- مخالفین اسلام کا ایک قدیم اعتراض ہے کہ اسلام کی بنیاد زبردستی و جبر پر رکھی گئی ہے اور دنیا میں اسلام کی اشاعت بزور شمشیر ہوئی۔ لیکن جو شخص قرآن حکیم سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اس اعتراض کی کیا حقیقت ہے؟ پورے قرآن پر نہ سہی، اگر کوئی شخص صرف چند صفحات پر ہی نظر ڈالے تو وہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ وہ دین جو قلب و ضمیر کو دعوت دیتا ہے جو عقل و فکر سے کام لینا سکھاتا ہے، جو آباؤ اجداد کی تقلید سے نجات دیتا ہے، جو غلامی کی بیڑیاں کاٹ کر حریت و آزادی کا راستہ کھولتا ہے۔ کیا اس میں کسی طرح اس کی گنجائش نکل سکتی

سے کہ زبردستی بزور شمشیر کسی عقیدہ اور تہذیب کو منوالے؟ اگرچہ پچھلے مباحث جواب کے لئے کافی ہیں مگر ہم مزید اطمینان کے لئے چند ایسی آیتیں بھی پیش کرتے ہیں جس میں صراحتہً جبر و اکراہ کی ممانعت ہے۔ اللہ تعالیٰ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے:۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝ قُلِ انْظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

اے پیغمبر! اگر اللہ تعالیٰ چاہتا، تمام زمین پر بسنے والے لوگ ایمان لے آتے۔ کیا آپ لوگوں کو ایمان لانے پر زبردستی مجبور کریں گے؟ کوئی شخص بلا حکم خدا ایمان نہیں لاسکتا۔ اور خدا ان لوگوں کو مبتلا کریگا، جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ اے نبی کہدیجئے اے لوگو زمین و آسمان پر نظر ڈالو اور عبرت حاصل کرو لیکن یہ نشانیاں اور تنبیہیں ان لوگوں کو کیا فائدہ دے سکتی ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اپنے اپنے رشتہ داروں کو اختیار دے دو کہ جو دین چاہیں اختیار کرلیں۔ چنانچہ اختیار دے دیا گیا پھر جس شخص نے یہودیوں کے ساتھ رہنا پسند کیا، وہ یہودیوں کے ساتھ چلا گیا اور جس نے اسلام قبول کیا، وہ مسلمانوں کے ساتھ رہ گیا۔ کسی کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا گیا۔

بعض حضرات کو لفظ جہاد یا قتال سے بڑا زبردست مغالطہ ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگتے ہیں کہ جب اسلام میں جبر نہیں تو جہاد اور قتال کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟ ایسے خوش فہم لوگوں سے گذارش ہے کہ جہاد، جبر اور زبردستی کو مٹانے کے لئے فرض ہوا تھا، سینہ زوری کو ترقی دینے کے لئے جاری ہوا تھا، واقعہ یہ ہے کہ جب اسلام پھیلنا شروع ہوا اور غریب لوگ اس کے سایہ میں آ آکر پناہ لینے لگے تو قریش کے سرداروں کی ان غریبوں پر ظلم و ستم کی انتہائی برسات شروع ہوگئی اور انھیں ہر طرف سے مجبور کیا جانے لگا کہ وہ اسلام سے باز آجائیں، اس وقت ان آیات کا نزول ہوا۔

۲۔ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۝

اے پیغمبر! ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ دین کے معاملہ میں زبردستی باقی نہ رہ جائے اور دین کا معاملہ اللہ ہی کے لئے ہوجائے۔ پس اگر وہ باز آجائیں تو ظالموں کے علاوہ کسی پر سختی نہ کی جائے۔

۴۔ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۔ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

اے پیغمبر! ان کفار سے جنگ کرو یہاں تک کہ زبردستی باقی نہ رہے اور دین کا سارا معاملہ اللہ کے لئے ہو جائے پس اگر وہ آجائیں تو اللہ ان کے عملوں سے آگاہ ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولؐ کو بتایا کہ اللہ کی حکمت نے اسی بات کو چاہا ہے کہ دین کے سمجھنے میں انسانوں کی عقل اور سمجھ مختلف ہو۔ خیالات کے درجے جدا جدا ہوں۔ لہذا یہ بھی قدرتی بات ہوگی نہ بعض لوگ ایمان لائیں اور بعض کافر ہوں گے۔ اے ہمارے رسولؐ آپ کی یہ تمنا کہ تمام انسان ایمان لائیں مشیت الٰہی کے خلاف ہے مشیت الٰہی یہ ہے کہ لوگ اپنی استعداد کے مطابق اپنے ارادہ واختیار سے اسلام لائیں۔ لہذا جو لوگ آیات الٰہی میں غور کریں گے' دین کے احکام میں سمجھ سے کام لیں گے' ان کی نگاہیں ایمان کی روشنی سے منور ہو جائیں گی اور جو تعصب کی پٹی آنکھوں پر چڑھا لیں گے یا حق و باطل کی تمیز سے بالکل غافل رہیں گے' وہ گمراہی کے ہلاکت خیز میدانوں میں بھٹکتے رہیں گے۔ ان تصریحات سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کی طرف سے نہ کسی پر کفر و گمراہی کے لئے جبر ہے اور نہ ہدایت و ایمان کے لئے کسی پر زبردستی ہے۔

اس مضمون کی تائید ...... اس سے بھی ہوتی ہے کہ جب یہودی قبیلہ بنو نضیر حجاز سے جلاوطن ہونے لگا اور صحابہ نے چاہا کہ اپنے ان رشتہ داروں کو جو یہودی غریب قبول کر چکے تھے' ان سے زبردستی چھین لیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی :۔

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۔ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا ۔ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

اے لوگو! دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہے ہدایت بھی واضح کر دی گئی ہے اور گمراہی بھی واضح ہو چکی ہے اب لوگوں کو اپنی رائے پر چھوڑنا چاہیئے) جس شخص نے شیطان سے انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے بہت مضبوط حلقہ تھام لیا جسے کسی طرح کی شکستگی نہیں۔ اللہ تمام باتوں کو خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اسی پر بس نہیں بلکہ قرآن پاک میں جا بجا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے کہا گیا ہے کہ آپ کا کام تبلیغ و اشاعت ہے' آپ کے ذمہ یہ نہیں ہے کہ لوگوں کو زبردستی مسلمان بنائیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے' فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ۔ اے نبی! لوگوں کو سمجھائیے کیونکہ آپکا فرض سمجھانا ہی ہے آپ ان پر داروغہ اور افسر نہیں ہیں۔ ان تصریحات سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اسلام اور ایمان کا معاملہ ہر شخص کی مرضی و منشا پر ہے۔ اگر کوئی اسلام قبول نہیں کرتا ہے تو وہ خود اپنے آپ کو خدا کے عذاب کا مستحق بناتا ہے کسی دوسرے آدمی کا

تعلیم نسواں

تعلیم نسواں کے معنی عورتوں کی تعلیم ہے۔ تعلیم کا اصل مقصد روحانی معاشرتی جسمانی اور تمدنی تربیت ہے۔ تعلیم ایک ایسا زیور ہے جو سونے اور چاندی کے زیوروں سے زیادہ خوبصورت و پرکشش ہے۔ علم ایک نور ہے جس سے انسان جہالت کی تاریک وادیوں سے روشنی میں آجاتا ہے۔ علم عادات و اخلاق کو بہتر بناتا، نقائص کو رفع کرتا اور گستاخی و بےباکی کو دور کرکے انسان کو مہذب با اخلاق اور باادب بناتا ہے۔ دنیا میں کوئی چیز اس وقت تک کامل خیال نہیں کی جاسکتی جب تک اس کے تمام اجزا کامل نہ ہوں۔ ایک لیمپ ہی کو لیجیے اگر اسکی چمنی میلی یا شکستہ ہوگی تو خواہ وہ کتنا ہی قیمتی کیوں نہ ہو اس کی روشنی پوری طرح صاف نہ ہوگی۔ یہی انسان کی حالت ہے کہ وہ کیسا ہی عالی خاندان نجیب الطرفین اور دولت و ثروت و حکومت کے لحاظ سے کیسا ہی عالی مرتبہ کیوں نہ ہو اگر اس کا دماغ علم کی روشنی سے منور نہیں ہے تو اس کے اخلاق و فضائل قابل تعریف نہیں ہوسکتے۔ تعلیم دماغی زندگی کی روح رواں ہے اس سے دماغ کو غور و خوض کرنے کی عادت اور مشق ہوتی ہے۔ یہی اختراعات و ایجادات کی بنیاد ہے اس سے دماغ میں سوچنے اور سمجھنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ یہی سرچشمہ ہے ساری کامرانیوں و مقصد براریوں کا۔ اگر تعلیم نہ ہو تو صحیح دماغ بھی معطل و ناکارہ بن جائے۔ علم انسان کو صحیح معنوں میں انسان بناتا ہے اور اچھے بُرے کا امتیاز سکھاتا ہے۔ جہالت کی تاریکی دور کرتا ہے۔

تعلیم نسواں کے مسئلہ کو ہر ملک اور قوم کی نظریں نہایت غور و خوض سے دیکھ رہی ہیں مگر مسلمانوں نے اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی۔ اب ملتِ اسلامیہ بیدار ہو رہی ہے اب ان کی نیند کا خمار کچھ ٹوٹ رہا ہے۔ مگر یہ کب؟ جبکہ آفتاب لب بام ہے اور دنیا کی ہر قوم اپنی منزل پر پہنچ چکی ہے۔ ہر قوم کی ترقی و نشوونما کا اصلی و حقیقی سبب جس کے افراد کا دماغی ارتقا ہے اسی پر قوم کے عروج و ترقی کا انحصار ہے۔ ہماری قوم میں جوہر قابلیت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ قوم کے ہر فرد کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت صحیح اصول پر تعلیم دی جائے اور ایک شجیع و غیور قوم پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ عورت بھی زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو۔

دیکھیے مرد اور عورت تصویر کے دو رُخ ہیں اور دونوں کی تکمیل تصویر کا حسن ہے۔ جس طرح قوائے انسانی کی تہذیب کے لئے دل و دماغ دونوں قوتوں کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ اس طرح سوسائٹی کی تہذیب کے واسطے

عورت ومرد (جو بمنزلہ دل ودماغ کے ہیں) دونوں کی تعلیم کی حاجت ہے۔ مرد اور عورت زندگی کی گاڑی کے دو پہیئے ہیں اور منزلِ مقصود تک صحیح وسلامت پہنچنے کے لئے دونوں پہیوں کا استحکام لازم ہے۔ جو لوگ صرف مردوں کو تعلیم دے کر قوم کو ترقی دینا چاہتے ہیں وہ شاید امید رکھتے ہیں کہ گاڑی ایک ہی پہیئے سے منزل مقصود تک پہنچ جائیگی یہ بالکل ناممکن بات ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مرد اور عورت دونوں زیورِ علم سے آراستہ ہوں۔ کیونکہ اگر عورت جاہل ہوگی تو بچے کی پرورش اچھی طرح سے نہیں کر سکے گی۔ اس کے بچے اپنی ماں کی طرح جہالت ہی میں نشو ونما پائینگے اور اس طرح ان کی قدرتی لیاقت ضائع ہو جائیگی۔ ان کی حرکات وسکنات جہالت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہونگی۔ اور اس کے برے نتائج ان کو عمر بھر بھگتنے پڑیں گے۔ غرضیکہ ماں کا اخلاق ہی وہ چیز ہے جو بچوں کی سیرت کو بناتی یا بگاڑتی ہے اور یہ ایک عام بات ہے کہ جاہل ماؤں کے بچے اکثر گندے۔ ضدی اور بدخلق ہوتے ہیں۔

نپولین کا قول ہے کہ تعلیم یافتہ مائیں ہی بچوں کی پرورش اچھی طرح کر سکتی ہیں کیونکہ ماں ایک بہترین معلم ہے۔ وہ گھر کی مالک ہونے کی حیثیت سے گھریلو انتظامات کیلئے ایک بہترین منتظم ہے۔ تعلیم یافتہ عورت اپنے شوہر کی آمدنی کو نہایت سوچ سمجھ کر کفایت شعاری سے خرچ کرے گی اور اسکو تمام بیہودہ اور فضول اخراجات سے بچائے گی۔ اسکو ہمیشہ نیک اور درست رائے دے گی۔ اس طرح گھر کے معاملات سلجھانے میں دونوں میں سے کسی کو بھی کوئی دقت محسوس نہ ہوگی۔ جو مائیں تعلیم یافتہ اور دیندار ہوتی ہیں ان کے بچے یقیناً لائق اور نیک ہوتے ہیں۔ کیونکہ ماں کی تربیت رنگ لائے بغیر نہیں رہتی۔ ایسی ماؤں کے بچے ملک وملت کے لئے سرمایہ افتخار ہوتے ہیں ان ہی کے دم سے ان کے بزرگوں کے نام روشن ہوتے ہیں۔

لیکن اگر ہم ان بہنوں کے حالات کا بغور مطالعہ کریں جو موجودہ نظام کے ماتحت تعلیم حاصل کر رہی ہیں تو اس میں شک نہیں کہ موجودہ مغربی زندگی کے معیار کو مدِنظر رکھتے ہوئے وہ تعلیمیافتہ کہلا سکتی ہیں لیکن تعلیم کے اصلی مقصد کے پیشِ نظر ہم انھیں صحیح معنوں میں تعلیم یافتہ نہیں کہہ سکتے۔ ہماری اکثر موجودہ تعلیم یافتہ خواتین اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے حق میں بھی ناقص ثابت ہوتی ہیں۔ کیونکہ ایف۔ اے اور بی۔ اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد گھر کے کام کاج میں حصہ لینا یا بچوں کی تربیت خود کرنا وہ عار سمجھتی ہیں۔ ان کے بچے ماماؤں کے رحم پر ہوتے ہیں اور تمام وقت ان کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے ان کی عادات گندی اور قابلِ نفرت ہو جاتی ہیں۔ ان کے گھر کا انتظام ہمیشہ الجھا رہتا ہے کیونکہ وہ سارا انتظام نوکروں کے سپرد کر دیتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شوہر کی آمدنی کا بیشتر حصہ نوکر فضول خرچیوں میں اڑا دیتے ہیں۔ تعلیم کا مقصد آخر نمائش اور بیہودہ بناؤ سنگار تو نہیں جس کو آج کل ہماری تعلیم یافتہ خواتین نے اپنا بہترین مشغلہ بنا رکھا ہے۔

ہماری تعلیم یافتہ بہنیں عیش پرستی میں اسقدر غرق ہو رہی ہیں کہ آمدنی کا بیشتر حصہ اپنے بیہودہ بناؤ سنگار میں صرف کر ڈالتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تھوڑے ہی عرصے میں گھر کو دوزخ کا نمونہ بنا دیتی ہیں اور اپنے مردوں کے لئے موجب راحت ہونے کی بجائے وبالِ جان ہو کر رہ جاتی ہیں۔

آج کل کی سکول اور کالج کی طالبعلم لڑکیوں کو مروجہ تعلیم میں اتنی فرصت نہیں ملتی کہ وہ احکام الٰہی بجا لائیں۔ ماہِ صیام میں انھیں روزہ رکھنا محال ہوتا ہے اور پنجگانہ نماز ادا کرنا ان کو ایک پہاڑ معلوم ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کو نعوذ باللہ ایک مذاق سمجھتی ہیں۔

موجودہ نصاب پر جو تعلیم دی جا رہی ہے وہ ہماری ضروریات کو پورا نہیں کر سکتی کیونکہ نہ وہ ہمارے تمدنی حالات اور طبائع کے موافق ہے اور نہ ہماری اخلاقی اور معاشرتی ترقی کا باعث ہو سکتی ہے باوجود ان کمزوریوں اور خامیوں کے وہ اس قدر گراں ہے کہ ہندوستان جیسے مفلوک الحال ملک کے عام باشندے اپنی لڑکیوں کو اس سے بہرہ اندوز نہیں کر سکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ لڑکیوں کے نصاب تعلیم کے معاملے میں کبھی کسی نے خاص دلچسپی نہیں لی اور نہ ہم نے کبھی اس کی اہمیت کو قرار واقعی طور پر محسوس کیا ورنہ اس وقت جو مشکلات اس راستہ میں حائل ہیں کبھی نہ ہوتیں اب اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ماہرینِ تعلیم و حامیانِ تعلیم نسواں نہایت پسندیدہ اور معقول اسلوب پر تعلیمِ نسواں کا جدید نصاب تیار کریں۔ مردوں کے نصاب پر عورتوں کو تعلیم دینا کسی صورت میں مفید اور نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔ لڑکیوں کے لئے جداگانہ نصاب کی شدید ضرورت ہے ورنہ موجودہ طرز تعلیم سے سود و بہبود کی امید بہت کم نظر آتی ہے۔ طرز تعلیم کے بعد ترتیب نصاب کا خوش اسلوبی سے قائم کرنا نہایت ضروری ہے۔ تعلیم کا طرز ایک طالب علم کے حق میں امرت بھی ہے اور زہر بھی۔ اسی سے اس تعلیمی حیثیت یا قوت نشو و نما بھی پاتی ہے اور پژمردہ بھی ہوتی ہے۔ تعلیم نسواں کی اب مخالفت تو اب بہت کم کیجاتی ہے مگر طرز تعلیم کے خاطر خواہ نہ ہونے کی وجہ سے اسے پسند نہیں کیا جاتا ہے

آج ہم مسلمان مروجہ اور دنیاوی تعلیم کے دلدادہ اور فریفتہ ہو رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے نہ صرف خداوند برتر کو تو اپنی ناشائستہ اور بیہودہ حرکتوں سے ناراض کر دیا ہے لیکن دنیاوی زندگی میں بھی چین نصیب نہیں ہے ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم ✦ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

ہمارے موجودہ نظامِ تعلیم کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ وہ ہمارے دل و دماغ پر ان خیالات کو مرتسم کر دے کہ ہم زندگی کے ضروری مسائل کو پیچھے چھوڑ کر محض ذہنی عیاشی میں مبتلا ہو جائیں۔ جب تعلیم کا مقصد یہ ہو

تو پھر قوم میں جو بھی خرابیاں پیدا ہوں کم ہیں۔ اس سے انکار نہیں کہ کسی جامع نظام تعلیم کی غیر موجودگی میں موجودہ ناقص نظام تعلیم کو ہی برداشت کرنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں۔

اب ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ کونسی تعلیم ہے جو انسان کو صحیح معنوں میں انسان بناتی ہے۔ سنیئے وہ علم جو انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنا سکتا ہے جس کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سراہا ہے یعنی وہ جس سے ہمارا مذہب قوی ہو اور اسلام کا زرین جھنڈا بلندیوں پر لہرائے اور بنی نوع انسان میں ہمدردی اور اتفاق کا جذبہ پیدا ہو جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔ وہ تعلیم مذہبی تعلیم ہے۔ اور عورتوں کے لئے تو مذہبی تعلیم بے حد ضروری ہے۔ مذہبی تعلیم خوفِ خدا۔ ایمانداری، سچائی۔ انصاف۔ پارسائی۔ پاکدامنی۔ فیاضی۔ رقتِ قلب۔ صبر و توکل۔ جذبہ خدمت پیدا کرتی ہے۔ اور یہ ایسی خوبیاں ہیں جن کا ایک عورت میں ہونا لازم ہے۔ عورتوں کی مذہبی تعلیم تمام سوسائٹی کو مذہب کی طرف مائل کرتی ہے اس لئے عورتوں کو سب سے پہلے مذہبی و اخلاقی تعلیم دینی چاہیئے تاکہ وہ اپنے مذہبی اصولوں سے واقف ہو کر اپنی اولاد کو بھی صحیح راستے پر چلا سکیں۔ اور ان کے اخلاق کو بہتر بنا سکیں۔ جو مذہبی عقاید بچوں کے دل میں ماں کے دودھ کے ذریعے داخل ہوتے ہیں وہ انکی رگ رگ میں ایسے پیوست ہو جاتے ہیں کہ تا زیست دل سے محو نہیں ہو سکتے۔

ماں کے عادات و خصائل کا اثر ہی بچوں کی عادات کو بہتر بناتا یا بگاڑتا ہے۔ اس لئے جو بچے بااخلاق، و دیندار ماؤں کی گود میں پرورش پاتے ہیں وہ بڑے ہو کر مذہب کے شیدائی اور بااخلاق نکلتے ہیں۔ برعکس اسکے جو لامذہبیت کی فضا میں سانس لیتے ہیں وہ تمام عمر مذہب سے بیگانہ ہو جاتے ہیں۔ دیندار عورت کا اثر مفید اور دیرپا ہوگا۔ اور جہاں عورت کی بیدینی اپنا اثر ڈال رہی ہو وہاں نحوست اور بربادی کا آنا لازمی ہے۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اپنی بہنوں سے درخواست کرونگی کہ وہ اپنے بچوں کو ابتدا ہی سے ایسی اسلامی درسگاہوں میں بھیجیں جہاں دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کر سکیں اور ایسے ہی بچے اور بچیاں بڑے ہو کر قوم کیلئے باعث فخر بنینگے۔

مدرسۃ البنات جالندھر اس راستہ کی پہلی اور کامیاب کوشش ہے آجکل جگہ بجگہ اس مدرسہ کی مثل مدرسۃ البنات کھل رہے ہیں ان میں خدا کرے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی ہو اور انکی تعلیمیافتہ بچیاں بڑی ہو کر سچی مسلمہ بنجائیں اور قومی عمارت کی تعمیر میں حصہ لیں اور اپنے رسولؐ کے ارشادات پر چل کر احکام الٰہی کے لئے اپنا خون بہا دینے کے لئے تیار ہوں۔

آخر میں جناب ابو نعیم اشتر جالندھری کی نظم بعنوان عورت کی تعلیم کے چند آخری اشعار درج کر کے اپنے مضمون کو ختم کرتی ہوں۔

تعلیم جو چلائے رہ مستقیم پر — راضی کرے رضائے خدائے کریم پر
کہئیے جسے منارۂ بہبود زندگی — حاصل ہو جس سے گوہر مقصود زندگی
اسلام کے چمن کا گل سرسبد ہے وہ — ملت کی درسگاہ کی اعلیٰ سند ہے وہ

قرآن پاک اور حدیث مصطفیٰ ہے بس
اس کے سوا نہیں ہے کہ باقی ہے سب ہوس

بچپن میں ... کا ... ... — تعلیم حق کے واسطے ہے مشغل میں
... دنیا سے ... — اللہ کا مٹے نہ کہیں نام دیکھنا

ہاتھوں کو ... کرو بیجا ہے رد و کد
اس کی مدد نہیں یہ ہے اللہ کی مدد

(آصف جہاں بنت چوہدری سراج الدین مصری شاہ - لاہور)

تعلیم نسواں پر ... دفتر میں آتے ہیں ان میں ایسے خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے جو آج سے ایک ... لہذا ہم ان کو شائع کر کے اپنے ناظرین کا وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ یہ مسئلہ کہ تعلیم نسواں ... مدت ہوئی طے ہو چکا۔ وقت کی ضرورت یہ ہے کہ عورتوں کی مروجہ طرز تعلیم پر تنقید و بحث کی جائے۔ مذہب سے متعلق تعلیم کا جدید نظریہ۔ تبدیل شدہ نصب العین۔ عورت کا مقام سوسائٹی میں۔ طریق درس و تدریس اور نصاب پر غور و فکر کا مواد پیش کر کے اس پر خامہ فرسائی کی جاوے

(ادارہ)

سالانہ جلسہ

انجمن مدرسۃ البنات کا سالانہ مردانہ جلسہ ۲۱-۲۲-۲۳ مارچ ۱۹۴۷ء (جمعہ - ہفتہ - اتوار) کو منعقد ہونا قرار پایا ہے - بیرونجات سے ... مستورات کے لئے علیحدہ اور پردہ کا انتظام ہوگا (جنرل سکرٹری)

مسلمان اب کیا کریں؟ قسط سوم

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از حضرت داعی الی الحق)

ہماری منزل

بابا صاحب کی گفتگو تو ختم ہوئی۔ اب میں اس سوچ میں پڑ گیا کہ کیا واقعی ہمارا اندازِ فکر غلط ہے؟ اسے سمجھنا ضرور چاہیئے۔ اسلئے کہ جو سمجھتا نہیں وہ صحیح راستے سے ناآشنا رہتا ہے اور جو آشنائے راہ نہیں وہ ہمیشہ بیگانۂ منزل رہیگا۔ اب پاکستان کو اگر مسلمان اپنی منزل سمجھتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس لفظ کا صحیح تجزیہ کیا جائے۔

گزشتہ ۵-۶ سال میں پاکستان کے لفظ نے غیر معمولی شہرت حاصل کی ہے ہندو اخبارات اس لفظ کو مسلمانوں کے ناجائز غلبہ کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ مسلمان پاکستان کا مفہوم یہ سمجھتے ہیں کہ جن صوبوں یا شمالی ہندوستان کے جن علاقوں میں اُن کی اکثریت ہے وہاں مسلم راج قائم کیا جائے۔ پھر مسلمانوں میں بھی جو مذہب کے زیادہ وصنی ہیں انکا خیال ہے کہ پاکستان میں قرآنی قوانین نافذ کئے جائیں گے۔ پاکستان "مسلم راج" نہیں بلکہ "اسلامی راج" ہوگا۔ اقتدار کسی گروہ کے ہاتھ میں نہیں بلکہ چند اصولوں پر مبنی ہوگا جو ان اصولوں کو اپنائیگا۔ اقتدار کا مالک ہوگا۔

پاکستان کی ابتدا کے متعلق بھی مختلف نظریئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ سید جمال الدینؒ افغانی نے اسے پہلی مرتبہ پیش کیا۔ کچھ لوگ اسے ڈاکٹر اقبالؒ کے اس خطبہ سے منسوب کرتے ہیں جو انہوں نے سنہ ۱۹۳۰ء میں بمقام الہ آباد مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے دیا تھا۔ اور جس میں انہوں نے تجویز کیا تھا کہ انگریزی اقتدار کے ماتحت شمالی ہندوستان کے مسلم اکثریت کے علاقے جداگانہ انتظامی صوبوں کی شکل میں تبدیل کردیئے جائیں۔ غالباً انہیں یہ خیالِ تقسیم بنگال سے پیدا ہوا تھا۔ یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے سنہ ۱۹۴۰ء میں اجلاس لاہور کے موقع پر ایک قرارداد منظور کی تھی جس میں مطالبہ کیا گیا۔ کہ شمال مشرقی اور شمال مغربی ہندوستان

کے مسلم اکثریت کے علاقے خود مختار ریاستی وحدتوں کی شکل میں باقی ہندوستان سے جُدا کر دیئے جائیں۔ بعد میں مسلم لیگ نے اس قرارداد کی جو تصریحات کی ہیں اُن سے واضح ہوتا ہے کہ اِس علٰحدگی سے مراد ایک قطعاً جدا اور مختارِ مطلق سلطنت کا قیام ہے۔

درحقیقت پاکستان کا قرار واقعی مفہوم معین کرنے کے لئے ہمیں تین باتیں طے کرنی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ اس لفظ کی بنیاد کیسے پڑی۔ دوسرے یہ کہ پچھلے ۵-۶ سال میں وہ کیا محرکات تھے۔ جن سے اس لفظ میں یک سخت جادو کا سا اثر پیدا ہو گیا اور ہندوستان کی سیاسی فضا میں چاروں طرف پاکستان پاکستان کی گونج سُنائی دینے لگی۔ تیسرے یہ کہ پاکستان کی تحریک کی تہ میں کیا قوتیں کام کر رہی ہیں۔ اُنکی نوعیت کیا ہے اور آگے جا کر اُن سے کیا شکل اختیار کرنے کی توقع ہو سکتی ہے۔

جالندھر (پنجاب) کے ایک بے فکرے اور منچلے نوجوان ۱۹۲۸ء میں انگلستان میں بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر رہے تھے اُن دنوں ہندوستان میں سائمن کمیشن اور نہرو رپورٹ کے متعلق جھگڑے اور فساد برپا ہو رہے تھے اس نوجوان کا نام چوہدری رحمت علی تھا۔ انہوں نے دیکھا تو مغرب کی سیاست قومیت کے تصور سے لبریز نظر آئی خیال پیدا ہوا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا مستقبل فرنگی کے سایہ تلے مضبوط کرنا ہے تو وقت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے مفاد کو وطن اور قوم کی رنگت دی جائے۔ ورنہ ہندو بازی لے جائیگا۔ انگریز وطنی اور قومی مطالبات سمجھ سکتا ہے۔ دین کے نام سے اُسے چڑ ہے۔ چنانچہ انہوں نے کشمیر۔ پنجاب۔ صوبہ سرحد۔ آزاد قبائلی علاقہ۔ بلوچستان اور سندھ کے سبز نقشہ کا بلاک تیار کیا۔ پنجاب سے پ لی۔ آزاد قبائلی علاقہ کو صوبہ افغانیہ کا نام دیکر وہاں سے الف لیا۔ کشمیر سے کاف لیا۔ سندھ سے سین لیا اور بلوچستان سے تان شامل کر کے اس پے۔ الف۔ کاف۔ سین اور تان کے مجموعہ کا نام رکھا۔ پاکستان۔ اُن کے نزدیک یہ ایک مستقل ملک تھا۔ اس وطن کے باشندے بلاتمیز ہندو۔ مسلمان۔ سکھ ایک قوم تھے۔ اور دو ہزار سال سے یہ وطن اور اس میں بسنے والی قوم جداگانہ تاریخ کے مالک تھے۔

یہ تھی لفظ پاکستان کی ابتدا۔ اب چوہدری رحمت علی اور اُن کے نظریۂ پاکستان کو تو کوئی جانتا نہیں۔ البتہ پاکستان زبان زدِ عوام ہے۔ دراصل اب عرفِ عام میں پاکستان کو پاک اور مقدس کے ہم معنی سمجھا جاتا ہے۔

تحریک کے رنگ میں

ایک تحریک کے طور پر پاکستان کا چرچا سنہ ۱۹۴۰ء سے شروع ہوا۔ جبکہ مسلم لیگ نے قرارداد پاکستان منظور کی۔ اِس کی ابتداء یوں ہوئی۔ کہ سنہ ۱۹۳۷ء میں جب کانگرسی وزارتیں برسراقتدار آئیں تو انہوں نے اپنی طاقت کے زعم میں کئی جگہ کسی مسلمان کو وزارت میں شامل ہی نہ کیا۔ اور شامل کیا تو اپنے ڈھب کے مسلمانوں کو۔ یہ عام پالیسی دانستہ اور نادانستہ مسلمانوں کے خلاف ہو گئی۔ مدرسوں میں بندے ماترم کے گیت پڑھے جانے لگے۔ کانگرس کا ترنگا جھنڈا موقع بےموقع تمام سرکاری اور عوامی عمارتوں اور اداروں پر لہرایا جانے لگا۔ عام تعلیم کے لئے وِدیا مندر کی سکیم رائج کی گئی۔ یہ تمام اقدامات مسلمانوں کیلئے دلخراش تھے۔

اس وقت مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمایندہ جماعت تھی۔ جو کانگرس کی مخالفت کر رہی تھی۔ چنانچہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۷ء میں جب لکھنو میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا تو عوام میں جذبات کی یہ کیفیت تھی کہ کئی مرتبہ مقررین اور سامعین دونوں پر رقت طاری ہو گئی۔ یہیں پنجاب سے سر سکندر۔ بنگال سے فضل الحق۔ آسام سے سر سعد اللہ لیگ میں آ شامل ہوئے۔ حسرت موہانی اور ظفر علی خاں انقلاب کے علمبردار تھے۔ خلیق الزمان بامحاورہ چٹکیاں لیتے تھے۔ سرحد کے اورنگزیب خاں پھکڑ مذاق اڑاتے تھے۔ محمد علی جناح کا آہنی دماغ وہ نکتے نکالتا تھا۔ کہ گاندھی جی بھی گنگ تھے۔ دو سال بعد سنہ ۳۹ء میں جنگ یورپ شروع ہوئی تو کانگرس نے انگریز سے عدم تعاون کا راستہ اختیار کیا۔ یوں حکومت واقعات اور مصلحت وقت دونوں کے پیش نظر مسلم لیگ کو کانگرس کے کلے ٹھلے کی جماعت تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئی۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ نے علیحدگی کی قرارداد منظور کی تو سب سے پہلے ہندو اخبارات نے اُسے پاکستان کا نام دیا وہ اسکی مخالفت کچھ ایسے تعصب سے کرتے تھے۔ کہ خواہ مخواہ مسلمانوں میں جوابی عصبیت کے طور پر اس تحریک سے وابستگی پیدا ہوتی جاتی تھی۔

اسی دوران میں مولانا ظفر علی خاں اور مولانا شوکت علی جیسے بزرگوں نے کانگرس کے ساتھ اپنی سالہا سال کی رفاقت کے بعد اس کی وہ پُرزور مخالفت شروع کی جس نے مسلمان عوام کو یکسر کانگرس اور گاندھی جی سے بدظن کر دیا۔ جب یہ لوگ ہندوؤں کے ساتھ ملکر اپنی قربانیوں اور ہندوؤں کی بدسلوکی کی روداد سناتے تھے تو ہر چھوٹے بڑے مسلمان پر اثر ہوتا تھا۔

اصل حقیقت

دراصل پاکستان کی بنا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز رکھ دی تھی۔ جب اسلام کا انقلابی نظریہ انسان کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ تاریخ بنی آدم میں اسود اور احمر سب کو پہلی مرتبہ یاایھا الناس کہہ کر خطاب کیا گیا۔ زبان۔ رنگ۔ نسل۔ نسب۔ دولت اور علم کے تمام امتیازات نظر انداز کر کے صرف تقویٰ کو تمدنی اعزاز کا معیار مقرر کیا گیا۔ اسی روز مسلمان اور غیر مسلمان کے درمیان ایک خلیج حائل ہوگئی۔ چین۔ ترکستان۔ ایران۔ عراق۔ ترکی اور دوسرے ممالک کے مسلمان مرور ایام سے وہ سبق بھول گئے۔ لیکن ہندوستان میں دس کروڑ مسلمانوں کو ایسے تیس کروڑ ہمسایوں سے واسطہ پڑا۔ جو نہ روٹی میں کسی کو شریک کرتے ہیں۔ نہ کبھی بیٹی دیتے ہیں۔ اور تو اور گھر میں سر چھپانے کو جگہ دیں تو چوکا بھرشٹ ہو جاتے۔ ایسے روکھے پھیکے خشک اور سنگدل ہتوں میں بیٹھ کر خدا نہ یاد آئے تو اور کیا سر پھوڑ کر مر جائیں۔ ہم تو شاید اپنی علیحدگی بھول ہی جاتے لیکن وہ چٹکیاں سے کر ٹھوکریں لگا کر پانی کا پیالہ دینے سے انکار کر کے اور اپنے بدصورت اور ذلیل سے ذلیل ساتھی کے مقابلہ میں ہم پر اپنے گھر کے پٹ بند کر کے ہمیں ہر گھڑی احساس دلاتے ہیں کہ توحید کے ماننے والو! تم مشرکوں سے جدا ہو۔ مسجد والے سو بھی جائیں تو مندر والے گھنٹے بجا بجا کر بیدار کر دیتے ہیں۔ گیارہ کروڑ شودروں کی شومئی قسمت ہر گھڑی للکار للکار کر تنبیہہ کرتی ہے۔ مسلمانوں کا یہ علیحدگی کا احساس۔ اُن کا جداگانہ طرز فکر اور مخصوص طریقہ زندگی پاکستان کی اصل بنیاد ہے۔

غرض آجکل دیکھا جائے تو ہندوستان میں پاکستان کی تحریک کی تہ میں مسلمانوں کی اسلامیت کام کر رہی ہے۔ وہ ایک اسلامی سوسائٹی اور ایسا نظام سلطنت چاہتے ہیں جہاں وہ اسلام کے مطابق زندگی کے تمام شعبے چلا سکیں۔ بظاہر اس دل کی آرزو نے یہ شکل اختیار کی ہے۔ کہ مسلم لیگ نے تقسیم ہندوستان اور مسلمانوں کی واحد نمائندگی کا دعویٰ دائر کر رکھا ہے حکومت وقت کانگرس کی چیرہ دستیوں سے تنگ آ کر مسلم لیگ کے ان دعاوی کو یہاں تک تسلیم کر چکی ہے کہ ملک کا آئندہ آئین کانگرس اور مسلم لیگ کی رضامندی سے بنے گا۔ ورنہ جو کچھ ہے۔ ویسا ہی رہے گا۔ یہاں تک پہنچ کر گاڑی رک چکی ہے۔ انگریز اپنی طاقت سے تقسیم کرنے پر آمادہ نہیں اور کانگرس نہ مسلم لیگ کو مسلمانوں کا واحد نمائندہ تسلیم کرتی ہے۔ اور نہ

ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہے۔

پاکستان کی موجودہ تحریک صرف اپنی اندرونی اٹھان سے نہیں اٹھی بلکہ اُسے کانگرس کی ظالمانہ اور جابرانہ روش نے ابھارا ہے مسلمانوں کے درمیانی طبقہ کی اقتصادی بدحالی اور نوکری پیشہ لوگوں کی ملازمت پیشہ ورانہ اور تاجرانہ رقابت کو بھی اسمیں دخل ہے۔ حکومت وقت نے اپنی سامراجی مصلحتوں کے پیش نظر اس تحریک کو تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن پاکستان کی اصلی اور ذاتی اہمیت ان میں سے کسی بات سے متعلق نہیں۔ پاکستان کی اصلی اہمیت ان پوشیدہ اور خوابیدہ قوتوں اور ممکنات میں مضمر ہے۔ جو احیائے اسلام کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ یہ طاقتیں اور ممکنات بھی بیداری کے نہایت ابتدائی مراحل سے گذر رہے ہیں لیکن اسمیں شک نہیں کہ یہی تحریک کی اصل جان اور مغز ہیں۔ باقی سب حادثات کا لباس ہے۔

یہ درست ہے کہ فوری اور ہنگامی لحاظ سے دیکھنے والوں کی نظر میں یہ حادثات کا لباس زیادہ اہم ہے لیکن آخر بیں اور دور اندیش لوگوں کے نزدیک حقیقی قوت اور اصل بنا زیادہ قابل توجہ ہے۔

آئندہ جہاں بھی ہم پاکستان کا لفظ استعمال کرینگے وہاں اس سے یہی اسلامی مقصد اعلیٰ اور دینی نصب العین کا مفہوم لیں گے۔

عموماً جب پاکستان کے متعلق گفتگو ہوتی ہے تو موافق اور مخالف تو دونوں اس کی ابتدا ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں سے کرتے ہیں۔ دیکھئے صاحب دس کروڑ انسان اپنی پسند کا نظام حکومت بنانا چاہتے ہیں یا جناب! دس کروڑ انسان کسی نظام حکومت میں رہیں۔ اُن کے امتیازات کون مٹا سکتا ہے۔ برعکس اسکے ہماری نہج فکر اور استدلال اس کے بالکل الٹ ہے۔ ہم پہلے یہ سوچتے ہیں کہ پاکستان میں سوسائٹی کا نظام کیسا ہوگا۔ وہاں نظام حکومت کیا ہوگا۔ پاکستان میں بسنے والے لوگ کیسے ہونگے۔ پھر یہ تصور ہمارے مَن کو بھاتا ہے تب ہم پاکستان بنانے کے خواہشمند ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت دیکھا جائے۔ تو دس کروڑ مسلمان بھی اسی تصور کی آرزو میں مسلمان بنے پھرتے ہیں۔ ورنہ مسلمان کوئی نسل نہیں۔ کسی ملک کا باشندہ ہونے سے انسان مسلمان نہیں بن جاتا۔ یہ درست ہے کہ اب صدیوں سے مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے والے مسلمان اپنی چاہت سے نہیں بلکہ اپنے حق پیدائش سے مسلمان بن جاتے ہیں۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ مسلمان ہونا ایک ایمانی کیفیت ہے کوئی محض جسمانی خصوصیت نہیں۔ یہ ایمانی چاہت کتنی ڈھیلی پڑ چکی ہو۔

لیکن مسلمان اسی سے مسلمان ہیں۔ جس روز یہ نہ رہی ہم خالی ایرانی۔ ترک اور ہندوستانی رہجائیں گے مسلمان نہ ہونگے۔

اگر خالی معاش کے مسایل کا حل پیش نظر ہو۔ تو پاکستان کے علاوہ دوسرے موثر طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں۔

صرف ایک راستہ

منطقی باریکیوں میں گئے بغیر اتنی بات واضح ہے کہ مسلمانان ہند اگر موجودہ صورت حالات کو اٹل سمجھتے ہیں اور اُن کا یہ بھی خیال ہے کہ اسلامی مقصد حیات کا حصول اُن کے لئے ناممکن ہے یا یہ کہ اسلامی ضابطۂ حیات اُن کی موجودہ ضروریات زندگی کو پورا نہیں کرسکتا۔ اور اسکی تلاش میں سرگرم ہونے سے انہیں خطرات پیش آنے کا خطرہ ہے۔ تو پھر یا تو انہیں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنا چاہیئے۔ اور جو کچھ پیش آئے ذلت کے ساتھ بغیر چوں چرا کے برداشت کرنا چاہیئے۔ اور یا انہیں اسلامی مقصد حیات ترک کر کے وہ ضابطۂ حیات اختیار کرلینا چاہیئے۔ جو انہیں زیادہ موزوں نظر آتا ہے۔

بہرحال جو لوگ اسلامی مقصد حیات کو ترجیح دیتے ہیں اُن کے لئے صرف ایک ہی راستہ کھلا ہے اور وہ یہ کہ اس نصب العین کے حصول میں اپنے تمام ممکنات اور اپنی تمام طاقتیں خرچ کردیں۔ اگر کسی مقصد کو کامیابی سے حاصل نہ بھی کیا جاسکتا ہو۔ تو اسکے لئے شجاعت سے لڑتے ہوئے دنیاوی زندگی ختم کردینا ہمیشہ ممکن ہوتا ہے۔ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت ہمیشہ قابل ترجیح ہے دنیا کی بہتری ناممکن بھی ہو تو عاقبت کی بہتری ہر وقت مسلمان کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ جو مرنا جانتے ہیں وہی جینے کا سامان کیا کرتے ہیں۔

کہا جاسکتا ہے کہ اسلام تو بے شک اس قابل ہے کہ انسان اسکی خاطر لڑتے لڑتے مرجائے لیکن موجودہ مسلمان کہاں اس قابل ہیں کہ اُن کو لڑانے سے کوئی مفید نتیجہ مرتب ہونیکی امید ہوسکے۔ اندریں حالات کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ ان کمزوروں کی طاقت کے مطابق کوئی ہلکا سا بوجھ انتخاب کرلیا جائے۔ مثلاً فرنگی کے سائے میں اپنے جداگانہ حقوق کا عاجزانہ مطالبہ۔ یا کانگرس کے پیچھے لنگڑاتے ہوئے چل کر انجام خیر کی اُمید۔

جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کی کمزوری کا علاج ہے تو چاہیے ہلکا بوجھ اختیار کیا جائے

چاہے بھاری آن کی ذلت لازمی ہے ۔ بوجھ کبھی طاقت کے مطابق نہیں بنائے جا سکتے ۔ ہمیشہ طاقت ہی بوجھ کے مطابق تیار کرنی پڑتی ہے ۔ طاقت بڑھانے کی بجائے بوجھ گھٹانے کا راستہ اختیار کیا جائے تو یہ وہ عادت ہے جو کہیں ختم نہیں ہوتی ۔ اس کا منطقی نتیجہ آخر بتدریج ذلت کی موت ہے ؎

بقدر ہر سکوں راحت گزیند بنگر مراتب را ٭ دویدن رفتن استادن نشستن خفتن و مُردن

اس وقت تک پاکستان کی مختلف تعبیریں کی گئی ہیں ان میں یا تو کانگریس کے ساتھ زمین کی خیالی تقسیم پر اکتفا کی گئی ہے یا دستور حکومت میں مسلمان اقلیتوں کے "حقوق اور مفاد" کے لئے تحفظات اور "مراعات" حاصل کرنے کی خاطر آئینی دفعات کی ایزادی یا ترمیم کو منتہائے نظر سمجھا گیا ہے ۔

یہ غلطی اور اس سے پیدا ہونے والے نتائج بد مسلمانوں کی سیاسی ناکامی اور ذلت کا اصلی سبب نہیں بلکہ اس غلطی اور اس سے پیدا ہونے والے نتائج دونوں کا اصلی سبب گذشتہ پون صدی کے مسلمان لیڈروں کی مدافعانہ ذہنیت رہی ہے ۔ ان لیڈروں میں سے اکثر یا تو مغربی طرز کے تعلیم یافتہ تھے اور یا "بہان مسجد" ۔ جن چند حضرات کو مشرقی اور مغربی دونوں علوم پر عبور تھا انھیں یہ توفیق نہ ہوئی کہ دونوں کو ہضم کر کے کچھ تازہ قوت حاصل کرتے ۔ نتیجہ یہ کہ یا تو وہ اندھا دھند عہدِ حاضر کی روشنی سے چندھیا کر اسلام کے تسخیرِ عالم کے پروگرام سے ناامید ہو جاتے رہے یا بسم اللہ کے گنبد میں بند قعرِ گمنامی و ناکامی میں پڑے رہے یا خود اجنتر نہ مرد و طرف بنے رہے ۔

یہ قاعدہ ہے کہ جب انسان اپنے عیہ اور اقتدار سے مایوس ہو جائے اس کو اپنے اوپر پورا اعتماد نہ رہے تو پھر یا تو اس کی پرواز ۔ بت اپنی حفاظت کی فکر تک ہی محدود رہتی ہے اور یا وہ ہمنشینانِ قفس کی صحبت کو اٹل تصور کرنے لگتا ہے ۔ چنانچہ کچھ لوگوں کو تو آزادی کا واحد راستہ کانگریس کی ٹانگ تلے نکلنے میں نظر آیا ۔ اور کچھ حضرات اسلام کو خطرات سے بچانے اور مسلمان اقلیتوں کی حفاظت کی فکر میں اٹک گئے ۔

الجھی ہوئی تعبیریں

ڈاکٹر لطیف صاحب کی تعبیرِ پاکستان میں مندرجہ ذیل چار بڑے نقائص ہیں :-

۱ ۔ اول وہ نقلِ مکانی اس وسیع پیمانے پر کرانا چاہتے ہیں جو ہندوستان جیسے ملک میں ناممکن ہے ۔

۲ ۔ دوم وہ مسلمانوں کے لئے ایسے مرکز کا انتظام نہیں کرتے جہاں ہم صحیح معنوں میں علیحدہ رہ سکیں یا جہاں سے تسخیرِ عالم کے پروگرام کی ابتدا کی امید ہو سکے ۔

۳ ۔ وہ مغربی جمہوریت کے لغتی پارلیمنٹری طرزِ حکومت کو قبول کرتے ہوئے ہندوستان کی مرکزی فیڈریشن کا کانفیڈریشن کا طوق ہمیشہ کے لئے مسلمانانِ ہند کے گلے میں ڈالنا چاہتے ہیں ۔

۴ ۔ چہارم انھوں نے حصولِ مقصد کے لئے کوئی عملی طریقِ کار تجویز نہیں کیا ۔

ب ۔ چوہدری رحمت علی اور ان کے چند اینگلو محمڈن نوجوانوں نے انگلستان میں بیٹھ کر پاکستان کی جو وطنی تعبیر تیار کی تھی اس میں ذیل کے چار بڑے بڑے نقائص ہیں :۔

۱ ۔ اول وہ مسلمانوں کو جغرافیائی قومیت کے غیر اسلامی مرض میں گرفتار کر کے ہمیشہ کے لئے ایک مجہول سی چار دیواری میں بند کر دینا چاہتے ہیں ۔

۲ ۔ دوم ان کی حدودِ پاکستان سے ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت باہر رہ جاتی ہے ۔

۳ ۔ سوم انھوں نے مغربی جمہوریت کا لغتی پارلیمنٹری نظام قبول کر لیا ہے ۔

۴ ۔ چہارم حصولِ مقصد کے لئے کوئی طریقِ کار پیش نہیں کیا ۔

ج ۔ ایک پنجابی نے مسلم انڈیا کے نام سے پاکستان کی جو تعبیر پیش کی تھی اس میں تین بڑی کمزوریاں ہیں :۔

۱ ۔ اول بجائے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے کوئی مرکز قائم کرنے کے ان کی وہی لامرکزیت برقرار رکھتے ہوئے اُلٹے بنگال اور پنجاب کو حریف بنا کر ان میں پھوٹ پیدا کرنے کا سامان مہیا کر دیا ہے ۔

۲ ۔ دوم جو طریقِ کار تجویز کیا ہے وہ خارجی اور مصالحانہ ہے نہ کہ داخلی اور انقلابی ۔

۳ ۔ سوم انھوں نے بھی مغربی جمہوریت کے لغتی پارلیمنٹری طرزِ حکومت کو قبول کر لیا ہے ۔

د ۔ مسٹر سکندر کی تعبیرِ پاکستان میں مندرجہ ذیل چھ موٹے موٹے نقائص ہیں :۔

۱ ۔ اول انھوں نے نیشنلزم کے غیر اسلامی اصول کو تسلیم کر کے مسلمانوں کے جداگانہ وجود کی بنیادیں کھوکھلی کر دی ہیں ۔

۲ ۔ دوم انھوں نے بھی بجائے مسلمانوں کے لئے کوئی مرکز قائم کرنے کے ان کی طاقتوں کو منتشر کر کے کمزور کر دیا ہے ۔

۳ ۔ سوم حصولِ مقصد کے لئے کوئی طریقِ کار تجویز نہیں کیا گیا ۔

۴ ۔ چہارم مغربی جمہوریت کا لغتی پارلیمنٹری نظام قبول کر لیا گیا ہے ۔

۵ ۔ پنجم مسلمانوں کے تسخیرِ عالم کے پروگرام کو قطعاً نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔

۶۔ ششم مسلمانوں کی اسلام سے بیگانگی دور کرنے پر توجہ ہی نہیں دی گئی۔

ایک ضابطۂ حیات

قوموں کی زندگی اور وقار آئین و دستور اور معاہدوں سے نہیں ہوا کرتا بلکہ ایمانی۔ اخلاقی۔ اقتصادی اور حربی طاقت سے ہوا کرتا ہے۔ اگر ایک نااہل قوم کو کسی آئین کے ذریعہ حکمران بھی بنا دیا جائے تو وہ دو دن محکوم بن جائے گی اور اگر کسی اہل قوم کو داؤ پیچ سے مطیع بھی کر لیا جائے تو وہ چند روز میں اپنے فاتحوں کو مسخر کر کے چھوڑے گی ۔

جو بڑھے گا مرتبہ اس کا بڑھایا جائے گا ✣ جو گرے گا اپنے درجہ سے گرایا جائے گا

حق ہے غالب کو کہ کچلے اور دبے مغلوب کو ✣ ہے سزا کمزور ہونے کی یہی انجام کار

پس ثابت ہوا کہ قوموں کی زندگی اور موت ان کی ذلت اور وقار ان کے ایمان سے وابستہ ہے نہ کہ اس آئین و دستور حکومت سے جس کے ماتحت وہ زندگی بسر کر رہی ہوں ۔ وجہ یہ کہ طاقت ایمانی آئین و دستور کو بدل سکتی ہے۔ لیکن آئین اور دستور حکومت ایمان ٹھیک نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کا تنزل تبھی سے شروع ہوا جب سے ان کا ایمان کمزور ہو گیا۔ جب تک ایسے لوگ موقع پر موجود ہیں۔ جن کا اعتقاد ہم سے زیادہ پختہ ہے۔ ہمیں ان کے سامنے ناکام ہی رہنا پڑے گا چاہے مقابلتہً ہمارا اعتقاد ٹھیک ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا برعکس پاکستان کی دوسری تمام تعبیروں کے ہماری تعبیر پاکستان کا اولین مقصد زمین کی تقسیم اور آئینی تحفظات مراعات نہیں بلکہ ہماری تعبیر کا اولین مقصد وہ طاقت ایمانی ہے جو زمین کی تقسیم اور تحفظات و مراعات اور ان سے بھی بڑھ چڑھ کر چیزیں حاصل کر سکتی ہے۔

اگر ہم زمین کی تقسیم اور اپنے آئین کا ذکر ابھی سے کر رہے ہیں تو صرف اس لئے کہ قوت ایمانی اپنے مقاصد کے شعور سے جلد بیدار ہوتی ہے۔ جب لوگوں کو منزل سے وابستگی پیدا کر دی جائے تو انھیں راستہ کی مصیبتیں کاٹنے پر زیادہ آسانی سے آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ الغرض ہماری تعبیر پاکستان اگر کچھ ہے تو وہ ایک فلسفۂ زندگی اور ضابطہ حیات ہے۔ یہ فلسفہ اور ضابطہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے کچھ نیا نہیں بلکہ وہی اسلام اور شریعت کے تیرہ سو سال پرانے اصول ہیں۔ ہم نے صرف ان اصولوں کو موجودہ حالات پر عائد کر کے اس سے جو نتائج برآمد ہوں وہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ انسانی زندگی ایک توحید ہے۔ اسلئے ہماری مختلف ضروریات جدا جدا منتشر طریق عمل سے پوری نہیں کی جا سکتیں۔ ہماری تعبیر پاکستان پر جو کوئی عمل کرنا چاہے اسے بحیثیت مجموعی قبول

سگھڑ سہیلی

(خانصاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔ اے؛ ایل ایل بی)

بچوں کی چوری :-

دیانتداری عمدہ اور قابلقدر صفت ہے لیکن اس کے حاصل کرنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی جاتی۔ یہ سوال چھوٹے چھوٹے بچوں سے شروع کرنا چاہیئے۔ بچپن میں ہی چوری کی عادت پڑتی ہے۔ ذرا ذرا سی چوریاں آئندہ چل کے ڈاکے اور لوٹ مار بن جاتے ہیں۔ بچہ کو چوری کرتے دیکھ کے والدین کو بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ خاندان پر دھبہ آنے کے خیال سے وہ بچے کو مارتے ہیں دھمکاتے ہیں مگر ایسا ہوتا رہتا ہے کہ بچہ پھر بھی چوری کیئے جاتا ہے۔ چوری کیا ہے؟ جو چیز دوسروں کے قبضہ میں ہو اسے چالاکی سے اسکے پاس سے اڑا کے اپنے قبضہ میں لے آنا۔ بچہ میں شروع میں اتنی عقل اور تمیز نہیں ہوتی کہ وہ اپنے اور پرائے میں فرق کرے۔ اسکے ہاتھ پاؤں میں بیقراری اور بے چینی ہوتی ہے۔ ہر وہ چیز جو اسے نظر آتی ہے اس پر وہ ہاتھ چلاتا ہے اور اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا ہے۔ اسے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ دوسرے کی چیز اپنی نہیں ہوتی اور اسے خود لے لینا برا ہے۔ یہ بات عقل و ہوش آنے پر میسر ہوتی ہے۔ اس لئے بچہ سے یہ توقع کرنا کہ وہ اپنے اور پرائے میں فرق کرے بے سود ہے۔ لعض بچوں میں یہ شوق بڑے زوروں میں ہوتا ہے کہ جو چیز انھیں پسند آئے اسے کسی نہ کسی طرح ضرور حاصل کر لیا جائے۔ بڑوں کے ڈر سے اگر وہ رک بھی جائیں تو یہ بات عارضی ہوتی ہے۔ سامنے سے ہٹتے ہی وہ شوق پھر ابھر آتا ہے اور وہ اس چیز کو لینے لپکتے ہیں۔ گھر میں وہ بڑوں کو دیکھتا ہے کہ جس گھر میں جس چیز کو ان کا دل چاہتا ہے اٹھا لیتے ہیں اور جو جی چاہے کرتے ہیں اور خود اسے اس پر دسترس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر اس پر یہ ہوتا ہے کہ وہ گھر سے باہر دوسروں کی چیزوں پر اس طرح ہاتھ ڈالتا ہے گویا اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ گھر میں بڑوں کی بے روک ٹوک حرکات پر تپہ مضائقہ نہ نظر آتا تھا۔

اصلاح کی صورت :-

شروع میں ہی بچوں کو یہ سدھایا جائے کہ فلاں کھلونے ڈبے کتابیں جوتے وغیرہ ان کے ہیں اور وہ

انھیں جب چاہیں کام میں لائیں۔ انھیں یہ بھی شوق دلایا جائے کہ وہ ان میں دوسروں کو بھی شریک کر لیا کریں لیکن ان کے ملکیت کے حق کو ٹھکرایا نہ جائے یعنی ان کی چیز ان کی مرضی کے خلاف دوسرے کو نہ دیجائے والدین کا خیال تو یہ ہوتا ہے کہ اس سے خودغرضی پیدا نہ ہوگی مگر اسے اپنے حق ملکیت کے اس طرح توڑ دئے جانے کی دوسروں پر آزمائش کرنے کا شوق ہونے کا اندیشہ ہے۔ جب چوری کا معاملہ پیش ہو تو اس پر اس طرح ناخوشی ظاہر کی جائے کہ وہ آئندہ اسے نافرمانی سمجھے۔ جب بچہ ایسی چیز کا شوق ظاہر کرے تو اسے اس سے باز رکھنا بہت مشکل ہے۔ البتہ یہ کرنا چاہیئے کہ اسے اس کے حاصل کرنے کا طریقہ بتایا جائے کہ اس طرح کام کروگے تو تم اسے لے سکوگے۔ اس طرح اس کا شوق کچھ عرصہ کے لئے التوا میں پڑ جائیگا اور اسے کام کرنے کا بھی شوق ہوگا۔ بچہ کی چوری کا سبب دریافت کرنا چاہیئے اور پھر مناسب وقت تدبیر کی جائے۔ بعض بچے صرف چیز حاصل کرنے کے شوق میں اسے چراتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہوسکتا ہے کہ گھر والے ہر کام خود کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور بچہ کھڑا دیکھتا رہتا ہے اور اسے کسی چیز کو ہاتھ لگانے نہیں دیا جاتا۔ بچہ کو اپنی بے بسی کا احساس ہوتا ہے۔ ایک بچہ اپنے بھائیوں کو خود سنگترے بانٹنا چاہتا تھا۔ باپ نے خود بانٹے۔ بچہ کو اپنی کمزوری محسوس ہوئی۔ اس نے آنکھ چرا کے چند سنگترے چرائے اور باہر جاکے اپنے ساتھ کھیلنے والوں میں بانٹ دئے۔ اسطرح بعض بچے نقدی چرا کے مٹھائی یا چاٹ خود کھاتے ہیں اور ساتھیوں کو کھلاتے ہیں کیونکہ گھر میں انھیں اپنی ہستی کے اظہار کا موقع نہیں ملتا۔ بعض بچے گھروں میں ستائے اور پریشان رکھے جاتے ہیں۔ وہ باہر جاکے اپنے ستانے والوں کی چیزیں چرا کے برباد کر دیتے ہیں جو بات صاف ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے ستانے والوں کو نقصان پہنچا کے خوش ہوتے ہیں۔ اسی طریقہ سے انہیں بدلہ کی صورت نظر آتی ہے۔ بعض محض حسد سے چوری [illegible] اچھی [illegible] اور [illegible] ہیں دوسرے کے پاس نظر آئیں اور خود حاصل کرنیکی صورت نہ ہو تو وہ انھیں چرا [illegible] ہے۔ بعض اسقدر سست ہوتے ہیں کہ خود کما [illegible] کے اس چیز کو حاصل نہیں کر سکتے چنانچہ وہ اسے چراتے ہیں۔ بعض قصوں اور بولتی تصویروں سے چوروں کے کارنامے معلوم کر کے انکی نقل کرتے ہیں بہترین تدبیر یہ ہے کہ انکے شوق اور جوش کو عمدہ راستہ پر ڈالا جائے اور اس کا طریقہ عبرت دلا کے آمادہ کرنا ہے۔

شکر پارے

(خانصاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔)

غریب سے امیر

لارڈ ان بینا بی بی سی (لنڈن کے ریڈیو) کا نیا صدر مقرر ہوا ہے اور اس کی سالانہ تنخواہ چالیس ہزار روپیہ ہے۔ اس کا شروع کا زمانہ بہت غربت کا تھا۔ وہ یارک شائر کے صوبہ میں نارس بورو کے قصبہ میں گلی گلی اخبار بیچا کرتا تھا اور چند روپوں کے معاوضہ میں قاصد کا کام بھی کر لیتا تھا۔ جب اسکی عمر ۲۶ سال کی ہوئی تو وہ اپنی جنم بھوم نارس برد سے لندن چلا آیا۔ یہی اسکی ترقیوں کا سبب بن گیا۔ وہاں پہنچتے ہی شفاخانہ کے انتظامی سلسلہ میں اس نے دلچسپی لینی شروع کر دی۔ اسے چندہ کرنے کا خاص ملکہ تھا۔ بچ کے شفاخانوں کے لئے اس نے چندہ جمع کرنے میں بڑا کمال دکھایا۔ چند سال کے عرصہ میں اس نے ۳۳۳۳۳۳۳۱ روپیہ ایک شفاخانہ کے لئے جمع کر لیا اور اس کا وہ صدر مقرر ہو گیا۔ اسے فقیروں کا شہزادہ کہا جانے لگا۔ اس نے ایک بڑا ہوٹل جاری کیا۔ کتابیں وغیرہ چھاپنے کا کام بھی اس نے جاری کر دیا۔ اس نے چند کتابیں بھی لکھیں جن میں ایک ناول بھی ہے۔ اب وہ لنڈن ریڈیو کا صدر مقرر ہوا ہے۔ اس کی نائب صدر لارڈ ریڈنگ سابقہ وائسرائے ہند کی بیوہ ہے۔

ریاست پٹیالہ:۔

پنجاب میں سکھوں کی سب سے بڑی ریاست پٹیالہ ہے لیکن اس میں سکھوں کی آبادی صرف ۲۲ فیصدی ہے۔ ۵۰ فیصدی سے زیادہ ہندو۔ تقریباً تین ہزار جین اور باقی مسلمان ہیں۔ کل آبادی کا تیسرا حصہ جاٹ ہیں اور باقی آبادی میں ہندوستان کی کوئی ذات ایسی نہیں جو وہاں موجود نہ ہو۔ اس کا علاقہ بے طرح پھیلا ہوا ہے۔ اس کے علاقہ میں دیگر ریاستوں کے گاؤں اور دو تین انگریزی ضلعے آگئے ہیں۔ ریاست میں کچھ حصہ شملہ کی پہاڑیوں کا بھی ہے۔ کل رقبہ ۵۹۴۲ مربع میل ہے آبادی تقریباً ۱۷ لاکھ ہے۔ شروع میں یہ ریاستہائے پھلکیاں میں شامل تھی مگر ۱۷۶۲ء میں اسکے راجہ نے

لہ کے سردار اعلیٰ سنگھ کو راجہ کا خطاب دیدیا۔ اسکے بعد یہ ریاست طاقت آسودگی اور رقبہ
بڑھتی ہی رہی۔ اپنے وجود کی شروع کی نصف صدی میں اسے پڑسیوں سے ہی جنگ کرتے گذری مگر ۱۸۰۳ء
مرہٹوں کی انگریزوں کے ہاتھوں پسپائی کے بعد اس کے علاقہ میں نظم و نسق کی صورت پیدا ہو گئی ۱۸۱۴ء
جنگ گورکھا میں پٹیالہ کی فوج نے کرنیل آکٹرلونی کے ماتحت خوب کام کیا۔ جس کے صلہ میں انگریزوں
شملہ کی پہاڑیوں کے سولہ پرگنے اسے عطا کئے۔ غدر میں بھی مہاراجہ نے وفاداری کی مثال قائم کی۔
ہ ایسے نازک وقت میں انگریزوں کا ہندوستان میں قدم نہ جمتا۔ شہر پٹیالہ ۱۷۶۳ء میں راجہ اعلیٰ سنگھ
قلعہ بنا کے اس کے گرداگرد بسایا۔ پٹیالہ اچھا شہر ہے۔ بازار خوبصورت ہیں۔ عمارات اور باغ رونق کا
ث ہیں۔ شملہ کے قریب چائل مہاراجہ کا گرمیوں میں صدر مقام رہتا ہے۔

ورے اور کتکے :۔

شیر کو قدرت نے بولنے کی بہت کم طاقت دی ہے۔ ورنہ اسے بندوقوں کی طرف گھیر کے نہ لایا
سکتا۔ البتہ اسکے سننے اور دیکھنے کی طاقت بہت زیادہ ہے۔ اسی کے زور سے وہ اپنا شکار حاصل کرتا
ہے۔ اور جانوروں کو شکار حاصل کرنے کیلئے بُو لینے کی قوت دی ہے اسی لئے وہ اپنا بچاؤ کرتے ہیں۔ مگر شیر
تندی اور طاقت کے بل اپنا بچاؤ کر سکتا ہے۔

زہریلی عشق پیچاں بہت خطرناک مشہور ہے۔ زہریلا اثر اس کے زبردست نہ اڑنے والے تیل میں ہے۔
کے بدن کے چھوتے ہی کپڑا دھونے کے صابن سے دھو ڈالیں۔ جلد پر دردڑے ضرور نکلینگے مگر چیپ
جگہ لگنے نہ دیں۔ پھر کوئی خطرہ نہیں۔

لاہور کی بادشاہی مسجد ۲۷۳ برس ہوئے شہنشاہ اورنگ زیب نے چھ لاکھ روپیہ میں بنوائی تھی۔ اس کی
ت پر اب ۱۳ لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے اور دس لاکھ روپیہ اور خرچ ہوگا۔ مرمت کا خرچ ایک سالانہ ٹیکس سے
کیا جا رہا ہے جو مسلمان زمینداروں سے وصول کیا جاتا ہے۔ مرکزی حکومت۔ صوبہ پنجاب اور حکومت نظام
مرکہ اس کام کو چلا رہی ہیں۔ تینوں حکومتوں کے انجنیر وقتاً فوقتاً مرمت کی تعمیری گتھیاں سلجھانے کے لئے باہم
رہتے ہیں۔ مرمت میں اصل نقشہ کو بحال رکھا گیا ہے۔ زلزلہ کی وجہ سے مینارے کچھ جھک گئے تھے ان کی از سر نو
ت کر کے سیدھا کر دیا گیا ہے۔ سرخ پتھر دھولپور سے سنگ مرمر مکرانہ سے اور اب ہی صوبہ سرحد سے جرگہ کے
سے منگائے گئے ہیں جہاں سے خود اورنگ زیب منگاتا رہا۔

اس سال ہندوستان سے ۲۰ ہزار حاجی گئے تھے جن سے ابن سعود کو تقریباً سوا دو لاکھ روپیہ جبری ٹیکس کے طور پر وصول ہوا۔

بزم مسلمہ

میں آپ کو بہت رنج و غم سے اطلاع دیتا ہوں کہ میری محترمہ والدہ مرحومہ و مغفورہ اس دار فانی سے ملک جاودانی کو ۲۴ نومبر (بروز اتوار ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ) کو رحلت فرما گئیں۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ مغفورہ کو مجھ سے خاص محبت تھی اور آخری دنوں میں ان کی بہت تمنا تھی کہ مجھ سے ملاقات کریں۔ لیکن بدقسمتی سے دل کی حرکت بند ہونے سے ان کی اچانک موت اپنے گھر لاہور میں ہو گئی اور مجھ بلایا نہ جا سکا۔ اس صدمہ سے میرا دل ہر وقت پریشان رہتا ہے۔ سب بھائی دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ مغفورہ کو جنت الفردوس نصیب فرمائے اور مجھے سکون قلب و صبر عطا فرمائے۔ مرحومہ و مغفورہ بہت خدا پرست تھیں اور آخری دنوں میں خدا اور رسولؐ کا ذکر کرتی رہیں۔ ان کے ایصال ثواب کیلئے فی الحال دو روپیہ ماہوار کا مستقل وظیفہ مدرسۃ البنات کی نادار یا یتیم طالبہ کے لئے آئندہ جماعت بندی سے میری طرف سے جاری کر دیں۔ عمزدہ عبدالرحمان بیگ ریلوے بورڈ آفس۔ مکان نمبر ۲-۹۶۔ محلہ روشن آرا روشن آرا روڈ۔ دہلی۔

میں اپنی مسلمہ بہنوں کو جو آنکھ کی شکایتوں سے بے چین رہتی ہیں ان کو ایک نادر و نایاب سرمہ کی خوشخبری دیتی ہوں۔ یہ سرمہ آنکھ کی ہر قسم کی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔ حالانکہ آنکھ سے پانی نکلنا کھجلی ہونا ان سب کے لئے یہ بہترین چیز ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ بینائی کو تیز کرتا ہے۔ عینک چھڑا دیتا دیتا ہے۔ ان سب باتوں کا تجربہ ہو چکا ہے۔ جن بہنوں اور بھائیوں کو اس قسم کی شکایتیں ہوں یا بینائی کم ہو گئی ہو وہ ضرور اس کو منگا کر اس کا فائدہ اٹھائیں۔ اور فائدہ ہو جانے پر مجھے دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔ مشکور ہونگی۔ یہ سرمہ ۲ روپے تولہ ہے۔ پتہ حسب ذیل ہے۔ سید صدیق احمد صاحب رائے بریلی دائرہ شاہ علم اللہؒ۔

امۃ اللہ تسنیم

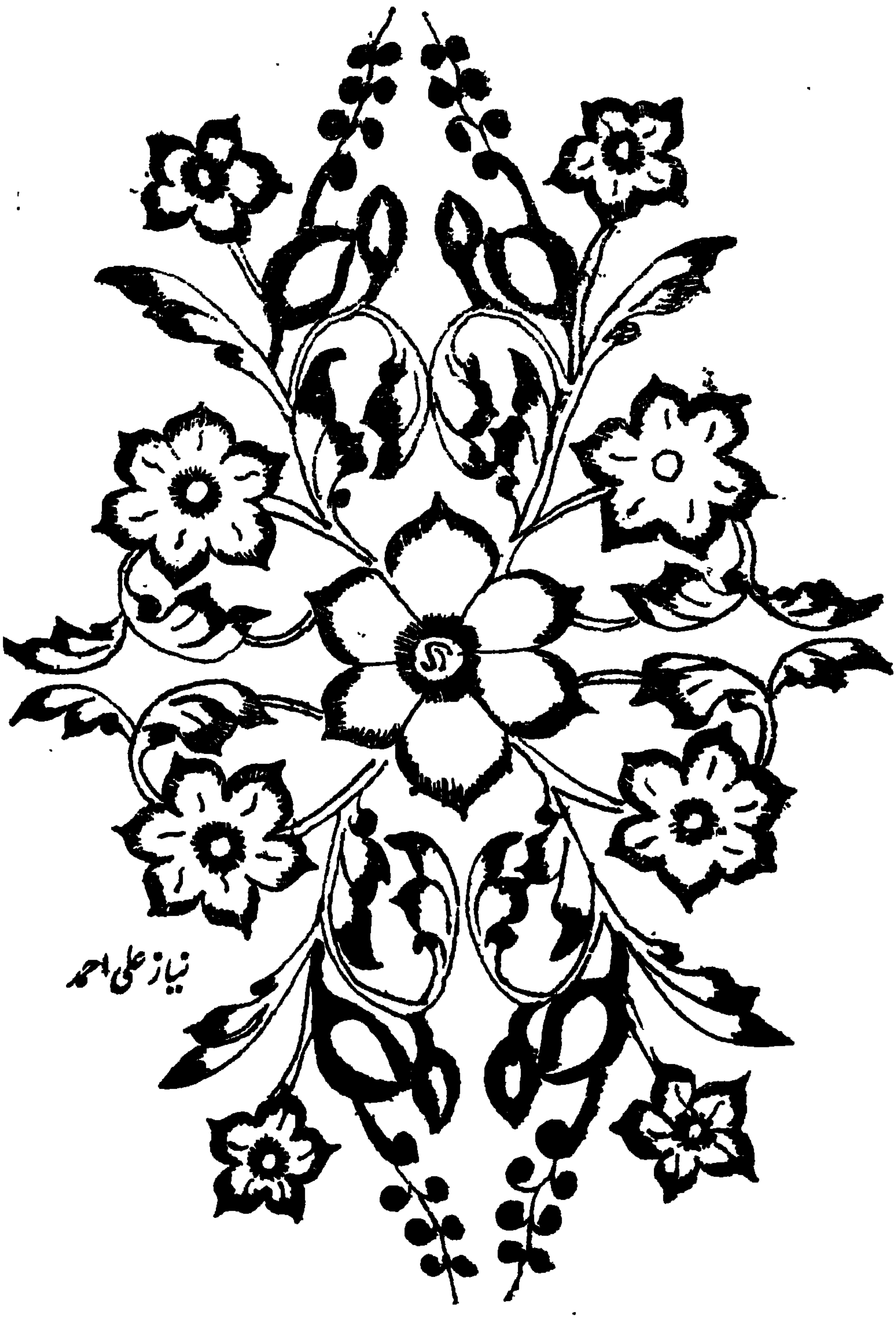
میں نہایت مسرت کے ساتھ مسلمہ بہنوں کو سناتی ہوں کہ ۲۲ جنوری ۱۹۴۷ء کو میرے بھائی جان

حکیم مظفر سبحان صاحب کو خدائے پاک نے اپنے فضل و کرم سے ایک بہت پیارا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ بچے کا نام ظفر اقبال عرف شمیم احمد شمیم قرار پایا ہے۔ میں پاک پروردگار کی درگاہ میں دست بدعا ہوں کہ بچے کو عمر خضر و بخت سکندری عطا فرمائے۔ آمین!

راقمہ احقر ہمشیرہ حکیم مظفر سبحان عرف محمد عاقل صاحب دھام پور

نرخ نامہ اجرت اشتہارات				
مقدار	ایک ماہ	۳ ماہ	چھ ماہ	ایک سال
فی صفحہ	۱۰	۲۷	۴۸	۸۴
نصف صفحہ	۶	۱۶ ۸ر	۳۰	۴۸
چوتھائی صفحہ	۴	۱۰ ۸ر	۱۸	۳۰




نیاز علی احمد

عطیات ماہ جنوری ۱۹۴۷ء

کارکنان دفتر بالو حاجی مہر علی احمد علی صاحبان جالندھر (عطیہ یکمشت)	-/۱۲/-
محترم حکیم جالینوس صاحب جالندھر شہر	-/۲/-
" سید محمد رفیق شاہ " " "	-/۲/-
" شیخ عزیز بخش صاحب " "	-/۱/-
" مولوی عظامی " " "	-/۲/-
محترمہ والدہ صاحبہ ممتاز خانم متعلمہ مدرسۃ البنات (قیمت تکمال)	۱۰/-/-
محترمات ممبرات استقبالیہ کمیٹی زنانہ جلسہ سالانہ منعقدہ ۹، ۱۰ نومبر ۱۹۴۶ء	۱۰۸/۸/-
محترم کیپٹن ڈاکٹر محمد زمان خانصاحب کیمبل پور	۵/-/-
محترمہ اہلیہ صاحبہ غنی محمد خانصاحب گونڈہ	۵/-/-
محترم مولوی الطاف الرحمن صاحب پنشنر جالندھر شہر	۵/-/-
" چوہدری خوشی محمد " افریقہ	۶۶/۴/-
محترمہ رضیہ بشیر احمد صاحبہ متعلمہ جماعت چہارم مدرسۃ البنات (قیمت تکمال)	۲/۸/-
محترم چوہدری شرف الدین صاحب جالندھر شہر	-/۸/۴
" " رحیم بخش " " " "	-/۱/۴
" شیخ رحمت علی " " "	-/۱/۴
" جناب علی محمد " اے ڈی آئی جھرکہ	۱/-/-
" " سلطان علی " ایس ڈی او گوجرہ	۵/-/-
میزان =	۲۱۶/۱۱/۹

زکوٰۃ وصدقات فنڈ ماہ جنوری ۱۹۴۷ء

محترم کیپٹن ڈاکٹر محمد زمان خانصاحب کیمبل پور	۵/-/-
" جناب عبدالغنی خانصاحب کوئٹہ	۲۰/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب عبدالغنی خانصاحب کوئٹہ	۱۰/-/-
میزان	۳۵/-/-

تعمیر فنڈ ماہ جنوری ۱۹۴۷ء

علیاحضرت جناب بیگم صاحبہ پاٹودی (برائے تعمیر مسجد)	۲۵/-/-
الحاج فتح محمد اینڈ سنز سوداگران بیج جالندھر شہر	۵/-/-
آنریبل شیخ محمد شریف صاحب جج ہائی کورٹ لاہور	۱۵۰/-/-
علیاحضرت جناب بیگم صاحبہ پاٹودی (برائے تعمیر مسجد)	۲۵/-/-
قیمت پانصد خشت فروختنی بدست منشی ... علی جالندھر	۱۴/۲/-
محترمہ مسز نیاز رسول محمد خانصاحب مرحوم جالندھر شہر	۵۰۰/-/-
محترم خان گلزار محمد خانصاحب ایڈووکیٹ لاہور	۱۰۰/-/-
میزان	۸۶۴/۲/-

وظائف فنڈ ماہ جنوری ۱۹۴۷ء

محترم ڈاکٹر نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا محمد حبیب الرحمن خانصاحب شروانی (محمودہ سکالرشپ) وظیفہ فصل خریف ۱۳۶۵ف	۹۰/-/-
میزان	۹۰/-/-

فہرست چندہ جمعیۃ الوحدات العمل مدرسۃ البنات جالندھر شہر

محترمہ بیگم صاحبہ غلام نبی صاحب رینک بازار	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ نعیم الحق صاحب	۲/-/-
محترم محمد نورالدین صاحب بٹ	۲/-/-	،، ،، حاجی غلام محمد ،،	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ ماسٹر نذیر ،، ،،	۱/-/-	،، ،، محمد نذیر خاں ،،	۱/-/-
،، ،، علی شیر صاحب محلہ امام ناصر الدین رح	۲/-/-	،، ،، بابو عمرالدین ،،	۱۰/-/-
،، ،، ،، محمد حسیلی ،، ،، ،،	۱/-/-	،، ،، عاشق حسین ،،	۱۰/-/-
،، ،، ،، نیاز محمد خاں ،،	۱/-/-	محترم جناب نادر خاں ،،	۱/-/-
،، ،، عبدالرحمٰن خاں ،،	۲/-/-	،، ،، خلیل خاں ،،	۲/-/-
،، ،، مولوی عمادالدین ،،	۱/-/-	محترمہ صفورہ خانم صاحبہ	۱/-/-
،، ،، ،، عطا محمد ،،	۱/-/-	،، بشرہ صاحبہ متعلمہ الصف الثانی	-/۸/-
محترم جناب عبدالہادی خاں ،،	۱۰/-/-	،، سلیم اختر ،، ،، ،، الرابع	۱/-/-
،، جناب محمد احمد خاں صاحب بیوٹرین بٹاکسٹ جالندھر	۱۰/-/-	محترم خالد عبدالودود صاحب ،، الثانی	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ بابو برکت علی صاحب	۱/-/-	محترمہ سکندریہ صاحبہ ،، الثالث	۱/-/-
،، ،، ،، ،، عبدالحق ،،	۱/-/-	،، زبیدہ دین محمد ،، ،، الرابع	۱/-/-
،، ،، ،، سید ابرار احمد ،،	۱/-/-	،، ممتاز ،، ،، ،، السادس	۱/-/-
،، ،، ،، علی محمد صاحب	۱/-/-	،، زیتون صاحبہ ،، ،،	-/۸/-
،، ،، علی شیر ،، دسوہہ	۵/-/-	،، اشرف ،، ،،	۱/-/-
،، ،، ،، غلام محمد ،، ،،	۲/-/-	،، عائشہ ،، ،، ،،	۱/-/-
،، ،، چوہدری غلام حسین صاحب	۵/-/-	،، میمونہ ،، ،، الثالث	۱/-/-
،، ،، ،، پیرزادہ عبدالحمید ،،	۲/-/-	،، کشور غلام نبی ،، ،، السادس	۱/-/-
،، ،، ،، نواب الدین ،،	۱۰/-/-	،، بلقیس ،، ،، ،،	۱/-/-
،، ،، ،، سید افضل شاہ ،،	۱/-/-	،، سعیدہ یعقوب ،، ،، ،،	۱/-/-
،، ،، ،، محمد اسماعیل ،،	۱/-/-	،، شفقت ،، ،، الرابع	۱/-/-
،، ،، ،، محمد علی خانصاحب مرحوم	۱/-/-	،، نصرت افضل بیگ ،، الثانی	-/۸/-

محترمہ اشفاق صاحبہ متعلمہ الصف الاکبر	-/۱۲/۰	محترمہ ثریا صاحبہ متعلمہ الصف الاصغر	-/۴/۰
" ندینہ بیگم " " " الثانی	-/۲/۰	" جمیلہ انور علی " " " "	۱/-/۰
" مقصود بیگم " " " الاکبر	۲/۶/۰	محترم عبدالجبار صاحب متعلم " "	-/۴/۰
" حبیب الٰہی " " " "	-/۴/۰	محترمہ سعیدہ ضیاء الحق متعلمہ " الثامن	۱/-/۰
" حمیدہ نارنگ " " منشی فاضل	۱/-/۰	" قدسیہ صاحبہ " " " "	۱/-/۰
" نعیم سرور " " " "	۱/-/۰	" شمیم نذیر " " " "	۱/-/۰
" وحیدہ " " الصف الخامس	۱/-/۰	" رشیدہ عنایت اللہ " " "	۱/-/۰
" حمیدہ " " خصوصیہ اولیٰ	۱/-/۰	" خورشید رمضان " " " "	۱/-/۰
" کنیز " " الصف الرابع	۱/-/۰	" عزیزہ امۃ اللہ " " ادیب عالم	۱/-/۰
محترم عبدالسلام صاحب متعلم " الخامس	۱/-/۰	" چندر کانتا " " الصف السادس	۱/-/۰
محترمہ ممتاز صاحبہ متعلمہ " "	-/۸/۰	" زیب النساء " " " الثامن	۱/-/۰
" شوکت " " " الثالث	۱/-/۰	" ممتاز " " " "	۱/-/۰
" آمنہ عبدالغنی " " الخامس	۱/-/۰	" امیر النساء " " " "	-/۸/۰
" رضیہ صاحبہ " خصوصیہ اولیٰ	۱/-/۰	" ماجدہ " " مولوی فاضل	۱/-/۰
" مریم صاحبہ " " "	۱/-/۰	" امینہ نذیر " " الصف الثانی	-/۴/۰
" سعیدہ " " " "	۱/-/۰	محترم فاروق صاحب " الاکبر	۱/-/۰
" زبیدہ " " الصف الاکبر	۱/-/۰	محترمہ شمیم عبدالرحیم " الرابع	۱/-/۰
" صفیہ عبدالحمید " " السابع	۱/-/۰	" جمیلہ صاحبہ " الاصغر	۱/-/۰
" سلامت احمد بخش " " "	۱/-/۰	محترم مظفر حسین صاحب متعلم " "	-/۲/۰
" سعیدہ شاہ دین " " السادس	-/۸/۰	محترمہ نعیم صاحبہ متعلمہ " الرابع	۱/-/۰
" اقبال صاحبہ " " "	-/۸/۰	" عابدہ " " " الاصغر	-/۱/۰
" امتیاز " " " الثالث	-/۸/۰	" نصرت " " " الثانی	۱/-/۰
" عظمت " " " السادس	۱/-/۰	" زاہدہ " " " الخامس	۱/-/۰
" حمیدہ اختر " " منشی فاضل	۱/-/۰	" جمیلہ " " " "	۱/-/۰
" نعیم " " " "	۱/-/۰	" آمنہ " " " "	-/۸/۰

محترمہ زبیدہ صاحبہ متعلمہ الصف الخامس	-/۸/-	محترمہ رشیدہ صاحبہ متعلمہ الصف الخامس	-/۴/-
،، طارق فاروق ،، ،، الاکبر	۱/-/-	،، امتہ السلام ،، ،، ،، ،، ،،	-/۸/-
،، ادیب اختر صاحبہ ،، ،، الثالث	۱/-/-	،، اسماء ،، ،، ،، ،، ،،	۱/۸/-
،، اصغری اختری ،، ،، ،، ،،	۱/-/-	،، زاہدہ محمد حسین ،، ،، ،، ،، ،،	۱/-/-
،، رفیقہ ،، ،، ،، ،،	۱/-/-	،، نصرت ،، ،، ،، ،، ،،	۱/-/-
،، جمیلہ ،، ،، ،، ،،	-/۸/-	،، رقیہ ،، ،، ،، ،، ،،	۱/-/-
،، امتیاز ،، ،، ،، ،،	-/۸/-	،، سعیدہ ،، ،، ،، ،، ،،	-/۱۰/-
،، طاہرہ ،، ،، ،، ،،	-/۸/-	،، وحیدہ ،، ،، ،، ،، ،،	۲/-/-
،، برکت ،، ،، ،، ،،	-/۴/-	،، کشور سلطانہ سعادت علی اسلامیہ کالج	۱/-/-
،، رضیہ نیاز ،، ،، ،، الخامس	-/۸/-	محترم عبد السلام صاحب متعلم الصف الخامس	۱/-/-
،، کوثر بانو ،، ،، الاکبر	-/۴/-	محترمہ جمیلہ طاہرہ صاحبہ متعلمہ ،، ،،	۱/-/-
،، محمودہ ،، ،، ،، ،،	-/۳/-	،، گلاب بی بی ،، نور پور	۲/-/-
،، خورشید عالم ،، ،، ،، ،،	-/۲/-	،، نسیمہ ضیاء الحق ،، متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-
،، عائشہ دلشاد ،، ،، ،، السابع	-/۸/-	،، امتیاز جعفری ہمشیرہ حضرات جمال متعلمہ منشی فاضل	۵/-/-
،، مقصود انور ،، ،، ،، الثانی	-/۸/-	،، حضرات جمال صاحبہ ،، ،، ،،	۵/-/-
،، شائستہ ،، ،، ،، السادس	۱/-/-	،، بیگم صاحبہ مولانا عبد الحق عباس صاحب بانی مدرسۃ البنات	۲/-/-
،، کشور حمید ،، ،، ،، ،،	۱/-/-	،، ثریا ضیاء الحق صاحبہ صدر اصلاح البنات جالندھر	۲۵/-/-
،، رضیہ تاج ،، ،، ،، الاصغر	۱/-/-	مختلف طالبات الصف الخامس تقریب اصلاح البنات ،،	۲/-/-
،، منور سلطان سید افضل شاہ ،، ،،	۱/-/-	محترمہ منور متعلمہ ،، ،،	۱/-/-
،، پروین بنت چوہدری نور احمد ٹھیکیدار ،، ،،	-/۲/-	،، نجمہ بلقیس صاحبہ متعلمہ الصف الاکبر	۱/-/-
،، کشور بدر الٰہی صاحبہ متعلمہ ،، ،،	-/۸/-	،، شمیم فضل محمد ،، ،، ،، الخامس	۱/-/-
،، صفیہ غلام نبی ،، ،، ،، ،،	-/۴/-	،، سعیدہ ،، ،، ،، الرابع	۱/-/-
،، بلقیس ،، ،، ،، الخامس	۱/-/-	،، ثریا ،، ،، ،، الثانی	۱/۸/-
،، حمیدہ ،، ،، ،، ،،	۱/-/-	،، فہمیدہ چوہدری فضل الدین ،، ،، ،،	-/۸/-
،، زاہدہ ،، ،، ،، ،،	۲/-/-	،، رشیدہ عبد العزیز ،، ،، ،، ،،	-/۲/-

محترمہ حشمت صاحبہ متعلمہ الصف الثانی	۱/-/-	محترمات زبیدہ و رشیدہ احسن صاحبات مدرسۃ البنات جہلم شہر	[illegible]
" منور " " " "	-/۸/-	" الصف السادس بتقریب اصلاح البنات جالندھر	۷۴/۸/-
" رضیہ بشیر احمد " " " "	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ مہدی علی خان صاحب بھوپال	۵/-/-
" حشمت اللہ بخش " " "	-/۴/-	" استانی بلقیس و ثریا صاحبات	۵/-/-
" ستارہ صاحبہ " " الثالث	۱/-/-	" نسیم سحری صاحبہ متعلمہ درجہ فضیلت	۲/-/-
" منیبہ " " " "	۱/-/-	" استانی صفورا خانم صاحبہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
" نفیسہ " " " "	۱/-/-	" عشرت خانم صاحبہ معلمہ " "	۱/-/-
" اختر مرزا " " " الاصغر	-/۴/-	محترم نبیل صاحب متعلم الصف الرابع	۱/-/-
" خالدہ مسعود صاحبہ رسنہ محلہ جالندھر شہر	۱/-/-	محترمہ شبیلہ صاحبہ متعلمہ " "	۱/-/-
" رسولی بی بی صاحبہ برکت منزل نزد اڈہ بستیاں " "	۱/-/-	" کنیز زہرہ " سابقہ معلمہ مدرسۃ البنات	[illegible]
" بیگم صاحبہ ڈاکٹر کیپٹن محمد علی صاحب " " " "	۲/-/-	" طاہرہ " متعلمہ " "	۲۰/-/-
" حنیفہ صاحبہ متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-	" بشرہ " معلمہ " "	۲/-/-
" شمیم " " " السابع	۱/-/-	" بیگم عبدالحق " مدیرہ " "	۲/-/-
" رضیہ علی بہادر " " السادس	۱/-/-	" بیگم خانبہادر عبدالمجید صاحبہ " "	۳/-/-
" منزح کوثر صاحبہ " " الرابع	۱/-/-	" ماریہ صاحبہ متعلمہ الصف الرابع " "	۲/-/-
" نسیمہ غلام قادر " " " السادس	۱/-/-	" بیگم ممتاز خانصاحبہ	۱/-/-
" فخر النساء " " " "	۱/-/-	" " ابراہیم خان صاحبہ	۲/-/-
" اصغری " " " "	۱/-/-	" نصرت صاحبہ متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-
" جمیلہ خیر الدین " " " "	۱/-/-	" صفورا خانم " معلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
" امۃ اللہ " " " الرابع	۱/-/-	محترم خان محمد خلیل صاحب بذریعہ صفورا خانم معلمہ	۲/-/-
" رشیدہ صفدر " " " "	۱/-/-	" محمد نادر خان " علی گڑھ " " "	۱/-/-
" نثار سلطان علی " " "	۱/-/-	محترمہ بیگم حامد علی صاحبہ بستی بابا خیل	۱۰/-/-
" نسیم فیروز " " " الثامن	۱/-/-	" سمیرا صاحبہ " "	۵/-/-
" نسیمہ گل اکبر شاہ " " " "	۱/-/-	میزان	۳۷۴/۲/-

نور الدین بٹ جنرل سیکرٹری

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

مارچ سنہ ۱۹۴۷ء

مدیرہ: حمیرا

چندہ سالانہ: ایک روپیہ آٹھ آنے بیرون ہند: چار شلنگ

حضرت مولانا سید محمد جعفر صاحب پھلواروی
کا
مکتوب گرامی

اکسیر اٹھراہ مالک الملک کے فضل و کرم سے اٹھراہ کے مہلک مرض کا کامل علاج ہے حق تعالیٰ کی مہربانی سے بیسیوں اُجڑے گھر آباد ہو چکے اور کئی ایک گود یں بار آور ہو گئیں مولانا سید محمد جعفر صاحب خطیب کپورتھلہ اس حیرت انگیز کامیاب دوائی کے متعلق اپنے مشاہدات کے سلسلہ میں فرماتے ہیں :-

"میرے جاننے والے احباب یہ یقین فرمائیں کہ میں نے اکسیر اٹھراہ بیسیوں مریضات پر آزما کر دیکھی ہے اور صحیح پائی ہے :

اٹھراہ سے میری مراد یہ ہے کہ جن کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں۔"

محمد جعفر پھلواروی

پھلواری شریف۔ ضلع پٹنہ

ضرورتمند حضرات اس رحمتِ الٰہی سے فائدہ اُٹھائیں۔

چوتھے ماہ تک فل کورس اور اسکے بعد نانویں ماہ تک ڈبل کورس ضروری ہے۔

قیمت فل کورس ؏   ڈبل کورس ؏

اسکے علاوہ مردوں، عورتوں و بچوں کی مخصوص امراض کیلئے ہمارے ہاں سے خط و کتابت کیجئے جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ ارسال فرمائیے۔

خادم:- مہتمم اشرف میڈیکل ہال سلطانپور لودی کپورتھلہ سٹیٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مُسلِمہ جالندھر

جلد ۱۵ مارچ ۱۹۴۷ء ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ نمبر ۹

چند گزارشیں

تاخیرِ اشاعت کا باعث:-

غلط کار سیاست جس کی وجہ سے ہندوستان میں گذشتہ چند ماہ کے اندر کئی ایسے ہولناک فسادات رُونما ہوئے جن کی نظیر ہندوستان کی تاریخ کے کسی دَور میں نہیں ملتی اور جو انسانیت کے دامن پر ہمیشہ ایک ناپاک داغ رہیں گے، بدقسمتی سے ہمارا صوبہ بھی اُن کے زہریلے اثرات سے نہ بچ سکا، اور فساد کی چنگاری جو ایک عرصے سے اندر ہی اندر سلگ رہی تھی، ماہِ رواں میں بھڑک اٹھی اور امنِ عامہ کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

یہ فسادات کیا ہیں؟ ان کا باعث کون ہے؟ اور ان سے کیا نتائج برآمد ہو رہے ہیں؟ سرِدست ہم ان سوالات سے تعرض نہیں کرتے، لیکن ہم اتنا ضرور عرض کریں گے کہ اس طریقے سے کبھی کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس سے ہندوستانی سیاست کی گتھی سلجھنے کی بجائے اور اُلجھتی چلی جا رہی ہے، اور بجز ایک ہمہ گیر خوف و ہراس اور بداعتمادی کی فضا پیدا ہو جانے کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو رہا۔

شومیٔ قسمت سے پنجاب کے اور متعدد اضلاع کی طرح جالندھر بھی اس فتنہ سے محفوظ نہ رہ سکا اور چند روز تک یہاں کے حالات بھی بہت مکدّر رہے، اگرچہ اب کچھ دنوں سے امن کی فضا پیدا ہو چکی ہے۔ اس فتنہ و فساد اور گڑبڑ کی وجہ سے 'مسلمہ' کی اشاعت میں تاخیر ناگزیر تھی۔ چنانچہ اسے بروقت شائع نہ کیا جا سکا۔ اب جب حالات نے اجازت دی ہے تو ہم ناظرین کی خدمت میں اسے

پیش کرنے کے قابل ہو رہے ہیں۔ ہم اس جبری تاخیر و التوا کیلئے معذرت خواہ ہیں۔

معذرت:- مضمون نگار کی جان کاتب اور طابع کے ہاتھوں میں ہوتی ہے اور ان حضرات کی ادنیٰ سی کج رخی صاحب مضمون کی مہینوں کی محنت پر پانی پھیر دیتی ہے اور اس سے قارئین کو جو کوفت ہوتی ہے اس کا تو اندازہ ہی مشکل ہے۔

"مسلمہ" کی گذشتہ اشاعت میں ہم بھی اس حادثہ کے شکار ہو گئے اور کتابت و طباعت کے سلسلہ کی کچھ ایسی خامیاں رہ گئیں جن سے ایک خوش ذوق انسان کو بجا طور پر شکایت ہو سکتی ہے ہمیں اس پر دلی رنج ہے۔ کیونکہ ہم ان لوگوں میں سے نہیں جو حسنِ ظاہر کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوں بلکہ ہم تو حسنِ ظاہر اور حسنِ باطن دونوں کو یکساں طور پر اہم سمجھتے ہیں۔

لیکن جو کچھ ہو چکا ہے اس کی تلافی کی کوئی صورت نہیں۔ اس لئے ہم اپنے ناظرین اور ناظرات سے گذشتہ فروگذاشتوں پر معذرت چاہتے ہیں اور آئندہ کے لئے یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ اس چیز کا دوبارہ اعادہ نہیں ہوگا۔

فارغ التحصیل طالبات:- مدرسۃ البنات میں ہندوستان کے ہر گوشہ سے ہزاروں طالبات تحصیلِ علم کی غرض سے آئیں اور اکتسابِ فیض کے بعد اپنے گھروں کو واپس چلی گئیں۔ لیکن حیرت ہے کہ اس گہوارۂ تربیت کے ساتھ جس میں وہ کئی سال رہیں، ان کا تعلق محض زمانۂ تعلیم تک محدود رہ کر مدرسہ کے ساتھ رابطہ نہ رہنے پر ختم ہو جائے!

حقیقت یہ ہے کہ یہ چیز کسی علمی ادارہ سے فیضیاب ہونے والوں کے شایانِ شان نہیں ہے۔ علمی ادارہ کی حیثیت گھر کی سی ہے۔ اس سے اکتساب کرنے والے گویا ایک کنبہ کے افراد ہوتے ہیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ کسی کنبے کے ایک فرد کا دوسرے فرد سے یا کسی ایک ممبر کا خود اس گھر سے جہاں اس نے تعلیم و تربیت حاصل کی ہو بے خبر اور منقطع رہنا اس گھر کے لئے بحیثیت مجموعی اور فرداً فرداً اس کے ہر رکن کے لئے نہ صرف قابلِ افسوس ہے بلکہ ایک ایسا روگ ہے جس کو دیر تک برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

اس ضرورت کا احساس ہی ہماری ان چند سطور کا محرک ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مدرسہ کی فارغ التحصیل طالبات خواہ وہ ہندوستان کے کسی گوشہ میں رہتی ہوں ہماری اس بات پر فوری توجہ کریں۔ جن کا تعلق مدرسہ کے ساتھ نہیں رہا وہ نئے سرے سے رابطہ قائم کریں، اور جن کا رابطہ کمزور ہو گیا ہے وہ اسکو ایسا مضبوط کریں جس سے طالبات کا اپنی تربیت گاہ سے، اور ایک کا دوسرے سے مضبوط رشتہ قائم ہو جائے۔ یہ سب کچھ خواہ کسی بزم یا مجلس کی شکل میں ہو، جس کا اجلاس ایک مدت کے بعد ہوا کرے یا کسی دوسری

مناسب شکل میں۔ اس کا طے کرنا خود فارغ التحصیل طالبات کا اپنا کام ہے ہم نے تو ضرورت کا اظہار کر دیا ہے، اور بھولی ہوئی بہنوں کو کام کی بات یاد دلا دی ہے بس۔ اب ہم ان بہنوں سے توقع رکھتے ہیں جن کو اپنے مدرسہ اور اپنی درسی بہنوں سے محبت اور دلچسپی ہے کہ وہ بہت جلد اس سلسلہ میں اپنی اپنی تجاویز سے مطلع فرمائینگی، تاکہ اگر مقامی طور پر جالندھر میں کچھ کرنا طے پائے تو اسکو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔

مضمون نگاروں کی خدمت میں۔ رسالہ مسلمہ کے دفتر میں ہر ماہ رطب و یابس ہر قسم کے مضامین اس کثرت سے آنے لگے ہیں کہ ہم اپنے معیار کی تھوڑی سی توضیح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں: :

اس سلسلہ میں ہماری گزارش یہ ہے کہ مضامین کے متعلق یہ تو طے شدہ بات ہے کہ صرف وہی مضامین لئے جائینگے جن کے اندر اصلاح یا مفید معلومات کا ایک نہ ایک پہلو موجود ہو۔ خیالات کی صحت اور معلومات کی افادیت کے ساتھ ساتھ انداز بیان بھی سلجھا ہوا، سادہ اور دلکش ہو۔ یہ رسالہ معاشرتی تعلیمی اور مذہبی اصلاح کے نصب العین پر قائم ہے۔ لہذا اس میں مضمون نگاروں کو بڑی گنجائش طبع آزمائی کی ہے۔ بعض موضوع پامال ہو چکے ہیں۔ ان پر بار بار ایک ہی انداز میں لکھنا اور دقیانوسی خیالات کو ہمارے ناظرین و ناظرات کے سامنے لانے سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ پراپیگنڈا ایک فن ہے۔ بار بار دہرانے کے لئے بھی نیا اسلوب بیان چاہیئے، اور پامال شدہ موضوع بھی بعض ایسے گوشے اپنے اندر رکھتے ہیں کہ انکو سامنے لانے کی اب بھی ضرورت ہے۔ تعلیم کا مسئلہ ہی ایسا ہے کہ سرسید کے وقت سے اب تک اس پر اردو رسائل میں ہزارہا مضامین لکھے گئے، تعلیم نسواں پر صفحے کے صفحے سیاہ کئے جا چکے ہیں۔

لیکن اب بھی ہمارے پاس جو مضامین آتے ہیں ان میں بار بار اس ایک ہی دلیل پر خامہ فرسائی کی جاتی ہے کہ "عورتوں کے لئے تعلیم ضروری ہے ایسی ہی جیسی مردوں کے لئے" "اسلام میں مرد اور عورت دونوں کے لئے تعلیم فرض ہے" وغیرہ وغیرہ۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ آج اس سے کس کو انکار ہے! وقت کی ضرورت تو یہ ہے کہ دکھلایا جائے کہ عورتوں کے لئے کس قسم کی تعلیم، اور اس تعلیم کا کیا مقصد ہونا چاہیئے۔ عورت اور مرد کے الگ الگ دائرۂ عمل کے لحاظ سے انکے لئے طرز تعلیم، نصاب وغیرہ اگر مختلف ہوں تو کیا ہوں۔ اگر کوئی طریقہ تعلیم غلط شروع ہو گیا ہے تو اس میں کیا کچھ غلط ہے اور کتنا صحیح ہے؟ اگر اس ملک میں کہیں کوئی ٹھیک کوشش ہو رہی ہے، تو وہ کیا ہے؟ اور اسکی خصوصیات

گیا ہے ؟ نیز اگر اس میں بھی کوئی کمی ہے تو وہ کہاں ہے اور اسکی درستی کس طرح ہو۔ غرض کہ بے شمار پہلوؤں پر اب بھی روشنی ڈالی جا سکتی ہے، لیکن اس طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ کاوش اور مسئلہ پر غور کئے بغیر محض مضمون نویسی ترک کر دی جائے تو سب سے بہتر ہوگا۔

اس کے علاوہ عرض یہ ہے کہ اس رسالہ کا ایک مقصد صحیح، شستہ اور سادہ اُردو کی ترویج ہے۔ دفتر میں آنے والے مضامین اس معیار پر بھی پرکھے جاتے ہیں۔

نظمیں:- مسلمہ کی حیثیت بہن۔ بیوی۔ بیٹی۔ ماں اور سوسائٹی کے ایک ممبر کی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کی ان مختلف حیثیتوں پر دلکش انداز میں نظموں کے ذریعہ اظہارِ خیالات کیا جائے۔ ایسی نظموں میں فطری جذبات اور اچھوتے خیالات کو پیش کرتے وقت روانی اور دلکشی انداز کا خیال رہے تاکہ آپ کا معیار نہ صرف قابلِ قبول ہو بلکہ زبان زدِ خاص و عام بن جائے۔

اس سلسلہ کی ایک نظم "بیٹی" اس اشاعت میں پیش کی جا رہی ہے۔ ہم اپنے سخنور بھائیوں اور بہنوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس نمونہ کی تقلید کر کے مسلمہ کی دیگر حیثیتوں پر بھی طبع آزمائی فرمائیں گے۔

انعامی مقابلہ:- گذشتہ ماہ ہم نے اعلان کیا تھا کہ پچاس روپے کا انعام تعلیم نسواں کے موضوع پر بہترین مضمون نویس کیلئے پیش کرنا قرار پایا ہے۔ اس مضمون کے متعلق مزید گزارش یہ ہے کہ موضوع "مسلمان عورتوں کی تعلیم" ہے اور اس مضمون کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث و نظر کی جانی ضروری ہے۔ ملک کے بعض بعض حصوں میں فرقہ وارانہ فسادات کی وجہ سے اور سلسلۂ ڈاک کی خرابی کو دیکھتے ہوئے تاریخ ادخال مضمون کو اور بڑھا دینا مناسب سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ اب اخیر اپریل کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا مضمون نگار صاحبان و صاحبات مطلع رہیں اور اخیر اپریل تک منیجر رسالہ مسلمہ جالندھر شہر کو ایسے تمام مضامین جو انعامی مقابلہ کے لئے لکھے گئے ہوں پہنچ جانے چاہئیں۔

کوائفِ مدرسہ

(محترمہ مجیدہ بیگم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات)

انعام حاضری:- یکم فروری :- حاضریوں کا اول انعام "اسلامی جھنڈا" الصف السادس نے ۸۵ فیصدی اوسط حاضری پر حاصل کیا۔ دوسرا انعام "شریفِ تقریب" درجہ فضیلت

نے ۸۵ فیصدی حاضری پر، اور تیسرا انعام خصوصیہ اولیٰ کو ۸۰ فیصدی حاضری پر دیا گیا۔

جمعیت وحدت والعمل بفضلِ خدا اپنے فرائض کی انجام دہی میں سرگرم ہے۔ چونکہ ہر ماہ ہر کلاس اس معاونت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر اقدام کرتی ہے۔ لہٰذا جمعیت میں یہ طے پایا کہ جس طرح حاضری کی کثرت پر جماعتوں کو سلسلہ وار انعام دیا جاتا ہے، اسی طرح جس جماعت کا چندہ زیادہ ہو، اس کو بھی کوئی کپ بطور انعام دیا جائے۔ لہٰذا یکم فروری کو کپ ہذا الصف السادس کو پیش کیا گیا۔ اس کا چندہ ہر کلاس سے زائد تھا، یعنی اس نے جنوری میں ۱۲ روپے پیش کئے، جس کی تفصیل آپ "مسلمہ" میں دیکھ سکتے ہیں۔

اصلاح البنات:۔ مدرسہ کی پندرہ روزہ میٹنگ "اصلاح البنات" کی گذشتہ نشست میں خورشید ذوالفقار کپ عزیزہ سعیدہ نے حاصل کیا اور اُس اجلاس میں جو عزیزہ صفیہ عبدالحمید کے زیرِ قیادت منعقد ہوا، عزیزہ شکیلہ الصف الثامن نے خوبیٔ نظم پر انعام حاصل کیا۔

معائنہ مدرسہ:۔ ۲۵ فروری کو جناب سید ظفر الحق صاحب رئیس اولپنڈی اپنی اہلیہ کے ساتھ مدرسہ میں تشریف لائے اور باقاعدگی کے ساتھ تمام جماعتوں کا اور پھر دار الاقامہ کا معائنہ فرمایا۔ پھر کئی طالبات سے تلاوتِ قرآن اور نظم و تقاریر سُن کر اپنی خوشنودی اور مسرت کا اظہار فرمایا اور بیس روپے بطور عطاء مدرسہ عنایت فرمائے۔ جزاہ اللہ نعم الجزاء۔

طالبات کی صحت:۔ گذشتہ ماہ کے خوفناک سرد موسم میں باوجود ہزار دل حفاظتی تدابیر کے طالبات کی صحت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ لہٰذا چند ایک طالبات پچھلے دنوں زکام، بخار میں مبتلا رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ بار شکر ہے کہ اُس نے ان سب کو بہت جلد شفا بخش دی۔ خدائے بزرگ و برتر ہمیشہ اپنا کرم ان عزیزات کے شاملِ حال رکھے جو اپنے والدین اور اعزہ و اقربا سے جدا ہو کر طلب دین میں کوشاں ہیں۔

نوٹ:۔ اس بحالیٔ صحت میں مدرسہ کے طبی مشیر محترم ڈاکٹر کیپٹن سید عبدالودود صاحب کی بھی قابلیت اور ہمدردی کا بہت بڑا حصہ ہے۔ (ادارہ)

مدرسۃ البنات کا مرواتہ سالانہ جلسہ، جس کا اعلان گذشتہ ماہ کیا جا چکا ہے ۲ اپریل۔

بیٹی

از محترم طالب جے پوری

اے کہ تو ہے صانع بزم جہاں کا شاہکار ❊ اے کہ تجھ پہ ہے وقار آدمیت منحصر
ساز ہستی میں ہے تو اک کیف پرور شعریت ❊ مسلک فکر و عمل کی تو ہے اک پیغامبر
ابن آدم کی کفیل دانش و دیوانگی ❊ عشق کے دل کی دھڑکن ہے حسن کی نیچی نظر
مضمحل احساس میں لطف سرور زندگی ❊ مضطرب جذبات میں دل کا سکون مستقر

وقت کی نبضوں پہ رکھ کر انگلیاں آواز سن
ناقدان دہر کیا کہتے ہیں اس پر کان دھر

عالم ایجاد میں ہیں گردشوں پر گردشیں ❊ شاخ ہستی سے سدا ہے منطبع برق و شرر
اور اب انسانیت ہے دست فرسود زوال ❊ نیست عالم ہے خموشی ہے کسے اس کی خبر
آدمی میں آدمیت جب نظر آتی نہ ہو ❊ تجھ کو ہونا چاہیئے ہر ایسے عالم سے حذر

تو اگر چاہے بدل سکتی ہے عنوان حیات
تیرے ہی احسان سے انسانیت ہے بارور

تیری فطرت میں ہیں پنہاں وہ سلیقے وہ شعور ❊ جن سے بن سکتی ہے دنیائے دنی جنت اثر
تیرے ہنسنے سے چٹک سکتی ہیں کلیاں قلب کی ❊ تیرے نغموں سے بہار رنگ و بو ہے جلوہ گر
قلب عالم مضطرب ہے روح فطرت ہے اداس ❊ انبساط زندگی کا تو ہی کچھ سامان کر

بات اچھی ہے وہی جو سوجھ جائے برمحل
کام بہتر ہے جو ہو جائے مناسب وقت پر

صبح دم گرما وفاداری کے سوز و ساز سے ❊ نقش بے احساس میں قدر و عمل کا رنگ بھر
مکتب آغوش سے نکلیں جو تیرے نونہال ❊ آسمان آدمیت پر بنیں خورشید و قمر
کارواں جب تجھ سے زیست میں ہو گامزن ❊ خضر منزل گم جہاں ہو جائے تو ہو راہ بر
ابن مریم جب مریض غم سے مایوس ہو ❊ تو بنے اس کے ہر اک مہلک مرض کی چارہ گر

زندگی اور موت کو ناموس سے کر ہم کنار
کام یہ تجھ سے ہی کرنے کا ہے اے لخت جگر!

انقلابِ دہر

از محترمہ امۃ اللہ تسنیم

زمانہ ہمیشہ بدلتا رہا ہے ❖ مگر یوں نہ ایسا کہ عالم نیا ہے
اداسی سی چھائی ہے سارے چمن میں ❖ چمن کو کہوں کیا کہ کیا ہو گیا ہے
نہ بلبل کے نغمے نہ قمری کی کو کو ❖ نہ ان کی نواسنجیوں میں مزا ہے
نہ پھولوں میں رنگت نہ سبزہ چمن میں ❖ زمانے کا نقشہ ہی بدلا ہوا ہے
ہوائے چمن جانے کیسی چلی ہے ❖ کہ ہر پھول پھل آج مرجھا رہا ہے
چمن پر یہ موقوف ہے اور نہ گھر پر ❖ جہاں دیکھو سناٹا چھایا ہوا ہے
نہ وہ اگلی رونق نہ ویسی بہاریں ❖ دلوں پر غبارِ الم چھا رہا ہے
نئی آفتیں اور نئی کلفتیں ہیں ❖ نیا اب یہ زمانے کا رنگ ہو رہا ہے

یہ عبرت کدہ دوستوں کے لئے ہے
یہاں دل لگانا بُرا ہے بُرا ہے

نرخ نامہ اجرت اشتہارات

مقدار	ایک ماہ	۳ ماہ	۶ ماہ	ایک سال
فی صفحہ	عہ ۱۰	معہ ۲۷	منعہ ۴۸	للعہ ۸۴
نصف صفحہ	۶	عہ ۱۶	سنہ ۳۰	منعہ ۴۸
چوتھائی صفحہ	للعہ ۴	عنہ ۱۰	معہ ۱۸	سنہ ۳۰

عربی عورت عہدِ جاہلیت میں

(مسلسل)

مرد کے نزدیک عورت کو جو قدر و منزلت حاصل تھی وہ صرف اسی حد تک نہ تھی کہ وہ اس کی حمایت کرتا اور اس کی آبرو کی خاطر اپنا خون تک بہا دیتا تھا۔ کیونکہ اس پر یہ گمان ہو سکتا ہے کہ جس طرح ایک مالک اپنی مملوکہ چیز کے بچاؤ کی فکر کرتا ہے۔ اس کی حفاظت بھی اسی قبیل کی ایک چیز تھی حالانکہ ان کی حیثیت یہ نہ تھی۔ وہاں مرد اور عورت دونوں ایک ہی سطح پر تھے۔ ایک دوسرے کی رائے تبادل کرتے ایک دوسرے کی امداد کو پہنچتے اور مصائب زندگی میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے تھے اور یہ کہنا تو ضعف اسلوب ہے کہ عرب عورت کے ساتھ نرم اور اس پر مہربان تھا کیونکہ نرمی اور مہربانی قوت کے سامنے کمزوری کا پتہ دیتی ہیں حالانکہ پوزیشن یہ تھی کہ عورت کا بھی زندگی میں اسی قدر حصہ تھا جس قدر مرد کا تھا اور جتنا اس کے دل میں مرد کا اجلال و احترام تھا اسی قدر مرد کے دل میں اس کے لئے بھی یہ چیز موجود تھی۔

پھر اس دور میں جبکہ رومی عورت مرد کی پرستش کرتی تھی۔ اور اللہ کے علاوہ اسے بھی ایک باجبروت خدا تصور کرتی تھی۔ اس کی عربی بہن آزادی اور مساوات کی انتہائی بلندیوں پر سرفراز تھی۔ اور حقوق و مراعات میں مرد کے ساتھ برابر سرابر کی شریک تھی۔ اس کی بہترین مثال اور دلیل ان کی یہ ضرب المثل ہے :-

ان النساء شقائق الاقوام		بلاشبہ عورتیں قوموں کا نصف ہیں۔

اس سے ان کی یہ مراد ہے کہ ان کی عورتیں مردوں کے برابر ہیں اور ان کی سوسائٹی میں مرد کو عورت پر کسی قسم کی فضیلت حاصل نہیں بلکہ عظمت اور حرمت سے جو حصہ وافر عورت کو ملا تھا مرد باوجود اپنے رعب و قوت اور اختیار و اقتدار کے اس سے محروم تھا۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ ایک نوجوان لڑکی نے جب ایک مرد کو امان دے دی تو عرب کا بادشاہ بھی نہ اسے توڑ ہی سکا اور نہ اس میں تصرف ہی کر سکا۔

اس کی تشریح یہ ہے کہ ذبیاع کے لڑکے مروان القرظ نے بکر بن وائل سے جنگ کی (لیکن جب اسے شکست ہوئی اور) بکر بن وائل نے اس کے لشکر کا تعاقب کیا اور ایک شخص اسے گرفتار کر لیا۔ لیکن وہ اسے پہچانتا نہیں تھا۔ جب وہ اسے لے کر اپنی والدہ کے یہاں پہنچا تو وہ کہنے لگی تم اس قیدی کو گرفتار کرنے سے ایسے مغرور و متکبر نظر آتے ہو گویا مروان القرظ کو پکڑ لائے۔ اس پر مروان نے کہا "مروان سے تم کیا توقع رکھتی ہو؟" اس نے جواب دیا "زر فدیہ کی کثرت" مروان نے کہا "تمہیں اس سے کس قدر زر فدیہ کی امید ہے"؟ اس نے کہا۔ "ایک سو اونٹ" مروان نے کہا۔ "اگر تم مجھے عوف بن محلّم کی لڑکی ضماعہ — اس کے ساتھ مروان نے کبھی بھلائی کی تھی — کے سپرد کر دو تو لاتنے اونٹوں کا میں ذمہ اٹھاتا ہوں۔ وہ کہنے لگی "اس کی کیا ضمانت ہے"؟ مروان نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر دیا اور کہا یہ ضامن ہوگا۔ اس پر وہ اسے عوف بن محلّم کے یہاں لے گئی وہاں ضماعہ نے اسے اپنی حفاظت اور پناہ میں لے لیا۔ مروان نے عرب کے بادشاہ اور حیرہ کے ذی اقتدار شخص عمرو بن ہند کے ساتھ کبھی برائی کی تھی اور عمرو نے قسم کھا رکھی تھی کہ وہ اسے ہرگز معاف نہیں کریگا الا یہ کہ وہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دے (یعنی اپنے آپ کو غیر مشروط طور پر اس کے حوالے کر دینے کے لئے آمادہ ہو جائے) چنانچہ جب عمرو کو اطلاع ہوئی کہ وہ عوف کے یہاں مقیم ہے تو اس نے کہلا بھیجا کہ مروان کو ساتھ لے کر آجاؤ۔ عوف نے جواب دیا "اسے میری بیٹی امان دے چکی ہے اور اب اسے لانے کی کوئی شکل نہیں"۔ عمرو نے کہا میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ اسے معاف نہیں کرونگا الا یہ کہ وہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دے" عوف نے جواب دیا "ہاں وہ ہاتھ تو تمہارے ہاتھ میں رکھیگا مگر اس شرط پر کہ میرا ہاتھ دونوں ہاتھوں کے درمیان رہے"۔ عمرو نے اس کی بات مان لی مروان کو معاف کر دیا اور اگر عورت نے پناہ نہ دی ہوتی تو اس طرح قابو حاصل ہو جانے کے بعد وہ اسے کبھی معاف نہ کرتا اور عورت نے اسے اپنی پناہ میں لیا ہوتا تو اس شکل میں یا تو اسے جنگ کرنی پڑتی یا اسے حوالے کر دیتا۔

عورت حفاظت و رعایت کے استحقاق سے کہیں زیادہ بلند اور اعلیٰ مقام پر تھی۔ ایک بھاگے ہوئے انسان کا اس کے خیمہ کی طنابوں سے اپنی چادر کو باندھ دینا اس کے محفوظ ہو جانے کی ضمانت تھی اور اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اب اسے ہر کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔

مۃ طرح اس کا صحن ایک با حرمت پناہ گاہ تھی جس کی خود وہ لوگ پناہ لیا کرتے تھے اور اس کے دروازے پر حاجتمند لوگ ہجوم کرتے اور وہاں سے راہ چلنے والے راستہ دریافت کرتے تھے۔ اس کی نادرترین مثال عبد شمس بن عبد مناف کی لڑکی سبیعہ کا واقعہ ہے۔

سبیعہ مسعود بن مالک ثقفی کی عورت تھی۔ جب کنانہ اور قریش کی باہمی جنگ جنگ فجار اپنے شباب پر تھی تو اول الذکر قبیلے کی کمان سبیعہ کے بھتیجے حرب بن امیہ کے ہاتھ میں تھی اور موخرالذکر فریق کی عنان قیادت مسعود خود اس کا شوہر سنبھالے ہوئے تھا۔ مسعود نے اس کے لئے اپنے لشکر کے عقب میں ایک خیمہ نصب کر رکھا تھا۔ جب وہ اس کے پاس گیا تو کیا دیکھا کہ اس کے رخساروں پر آنسو بہ رہے ہیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر اس نے پوچھا۔ "تم کاہے کے لئے رو رہی ہو" سبیعہ نے جواب دیا "میری قوم پر جو حادثہ آنے والا ہے اس کی وجہ سے رو رہی ہوں" مسعود نے کہا "تو بیشک ان میں سے جو بھی تمہارے خیمہ کے اندر آجائے گا اس کو امان دے دی جائے گی۔" یہ سنکر سبیعہ نے اپنے خیمہ کو وسعت دینے کے لئے اس کے ساتھ اور چادریں ٹانکنی شروع کر دیں تاکہ اس کے اندر ایک جم غفیر سما سکے۔

جب قیس کو ہزیمت ہوئی اور مسعود مغلوب ہو گیا تو سبیعہ کے بھتیجے یعنی حرب بن امیہ نے اعلان کر دیا کہ ہر وہ شخص امن میں سمجھا جائے گا جو تمہارے خیمہ کی طنابوں کو آکر تھام لے یا اس کے اردگرد آکر گھومے۔ چنانچہ قیس کا کوئی فرد ایسا نہ رہا جس نے اس کے خیمہ کو نہ تھاما ہو یا اس کے گرد نہ گھوما ہو۔

بے لگام عورت کی شورش اور اسکا خطرہ

پہلے خاندان، پھر امت پر

اقدام کی برچھا گردی، حلال و حرام سے بے نیازی، اور بے دینی کی آزادی کا ایک یہ بھی کرشمہ تھا کہ کچھ بے دین، فرنگی بننے کے شوقین، رسائل و اخبارات میں مضمون لکھنے اور کتابیں اور افسانے تصنیف کرنے کے درپے ہوئے۔ اور تجددیت کے دعویدار اور تہذیب نو کے علمبردار بن کر اپنی دعوت کا رخ عورتوں اور نوجوانوں کی طرف پھیر دیا۔ اس لئے کہ یہ دو تو گروہ بہت جلد دھوکا کھاتے اور بڑی آسانی سے قابو میں آجاتے ہیں۔ اور ان کو ہر پرانا طریقہ، جس پر وہ کاربند تھے، برا کرکے دکھاتے اور ہر ضرر رساں نئی چال کے گن گا گا کر بہلاتے رہے بالخصوص عورت کے پردے، اسکی پاکدامنی، خانہ نشینی، مرد کی اطاعت شعاری اور اولاد کی خدمتگزاری کو۔ یہاں تک کہ انھوں نے پردہ چاک کردیا، شرم کی چادر اتار دی۔ دلہنیں اپنے شوہروں سے بگڑیں، کنواریاں اپنے باپوں سے سرکش ہوئیں اور شاہراہوں اور بازاروں کو چل نکلیں۔ ایسے لباس زیب تن کئے ہوئے جس سے عریانی کو عار آئے، بے حیائی بھی شرمائے، کسی پر آپ مر رہی ہیں کسی کو اپنے پر مائل کر رہی ہیں، بعینہ ان عورتوں کا روپ بنائے جن کی نسبت حدیث صحیح میں آیا ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوں گی۔ پھر عورتوں کی جمعیتوں نے اپنی خاص محفلوں میں اسی رنگ سے مردوں اور عورتوں کو آپس میں مل کر ناچنے اور مے نوشی کرنے کیلئے اکٹھا کرنا شروع کردیا۔

پھر اس میل ملاپ کا انجام یہ ہوا کہ شادی بیاہوں میں کمی آئی، زناکاری کی کثرت ہوئی اور آزمائشی سگائی کے بہانے نوجوانوں کا کنواریوں کو فریب دیکر لمبی یا چھوٹی مصاحبت کے بعد ان کی پارسائی کو داغدار کرنا بڑھ گیا۔ عورتوں کا قتل، عورتوں کے لئے مردوں کا آپس میں کشت و خون، روزمرہ کے واقعات بن گئے۔ بن بیاہے بچوں کی گنتی کئی گنا بڑھ گئی۔ کچہریاں طلاق کے مقدموں اور فسخ نکاح کی درخواستوں سے پٹ گئیں اور اخبارات

ان امور کی ایسی رسوائیاں شائع کرنے لگے جو انجان مردوں عورتوں کو بھی ان کے طریقے سکھائیں اور فریقین کو ان پر چلنے کی جرأت دلائیں اور گھروں کے اندر باہر فساد اس حد کو پہنچا کہ لکھنے والے ۔ بیت فسادیوں کے ۔ چلا اٹھے۔

اس گزشتہ موسم گرما میں ایک بہت بڑے کامل الفن ادیب (ع ع) = (استاد عبداللہ عفیف) نے مشہور جریدہ البلاغ میں مصر شاعرہ کے زیر عنوان کچھ بلیغ مقالے شائع کئے جن میں اس خرابی اور اس کے خاندان اور امت کے لئے خطرناک ہونے کو اس شاعرانہ اور فلسفیانہ انداز سے بیان کیا کہ اس سے گنبد گردوں گونج اٹھا۔ ان مقالوں میں ان دینی حیلہ اور آداب و رسوم کے خلاف بغاوت اور زوجیت کے پاک و مطہر حقوق اور مقدس مادرانہ صفات سے گردن کشی کرنے والیوں کے خلاف ایسے سچے حملے کئے کہ ایک زنِ شاعرہ ان کی تکلیفوں سے چلا اٹھی اور اس کی مذمت میں شکایت کا اظہار کرے، اسکے سنگدل قلم کو دختران جنس پر موم بنانے، اور ان مردوں کے خلاف جو عورتوں کو بگاڑتے ہیں ابھارنے کے لئے ایک چٹھی لکھی جس کا جواب آنجناب نے ایسا ہی فصیح و صریح لکھا جیسا ایک شریف مسلم کا وجدان لکھا سکتا ہے۔ مجھ کو اسے پڑھ کر رونا آگیا۔ میں نے چاہا کہ اس چٹھی اور اس کے جواب کو قارئین المنار کے لئے اس میں محفوظ کر لوں۔ (سید رشید رضا مرحوم ایڈیٹر المنار مصر)

مرد و عورت

(ترجمہ مقالہ ادیب فاضل استاد عبداللہ عفیف رسالہ البلاغ)

لکھا: ڈاک نے گزشتہ ہفتے مندرجہ ذیل چٹھی مجھ کو پہنچائی :- سید الاستاد المحترم "میں آپ کے ان چست و درست مضامین کو جو آپ "مصر شاہراہ" پر لکھتے ہیں شوق و پسندیدگی کے ساتھ پڑھتی ہوں کیونکہ وہ پیارے مصر کے ایک عظیم الشان صفحہ کو کھول رہے ہیں اور مجھ سے ان کے پڑھنے کے لئے اپنے نوخیز فرزندوں اور دختروں کو چونکانے میں چوک نہ ہوگی۔ اس لئے کہ ان کا اسلوب حسین اور مقصود بلند ہے لیکن مجھ کو سخت حیرت ہوئی جب میں نے آپ کا آخری مقالہ پڑھا اور اس میں آپ کو عورت ذات کے خلاف نہایت سختی اور کرختی کے ساتھ ہیجان میں آئے ہوئے پایا۔ اور میں نے اس لمبی بات میں اس مسکین مخلوق کے متعلق آپ کو ایسے انداز سے گفتگو کرتے دیکھا جس سے دشمنی کینہ اور بیزاری برس رہی تھی۔

کیا استاد اس خطرِ شدید کو محسوس فرمائینگے جو اس اندازِ تحریر سے متوقع ہے۔ اور جناب! وہ جو نصیحت کرتا ہے، اور وہ جو حملہ کرتا ہے، ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ اور مصری عورت اے لکھنے والو! تمہارے انصاف کی زیادہ حقدار اور تمہاری حوصلہ افزائی کی بیشتر سزاوار ہے۔ اس کو یہ ناپسند نہیں کہ تم اسکی کمزوری کے مقامات سے آگاہ کرو مگر نرمی اور انصاف کی روح کے ساتھ۔ میں بھی مصری عورت کی طرح ایسے شخص کی تو حاجتمند ہوں جو مجھ کو نصیحت فرمائے لیکن ایسے شخص کی مجھکو ضرورت نہیں جو مجھے رسوا کرے۔ اور یہ کیا بات ہے جناب! کہ آپ مرد کے کسی مکار عورت کے دام فریب میں آجانے سے تو ڈرتے ہیں، لیکن عورت کے کسی عیار مرد کے جال میں پھنس جانے کا اندیشہ نہیں فرماتے! سفینے کا ناخدا تو یا حضرت! مرد ہے، اور جو تباہی کشتی پر اور جو مصیبت اس کے سواروں پر آئے وہی اس کا جواب دہ ہے، مگر یہ کہ قیادت تو مرد کی ہو اور ملامت کسی اور کو ہو، یہ ظلم و زبردستی ہے۔

اور آخر میں میں ڈرتی ہوں کہ فاضلِ محرر اور ادیب کبیر استاد کے خطاب میں کہیں حد سے تجاوز نہ ہو گیا ہو اور سلام فائق اور احترام لائق کے قبول سے مشرف فرمائیے۔"

ف۔ک

اور راقم الحروف مصر شاعرہ پر سیدہ فاضلہ کی عنایت فرمائی کا شکر گذار ہے اور یہ اس کی غایت مسرت کا باعث ہے کہ وہ عورت ذات میں وطنِ عزیز کے لئے ادبی رفعت کے ایک گوشے پر التفات پاتا ہے۔ رہی میری تند شورش، اے میری مہذب خاتون! سو اس کا اعلان میں نے تند و شوریدہ عورت کے خلاف ہی کیا، اور ایسی شورش عدل و انصاف، اور تندی کا جواب تندی، نرمی و ہمدردی سے ہے۔

مصری عورت اس وقت ایک تیز و تند عصبی ہیجان میں چلی جا رہی ہے، اس کے دائیں ہاتھ میں قاتل ہتھیار ہے۔ اس کے بائیں ہاتھ میں بھسم کر دینے والی آگ، اس کے قدموں کے نیچے اتھاہ ہاویہ ہے اور وہ جب گری، بچہ اس کے ساتھ گریگا، وطن اس کے ساتھ گریگا، وہ ایک ہی بار گریگی اور ایسی گریگی کہ پھر ابد الآباد تک ابھرنا نصیب نہ ہوگا۔

ہماری گفتگو بیگم صاحبہ! مرد و عورت کے درمیان اعمال کے نتیجوں کی حد بندی پر نہیں ہے دونوں میں سے ہر ایک کے پاس ایک عقل ہے جو منحرف ہونے پر اس کو ڈانٹتی ہے، اور ایک دین ہے،* دونوں کے بیچ جو لمبا چوڑا فرق ہے جو چوٹ آنے کے وقت برداشت کی قوت، اور

* جو گمراہ ہونے پر اسکی راہنمائی کرتا ہے اور دونوں جزا سزا اور تعریف مذمت میں مساوی ہیں مگر دونوں کے بیچ

ٹھوکر کھا کر اٹھ کھڑے ہونے کی طاقت میں ہے اور اس پامالی اور شکستگی میں جو گرنے پر انسانی سماج کو لاحق ہوتی ہے۔

مرد تو کبھی گر پڑتا ہے تو کسی وقت اٹھ بھی کھڑا ہوتا ہے، کبھی جھک پڑتا ہے تو کسی وقت سیدھا بھی ہو جاتا ہے، کبھی گناہ کرتا ہے تو کسی وقت نیکی بھی کرنے لگتا ہے۔ کبھی منہ موڑ کر بیٹھتا ہے تو کسی وقت دھیما بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن آج کے دن تک اللہ نے وہ عورت پیدا نہیں کی جو ایک بار جب گر ہی گئی ہو تو پھر کبھی اپنی پہلی خیر و صلاح کی حالت پر لوٹ کر آگئی ہو۔ کہ اس کا سبب یہ ہے کہ عورت تو گناہ کا مقابلہ اپنے تیز و نازک ضمیر اور اپنی پر زور حیا کے ساتھ کرتی ہے اور مرد اپنی عقل و منطق سے۔ ضمیر میں جب رخنہ آ جائے ضمیر ٹوٹ جاتا ہے اور حیا جب پھٹ جائے تو وہ زائل ہو جاتی ہے۔ لیکن عقل و منطق خطا کر بیٹھتی ہیں تو راہ صواب پر بھی آ جاتی ہیں کبھی غائب ہوں تو حاضر بھی ہو جاتی ہیں۔

اور یہاں منحرف ہونے کے اثر میں دور کا فرق ہے۔ مرد منحرف ہوتا ہے تو اس کے گھر میں نیک عورت ہوتی ہے جو کنبے کی حفاظت اور بچوں کی نگہداشت کرتی ہے اور عورت منحرف ہوتی ہے تو نہ بیوی بننے کے لائق رہ جاتی ہے اور نہ ماں بننے کے۔ اور نہ تو اس میں قابلیت رہتی ہے کہ کنبے کا بندھن بن سکے، اور نہ یہ کہ گھر کا سہارا ہو سکے۔ بلکہ یہ سب کچھ ٹھیک پڑتا ہے اور گر کر پاش پاش ہونے کو ہو جاتا ہے اور کنبہ وطن کے جسم کا ایک عضو ہی ہوتا ہے کہ جب وہ عضو پھٹ جائے تو بگاڑ سارے جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ اب ہم نے جو اتنی چیخ پکار کی ہے اور ایسی سخت شورش اٹھائی ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ ہم کوڑھ کو دیکھتے ہیں کہ وہ دلیں کے پیٹ میں سرایت کرنے لگا ہے اور اس کے دل کی طرف چل رہا ہے اور ناگزیر ہے کہ اس روگ کا بڑھ جانے سے پہلے دفعیہ کیا جائے اور ضروری ہے کہ دل کو فاسد ہونے سے پہلے بچایا جائے۔

بیگم! یہ کھوکھلی سارنگی جس پر اس شہر کے اہل قلم نوجوان عورت کی پسندیدگی اور عورت کو اکسانے کے نغمے گا رہے ہیں، تم کو اس پر فریفتہ نہ ہونا چاہیے کیونکہ بعض پرند جو اپنے کان میٹھی آواز، سندر لے اور موہنے گیتوں کی طرف لگا لیتے ہیں تو وہ اس کے قریب ہوتے ہوتے جال میں جا پھنستے ہیں۔ پھر نہ تو ان کو زمین پر کوئی ٹھکانا ملتا ہے اور نہ آسمان پر کوئی اڈہ۔

یہ کاتب جس کی مصری عورت کے خلاف باغیانہ تحریر پر آپ معترض ہیں عورت کی تاریخ پر

تین جلدیں لکھ چکا ہے اور اس کو اس پر بہت بڑا فخر ہے کہ اس نے جہان کی سب سے عظیم الشان عورت کے متعلق ایک پاک نگارش نشر کی ہے اور وہ عظیم الشان عورت مسلمان عورت ہے عظمتِ اسلام کے زمانے میں۔ مطلب یہ ہے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے کسی دشمنی، خفگی، ناراضی اور ناپسندیدگی کی بنا پر نہیں لکھا۔ لیکن جو کچھ اس نے لکھا ہے علم و بصیرت اور خوف و اندوہ کی بنا پر لکھا ہے۔ اور وہ پندرہ سال سے لے کر اپنی اس بیوی کے لئے رو رہا ہے جو اس کے پاس ڈیڑھ سال سے زیادہ نہیں رہی اور اس کی قبر کو اپنا باغ اور اس کی یاد کو اپنی تسکین آج تک بنائے ہوئے ہے۔ اور آئندہ بنائے رہیگا۔ پھر جب تم مجھ کو عورت پر سخت دلی کرتے دیکھو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اسکو اس بری حالت پر جو اس کی ہو رہی ہے اور اس بد انجامی میں جس کی طرف وہ جا رہی ہے دیکھنا گوارا نہیں کر سکتا۔

۱ عورت، اے بیگم صاحب! ان دنوں اپنی انوثتِ کاملہ یعنی پوری زنانگی کے خلاف بغاوت کر رہی ہے اور کامل زنانگی ہی فطرت ہے جس پر اللہ نے عورت کو پیدا کیا ہے، اور جس سے اس کی ان فضیلتوں اور ان بڑائیوں کو ترکیب دیا ہے جن کی بلندی کو مرد نہیں پہنچ سکتا؛ وہ ہمہ گیر رحمت، جاگتے وجدان، پیوستہ حیا اور فیاض ممتا کی معدن ہے۔ اور یہی راستہ ہے جو گھر کے لئے وفاداری شوہر کی محبت، اولاد کے لئے مٹ جانے، کنبے کے لئے ایثار، اور سب کی خوشحالی پر قربان ہو جانے کی طرف جاتا ہے، اور یہی بھید ہے عورت کی معنوی قوت، روحانی اثر، اور باطنی اقتدار کا، اور یہی نشان ہے اس راحت و سکون کا جسکو مرد اپنی نیک بیوی کے پاس جا کر پاتا ہے اور یہی وہ ہے جس کے بارے میں خالق دانا فرماتا ہے:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَ
۲ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

(ترجمہ) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری اپنی جنس کے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کے پاس جا کر سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان دوستی اور مہربانی قرار دی، بیشک اس میں نشان ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جو دھیان کرتے ہیں۔

پھر جب یہ زنانگی نقص و فساد یا میل و انحراف سے متاثر ہوتی ہے تو اس کے ضمیر کی روشنی گل ہو جاتی ہے .... حیا کا پاسبان رخصت ہو جاتا ہے، روح کی بلندی پست ہو جاتی ہے، قوت کا کڑا ٹوٹ جاتا ہے، بچاؤ کا پردہ پھٹ جاتا ہے، اور

ایک ایسی متبذل متاع بن جاتی ہے کہ جو اس کو چکھتا ہے وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ مجھ کو اسکی نہیں کسی اور کی ضرورت ہے۔

اکثر بہت سے موقعوں میں پوری مردانگی کے آثار ہوتے ہیں۔ پر دینِ حنیف اور عرفِ رشید کی نگاہ میں، مادریت، پدریت پر فائق ہے۔ اور زخموں کی مرہم پٹی، ہڈیوں کو جوڑنا، پیاسے کو پانی پلانا، مصیبت زدوں کے کام آنا، اور رنج و الم کے ماروں کی فریاد رسی کرنا، خون کے بہانے گوشت کی دھجیاں اڑانے، جنگ کی آگ بھڑکانے، اور دنیا میں آشوب برپا کرنے سے بدرجہا نیک و پاک ہے۔ اور عورت اپنی کامل نسائگی میں مرد کی نسبت دین میں زیادہ خالص ایمان میں زیادہ پختہ، اور احسان میں زیادہ مخلص ہوتی ہے۔

ضروری اطلاع: ◯ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونیکی علامت ہے آئندہ رسالہ بذریعہ وی۔ پی رسال ہوگا۔ زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے۔ خدارا وی۔ پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔ منیجر

مسلمان اب کیا کریں

قسط چہارم

(گزشتہ سے پیوستہ)

(از حضرت داعی الی الحق)

ایمانی انقلاب :-

آپ نے دیکھا کہ پاکستان محض زمین کے کسی ٹکڑے یا کسی خاص انسانی گروہ کے اقتدار کا نام نہیں، بلکہ پاکستان ایک ضابطۂ حیات ہے، یہ ضابطۂ حیات اسلام ہے ـــــ جداگانہ وجود کا تصور اسلام کی گھٹی میں پڑا ہے۔ چنانچہ دار الاسلام اور دار الحرب اس دَور کے یادگار الفاظ ہیں جب نہ ہندوستان میں مسلمانوں کی کوئی مظلوم اقلیت تھی، اور نہ ہی مسلمانوں کو دوسری قوموں سے کسی قسم کا خطرہ محسوس ہوا کرتا تھا۔ ـــــ مسلمان ہونے کے معنے یہی ہیں کہ پہلے دُنیا کے ایک ٹکڑے میں نیکی اور سلامتی کا راج قائم کر کے بدی اور بد امنی والے ٹکڑے سے جنگ لڑی جائے، رُوحانی، اخلاقی، معاشرتی اقتصادی اور ضرورت ہو تو جسمانی جنگ ـــــ یہ جہاد تب تک جاری رہے گا جب تک دنیا سے بدی اور بد امنی ختم نہ ہو جائے۔ یا آخری مسلمان اپنے خون کا آخری قطرہ نہیں بہا چکتا۔

اسلام صرف چند مذہبی اصول ہی پیش نہیں کرتا، بلکہ الٰہیات، اخلاق، معاشرت، حکومت، تعزیر، عدل اور لین دین کے لئے بھی ایک مخصوص نظام تجویز کرتا ہے ـــــ جب تک مسلمان کو سلطنت حاصل تھی، دین، معاشرت، سیاست، عدالت اور اقتصادیات سب کچھ اسی کے اپنے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے عوام کو بھی اس حقیقت کا چرچا کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی تھی کہ اسلام کا انتظامی، عدالتی اور اقتصادی نظام جداگانہ ہے۔ ہاں عُلماء اپنی کتابوں میں ضرور ان مسائل کی چھان بین کرتے تھے۔ اب جبکہ سلطنت فرنگی کے پاس ہے اور تجارت بنئے کے ہاتھ۔ تو ہندوستان میں اسلامی زوال کی نت نئی انوکھی تعبیریں کرنے والے بُوجھ بجھکّڑ ماہر، وزرا ایک اچنبا نظریہ پیش کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے اورنگ زیب نے ہندوؤں سے بگاڑ کر غلطی کی۔ اکبر کی طرح بنا کر رکھتا تو آج ہم اس حالت کو نہ پہنچتے۔ کوئی کہتا ہے، مغلوں نے ہندوؤں کی دلجوئی میں اسلام فراموش کر دیا، اسی گناہ کی سزا بھگت رہے ہیں۔ طاقت ہاتھ میں تھی، سب کو مسلمان بنایا ہوتا یا نامسلمانوں کو ختم کر دیا ہوتا، تو آج اقلیت، اکثریت کے جھگڑے سے چھوٹتے ـــــ کوئی کہتا ہے اسلامی آبادی کی اکثریت والے علاقے مسلمانوں کا

[illegible] جانے چاہئے تھے اور باقی مقبوضہ علاقہ ــــ کسی کو شکایت ہے شہنشاہیت کی بجائے جمہوری نظام حکومت [illegible] کی چاہیے کہ صنعت و حرفت اور تجارت کمزور ہو گئی ــــ [illegible] مشینیں ایجاد کر لی تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پیغمبر اسلام نے اسلام کی بنیاد رکھی تو یہ ایک ایمانی انقلاب کا پیغام تھا جو قبول کرنے والے کی جان کو بدل کر چھوڑتا تھا اور جس میں اس کا جسم اور ماحول سب کچھ [illegible] ذاتی تھا۔ یہ پیغام کسی انسان کا من گھڑت نہ تھا، بلکہ اللہ نے خاص وحی کے ذریعہ خود پیغمبر پر نازل کیا تھا۔ اس پیغام کی بنیادی تعلیم دنیا اور عقبیٰ دونوں کی توحید۔ کائنات کی پُراسرار طاقتوں کی [illegible] توحید ہی ہے۔ جو قرآن [illegible] انسان کی تلاش کرتی ہے ہمیں کائنات کے ظاہری آثار سے [illegible] جو حرکت و سکنت کرتی ہیں ان کی بنیاد ایک توحید پر ہے۔ جو پیغمبر کی سنت کی پیروی میں ماحول [illegible] دونوں کوششیں ایک ہی ایمانی توحید کے ماتحت مسلسل جہاد کی شکل میں ہمیشہ جاری رہتی [illegible] ۱۹[illegible]ء میں مسلمانوں نے جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا۔ بیچ کے دو سو [illegible] جس میں ہاتھ سے گئے اور ترقی کے آثار ہاتھ سے چھن گئے۔ ہمارا یوں پوچھنے کہ حقیقت [illegible] سب سے پہلے ایمان گیا۔ پھر اخلاق گیا۔ تب سلطنت کو زوال آیا۔ تجارت چھنی، دولت گئی، عزت گئی، [illegible] عزت بھولی، اب جان بھی خطرہ میں ہے۔ ان دو سو سال میں یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟ یہ ایسی عبرت آموز کہانی ہے [illegible] موٹے موٹے واقعات پر ضرور نظر رکھنی چاہئے۔ اگر پتہ چل جائے کہ دادا نے کیسے ایک ایک کر کے جائداد بیچ ڈالی تھی تو شاید اس کے پوتے کو سنبھلنے میں مدد ملے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کس طرح ہر لغزش کی تہ میں ایمان کی کمزوری کام کر رہی تھی، اُمت اپنا ایمان بھلا چکی تھی، توحید پیش نظر نہ تھی، کوئی عقبیٰ کی توحید بھولا، کوئی دنیا کی توحید بھولا، کوئی دونوں کو الگ الگ رکھ کر دونوں کی باہمی توحید بھولا۔ اکثر کا مرض دونوں کے بیچ بیچ تھا، یہ تو دل کی بیماری تھی۔ لیکن مریض کو کمزور دیکھ کر جو لُتّو، کھٹمل اور دوسرے جراثیم خون چوسنے کو جسم میں داخل ہو گئے۔ اُن کی گنتی کرنے سے بھی مفید سبق ملتا ہے ــــ ایمان کے زوال کے اسباب کا بیان کسی آئندہ قسط میں ہوگا یہاں پہلے اُن طاقتوں کا بیان کرتے ہیں، جو عالم اسباب میں اسلام کی دشمن ثابت ہوئیں۔۔

اسلام دشمن طاقتیں: ــــ

(۱) شریعت فروش: ــ اس فہرست میں پہلا نمبر شریعت فروشوں کا ہے۔ علمائے دین نے اسلام کی جو خدمات انجام دیں، اور پیغمبر اسلام نے اُن کی عزت و تکریم کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے اُس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا ــــ اسی طرح صوفیائے کرام نے ہندوستان میں جس طرح دین قائم کیا اس کا منکر

میں کوئی بدبخت ہی ہو سکتا ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ آغازِ اسلام سے ہی یہود، گبر اور چانکیہ کی اولاد پر دہ پر ہمنوں نے منافقت سے اسی متبرک طبقہ کے تقدس کی آڑ میں مسلمانوں کو منتشر کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ فروعی اختلافات کو بڑھا کر فرقے قائم کر دیئے، مسلّمات میں شبہ پیدا کر دیا۔ اسی دوران میں پاپی پیٹ کے بندے بھی تھے جنہوں نے خانقاہ اور مدرسہ سے سیکھا ہوا علم اور معرفت دل و دماغ کی پرورش کی بجائے معدہ پروری کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ یہ شریعت فروش اور طریقت فروش اپنی ناشائستہ حرکات سے ایک طرف تو عوام کو گمراہ کرتے رہے، دوسری طرف امت کو علماء اور صوفیاء سے بدظن کر دیا —— یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دنیا کی تھوڑی پونجی کے معاوضہ میں دین بیچ دیتے ہیں —— یہی حضرات ہیں جو کبھی انگلستان کا نصرانی بادشاہ مر جائے تو اُس کے لئے مسجدوں میں مغفرت کی دعائیں کراتے ہیں۔ کبھی سود حلال قرار پا جاتا ہے، کبھی جہاد حرام ہو جاتا ہے۔ کبھی شہدائے کرام، حرام موت مرنے والے قرار پاتے ہیں۔ کبھی فاسق و فاجر مسلمانوں کی مذمت کرتے کرتے کافروں کی بیعت کر لیتے ہیں۔ کبھی دین پر دلیل کو غضب قرار دیتے ہیں۔ اور کبھی پرانے اسلام کی جگہ "نیا اسلام" جاری کرنے کو "درس قرآن" اور "حلقۂ تلقین" کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔

انہیں لوگوں کے روحانی آباء و اجداد نے جزیہ اور گاؤ کشی ہندوستان میں حرام قرار دئیے تھے انہوں نے ٹیپو اور افغان مجاہدین کے خلاف سکھوں اور مرہٹوں کے حق میں فتوے دئیے —— انہوں نے ہی گذشتہ اول جنگ عظیم میں ترکوں کے خلاف لڑنے کے لئے فتویٰ دیا تھا۔ ہندوستان میں اسلام کا خون چوسنے والے کیڑوں میں یہ چارپائی کے کھٹمل اور مارِ آستین نمبر ایک کا رتبہ رکھتے ہیں۔

(۲) **نواب**:- اسلامی سوسائٹی میں درویش اور نواب متضاد الفاظ نہ تھے مسلمان امراء اور منعم جہاں جسم کی آسائش اور راحت کو محلات اور باغات تعمیر کرتے تھے حسن و موسیقی کا لطف اٹھاتے تھے۔ اچھے اچھے لباس اور خوشبوئیں ایجاد کرتے تھے وہاں علم اور اخلاق، تمدن اور سیاست بھی اُن کے مرہونِ منت تھے خداوندان کی اسلامی تاریخ میں ایسے سینکڑوں نام شمار کئے جا سکتے ہیں جو بستر کے گدا، نغمہ کے ساز، اور معرفت کے راز کے بیک وقت ماہر تھے میدانِ جنگ میں شمشیر باز اور محفلِ مشاورت میں رمز شناس بھی تھے۔

مرورِ ایام سے بالعموم نفس کی سردی سے اشتہائیں مٹ گئیں، اور ہوسیں باقی، دکھیں صحت کی پیاس پانی سے سیر ہو جاتی ہے، لیکن مرض کی پیاس سیر کرنے سے اور بھڑکتی ہے۔ چنانچہ نوابوں کی بزم بھی رزم کے لئے تیار ہونے کی بجائے گھل گھل کر ختم ہونے کا سامان بن گئی۔ ہوس اور حرص نے انہیں قوم کا غدار اور دین سے بے پرواہ کر دیا۔ مغلیہ سلطنت کے اختتام سے لے کر آج تک دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے جاہ و منصب اشتکار یا توں اور ناچنے والیوں کی خاطر سلطنت، دین، دنیا سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ قوم نے جو دولت اور عزت

انہیں اپنی حفاظت کرنے کو امانت سونپی تھی وہ قوم پر حکومت جتانے اور اغیار کے ساتھ ساز باز کرنے میں صرف ہوتی ہے۔ سلطنتِ مغلیہ کو انہیں نواب صوبہ داروں نے اپنی خود غرضی سے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ فرنگی اور مرہٹے سے ان نوابوں نے سازش کر کے اُنہیں ملک میں داخل کیا۔ میر جعفر سے لیکر صادق تک سب نواب ہی تھے ـــــ آج بھی خضر حیات سے لے کر نواب ڈھاکہ تک نواب ہی ہمارے انتشار کا باعث ہیں۔ یہ بڑے بڑے سر اور مرزا اور بھی نوابوں ہی کی فہرست میں داخل ہیں، جو ہمارے ہی تکے ہوئے دستر خوان سے چند ریزے ہمارے سامنے ڈال کر ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ دیکھو ہم تمہارے لئے کیا خوانِ نعمت لائے ہیں۔

ہر وہ دولت مند مسلمان جو منصب، دولت اور عیش کو دین اور ملت پر ترجیح دیتا ہے کلبُ الدولة کے خطاب کا مستحق ہے، اور مندرجہ بالا معنوں میں نواب ہے۔

(۳) **برہمن:۔** مصر کا بُت ابو الہول دُنیا کا سب سے قدیم عجوبہ تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن ہندوستان کو یہ فخر حاصل ہے کہ متھرا کے مہنتوں کی اولاد کی شکل میں یہاں دس ہزار سال پُرانے بتوں کی ایک جیتی جاگتی نسل موجود ہے جن کا کالاعلم آج بیسویں صدی میں بھی بڑے بڑے سفید اژدہاؤں کو اپنے منتروں سے کیل ڈالتا ہے ہاروت ماروت کے شاگرد اور یاجوج ماجوج کی روحانی اولاد۔ یہ بڑے بڑے کانوں اور تیکھے خط و خال کے بوسیدہ چہروں والے جادوگر دنیا کی قدیم ترین مخلوق ہے ـــــ یہ خود ہی ایک "تھیوری" تصنیف کرتی ہے، خود کو اعلیٰ اور باقی سب کو ادنیٰ قرار دیتی ہے، پھر میٹھی میٹھی چکنی چپڑی اور جھوٹی جھوٹی باتیں کر کے بلا مبالغہ کروڑوں انسانوں کو ان لغویات کا یقین دلاتی ہے جن کا ذکر پہلی دفعہ اجنبی سُنے تو قہقہوں سے پیٹ میں بل پڑ جائیں اور نفرت سے تھوکتے تھوکتے گلا خشک ہو جائے۔

یہ روایتی معزز برہمن گوشت نہیں کھاتا، لیکن خون پیتا ہے ـــ یہ اس کی راج نیتی ہے خوف اور وہم اس کا دھرم ہے ـــ ہندوستان میں جس نئی طاقت نے برہمن کے اقتدار میں خلل ڈالا، اس نے اسی کے اندر شامل ہو کر اُسے فنا کر دیا، یونانی فلسفہ کو شکست دینے کے لئے برہمن چانکیہ نے شودر موریا کو سمراٹ بنانے سے دریغ نہ کیا۔ بدھ کی بت شکنی کو شکست دینے کے لئے برہمن نے خود بدھ کی مورتی مندروں میں رکھ دی۔ مغل آگئے تو یہ مرزا بن گیا، انگریز پہنچے تو اُسے مسٹر بننے میں دیر نہ لگی۔ تب فارسی قصیدے لکھ کر کام نکالتا تھا، اب فصیح انگریزی میں کانسٹی ٹیوشنل نکات پر بیان دیتا ہے اور اخبارات نکال کر اُن میں شائع کراتا ہے۔

یہی برہمن مرہٹوں کا پیشوا بن کر انہیں مسلمانوں کے خلاف لایا کیونکہ اسلامی مساوات برہمن کے اقتدار کے منافی تھی ـــ یہی دیوان رہ کر سکھوں کے گورو گوبند سنگھ کو مغلوں سے لڑایا یہی تھا

جو امی چند بن کر سراج الدولہ کی تباہی کا باعث بنا ــــــ اسی نے ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں **جاٹ مل** بن کر جاسوسی کی۔ یہی ٹیپو کا غدار مشیر مال تھا۔ اسی نے شیواجی کو گرو بن کر سوراجیہ کا سبق پڑھایا تھا، اور یہی آج **مہاتما** کا بھیس بدل کر عدم تشدد اور چرخے کی آڑ میں اسلامی علیحدگی ختم کرنا چاہتا ہے۔ **شنکر آچاریہ** کے صوبہ کے برہمن کی مدد سے ہمیں پاکستان سے ورغلانا چاہتا ہے۔ یہ کبھی انگریز کا سکریٹری بنتا ہے، کبھی دفتر میں کلرک اور ٹائپسٹ کا بھیس بدل کر طرح طرح کے ڈھونگ رچاتا ہے ــــــ اس کے کاٹے کا علاج ہی نہیں، اس سے بچکر رہنا چاہئے۔ یہی دنیا کی ایک قوم ہے جو جسم ملا کر بھی دل جدا رکھ سکتی ہے۔

(۴) **بنیا**:- آپ براہمن کی طرح ہند دسوسائٹی کے پرانے رتن ہیں انہیں دنیا کی لذتوں اور روحانی مسرتوں سے کچھ سروکار نہیں، روپیہ جمع کرنا اور پھر اس روپیہ کو مزید روپیہ جمع کرنے میں صرف کرنا ان کی زندگی کا بہترین دلچسپ مشغلہ ہے۔ لکشمی ان کی دیوی ہے، پنڈت جی سے مہنتے جی کا پرانا یارانہ ہے۔ یہ اُن کو بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ وہ ان کو اشیر باد دیتے ہیں۔ بقدر ضرورت لقدر تجارت کا ایک پیسہ لینے کو عیاشی جائز تصور کرتے ہیں۔ مسلمان چونکہ اس دنیا کو ذلیل اور اگلی دنیا کو باقی رہنے والا مانتا ہے اس لئے بنئے کی ذہنیت اور مسلمان میں بیر ہے۔

"اس ملیچھ (مسلمان) کا بس چلے تو سارا دھن یوں ہی اُجاڑ دے۔ کھانے پینے اور صرف کرنے کے سوا سینت کر رکھنا تو اُسے آتا ہی نہیں، سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ اُس کے نزدیک سُود حرام ہے **ملکیت** کا تصور ہی اسلام میں کچھ عجیب ہے۔ مالک تو خالی اللہ ہے۔ باقی جو محنت کرے استعمال کرے، گویا ہمارے باپ دادا نے ہمارے لئے جو دھن جمع کیا اس پر ہمارا کوئی حق ہی نہیں"! ــــــ یہ برہمن جتنا ذہین تو نہیں لیکن حریص بڑا ہے **ہیمو بقال** سے لے کر آج تک اس کی کوشش اسلامی اقتدار کی تخریب پر مرکوز رہی۔ ٹاٹا اور برلا اسی کے بھائی ہیں۔

(۵) **فرنگی**:- فرنگی کو عاقبت کی کچھ فکر نہیں، وہ صرف اس دنیا کی لذتیں اور اقتدار چاہتا ہے اس لئے اس نے اس دُنیا کی طاقتوں کا خوب مطالعہ کر رکھا ہے۔ لیکن وہ جو کچھ چاہتا ہے اس کے متعلق اس کا ذہن بالکل صاف ہے۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے بس وہی کچھ چاہتا ہے ــــــ ادھر اُدھر نہ بھٹکتا ہے اور نہ ٹامک ٹوئیاں مارتا ہے ــــــ یہی وجہ ہے کہ گو ہم اس سے اچھی چیزیں چاہتے ہیں، لیکن ہماری چاہت کامل نہ ہونے کے باعث ہم بحیثیت مجموعی اس کے مقابلہ میں خسارہ میں رہتے ہیں ــــــ وہ گو ادنیٰ چیز چاہتا ہے لیکن پوری یکسوئی سے چاہنے کے باعث قریب قریب وہ سب اُسے ملجاتی

ہیں۔
جسم اس کی تمام کائنات سب۔ اس لئے وہ نسل کے اصول کا سختی سے پابند ہے ـــــ وہ رنگدار نسلوں کی وجہ تخلیق ہی یہ سمجھتا ہے کہ اس کی حفاظت میں رہیں، اور اس کے مقاصد پورے کریں۔ وہ اخلاق اور قانون حتیٰ کہ خدا پر عقیدہ کا مصرف بھی یہی خیال کرتا ہے کہ اس کا اقتدار قائم رہے۔ اس کی ضروریات ہیں، وہ اپنے اقتدار کا سخت باغیرت محافظ ہے۔ اس دائرہ کے باہر کسی قسم کی بک بک کی جائے، اسے برا بھلا کہا جائے، اسے کچھ سروکار نہیں، وہ سننے کو تیار ہے۔

اس نے اس ملک میں آتے ہی پہلے اُن مراکز پر ہاتھ صاف کیا جو اخلاقی طور پر اسکے اقتدار کے رقیب ہو سکتے تھے۔ پھر صنعت اور تجارت کو فنا کیا، اب وہ اس ہاتھ پاؤں ٹوٹی ہوئی لوتھ پر پوری دلسوزی کیساتھ آنسو بہاتا ہے۔ اس کی تیمارداری میں اپنے شغل اور نیک نامی کا موقع پاتا ہے۔ وہ اس کے زخموں کے اندمال پر یوں خوش ہے، پھلتا ہے گویا کوئی نئی تخلیق ہوگئی ـــــ لیکن اگر کہیں حقیقی زندگی کی نبض پھڑکنے لگے تو فی الفور اس کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں ـــــ وہیں اس کا بے رحم ہاتھ پوری سختی سے گلا گھونٹنے سے پرہیز نہیں کرتا ـــــ اس کا قبضہ اور ریلوے اسٹیشنوں، ڈاک بنگلوں، پولیس کے تھانوں، فوج کی چھاؤنیوں، اور سلطنت کی وفاداری ہی، انہیں کی بدولت قائم ہے۔ سب کچھ پیچھے برطانوی بحری بیڑا، برطانوی صنعت، برطانوی مشین گنیں، توپیں۔ اور اب برطانوی فضائی بیڑا بوقتِ ضرورت، مدد کو موجود ہیں ـــــ برطانوی مدبرین کا دماغ کٹھ پتلیوں کے تار ہلاتا ہے، باقی کام مقامی وفادار رئیس اور نمبردار خود بخود کر دیتے ہیں۔ یوں فرنگی کا اقبال ہمارے زوال پر قائم ہے۔

فرنگی کا نسخہ حکومت سادہ بھی ہے اور آسان بھی۔ پہلے فوجی طاقت اور دماغ کی چال سے کھانے پینے کا سامان سب چھین لو۔ پھر بھوک کے ماروں کو بقدرِ ضرورت وہی سامان دے کر اُن سے جو چاہو کرواتے رہو۔ وہی کھانے پینے کا سامان اُن سے دوگنا حاصل کرلو، اُن کے اخلاق، دین حتیٰ کہ فطرت تک بدل ڈالو۔ نوکری اُن کی معراج بن جائے، موت کا ڈر اور حاجت کا خوف انہیں جیتے جی مار ڈالے۔ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی وہ محتاج رہیں، تمہیں اتنا کچھ کرنا کافی ہے باقی سب وہ خود اور اُن کی باہمی پھوٹ مکمل کردے گی۔

مصیبت کے ماروں کو دل بہلانے کے لئے کچھ کھلونے بھی دے رکھے ہیں، جہاں جی بہلتا رہے اور بددل نہ ہو جائیں، الیکشن لڑ کر ایک دوسرے پر دھول اڑائیں، اسمبلیوں میں بیٹھ کر ہماری اجازت سے ہمیں برا بھلا کہہ لیں، اور اس پر خوشی سے پھولے نہ سمائیں۔ ہم سے پوچھ کر اخبار نکالیں، اور

اس میں دل کے راز افشا کریں۔ ہم آزادی اور جمہوریت کا جو مفہوم بتا دیں اُسی پہ جانیں فدا کرتے رہیں، ایسے گانٹھ کے کچے اور عقل کے اندھے اور مستحق بھی کس بات کے ہیں؟

امام سے لے کر مقتدی تک (لیڈر سے لیکر عوام تک) سب کا ٹھٹک کے لٹو بنے ہیں۔ لیکن کم بختوں کی بقا میں بھی اظہار وفاداری کی اک ادا بنجاتی ہیں اور جب گلے میں باہیں ڈالکر پیچھے ہٹتے ہیں تو بغلگیری اور مضبوط ہوجاتی ہے۔

(۶) پالو:۔ یہ وہ ذلیل مخلوق ہے جسے فرنگی کی پرورش نے یتیمے یا نواب کے مرد کے تک نہیں پہنچایا، صرف اپنی تھوڑی سی چاشنی حضرت لنگوری کی دم پر لگا دی ہے جس سے یہ صاحب بہادر بنے پھرتے ہیں لیکن ان کی اُچھل کود بھی مسرت نہیں بلکہ دماغ کی خشکی پر مبنی ہے کبھی انہیں آزادی کا بخار چڑھ جاتا ہے، کبھی جمہوریت کے دورے پڑتے ہیں، کبھی مزدور کی ہمدردی کا درد پیٹ میں ہونے لگتا ہے۔ کبھی اصلاح معیشت و تمدن کی بدہضمی ہوجاتی ہے۔ اخبارات کا مطالعہ آپ کی خاص عادت ہے، بزرگوں کو برا بھلا کہنے میں آپ کو خاص لطف آتا ہے۔ آپ کے استدلال میں ممالک غیر کی تاریخ سے اکثر مثالیں نقل ہوتی ہیں گو اپنے جدامجد کا نام بھی یاد نہیں ہوتا۔ یہ بھی قابل توجہ ہے کہ موقع پڑنے پر سب سے بھول جاتے ہیں۔

انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو خود تو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ کیونکہ کچھ کر ہی نہیں سکتے، صرف زبانی بک بک کے گنہگار ہیں، لیکن یہ نقصان ضرور ہے کہ جو تعمیری کام تجویز کیا جائے اُس میں اپنی کھچڑی پکانی شروع کر دیتے ہیں، اور اپنی ہمہ دانی کے زعم میں ساری تجویز کا ستیاناس کر ڈالتے ہیں۔

(باقی باقی)

ریویو:۔

ماہنامہ الحسنات۔ سالانہ چندہ ۵ روپے۔ فی پرچہ ۸ر صفحات ۳۴
پتہ رسالہ الحسنات۔ ریاست رامپور (یو۔پی)

عورت انسانی سوسائٹی کا نصف بہتر نہ سہی بہرحال نصف تو ضرور ہے۔ اسلئے اسکا صحیح تعلیم و تربیت سے محروم رہنا آدھی سوسائٹی کے فلاح وسعادت سے محروم ہونیکے مترادف ہے۔

بچیوں کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کا مسئلہ لڑکوں کی نسبت زیادہ اہم اور مختلف ہے اس ملک میں عورتوں اور بچیوں کی ذہنی اصلاح اور تربیت کے ذرائع افسوسناک حد تک محدود ہیں لیکن اب کچھ حالات سازگار ہوتے نظر آرہے ہیں اور کچھ لوگ اس میدان میں اتر رہے ہیں۔ ماہنامہ "الحسنات" اس سلسلہ کی ایک کامیاب کوشش ہے۔

سئیات کے اس دور میں حسنات کا نکل آنا واقعی حیرت خیز اور مسرت انگیز ہے (مقاصد کو دیکھتے ہوئے) توقع ہے کہ حسنات اس دور کا کامیاب مقابلہ کرسکیگا۔ رسالہ کا دوسرا نمبر اسوقت ہمارے سامنے ہے مضامین دلچسپ اور مفید ہیں۔ دینی و علمی دونوں قسم کی معلومات میں زبان کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ تیرہ چودہ برس کے بچوں اور عورتوں کے لئے یہ ہمہ اتنا مفید رہیگا۔ یوں تو ایکم درجہ کا پڑھا لکھا مسلمان جو اپنی علمی معلومات میں اضافہ کا خواہاں ہو اس سے مستفید ہوسکتا ہے اسلئے ہم اپنے

تعلیم نسواں

محترمہ بلقیس اقبال صاحبہ

اسلام نے جہاں زندگی کے ہر شعبہ کے لئے ایک ضابطہ اور طریق کار مقرر کیا ہے وہاں تعلیم اور اُسکی ضرورت پر بھی کافی زور دیا ہے اور پھر اس میں کوئی تخصیص نہیں۔ امیر و غریب۔ مرد و عورت جوان اور پیر غرضیکہ ہر مسلمان جس وقت موقعہ پائے تعلیم حاصل کرے ؎

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

بدقسمتی سے مسلمانوں میں کچھ لوگ مردوں کی تعلیم تو ضروری سمجھتے ہیں لیکن عورتوں کی تعلیم پر توجہ نہیں کرتے بلکہ اپنی مخالفت کے جوش میں یہاں تک کہہ گزرتے ہیں کہ تعلیم سے عورتوں میں بے حیائی اور تمرد پیدا ہو جاتا ہے اور جذبۂ اطاعت و فرمانبرداری جو عورتوں کا خاص جوہر ہے بالکل فنا ہو جاتا ہے۔ اس مضمون میں اسی موضوع پر روشنی ڈالی جائے گی۔ میرے خیال میں تعلیم جس طرح مردوں کیلئے ضروری ہے اس سے کہیں زیادہ عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ اگر عورت تعلیم یافتہ ہو گی تو اُس کی اولاد (اور اس طرح پوری قوم) تربیت یافتہ اور مہذب ہو گی۔ چونکہ اولاد کی پرورش کا تعلق زیادہ تر ماں سے ہے، اسلئے بچہ قدرتی طور سے اپنی ماں کے خیالات کا آئینہ ہوتا ہے۔ بچہ جو کچھ اپنی ماں کی گود میں سیکھ لیتا ہے وہ پتھر کی لکیر ثابت ہوتا ہے۔ یہ صرف تربیت کا فرق ہے کہ ایک بچہ آگے چلکر فلسفی۔ مورخ۔ سیاست داں بنجاتا ہے اور دنیا میں نام پیدا کر لیتا ہے۔ اور دوسرا اپنی پوری زندگی جہالت میں بسر کرتا ہے اور اسے بات تک کرنیکا سلیقہ نہیں آتا۔ پس ظاہر ہے کہ عورتوں کی تعلیم کسقدر ضروری ہے۔ ہم اپنی قومی زندگی کی جو عمارت بنانا چاہتے ہیں اسکی پہلی اینٹ عورت ہی کے ہاتھوں رکھی جاتی ہے ظاہر ہے کہ اگر پہلی اینٹ ٹیڑھی ہو گی تو ساری عمارت ٹیڑھی ہو گی۔ آنحضرت رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ تعلیم فرض ہے ہر مرد و عورت کے لئے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے کہ تعلیم خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اسمیں مشغول رہنا تسبیح ہے اسکی تلاش بمنزلۂ جہاد ہے اور اس کی طلب عبادت ہے۔ حضور نے جو کوشش تعلیم کی اشاعت کے لئے فرمائی وہ اُس واقعہ سے ظاہر ہے کہ جنگ بدر کے پڑھے ہوئے قیدیوں کا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ وہ لوگ فرداً فرداً ایک ایک شخص کو تعلیم دیں اور اس کے بعد آزاد کر دیئے جائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی علمی قابلیت کا یہ حال ہے کہ وہ صحابۂ کبار کو حدیث کا درس دیا کرتی تھیں۔ تعلیم کے فوائد کو تو کم و بیش سبھی سمجھتے ہیں۔ لیکن جہالت کے مضر اثرات کا اندازہ لوگ صحیح طور پر نہیں کر سکتے۔ جاہل عورت عموماً

اپنے فرائض کو نہیں پہچان سکتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مذہب سے دراصل بیگانہ رہتی ہے اور اللہ اور اسکے بندوں کے حقوق سے ناواقف رہ کر گھر کو دوزخ کا نمونہ بنا دیتی ہے، نہ خود خوش رہتی ہے نہ اپنے متعلقین کو خوش رکھ سکتی ہے اور خانہ داری کے اصول سے ناواقف ہونے کی وجہ سے گھر کی معاشی حالت ہمیشہ ڈانواں ڈول رہتی ہے۔

اسی طرح جاہل عورتیں اصول صحت۔ بچوں کی صحیح پرورش (ذہنی، اخلاقی اور جسمانی) مناسب غذا صفائی۔ تیمارداری۔ غرضیکہ ان تمام باتوں سے بالعموم ناواقف ہوتی ہیں جو روزمرہ کی گھریلو زندگی میں پیش آتی رہتی ہیں۔ اس لئے خاص و عام کو سب سے پہلے (صحیح قسم کی تعلیم کی طرف) توجہ کرنا چاہئے تاکہ ہماری اجتماعی حالت بہتر ہو جائے۔

(بلقیس اقبال)

چند نصائح

(محترمہ ہمایوں بیگم۔ میسور)

۱۔ ایک جرم بہت سی نیکیوں کو چھپا دیتا ہے مگر بہت سی نیکیاں ایک جرم کو نہیں چھپا سکتیں۔

۲۔ ایفائے عہد سے اتحاد پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ بہترین دولت وہ ہے جو خدا کی راہ میں صرف کی جائے۔

۴۔ ایمان ایک درخت ہے جس کی جڑ معرفت، شاخیں تقویٰ، شگوفہ حیا اور پھل سخاوت ہے۔

۵۔ باہمی اتفاق نیک بختی کی دلیل ہے۔ باہمی اختلاف بدبختی کا پیش خیمہ ہے۔

۶۔ بگڑے ہوئے کام کی اصلاح کرو۔ اور درست کام کی تکمیل۔

۷۔ سچائی تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔

۸۔ بڑوں کا ادب کرو اور چھوٹوں پر شفقت۔

۹۔ علم پڑھ کر اس پر عمل کرو۔

ہمایوں بیگم۔ میسور

شکر پارے

(نوشتہ محمد ظفر۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل بی)

جالندھر کی تاریخ:۔ جالندھر بہت پرانا شہر ہے اور ہزاروں برس پہلے کی ایک کہانی اسکی قدامت کو ثابت کرتی ہے۔ ہندوؤں کے بموجب دیو راجہ جالندھر کو شیو نے پہاڑوں کے ڈھیر کے نیچے داب کے مغلوب کر لیا تھا اور اسی راجہ کے نام سے یہ شہر پکارا گیا۔ جالندھر کے قریب کورنہ کے مقام پر بدھوں کی ایک پنچایت کا تذکرہ کاغذوں میں ملتا ہے۔ یہ زمانہ عیسائی سن کے شروع کا ہے یہ راجپوتوں کا دارالسلطنت بھی تھا۔ اس وقت اس کا گھیرا دو میل کا تھا۔ ساتویں صدی عیسوی میں مشہور سیاح ہیون سانگ یہاں آیا تھا۔ مغلوں کے زمانہ میں یہ ایک صوبیدار کا صدر مقام رہا۔ ۱۷۵۷ء میں اسے سکھوں نے جلا ڈالا۔ ۱۷۶۶ء میں فیض اللہ پوریہ کی جمعیت نے اسے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور ۱۸۴۶ء میں سکھوں کی انگریزوں سے پہلی لڑائی کے بعد انگریزی فوجی صدر مقام بنگیا اور اس وقت سے برابر ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔ ضلع میں بڑی بڑی صنعتیں جاری ہیں۔ ریشمی بنائی اور سونے چاندی کی اشیا اور مٹی کے پتلے برتن خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ضلع کی زمین بہت زرخیز ہے۔ گیہوں۔ چنا۔ مکی۔ دالیں، گنا اور کسی قدر روئی اس کی خاص پیداوار ہیں۔ آدھی سے زیادہ زمین کی آبپاشی ہوتی ہے پنجاب کے بڑے بڑے آدمی اسی ضلع کے باشندے ہوتے رہے ہیں۔ بڑا مردم خیز خطہ ہے۔

جنگلی جانوروں کا گشت:۔ جنگل کے جانوروں کی گشتوں کے متعلق حالات اب تک کم ہی معلوم ہو سکے ہیں لیکن یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ہر ایک جانور کا ایک خاص مقام ضرور ہوتا ہے جسے وہ اپنا گھر سمجھتا ہے اور اسے مرکز قرار دے کے اپنی لمبی گشت میں راستہ میں دو چار عارضی گھر یا ٹھہرنے کی جگہ بھی قائم کر لیتا ہے۔ جانوروں کی گشت کس قدر لمبی ہوتی ہے۔ اس کے متعلق اسقدر معلوم ہو سکا ہے کہ عام طور پر جانور بلا وجہ اور فضول گشت نہیں کیا کرتے۔ نہ وہ ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ گشت کا راستہ اپنی مرضی سے چن لیتے ہیں۔ البتہ جب خود ان کا تعاقب کیا جاتا ہے تو وہ اپنے گھر کے اردگرد ہی گھومتے رہتے ہیں۔ خرگوش اپنے غار سے دو میل کے گھیرے میں ہی رہتا ہے خواہ اسے مہینے ہی کیوں نہ گزر جائیں۔ سردیوں میں خوراک حاصل نہ ہو سکنے کے ایام میں وہ دور بھی چلا جاتا ہے اور اس کی دوڑ بھی زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں

ایک رات میں تیس میل تک اُس کا پیچھے چلا جانا ثابت ہو چکا ہے۔ ایک خرگوش کو عرصہ تک خاص طور سے مشاہدہ میں رکھا گیا تو یہ دیکھا گیا کہ وہ گرمیوں میں ایک چشمہ کے کنارہ کنارہ آٹھ میل اور جاڑوں میں سولہ میل تک جاتا رہا۔ خرگوش کی ایک چھوٹی قسم اپنے سوراخ سے دو تین میل کے اندر ہی اندر پھرتے رہنے کی طرف زیادہ مائل رہتی ہے۔ لومڑی کی اوسط گشت بیس میل یعنی اپنی کھوہ سے ہر طرف دس دس میل ہے لیکن پہاڑی لومڑیوں کو اپنے غار سے سترہ سترہ میل کے فاصلہ پر نیبتروں کا شکار کرنے اور انہیں منہ میں اٹھا کے اپنے بچوں کے لئے اسی قدر فاصلہ طے کرتے ہوئے لاتے دیکھا گیا ہے۔ بجو سب سے زیادہ اس کا شائق ہے کہ اپنی کھوہ سے بالکل قریب ہی جنگلوں جھاڑیوں میں پھرتا ہے۔ جنگلی چوہا بھی جسے خار پشت کہتے ہیں زیادہ دور نہیں جاتا۔ وہ پالتو جانوروں کے زیر سایہ اکثر پڑا رہتا ہے اور مُردار پر اس کا گزارہ ہے۔

بھورے اور کنلے سب سے زیادہ چھٹیاں انگلستان کے مدرسوں میں ہوتی ہیں سال بھر تین اتواروں کو چھوڑ کے باقی چھٹیوں کی وہاں اوسط ۱۰۴ ہے۔ فرانس میں پڑھائی کے گھنٹے کم ہیں وہاں چھٹیوں کی سالانہ اوسط ۱۴۴ ہے تقریباً یہی اوسط ہسپانیہ پرتگال اور اٹلی کے مدرسوں کی چھٹیوں کی ہے۔

نیویارک میں ایک عورت کے ایک وقت میں چار بچے دو ماہ قبل از وقت پیدا ہو گئے چنانچہ انہیں بچہ سینے کی مشین میں قدرتی گرمی پہنچانے کے لئے رکھدیا گیا۔ چھ گھنٹے بعد ان میں سے تین مر گئے جن میں دو لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ دو دن بعد چوتھا بچہ بھی مر گیا۔

انگلستان کا مشہور ناٹک نویس جارج برنارڈ شا گوشت نہیں کھاتا۔ اس نے لکھا ہے کہ گوشت خوری سے موت بہتر ہے۔ میں نے وصیت میں لکھدیا ہے کہ میرے مرنے پر جنازہ کے جلوس میں ماتمیوں کے بجائے بیلوں، بھیڑوں، سوروں، مرغیوں کے جھنڈوں اور زندہ مچھلیوں کے تالاب کی ایک گاڑی کا جلوس چلے۔ مرنے والے کے اعزاز میں ان کے سروں پر سفید رومال باندھے جائیں۔ وہ مرنیو الا جسنے اپنی جیسی مخلوق کو کھانے کی بجائے ہلاک ہو جانا پسند کیا۔ یہ چیز نوح کی کشتی کے سوا ایک نرالی ہی چیز ہو گی جو نظر سے گزرے گی۔

نوٹ :- خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

(۲) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا چھ پیسے کے ٹکٹ آنے چاہئیں "منیجر"

گھر سہیلی

(نوشتہ محمد ظفر ایم اے ایل ایل بی)

ہمارے بڈھے :۔ عام شکایت ہے کہ جوان بڈھوں کا خیال نہیں کرتے۔ اُن کے پاس اُٹھنے بیٹھنے سے گھبراتے ہیں۔ کوشش کرتے ہیں کہ کوئی بات ایسی نہ ہو کہ اُن کے ساتھ جانا پڑے۔ اُن سے الگ رہنے میں اپنی عقلمندی اور ہوشیاری سمجھتے ہیں۔ اگر اُن سے بات کرنیکا اتفاق ہوتا ہے تو سمجھتے ہیں کہ کس مصیبت میں پھنس گئے۔ کس طرح جلد سے جلد وہاں سے بھاگیں۔ اُنکی نصیحت اُنہیں ناگوار گزرتی ہے۔ ساری عمر میں ٹھوکریں کھا کے جو کچھ انہیں سبق ملا ہے اُسے چھوٹوں کو دہ بتاتے ہیں تو وہ انہیں پسند نہیں۔ مذاق اُڑاتے ہیں کہ اُنہیں ڈرپوک بنایا جاتا ہے اُنکی حرکات اور بعض خصوصیات کی علیحدگی میں نقل کر کر کے اُنکا ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اُنہیں یہ نہیں معلوم کہ اس وقت ان کی رگوں میں جوانی کا خون دوڑ رہا ہے ضرور ہے وہ تیزی میں خطروں کو محسوس نہ کرتے ہوں، بڈھوں کی بات سننے اور احتیاط کرنے میں اُنکا ہی فائدہ ہوگا۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اُن کی خاطر اُن بڈھوں نے کیسی کیسی جانفشانیاں کی ہیں۔ راتوں کو جاگے ہیں قربانیاں کی ہیں۔ رو رو کے دعائیں مانگی ہیں۔ کیا خود اُن پر جوانی ہمیشہ قائم رہے گی۔ جوانی تو بہت جلد گزر جانے والی چیز ہے۔ ذرا سوچیں کہ اُن پر بڑھاپا آ رہا ہے جب اُن کے چھوٹے ان سے اس سے بدتر سلوک کریں گے۔ اس وقت وہ کیسا محسوس کریں گے۔ سوچ سمجھ کے اپنی اصلاح کریں۔ بڑوں کی نصیحتیں مانیں۔ اُن کی باتیں سنیں۔ بڑھاپے میں اکثر یہ عادت ہو جاتی ہے کہ بڈھے اپنی جوانی اور لڑکپن کی تصاویر تصور کی آنکھوں سے دیکھتے اور ان کا ذکر بڑے دلسوز اور حسرت آمیز پیرایہ میں کیا کرتے ہیں اُنکی کہانی توجہ سے اس طرح سنو گویا تم خود وقت کا پردہ اُٹھ جانے سے اس پرانے زمانہ کے واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ کیا پرانے مصنفوں کی کتابیں تم ادب و تمیز سے نہیں پڑھتے؟ کیا تم اُن بڈھوں کا احمقانہ افسانہ یا خواب و خیال کہہ کے ٹھکرا دیتے ہو؟ ان لوگوں نے اپنی عمر کے تجربے بیان کر کے آنے والوں کے لئے سبق بنائے ہیں۔ اُنہیں تم توجہ سے پڑھتے اور سمجھتے ہو اپنے بڈھوں کی باتیں دلچسپی سے سنو۔ وہ خوش ہوں گے۔ اُن کا دل تمہیں دُعا دے گا۔ ان واقعات سے تمہیں سبق حاصل ہوگا۔ یاد رکھو اُن کا ادب کرو گے تمہاری اولاد تمہارا بڑھاپے میں ادب کرے گی۔

ـنہ جیسا کرو گے پاؤ گے، جو بوؤ گے کاٹو گے!

ہنسی خوشی کا بنک: کبھی تم نے ہنسی خوشی کے بنک میں بھی اپنا حساب کتاب رکھا ہے؟ ڈاک خانہ اور زمیندارہ بنکوں میں تو بہت سے اپنا کھاتہ رکھتے ـیں۔ ذرا اس بنک کو بھی آزما کے دیکھو۔ یہ بنک کبھی دیوالہ نہیں نکالتا۔ اس کا نتیجہ ہمیشہ تندرستی ـر کامیابی ہے۔ کوئی کام کرنا چاہو وہ نہ ہو سکے، کوئی ترقی یا کامیابی چاہو اس دفعہ میسر نہ ہو سکے بس ـنس دو۔ دل کو خوش رکھو اور آئندہ کے لئے ہمت باندھ لو۔ یاد رکھو ایک دو دن میں ہی کامیابی ـمہارے ہاتھ چوم لے گی۔ دنیا کے بازاروں اور منڈیوں میں جن لوگوں نے عین وقت پر کسی چٹکلہ لطیفہ ـپر مذاق فقرہ سے اپنے دکھ درد کو بھلا دیا اور دوسروں کو ہنسا دیا اس نے اپنے لئے بڑا ہی کام ـیا اور دوسروں کی بھی بڑی خدمت کی۔ خوش ہونے کا وقت کب ہے؟ اب۔ اس وقت! یہی جگہ خوش وخرم ـہنے کی ہے۔ اپنے آپ کو خوش وخرم رکھنے کا گُر یہ ہے کہ دوسروں کو خوش وخرم رکھو! صحت کے لئے ـدچنے، کڑھنے اور چڑچڑے پن سے زیادہ کوئی بری بات نہیں۔ یاد رکھو کام کرتے رہنے میں ہی لطف ـہے۔ اپنے کام سے دلچسپی رکھو اس میں ہی مزہ آئے گا۔ اور کامیابیاں خود ہی تمہارا دروازہ کھٹکھٹائیں ـ۔ کوئی دل لگی کی بات کہو تو اس کا مزہ بھی جب ہی ہے کہ وقت اور موقع کا خیال رکھا جائے۔ اسی ـقت وہ نتیجہ خیز ہوا کرتی ہے۔

آسان اردو معمے، باغبانپورہ

پہلی تعداد ۵ اپریل تاریخ تقسیم نتائج — آخری تاریخ وصولی ۲۵ اپریل ۱۹۴۷ء

ہر معمے میں دس روپے کا سپیشل انعام سب سے زیادہ حل بھیجنے والے کو

معمہ نمبر ۱ — دو سو روپے کے انعامات — فیس داخلہ فی حل ۸ر — تین حل ایک روپیہ

پہلا انعام۔ (صحیح) ۹۰ روپے

دوسرا انعام۔ (ایک غلطی) ۶۰ روپے

تیسرا انعام۔ (دو غلطی) ۵۰ روپے

۱۔ یہ نام مسلمانوں میں رکھا جاتا ہے

۲۔ ایک انگریزی مہینہ

۳۔ ایک وزن

۴۔ ایک بڑا اعظم

۵۔ مریض کی صحت کیلئے ضروری ہے

ج		ی	ل	=	=
د		م	ب	.	=
	ن	=	=	=	=
ا	ف	ر	ی		ہ
د		ا	=	=	=

معمہ نمبر ۲ — ایکسو پچیس روپیہ — فیس داخلہ فی حل ۶ر — تین حل ایک روپیہ

پہلا انعام۔ ۵۵ روپیہ

دوسرا انعام۔ ۴۵ ″

تیسرا انعام۔ ۲۵ ″

۱۔ عام طور پر جھگڑے اور لڑائی کی وجہ۔

۲۔ مریض کی صحت کیلئے ضروری ہے۔

۳۔ آدمی اس سے زیادہ شہرت پاتا ہے۔

۴۔ عموماً خوش رہتا ہے۔

۵۔ بچے اکثر اس سے ڈرتے ہیں۔

زر	زن
دعا	دوا
تحریر	تقریر
امیر	غریب
مار	پیار

ان پانچ لفظوں کو آپ بالکل ٹھیک سمجھتے ہیں ایک حل کیلئے ایک سادے کاغذ پر لکھ کر بھیجیں۔

معمہ نمبر ۳ — ایکسو روپے کے انعامات ننھے بچوں کیواسطے

فیس داخلہ فی حل ۴ر آنہ۔ پانچ حل ایک روپیہ۔

انعامات: علی الترتیب ۵۰۔ ۳۰ اور ۲۰ روپے کے

۱۔ گائے دیتی ہے۔

۲۔ ایک ہندسہ۔

۳۔ زمین ہے۔

۴۔ یہ بکری ہے۔

۵۔ اسکو پڑھتا ہے۔

د		د	
د		=	=
ن	و		=
ب	ا	ر	
ک		ا	ب

معمہ نمبر ۴ — ایکسو روپیہ — فیس داخلہ فی حل ۴ر

الفاظ آسان اردو معمے (آس ان ار دو مع مے) ۴ حل ۸ر کے حروف میں سے دس بامعنی لفظ بنایئے۔ مثلاً انار۔ معمہ وغیرہ۔ لفظ ہمارے لفظوں سے ملنے ضروری ہیں انعام پانچ غلطیوں تک تقسیم ہوگا۔

فیس داخلہ ۸ر سے کم ٹکٹوں کی صورت میں اور اس سے زیادہ بذریعہ منی آرڈر آنی چاہئے۔ صحیح حل وہی ہوگا جو ہمارے حل سے ملیگا۔ منیجر کا فیصلہ قطعی اور قانوناً قابل تسلیم ہوگا۔ فہرست انعام یافتگان اور صحیح حل دو آنے کے ٹکٹ بھیجکر حاصل کریں۔ یا مئی کے مسلمہ میں ملاحظہ فرمادیں۔ منی آرڈر و حل بھیجنے کا پتہ:۔

(منتظم) ملک محمد جمیل: حسین اسٹریٹ نمبر ۷۷ ۔ ہاؤس نمبر ۱۵ باغبانپورہ ضلع لاہور۔



نگارندہ انوری اعجاز

[redacted]

عطیات ماہ فروری ۱۹۴۷ء

کارکنان دکان صاحبی بابو مہر علی اسمٰعیل صاحبان جالندھر (صنعہ دہلی) ۵/-/-	شیخ عزیز بخش صاحب جالندھر -/۱/-
خان محمد احمد خان صاحب درانی جالندھر ۷/۹/۶	چوہدری شرف الدین صاحب " -/۱/۳
محترمہ صفورہ خانم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات جالندھر ۹/۷/۶	" رحیم بخش صاحب " -/۱/۳
معلوم الاسم - کارخانہ سگریٹ " ۳/۱۳/۶	شیخ رحمت علی " " -/۱/۳
حکیم محمد جالینوس صاحب " -/۳/-	محترمہ مسز حیات خاں صاحبہ ۱۲/-/-
مولوی عظامی صاحب " -/۲/-	شیخ عبد اللطیف صاحب لاہور ۸/۸/-
سید محمد رفیق شاہ صاحب " -/۲/-	میزان = ۴۷/۲/۳

زکوٰۃ وصدقات ماہ فروری ۱۹۴۷ء

جناب عبد الغنی خانصاحب ۳۰/-/-	خان محمد اسلم خانصاحب مردان ۱۰۰/-/-
	میزان = ۱۳۰/-/-

تعمیر فنڈ ماہ فروری ۱۹۴۷ء

خان عبد المجید خانصاحب بی ٹی بابا خیل (برائے سیمنٹ) ۱۶۳/-/-	چوہدری ملک عبد الشکور صاحب قیمت تین عدد گارڈر ۲۰۰/-/-
خان فضل محمد خانصاحب پرنسپل اسلامیہ کالج جالندھر (موعودہ جلسہ سالانہ) ۵۰۰/-/-	خان جلال الدین خاں صاحب نیویارک ۶۳۵/۱۰/-
	میزان = ۱۴۹۸/۱۰/-

وظائف فنڈ ماہ فروری ۱۹۴۷ء

مرزا عبد الرحمٰن بیگ صاحب دہلی (ممتاز سکالرشپ) سال تمام ۲۴/-/-

میزان = ۲۴/-/-

خط وکتابت میں خریداری نمبر ضرور لکھئے۔ جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا چھ پیسے کے ٹکٹ بھیجئے۔ منیجر

صحت عزت و بقا کیلئے آپ بھی منتخب فرما لیجئے

طب یونانی کا مایہ ناز و لاجواب نسخہ حکیم صاحب کا ایک

لبوب کبیر خاص الخاص

اصل نسخہ میں جواہرات کا اضافہ

لبوب کبیر کے اصل نسخہ میں کستوری عنبر زعفران ورق نقرہ ورق طلا اور نہایت عمدہ قیمتی خلاط، مفرح اجزا شامل ہیں جو دل و دماغ اعصاب گردوں کو بھی قوت بہم پہنچاتے ہیں۔ استعمال کرنے سے ایک نئی زندگی محسوس کرنے لگتا ہے ہم نے اس بہترین نسخے میں زمرد فیروزہ یاقوت وغیرہ قیمتی جواہرات کا اضافہ کیا ہے جسکے باعث اسکے فوائد پہلے سے دس گنا ہو گئے ہیں۔ اسکی پہلی خوراک جسم کے ہر حصہ پر مفرح و مقوی اثر پیدا کرتی ہے اور چند دنوں میں ضائع شدہ قوتیں از سر نو پیدا و بیدار ہو کر سرور حاصل ہو جاتا ہے۔ قیمت پندرہ یوم چھ روپے۔ تیس یوم ۱۰۰ روپیہ ۱۲۰

دل و دماغ معدہ جگر اور تمام جسمانی و روحانی قوتوں کی از سر نو پیدا کرنے کیلئے ہماری تیار کردہ

جوارش المسک معتدل جواہر والی

استعمال فرمائیے جس میں دیگر اجزا کے علاوہ کستوری خالص مروارید اصلی عنبر اشہب زعفران کشمیری نہایت احتیاط سے شامل کئے گئے ہیں دل کی کمزوری کے باعث ضعف و ناتوانی جگر کے کمزور ہو جانیکی وجہ سے خون کی کمی اور چہرے کی زردی سردی کے موسم میں تمام گرمی ہوتی طبیعتوں کیلئے یہ مرکب نہایت مفید ہے مستقل فائدہ رساں ہے قیمت ۳۰ خوراک ۱۵ یوم ۶ روپے ۶۰ خوراک ۱۲

مستورات کی تمام بیماریاں سیلان الرحم درد کمر اور ضعف جسمانی کے ازالے کیلئے

نشاط نسواں

کامیاب علاج ہے۔
قیمت اڑھائی روپے

دبلے پتلے اور کمزور بچوں کیلئے

حیات اطفال

انشاءاللہ المنان نئی زندگی اور خوشحالی کا ذریعہ ہوگا
قیمت تیس گولی ۱۲

خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا

خمیرہ گاؤزبان سادہ میں عنبر اور جواہرات کا اہم اضافہ ہے دماغی کام کرنے والے اور لمبی بیماریوں سے کمزور حضرات کیلئے مفرح قلب مقوی دماغ دافع نزلہ و نسیان ایلوپیتھک کے جملہ مرکبات کیلشیم و فاسفیٹس سے زیادہ اثر اور مفید ہے۔ قیمت پندرہ یوم ۶

شرف میڈیکل ہال سلطانپور لودھی کپورتھلہ اسٹیٹ (پنجاب)

پرنٹر پبلشر محمد خان ڈاکٹر جالندھر ... برقی پریس جالندھر شہر میں چھپکر دارالقرآن سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

اپریل سنہ ۱۹۴۷ء

مدیرہ : حمیرا

سالانہ چندہ : ایک روپیہ آٹھ آنے

بیرونِ ہند سے : چار شلنگ

باہتمام محمد احمد خاں ذاکر پرنٹر پبلشر جنرل برقی پریس جالندھر شہر میں چھپکر دار القرآن سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء - جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ نمبر ۱۰

ہماری باتیں

"مسلمہ اور فسادات" کے عنوان پر ہم قلم اٹھانا چاہتے تھے، مگر اس فرصت میں اس پر کچھ روشنی ڈالنا نہ صرف قبل از وقت بلکہ خلافِ مصلحت بھی ہے۔ انشاء اللہ آیندہ فرصت میں قارئین کے سامنے اس پر کچھ پیش کیا جا سکے گا۔

سالِ نو کا داخلہ:- ہر ترقی پسند سوسائٹی کے لئے تعلیم نسواں ناگزیر ہے، لیکن مسلمان قوم تو اس کے بغیر پنپ ہی نہیں سکتی۔ چونکہ اسلام زندگی بسر کرنے کے ایک خاص طریقہ کا نام ہے، اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان سوسائٹی بحیثیت مجموعی اسلامی تعلیمات سے واقف ہو اور سوسائٹی کما حقہٗ اس وقت تک ان سے واقف نہیں ہو سکتی جب تک عورت کو ان کا ضروری حد تک علم نہ ہو، جس سے وہ اسلام اور غیر اسلام میں تمیز کر سکے۔ اپنی زندگی کو اسلامی سانچہ میں ڈھال سکے، اور اپنے بچوں کے ذہن میں اسلامی تصورات پیوست کر سکے۔ کیونکہ انسان کی پہلی تربیت گاہ گھر کی چار دیواری ہے جس کا نظم و نسق کلیتہً عورت کے ہاتھ میں رہتا ہے۔

محض انگریزی طرز تعلیم پر اکتفا پہلے بھی غلط تھا، اور اب جب کہ انگریز اپنا بستر گول کر رہا ہے اور بھی زیادہ غلط ہے۔ یہ بات اسی غلط نقطۂ نظر کا نتیجہ ہے کہ انگریزی خواں خواتین کی سوسائٹی میں بڑی قدر و منزلت ہوتی ہے۔ بجائے اس کے بحیثیت ایک مسلمان عورت کے

دیکھا جائے تو صحیح بات یہ ہے کہ اگر مسلمہ علم دین سے بے بہرہ ہے تو اس کا سارا علم و فضل جہالت ہے، اور ایم۔اے اور بی۔اے کی تمام ڈگریاں سراسر بے سود اور تضیع اوقات ہیں، کیونکہ ان سے نہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی بنا سکتی ہے اور نہ اپنی اولاد کی تربیت ہی اسلامی ڈھنگ پر کر سکتی ہے۔ یہ چند سطور ہم نے اس لئے عرض کر دی ہیں کہ قوم کی ماتوں کو اب بیدار ہو جانا چاہئے، اور بچیوں کو دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم دلانے کی ذمہ داری جو اُن پر عائد ہوتی ہے اس کا احساس کرکے اس سے سبکدوش ہونے کی صحیح کوشش کریں۔

اسی مقصد کے پیش نظر مدرسۃ البنات آج سے ۱۸ سال قبل جالندھر میں جاری کیا گیا۔ اس قلیل عرصہ میں جو خدمات اس نے سرانجام دی ہیں وہ روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ ہندوستان کے ہر گوشہ سے سینکڑوں طالبات اس میں آئیں اور دنیوی اور دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو کر گھروں کو واپس لوٹیں۔ اس کے کام کو دیکھکر یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مدرسۃ البنات پنجاب بلکہ ہندوستان بھر میں اپنی قسم کا ایک ہی ادارہ ہے جو محض اللہ کے بھروسہ پر زمانے کی تمام مزاحمتوں کے باوجود اپنے مقصد کی دھن میں سرگرم کار ہے۔

سال گذشتہ کے نتائج نکل چکے ہیں اور نئے سال کے لئے داخلہ اسی مہینہ میں شروع ہے۔ درخواستیں کثرت سے آ رہی ہیں اور گنجائش اتنی زیادہ نہیں۔ اس لئے جو لوگ اپنی بچیوں کو مدرسہ میں داخل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، انھیں اولین فرصت میں منتظمین مدرسہ کو مطلع کرنا چاہئے۔ محدود جگہ کے باعث دیر سے آنے والی طالبات کو دارالاقامہ میں جگہ نہ مل سکے گی۔

فسادات کے سلسلہ میں یہ عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مدرسہ کا محل وقوع بہت مناسب اور محفوظ ہے۔ ایک تو یہ اس محلہ میں ہے جس کی پوری آبادی مسلمان ہے۔ دوسرے حکام ضلع کے دفاتر اس کے بالکل قریب واقع ہوئے ہیں۔ گذشتہ گڑبڑ کے دنوں میں اسے کوئی گزند نہیں پہنچا، اور مدرسہ کی طرف سے پہرہ کا باقاعدہ انتظام رہا۔ اور اب اگرچہ امن ہو گیا ہے اور کسی قسم کا کوئی اندیشہ نہیں لیکن ہمارے حفاظتی انتظامات علیٰ حالہٖ قائم ہیں۔

ہم ان تمام دوستوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹایا خصوصاً خاکسار حضرات کا جو اب تک بھی ہماری مدد کر رہے ہیں۔ باہر سے آنے والے

حضرات کو واضح رہے کہ جالندھر میں اب ہر طرح امن و امان ہے، اور وہ بلاخطر جالندھر کا سفر اختیار کر سکتے ہیں۔

نوٹ: - تعلیمی سالِ نو سے مدرسہ کی تعلیم کو نانوی درجہ تک ترقی دینے کے لئے مدرسہ میں الصف السابع کے اجراء کا اہتمام کر لیا ہے، جو انگریزی سکولوں کی نویں جماعت کے برابر ہو گی، مدرسۃ البنات کا دینی نصاب الگ ہو گا۔ جو طالبات انگریزی مدارس کی آٹھویں اور مدرسۃ البنات کی چھٹی جماعت پاس کر چکی ہیں، وہ اپنی مزید تعلیم اسی مدرسہ میں جاری رکھ سکیں گی۔ باہر سے آنے والی طالبات کو "مسلمہ" کے ذریعہ سے دعوت دی جاتی ہے۔

انعامی مضمون: - گذشتہ اشاعت میں انعامی مضمون "تعلیم نسواں" کا اعلان کیا گیا تھا، لیکن فسادات کی وجہ سے اس کا اعلان و اشتہار پوری طرح نہ ہو سکا۔ اس لئے اس کی مدت میں ایک ماہ کا اور اضافہ کیا جاتا ہے۔

تعمیرات: - ایک ہی چیز کے متعلق بار بار کہنا اور سننا جدت پسند طبائع پر یقیناً گراں گذرتا ہے۔ لیکن ہماری پوزیشن بھی کچھ عجیب ہے۔ ایک طرف 'بارہا گفتہ' کو 'بار دگر' کہنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ دوسری طرف نامکمل تعمیرات کا پُر معنی سکوت ہمیں بار بار زبان کھولنے پر مجبور کرتا ہے۔ اچھا تو ایک مرتبہ اور سُن لیجئے:-

جیسا کہ پہلے کسی اشاعت میں ذکر کیا جا چکا ہے، مدرسہ کی زیر تعمیر عمارت ۳۶ کمروں، ایک مسجد اور ایک دار المرضٰی (مریضوں کا وارڈ) پر مشتمل ہو گی۔ اس میں سے اب تک صرف ۱۸ کمرے۔ دار المرضٰی تعمیر ہو چکے ہیں۔ مسجد کا بھی گو ڈھانچہ کھڑا کر دیا گیا ہے لیکن فرش، پلاستر، کھڑکی اور کواڑ وغیرہ کا ابھی اس میں بہت کام باقی ہے۔

ہماری تعمیرات کا مقصد دراصل یہ نہیں کہ اینٹ، چونے اور اسی نوع کے کچھ دوسرے اجزا کو ایک مرکب اور مرتب شکل میں کھڑا کر دیا جائے۔ ان کے اندر تو دراصل پوری قوم کی تعمیر کا راز مضمر ہے۔ لہٰذا ان کی تکمیل میں جتنی دیر ہو گی اتنا ہی اس مقصد کو نقصان پہنچے گا جس کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ کام کی داغ بیل ڈال دی گئی ہے، اور کام کا ایک حصہ ہو بھی چکا ہے، لیکن اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ اور اربابِ نظر سے مخفی نہیں کہ یہ باقی بہت کچھ کس طرح سرانجام پا سکے گا۔

ہم ایک دفعہ پھر عرض کئے دیتے ہیں کہ تعمیرات کا موجودہ فنڈ ضروریات کے لئے

ناکافی ہے۔ اس لئے ہم اہلِ خیر حضرات کو ان کا فرض یاد دلاتے ہیں اور گذارش کرتے ہیں کہ اس کارِ خیر میں زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہئے۔ جو صاحب ثروت ہیں وہ اس "ابدی دولت" کو حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو "فانی دولت" کے خرچ پر آمادہ کریں۔ جن کے پاس کچھ زیادہ سرمایہ نہیں، وہ اپنی سُوت کی اتنی ہی پیش کر کے اپنا نام خریدارانِ لوحِ میں لکھوالیں، یعنی یہ کہ جو لوگ بلاک تعمیر کرواسکتے ہیں، وہ اپنے نام سے بلاک تعمیر کروائیں۔ جنھیں ایک کمرہ کی ہمت ہے، وہ اتنا ہی کریں۔ اور جن میں چند اینٹوں کی قیمت دینے کی استطاعت ہے وہ اس کو ادا کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں۔

ہمارے یہاں اہلِ ثروت کی کمی نہیں اور اگر ان میں سے چند ایک بھی ہمت کریں تو سارے اخراجات کے کفیل ہو سکتے ہیں، لیکن مال کے خرچ کرنے کا تعلق جیب سے زیادہ دل سے ہوتا ہے۔ دیکھئے ہماری آواز کا کیا اثر ہوتا ہے۔

مدِ اعانت:- ہر سال اس موسم میں مدرسۃ البنات کا سالانہ جلسہ ہوا کرتا تھا لیکن بدقسمتی سے انھی ایام میں فسادات کی ہندوستان گیر و پنجاب گیر آگ بھڑک اٹھی۔ اس لئے مجبوراً اجلاس ملتوی کرنا پڑا۔ حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے ابھی تک جلسہ کی تاریخ کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ اس قسم کے جلسہ سے گوناگوں فوائد ہوتے تھے۔ ہندوستان کی بڑی بڑی شخصیتیں اس میں شرکت فرماتی تھیں۔ ملک کے مختلف گوشوں کے لوگ اس میں حصہ لیتے تھے، اور جن اصحاب کو دور بیٹھ کر کام کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا تھا، انھیں مدرسہ، مدرسہ البنات اور اس کے کام کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملتا تھا۔ اس طرح لوگوں کے دلوں میں اس کی اہمیت کے احساس اور اس کی اعانت کے جذبہ کو تقویت ہوتی تھی۔

اس بات کو دُہرانے کی ضرورت نہیں کہ ہمارا مدرسہ اپنے مخصوص مقصد کی وجہ سے حکومت سے کسی قسم کی کوئی گرانٹ نہیں لیتا اور یہ بھی معلوم ہے کہ اس کے نام کوئی جائیداد بھی نہیں جس کا اسے سہارا ہو، بلکہ اس کے چلنے کا دارومدار تمام تر اللہ کے فضل اور اہلِ خیر کی اعانت پر ہے۔ یوں بھی اس فنڈ میں کمی تھی، لیکن جلسہ کے انعقاد نہ ہو سکنے کی وجہ سے اس میں اور زیادہ کمی آگئی۔ مدرسہ کے پیشِ نظر جو مقصد ہے اسکی اہمیت سے جو لوگ اتفاق رکھتے ہیں معلوم نہیں ان حضرات کو ان مشکلات کے دور کرنے میں کیوں تامل ہوتا ہے۔ جن کا دور کرنا اسکی زندگی کیلئے ناگزیر ہے۔

یہ کام بہت ضروری ہے، اور شاید اور بہت سے ہنگامی کاموں سے زیادہ ضروری ہے۔ اسلئے مدرسہ اصحابِ ثروت کی توجہ کا فوری مستحق ہے۔ صرف مقصد کی پاکیزگی کسی ادارے کی کامیابی کی ضمانت نہیں ہو سکتی۔ اس کی پشت پر مالی [illegible] ہے۔

نتائج مدرسہ :- موجودہ فسادات کی زد سالانہ امتحانات پر بھی پڑی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سالانہ امتحانات کا نتیجہ ۳۰ مارچ کی بجائے ۸ اپریل کو نکالا گیا۔ خدا کے [فضل] و کرم سے نتیجہ گذشتہ سالوں سے بہتر رہا۔

اجتماعی طور پر مدرسہ کا نتیجہ ۹۵ فیصدی رہا۔

[جماعت] الاصغر :	۴ء۸۲ فیصدی	الصف السابع مولوی کلاس اول :	۸۵ فیصدی
الاکبر :	۹۹ ״	״ الثامن ״ دوم :	۱۰۰ ״
الثانی :	۱۰۰ ״	״ خصوصیہ اولی :	۱۰۰ ״
الثالث :	۷۳ ״	״ ادیب عالم :	۴۰ ״
الرابع :	۹۰	״ منشی فاضل :	۱۰۰ ״
الخامس :	۹۷ ״	״ مولوی فاضل :	۱۰۰ ״
السادس :	۱۰۰	العاشر میٹرک :	۱۰۰ ״

[اول، دوم، سوم نمبر] لینے والی طالبات

	اول	دوم	سوم
[جماعت] الاصغر	خورشید طاہرہ ابراہیم	انور اختر حسن	زہرہ امین
الاکبر	بلقیس بیگم شریف	زبیدہ رحیم اللہ	حسنہ بیگم
الثانی	مقصود بیگم (نمبر ۸۳ فیصدی)	[illegible] محمد یعقوب (۸۳ فیصدی)	نسرین عبد الغنی
الثالث	طاہرہ بیگم حسین بخش	رفیقہ عبد الغنی	آفتاب
الرابع	زبیدہ دین محمد	[illegible] محمد علی	سلمیٰ محمود
الخامس	ثریا ضیاء الحق	نسیمہ ضیاء الحق	[illegible] عبد الرشید
السادس	محمودہ نذیر (نمبر ۸۳ فیصدی)	[illegible] غلام نبی / ممتاز [illegible]	فہمیدہ عبد الحمید
خصوصیہ اولی	رشیدہ بی بی	اسعد [illegible]	[illegible] شریف
مولوی کلاس اول	سلامت [illegible]	[illegible]	[illegible] عبد اللطیف
״ ثانی	خورشید عبد اللہ	[illegible]	تسنیم نذیر
ادیب عالم	اشرف	[illegible] محمد علی	
منشی فاضل	نعیمہ رحیم بخش	حضرات	حمیدہ محمد عاشق
[الصف] العاشر (میٹرک)	خالدہ رشید	عابدہ سلطان [illegible]	شفیقہ محمود

بقیہ بر صفحہ ۳۲

بے لگام عورت کی شورش اور اسکا خطرہ

پہلے خاندان، پھر امت پر

پیوستہ بگذشتہ

اور اسلام اپنی پہلی پیدائش، اپنی شاندار عظمت، اپنی پاش پاش کر دینے والی قوت، اور ہمیشہ رہنے والی فضیلت، اور اپنی عظیم الشان تنومندی میں اس معنوی قوت کا مقروض رہا ہے جسکو عورت نے اپنی انوثتِ کاملہ سے حاصل کیا ہے۔ یقیناً پہلی آواز جو نبی صلعم پر ایمان لائی، اور جس نے اس کے بازو کو قوی اور ہمت کو چست کیا، مہمات میں اسکی ڈھارس بندھوائی اور زمانے کی معرکہ آرائی میں اسکی تائید کی، وہ ایک عورت کی آواز تھی۔ یہاں تک کہ جب یہ عظیم الشان عورت مری تو رسولِ کریم صلعم نے اس پر ایسا ہی گریہ کیا جیسا اپنی کاٹنے والی باڑھ اور مضبوط سہارے پر کرنا چاہیئے۔

اب فرمایئے کیا اب عورت کے پاس ایسا رضامند اور مطمئن دل، اور ایسی شفاف اور بلند روح، اور ایسی ہی زبردست باطنی قوت باقی رہ گئی ہے؟ نہیں میری فاضلہ بیگم! عورت کے پاس ان تینوں آیتوں میں سے ایک آیت بھی نہیں رہی۔

کہتے رہے اس وقت کا انتظار کرو جب عورت بے پردہ ہو جائے، وہ زیرِ حجاب ہے، نہ روشنی دیکھتی ہے، نہ زندگی کا احساس کرتی ہے، وہ بندھی ہوئی ہے، نہ کسی بات کا اختیار رکھتی ہے، نہ کسی کام کی قوت، وہ غلام ہے، نہ سر اٹھا سکتی ہے، نہ خواری کو رفع کر سکتی ہے۔

پھر اب تو عورت نے اپنے چہرے سے، اپنے ہاتھوں سے، اپنے سینے سے، اپنے بازوؤں سے، اپنے کنبے قبیلے سے، اپنے رات دن سے، اپنی خواہش اور رغبت سے پردہ اٹھا لیا ہے، اور وہ اپنے سارے کاروبار کی اور اپنے سارے حق کی مختار ہو چکی ہے، پھر اب وہ عورت کی فطرت، اور عورت کی سطح بچارے کتنے فاصلے پر ہے؟ اور اس کا نیک اور خوشگوار اثر گھر میں، خاندان میں، شوہر میں، بچوں میں، رحمت و احسان میں، مہربانی اور رأفت میں کہاں پایا جاتا ہے؟

عورت نے آزادی حاصل کر لی، اس کی یہ آزادی نفس اور جذبے کی آزادی تھی، نہ عقل کی آزادی، نہ خون کی حرارت، وہ اس طرح اچھل پڑی جیسے بہت سا پانی ہو اور چھوٹے سے سوراخ سے اچھل نکلے اور وہ گھر کو یوں دیکھنے لگی جیسے رہا شدہ قیدی اپنے پرانے جیل کو، اس نے اپنا راستہ لیا، مرد نے اپنا راستہ لیا، اور اولاد نے اپنا راستہ لیا، اور دوشیزہ دن کی روشنی اور رات کے اندھیرے میں اپنے حقیقی یا مجازی چچیرے یا ممیرے بھائی کے ساتھ اور اسکے ساتھ جسکو وہ اپنا منگیتر یا قریبی کہتی ہے، بمدست وہم بغل، سنیما اور دوسری تماشا گاہوں کی طرف اور ایسی جگہوں کی طرف جن کو ماں باپ نہیں جانتے اور ایسی جگہوں کی طرف جہاں کوئی نگران و حسیب نہیں دیکھتا چل پڑی، تو کیا اسی بیہودگی کا نام آزادی ہے؟ کیا یہی وہ چیز تھی جس کو روشنی کے علمبردار اور چہرہ کشائی کے دعوے دار طلب فرما رہے تھے؟ بے شک عورت نے جرأت اور ناپروائی کا ایک ہتھیار لے لیا ہے اور نفس وجذبہ کی عزیمت کے اس برے اسلوب نے اس زہریلے مہلک ہتھیار کے لئے جلا کا کام کیا ہے اور اس اٹل اور ہمہ گیر بلا کے لئے راستہ کھول دیا ہے۔ یہی وہ منحوس بانسری تھی جسے نوجوان یا جوان نما اہلِ قلم اس ہتھیار کو کمزور عورت کے سینے میں پیوست کرنے اور اس کے چھوٹے سے دل میں گھونپ دینے کا ذریعہ بنا رہے تھے۔

سنئے بیگم صاحب! اور اپنے کان ادھر لگائیے، میں آپ کو ایک قصہ سناتا ہوں جو میرے سامنے وقوع میں آیا، اور اگر اس کو خود میری آنکھوں نے نہ دیکھا ہوتا اور خود میرے کانوں نے نہ سنا ہوتا تو نہ تو کبھی اس کا تصور دل میں آتا، نہ اس کا کبھی خیال دماغ میں سماتا، اور آج اس حادثہ کو گزرے بائیس دن گزر گئے ہیں اور بخدا وہ ایک لحظہ مجھ سے جدا نہیں ہوا۔

یہ واقعہ قناطرِ خیریہ کا ہے اور میں اس وقت اپنے دو چھوٹے بچوں کے ساتھ تھا، اور ہستی کی ہر چیز خوش منظر تھی، اور مجھ پر شریف عقیلی کی سی سرخوشی کی کیفیت طاری تھی جبکہ وہ باغات کی طرف لڑھکتا ہوا جا رہا ہو، گو میں ادھر شراب لئے ہوئے نہیں گیا تھا، اس لئے کہ میں شراب کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے اپنے بچوں کو دیکھا کہ بچپن نے ان میں سبکی پیدا کر دی ہے، اور وہ اس نرالے منظر سے مسحور ہو کر درختوں کی چھاؤں میں دوڑنے کودنے میں مشغول ہو گئے ہیں، اور میں نے مصر شاعرہ کے موضوع پر لکھنا شروع کر دیا۔ اور یہ شریف عقیلی کے بارے میں میرا تیسرا مقالہ تھا، اور میں اس کو اس شریف کا حق خیال کرتا تھا کہ اس کے متعلق جو کچھ لکھا جائے وہ

پانیوں اور پھولوں کے بیچ لکھا جا رہا تھا۔ میں نے ابھی تین سطریں لکھیں پھر میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ
ایک خوش وضع دراز قامت، خوش پوش آدمی نہایت تیزی کے ساتھ باغ کے تختہ کے زینہ پر
چڑھا چلا آرہا ہے جس پر میں بیٹھا تھا اور میرے سوا کوئی دوسرا شخص اس جگہ نہ تھا میں نے اس
شخص کی طرف نگاہ کی تو وہ میرا ایک دوست تھا جس کے ساتھ میری طالب علمی کے زمانے سے
رفاقت اور ادبی پیوستگی تھی۔ میں نے اس کو آواز دی۔ لیکن وہ اپنے کام میں اتنا منہمک تھا کہ نہ
تو اس نے میری آواز سنی اور نہ مجھ کو دیکھ سکا۔ بس اتنا ہوا کہ اس نے باغ کے تختے کی طرف ایک
غمناک نگاہ دوڑائی جس نے دو سیکنڈ سے زائد وقت نہ لیا، پھر وہ زمین کو پھاندتا اور متجسسانہ
باغ کے نشیب و فراز اور اس کی جھاڑیوں، سایوں اور چشموں کے درمیان دوڑتا ہوا لوٹا پھر
وہ اس سے بھی تیز رفتار میں باغ کے تختے کی طرف پھرا۔ یہ دیکھ کر میں نے بجز اس کے کوئی چارہ نہ
دیکھا کہ میں اپنے پرانے دوست کے رنج و اندوہ کو تسکین دینے کی کوشش کروں گو میرے اس
معاملے کو بوالفضولی ہی خیال کرے۔

دفعۃً میں اس کی راہ روک کر کھڑا ہو گیا اور میں نے اس سے کہا: اے دوست یہ کس فکر میں
بے چین ہو رہے ہو؟ میرے دوست نے اپنا بھید اپنے سینے میں چھپانا اور اپنا منہ مجھ پر بند رکھنا چاہا
اور اپنا سر ہلا کر کہا کچھ نہیں۔ میں نے کہا نہیں نہیں ضرور کوئی خطرناک معاملہ ہے اور تم یہاں اکیلے ہو،
کوئی تم کو مدد دینے والا نہیں، اور میں اس کام میں تمہارے لئے کسی غیر سے بہتر ہوں۔ اس نے کہا
اچھا اپنی جگہ چھوڑ کر میرے ساتھ آئیے۔ میں نے کہا میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں نے اپنے بچوں
کو اشارہ کیا تو وہ بھی آگئے۔ پھر اس نے مجھ سے کہا اور میں معاملہ سے بے خبر اس کے ساتھ جا رہا
تھا کہ: ایک شخص نے جس پر مجھ کو وثوق ہے ٹیلیفون پر مجھ سے یہ کہا ہے کہ اس نے قاہرہ کے
اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر میری عورت کو کسی ایسے شخص کے ساتھ دیکھا ہے جس کو وہ نہیں جانتا
اور دونوں کی باتوں سے اسے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ قناطر کو جانے والی ٹرین کا انتظار کر رہے ہیں،
اور میرے دوست نے ان کی باتیں کان لگا کر سنیں تو معلوم ہوا کہ وہ مجرمانہ تعلق اور پراگندہ دوستی
کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں، ہم نے قاہرہ کے درمیان سے ایک موٹر لی اور راستے کو طے کرتے ہوئے وہاں
جا پہنچے۔ میں نے کہا تم اپنے دوست کی بات کو جھوٹ اور بہتان کیوں نہیں خیال کر لیتے۔ اس نے کہا:
یہ نہیں ہو سکتا، جس شخص نے مجھے فون کیا ہے وہ میرا نہایت قریبی، نہایت مہربان
اور نہایت محبوب ہے اور اس کو جھوٹ بولنے یا بہتان باندھنے کی کوئی غرض نہیں، میں نے

کہا: جس گاڑی کا اس نے فیصلہ کیا ہے وہ ابھی نہیں آئی۔ اور یہاں میرا دوست اپنی حیرت سے ۔۔۔ ہو اور اس نے ایک آہ کھینچ کر کہا: آؤ سٹیشن چلیں۔ اور ہم نے ایک موٹر سٹیشن پر پہنچنے کے لئے پکڑ لی۔ اور پلیٹ فارم کے گوشے پر جا بیٹھے اور ابھی گاڑی آنے میں دس منٹ تھے۔

یہ منٹ ایسے گذرے گویا زمانے کا ایک بڑا حصہ تھے اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ ہم بہت بڑے حادثے پر آ رہے ہیں اور میں نے اپنے ساتھی کو بہلاتے اور اسکا دھیان ہٹانے کے لئے متفرق باتیں کرنی شروع کیں، پر وہ اپنی آنکھیں اور کان تو مجھے دیتا رہا لیکن اپنے دل اور ادراک کو میری طرف مصروف نہ ہونے دیا۔

گاڑی آئی اور ٹھہر گئی، میں نے اپنے دوست سے کہا: برقرار رہئے اور اضطراب نہ کیجئے ورنہ کام ہاتھ سے نکل جائیگا اور قریب تھا کہ اس غریب پر جنون کی حالت طاری ہو جائے جبکہ اس نے اپنی عورت کو دیکھا کہ وہ ایک ایسے آدمی کے پہلو میں چلی جا رہی ہے جو اس کے بارے میں ہر بات نہایت حقارت اور بے حیائی سے بولتا جاتا ہے، اور میرے دوست نے چاہا کہ کود کر راستہ روک لے، تو میں نے اس سے کہا: ٹھہر جائیے! اور میں نے عورت کی طرف نگاہ کی تو اسے دیکھا کہ ایک اجنبی آدمی کے ساتھ بے جھجک چلی جا رہی ہے اور بے تکلفی اس کے ساتھ باتیں کر رہی ہے، ہم دونوں اس کے پیچھے ہوئے، یہانتک کہ وہ ایک رکشا پر سوار ہو گئے اور میرے غریب دوست نے رکشا روکنے کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا۔

اور عورت نے شوہر کی طرف دیکھا۔ اب تم کیا خیال کرتے ہو؟ کیا اس کو غش آ گیا، کیا اسکا دل مضطرب ہوا، بدن تھرتھرایا، اسکے قدم ڈگمگائے اور وہ بے حس و حرکت ہو کر گر پڑی؟ کیا اس نے گاڑی کی طرف بھاگ کر اپنے آپ کو اس کے پہیوں کے نیچے ڈال دیا؟ کیا وہ پسینے میں ڈوب گئی؟ ذلت اس پر چھا گئی؟ اور وہ لوگوں کی نظروں سے چھپ گئی؟ اگر ہم عورت کی لغزش اور بیوی کی خیانت کے متعلق کوئی نیا افسانہ لکھتے تو ہمارا یہی تصور ہوتا، لیکن قسم تمہارے پروردگار کی ان میں سے ایک بھی بات نہ ہوئی۔ بلکہ اس نے اپنے کنگلے معشوق کی طرف نگاہ کر کے کہا: لو یہی ہے وہ ..... ! آؤ ہم دیکھیں اس کے پاس کونسی عورت ہے؟ اور اس نے اپنے شوہر سے کہا: میں اس کو اس لئے لے کر آئی ہوں تاکہ تمہارے خلاف اس کی گواہی دلاؤں۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہارے پاس ایک عورت ہے اور مجھے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کہاں ہے؟ اور یہ ضروری ہے کہ میں اس کو اور تجھ کو پولیس کے حوالے کر دوں۔ لوگ اس عورت کے مقام پر جمع ہو گئے جو ایک ایسا ۔۔۔ گا ۔ ۔۔۔

تھی جس کو کوئی مصری یا غیر مصری ایکٹرس ادا نہ کر سکتی تھی۔ ناچار میرے ساتھی نے ٹرین کی طرف واپس ہونا چاہا اور اس روانگی میں ابھی پانچ منٹ باقی تھے مگر عورت نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا اور اس کا کنگال دوست لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اس کو کہہ رہا تھا بیگم آجاؤ اور اس کو دفع کر دو۔ اور وہ کہہ رہی تھی کہ نہیں نہیں۔ اب میں اس سے اپنی گلو خلاصی کر کے رہوں گی۔ یہ دونوں میاں بیوی ایک اول درجہ کی گاڑی میں سوار ہو گئے اور میں اپنے بچوں کے ساتھ ایک جانب ہو بیٹھا۔ اور اس کا آشنا دوسرے درجے میں سوار ہوا جس کا ٹکٹ اس نے اسے خرید کر دیا تھا۔

مجھے اپنے دوست کی اس حالت پر خطرہ محسوس ہوا۔ میں وہاں کھڑا ہو گیا اور وہ رسوائی کی پتلی چیختی اور چلاتی چلی جاتی تھی۔ کبھی کہتی: مجھے بھی دکھا وہ تیری آشنا کہاں ہے؟ اس کو کہاں چھپا رکھا ہے؟ کبھی کہتی تو اس کے ساتھ جا رہا ہے، کوئی پروا نہیں، میں بھی ہر روز کسی کے ساتھ چل نکلا کروں گی جس کے ساتھ جی چاہیگا جاؤں گی۔ میں تم کو پسند نہیں کرتی، مجھے تو برا لگتا ہے، تو میرا کوئی شریک ہے؟ اس شریف مرد نے سوائے اس کے کچھ نہ کیا کہ اس کو طلاق دیکر الگ کر دیا۔ مجھے اس تلخ موقعہ سے خطرہ محسوس ہوا میں اس کو لے کر الگ چلا گیا اور اس غریب کو اس زور کی نکسیر پھوٹی کہ خون گاڑی کے فرش پر بہہ نکلا اور باوجود ہر طرح کا چارہ کرنے کے قاہرہ کے سٹیشن پر پہنچ لینے سے پہلے خون بند نہ ہو سکا۔ پھر وہاں پہنچکر اس کا علاج کیا گیا۔

اس عورت کے بیٹے بھی ہیں اور بیٹیاں بھی ہیں اور سالہا سال سے اپنے شوہر کے گھر میں آباد ہے۔ اور اس اثنا میں کہ اس شخص کی ناک سے خون جاری تھا اور حالت خطرناک تھی اور وہ سخت اندوہ اور تلخ گریہ و بکا میں جو جو اس عورت کے ساتھ اخلاص و محبت اور کرم و احسان کا برتاؤ کیا تھا اسکو بیان کرتا جاتا تھا۔

دیکھا اے فاضل و مہذب خاتون! کیسی ہوتی ہے عورت کی سرکشی۔ جب وہ چل نکلے، اور کیسی ہوتی ہے اس کی بیباکی جب وہ کھل کھیلے اور کیا ہوتا ہے اس کا گر جانا جب ضمیر کی روشنی گل ہو جائے اور شرم کا پردہ اٹھ جائے۔

کیا عورت، اگر اس کا معاملہ شوہر سے پوشیدہ بھی رہ جاتا تو کیا یہ اس قابل تھی کہ بیوی ہو سکے اور اس قابل کہ ماں ہو سکے اور اس قابل کہ گھر کا سہارا ہو سکے؟ اور اس قابل کہ کنبے

کا بندھن ہو سکے۔

میں یہ دردناک کہانی اپنے ایک دوست کو جو مکتب الآداب کا منتظم ہے یہ سمجھ کر سنائی کہ یہ بے نظیر واقعہ ہے۔ اس نے مسکرا کر کہا کہ شہر میں کئی ایسے المناک واقعات اور بہت سی ایسی دردانگیز کہانیاں ہیں اور وہ مجھ کو اسی قسم کے دردناک بلکہ اس سے کہیں ہولناک واقعات بیان کرنے لگا، اور میں نہیں چاہتا کہ ان میں سے کوئی قصہ آپکو سناؤں کیونکہ ان میں سے جو سہل سے سہل بھی ہے وہ بھی ایسا ہے جسکے ذکر سے زبان و قلم دونوں خشک ہو جاتے ہیں اور ان سب کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم ایک تیرہ و تار ہاویہ اور نہایت گہری تہ میں گرے چلے جا رہے ہیں۔

بیگم! آپ کو معلوم ہے کہ کتنے ناکردہ گناہ بچے ہیں جو اسی دن جس دن وہ پیدا ہوتے ہیں مار ڈالے جاتے ہیں، اور ان میں سے کتنے ہیں جو چھوٹے اونٹ کی طرح ذبح کر دئے جاتے ہیں، اور ان میں سے کتنے ہیں جنکے گلے بے درد قاتل ہاتھوں سے گھونٹ دئے جاتے ہیں، اور کتنے ہیں جن کا خون نال کے لگے رکھنے کی وجہ سے زہر آلود ہو جاتا ہے، اور کتنے ہیں جنکا پیٹ چاک کر کے صندوقوں میں بند کر کے پھینک دئے جاتے ہیں، اور کتنے ہیں جنکو اندھے اور ویران کنوؤں میں ڈال دیا جاتا ہے اور کتنے ہیں جن کو جیتے جاگتے مٹی میں دفن کر دیا جاتا ہے، اور کتنے ہیں جن کو قبرستان میں چھوڑ آتے ہیں اور کتے آکر ان کو کھا جاتے ہیں۔

صرف شہر قاہرہ میں ایک سال کے اندر اندر ایسی ایسی دو سو پینتالیس قربانیاں ظلم کی بھینٹ چڑھیں جو اپنے خالق کے حضور پست و فاسد پدریت اور بیہودہ خونریز مادریت کے ظلم کی شکایت کرنے کے لئے چلی گئیں۔

دو سو پینتالیس قربانیاں جس دن زندگی کا سانس لیتی ہیں، اسی روز موت کا منہ دیکھتی ہیں، جس دن ہستی کی طرف روانہ کی جاتی ہیں اسی دن عدم کو بھیج دی جاتی ہیں، انھوں نے کوئی گناہ نہیں کیا، کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا، کسی انسان سے برائی نہیں کی، پھر یہ ناکردہ گناہ قربانیاں کس گناہ پر قتل کی گئیں؟ اور کس سبب سے قتل کی گئیں، کیا یہ بغیر کسی نگران اور نگہبان کے لڑکیوں کے چل نکلنے کا نتیجہ نہیں ہے؟

اور کون جانتا ہے کہ ان میں سے وہ قربانیاں جن کو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں اور جن تک ہاتھ پہنچ نہیں سکے، وہ ان سے جو اتفاقاً برآمد ہو گئی ہیں کئی گنا زیادہ ہیں۔ اور سب سے

اچنبے کا ماجرا یہ ہے کہ سوائے تین کے سب کے سب لاپتہ کے خانہ میں درج کئے گئے، تو کہاں ہیں یہ لاپتہ؟ اور کون ہیں یہ لاپتہ؟ اور شہر کی پولیس تو سوائے اس کے کچھ جانتی ہی نہیں کہ اپنی میٹھی نیند سوتی ہے یہاں تک کہ یہ لاپتہ آئے اور کہے چلو میرے ساتھ جہنم کو کہ تم نے ایک پاک جسم کو پھاڑ لیا ہے اور بے گناہ جان کو نکالا ہے۔

کہتے ہیں یورپ میں اس قسم کے کتنے ہی واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ مغلوب قومیں اس قسم کے غلط اندازے لگایا ہی کرتی ہیں، وہ سمندر کے موتیوں کے لئے نہیں بلکہ اس کی کیچڑ کے لئے ڈبکی مارا کرتی ہیں۔ یورپ میں کتنا بد و ہزل، قوت و ضعف اور غلو و انحطاط موجود ہے۔ پھر اس کی کیا وجہ کہ ہم شرفا کی جانب کو چھوڑ کر پستی کی جانب مائل ہوتے ہیں! اور ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم یورپ کی ناہنجاری اور فرو مائگی کی طرف تو نگاہ کرتے ہیں، اور اس کی زبردست کوشش اور پُرزور عمل کو نہیں دیکھتے! یورپ میں ایک قاتل مرض ایک قومی جسم سے کشتی لڑ رہا ہے۔ اور وہ جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں اپنا قطعی فیصلہ صادر فرمائے اس کا مقابلہ کرتا رہے گا۔

اور یہ دیکھ لو، یورپ کے اہل الرای اور اجتماعی علما کہہ رہے ہیں کہ یورپ اس راستہ میں اپنی خودکشی کر رہا ہے۔ یورپ کے زعیم موسیولینی کو ہی دیکھ لو کہ وہ کس طرح گمراہی اور فساد کے راستے بند کر رہا ہے۔ وہ عورتوں کو بغیر کسی رُو رعایت کے زبردستی میانہ روی اور آبرومندی کی زندگی کی طرف لا رہا ہے۔ پھر کیا عورتوں کا عجز ایک صالحہ بیوی اور صالحہ ماں بننے سے ظاہر ہے اور یہ شائستہ مادریت رسالت و نبوت کے بعد دوسرا مرتبہ ہے۔ اور جب عورت اس کیلئے اخلاص کو عمل میں لائے تو وہ ایک ایسی امت پیدا کرے گی جس کو کوئی غالب پچھاڑ نہ سکے اور ایسا وطن تعمیر کرے گی جس سے کوئی حادثہ ٹکر نہ لے سکے۔ تقریباً آج نہ تو کسی ایسے مرد کو پاؤگے جو بیاہ کے نتائج کو سراہتا اور نہ کسی ایسے بچے کو جو اپنی ماں کے اچھے آثار نمایاں کر رہا ہو۔ مصر کی تعلیمی وزارت اس عجز و ناتوانی پر عورت کی امداد کر رہی ہے اور اس کو اس بیہودگی کی طرف دھکیل رہی ہے کہ وہ لڑکیوں کو تعلیم کے ہر درجہ میں ویسا ہی علم سکھلاتی ہے جیسا کہ لڑکوں کو، اور اسی ڈھب پر اس کی تہذیب کرتی ہے جس پر لڑکوں کی۔ اس طرح عورت کو مرد کا جامہ اڑھا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ تو وہ مرد بننے کے قابل رہتی ہے اور نہ عورت ہونے کے۔ اس المناکی کا نہایت خطرناک انجام یہ ہے کہ جامعہ مصریہ کی سند یافتہ دوشیزگان نے زمانہ زندگی

کے خلاف اپنی سرکشی کا اعلان کر کے گھر کے کاروبار پر باہر کے کاموں کو ترجیح دی، اور اس طرح وہ اس میدان سے بھاگ کھڑی ہوئیں جو اللہ نے ان کے لئے تیار کیا تھا، اور اس مملکت سے دستبردار ہوگئیں جس کی طرف اللہ نے ان کو متوجہ کیا تھا اور اس فطرت کو جھاڑ نکلیں جس پر اللہ نے ان کو مفطور فرمایا تھا۔ وطن میں اس سے کوئی چیز نہ بڑھے گی کہ کوئی عورت کسی وزارت کی سکرٹری یا کسی مدرسے کی مدرسہ، یا کسی کالج کی پروفیسر، یا کسی محکمہ کی وکیل ہو جائے۔ لیکن یہ وطن کی عمدہ ترقی کا موجب ہوگا کہ اس میں کسی ایسی شائستہ اور مہذب ماں کا اضافہ ہو جو گرامی قدر اور شائستہ عمل کو مادریت کا حق جانتی ہو۔

عورت کی ریاضت اور اسکے معاملے کی اصلاح کا سوا اسکے کوئی راستہ نہیں کہ گھر اور مدرسے میں نسوانی تربیت کی بنیاد دین ہو، یہی ایک ذریعہ ہے اس کو برائی سے بچانے اور لغزشوں کے تھامنے کا اور وہ اپنے جذبے کی لطافت، باطن کی بیداری، ضمیر کی ہوشمندی، اور وجدان کی باریکی کے سبب مرد سے بہتر اللہ کی عظمت کا تصور اور اس کی محبت و خوف کا شعور کر سکتی ہے، صرف دین ہی عورت کو صبر و برداشت، صدق و اخلاص، امانت و وفا، شائستہ زوجیت اور خوش بخت مادریت کی مشق کرا سکتا ہے، یہی ہے جسکو یورپ کے مدرسوں نے اصلاح عورت کے قاعدوں میں سے پہچانا ہے، پھر کیا سبب ہے کہ ہم نہ اس کو پہچانتے ہیں اور نہ اختیار کرتے ہیں ہائے مصر لوا آگ وطن کے اندر پھیلتی جا رہی ہے اور قریب ہے کہ اس کے دل کا رہا سہا خاتمہ بھی کر دے۔ یقیناً عورت کا معاملہ ہی اس ملک کا مستقبل ہے، اور عورت کا مسئلہ ہی حیات و موت کا پہلا اور پچھلا مسئلہ ہے۔ یہ ہے میرا کلمہ اے فاضلہ خاتون! اور شاید اس میں کوئی بات آپ کے لئے وجہ تسلی ہو سکے اور میرا سلام و اکرام قبول کرنے کی مہربانی فرمائیے۔

ماخوذ

پیوستہ بگذشتہ

مسلمان اب کیا کریں

قسط پنجم

از داعی الی الحق

مسلمانوں کے زوالِ ایمانی کے ساتھ ساتھ جو اسلام دشمن طاقتیں کام کرتی رہی ہیں اور کر رہی ہیں فاضل مضمون نگار نے ان میں سے چند کا تذکرہ گذشتہ قسط (چہارم) میں کیا ہے۔ یہ تذکرہ نامکمل رہ جائیگا اگر مجمل طور پر اسلامی سلطنت کے زوال کی دو صد سالہ داستان پر ایک نظر نہ ڈالی جائے۔ "ادارہ"

اسلامی سلطنت کے زوال کی دو صد سالہ داستان

۱۵

زوال کی ابتدا :۔

پہلی اقساط میں اجمالاً یہ واضح ہو چکا کہ ۱۷۰۷ء سے ۱۹۰۰ء تک وہ کیا اندرونی اور بیرونی اسباب تھے جنھوں نے ہندوستان میں اسلام کے نام لیواؤں کو ذلیل کیا۔ اب ذرا تفصیل سے بتایا جائے گا کہ ان دونوں اسباب نے کام کس طرح کیا۔ اس مقصد کے لئے ہم اس دو سو سال کے عرصہ کو چار طرح تقسیم کر کے اس پر نظر ڈالتے ہیں پہلے تو یہ کہ اس دوران میں تخت دہلی پر کون قابض رہا۔ یہ شاہی تقسیم ہوگی۔ پھر یہ کہ صوبوں اور مختلف ریاستوں کی کیا کیفیت رہی۔ یہ صوبائی اور ریاستی تقسیم ہوگی۔ پھر یہ کہ اس عہد میں کون کون سی اقوام ابھرتی رہیں، یہ قومی تقسیم ہوگی پھر یہ کہ کون کون سی نامور ہستیاں اپنی کارگزاری دکھا گئیں، یہ شخصی تقسیم ہوگی۔ اب شاہی تقسیم کے سلسلہ میں اس ترتیب کو سمجھئے :۔

۱۔ ۱۷۰۷ء میں حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ وفات پاتے ہیں۔ آپ کے آنکھیں موندتے ہی ایک طرف شاہزادہ اعظم شاہ اور دوسری طرف شاہزادہ کام بخش تخت پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن دونوں ناکام رہتے ہیں، اور محمد معظم الملقب بہادر شاہ شاہ عالم اول ایک مقتدر

سردار ذوالفقار خاں کی مدد سے تخت نشین ہو کر ۱۷۱۲ء تک حکومت کرتے ہیں۔ انتظام حکومت ذوالفقار خاں کے ہاتھ میں رہتا ہے۔ ۱۷۰۸ء میں ہی حکومت برطانیہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقابلہ کی تمام انگریز کمپنیاں ختم کر کے اس کمپنی کو ہندوستان سے تجارت کا واحد ایجنٹ مقرر کرتی ہے۔

۲۔ ۱۷۱۲ء میں شاہ عالم اول کا بیٹا جہاندار شاہ ذوالفقار خاں کی مدد سے تخت نشین ہوتا ہے اور بہ مشکل ایک سال حکومت کرتا ہے۔ انتظام حکومت بدستور ذوالفقار خاں کے ہاتھ ہے۔

۳۔ فرخ سیر بن شاہزادہ عظیم الشان بن شاہ عالم اول، شیعہ سید برادران حسین علی حاکم بہار اور عبداللہ حاکم الہ آباد کی مدد سے ۱۷۱۳ء میں جہاندار شاہ اور ذوالفقار خاں کو آگرہ کے قریب شکست دے کر دونوں کو قتل کر ڈالتا ہے۔ اور ۱۷۱۹ء تک حکومت کرتا ہے۔ انتظام حکومت سید برادران کے ہاتھ میں ہے۔

۴۔ فرخ سیر سید برادران سے اقتدار چھین لینے کی کوشش کرتے ہوئے ۱۷۱۹ء میں ان کے ہاتھوں اپنی محل سرا میں گلا گھونٹ کر مار ڈالا جاتا ہے۔ شاہزادہ رفیع الشان کا بڑا بیٹا رفیع الدرجات سید برادران کے اشارے سے تخت نشین ہوتا ہے، لیکن دو تین مہینے حکومت کر کے ۱۷۱۹ء میں ہی تپ دق سے مر جاتا ہے۔ حکومت بدستور سید برادران کے ہاتھ ہے۔

۵۔ شاہزادہ رفیع الشان کا دوسرا بیٹا اور رفیع الدرجات کا چھوٹا بھائی رفیع الدولہ ۱۷۱۹ء میں رفیع الدرجات کی موت کے بعد سید برادران کے اشارے سے تخت نشین ہوتا ہے لیکن دو تین مہینے حکومت کرنے کے بعد مرہٹوں کے مقابلہ کو لشکر لے کر نکلتا ہے تو میدان جنگ میں اپنے کیمپ کے اندر ۱۷۱۹ء میں ہی افیون خوری اور پیچش سے مر جاتا ہے، انتظام حکومت بدستور سید برادران کے ہاتھ ہے۔

۶۔ ۱۷۱۹ء میں رفیع الدولہ کی موت کے بعد سید برادران روشن اختر عرف محمد شاہ رنگیلا بن محمد اختر بن شاہ عالم اول کو تخت پر بٹھاتے ہیں، اور وہ ۱۷۴۸ء تک حکومت کرتا ہے۔ اس کی تخت نشینی کی تھوڑی مدت بعد ۱۷۲۰ء میں دوسرے سردار اکٹھے ہو کر سید برادران کو جواب شاہ گر بھی کہلاتے ہیں شاہ پور کی لڑائی میں شکست دے کر قتل کر ڈالتے ہیں۔

۷۔ ۱۷۴۸ء میں محمد شاہ رنگیلا مر جاتا ہے۔ اور اس کا بیٹا احمد شاہ تخت نشین ہو کر ۱۷۵۴ء تک حکومت کرتا ہے۔

۸۔ ۱۷۵۴ء میں احمد شاہ کو معزول کر کے شاہ عالم اول کے پوتے عزیز الدین الملقب بہ عالمگیر ثانی

کو تخت نشین کرتے ہیں۔ جو ۱۷۵۹ء تک حکومت کرتا ہے۔

۹۔ عالمگیر ثانی کو ۱۷۵۹ء میں قتل کر ڈالتے ہیں۔ اور محی الدین الملقب بہ شاہ جہان ثالث بن شاہزادہ کام بخش بن حضرت عالمگیرؒ کو تخت نشین کرتے ہیں جو ۱۷۶۰ء تک حکومت کرتا ہے۔

۱۰۔ ۱۷۶۰ء میں شاہ جہان ثالث کو معزول کر کے شاہزادہ علی گوہر کے لڑکے مرزا جیون بخش کو تخت پر بٹھلاتے ہیں جو بہ مشکل ایک سال حکومت کرتا ہے۔

۱۱۔ ۱۷۶۱ء میں احمد شاہ ابدالی، عزیز الدین عالمگیر ثانی کے بیٹے جلال الدین عالی گوہر شاہ عالم ثانی کو تخت پر بٹھاتا ہے۔ جو ۱۸۰۶ء تک حکومت کرتا ہے۔ اس دوران حکومت میں روہیلے اس کی آنکھیں نکال کر اسے اندھا کر ڈالتے ہیں، مرہٹے اسے قید کر لیتے ہیں اور آخر کار انگریز اسے اپنی حفاظت میں پنشن دے کر حکومت کراتے ہیں۔

۱۲۔ ۱۸۰۶ء میں شاہ عالم ثانی مر جاتا ہے اور اس کا بیٹا اکبر شاہ ثانی بدستور انگریزوں کی حراست اور پنشن میں ۱۸۳۳ء تک تخت نشین رہتا ہے۔

۱۳۔ ۱۸۳۳ء میں اکبر شاہ ثانی کا بیٹا سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ بدستور انگریزوں کی پنشن لیتے ہوئے ۱۸۵۷ء تک تخت نشین رہتا ہے۔ پھر ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد انگریز اسے رنگون میں نظر بند کر دیتے ہیں۔

۱۶

فرنگی حملہ :-

۱۴۔ لارڈ کیننگ ۱۸۵۶ء سے ۱۸۶۲ء تک حکومت کرتا ہے، ملکہ وکٹوریہ یکم نومبر ۱۸۵۸ء کے اعلان سے قیصرۂ ہند کا لقب اختیار کرتی ہے۔ قانونِ شریعت اور صدر عدالتیں، صدر لعدالتیں منسوخ کر کے ۱۸۶۰ء میں لارڈ میکالے کی مدوّن کردہ تعزیراتِ ہند نافذ کی جاتی ہے ۱۸۶۱ء میں ضابطۂ فوجداری اور ضابطۂ دیوانی عائد ہوتے ہیں۔ اسی سال انڈیا کونسل ایکٹ منظور ہوتا ہے۔ جس کی رو سے گورنر جنرل کی مشاورت میں غیر سرکاری ارکین بھی نامزد ہونے لگتے ہیں۔ یہی اصول آگے جا کر انگریزی اقتدار کا بیڑا غرق کرتا ہے۔

۱۵۔ لارڈ ایلگن ۱۸۶۲ء سے ۱۸۶۳ء تک حکومت کر کے دھرمسالہ میں مر جاتا ہے۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ کے مجاہدین (وہابی) افغانوں کے خلاف مہم بھیجی جاتی ہے۔

۱۶۔ سر جان لارنس پنجاب کی گورنری سے وائسرائے بن کر ۱۸۶۴ء سے لے کر ۱۸۶۹ء تک حکومت

کرتا ہے۔ ۱۸۶۶ء میں اڑیسہ کے اندر وہ خوفناک قحط پڑتا ہے جس سے بیس لاکھ انسان مرجاتے ہیں۔

۱۷۔ لارڈ میو ۱۸۶۹ء سے ۱۸۷۲ء تک حکومت کرکے جزائر انڈمان میں ایک غیور پٹھان کے ہاتھوں قتل ہوتا ہے۔ اس کے عہد میں صوبوں کو پانچ سالہ میعاد پر چند مدات مالیات سپرد کردی گئیں، یہی صوبجاتی خودمختاری کی ابتدا تھی۔

۱۸۔ لارڈ نارتھ برک ۱۸۷۲ء سے ۱۸۷۶ء تک حکومت کرتا ہے۔ ۱۸۷۴ء میں اڑیسہ میں سخت قحط پڑتا ہے۔ ۷۶-۱۸۷۵ء میں شاہزادہ البرٹ ایڈورڈ آف ویلز جو بعد میں ایڈورڈ ہفتم بنا ہندوستان کا دورہ کرتا ہے۔

۱۹۔ لارڈ لٹن ۱۸۷۶ء سے ۱۸۸۰ء تک حکومت کرتا ہے۔ مدراس اور دکن میں خوفناک قحط پڑتا ہے، جس سے پچاس لاکھ سے زیادہ نفوس فاقہ کشی سے جان دیتے ہیں۔ ورنیکلر پریس ایکٹ ہندوستانی اخبارات کو حکومت کے خلاف لکھنے کی ممانعت کرتا ہے۔ ۱۸۷۷ء میں لارڈ لٹن مسلمانوں کو انگریز شناس بنانے کے لئے سرسید سے علی گڑھ اینگلو اورینٹل کالج بنوا کر خود اس کا سنگ بنیاد رکھتا ہے۔

۲۰۔ لارڈ رپن ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک حکومت کرتا ہے۔ لوکل سیلف گورنمنٹ کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈوں اور لوکل بورڈوں کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ البرٹ بل سے پہلے ہندوستانی مجسٹریٹوں کو یورپین مجرموں کے خلاف استغاثہ سماعت کرنے کے اختیارات دئے جاتے ہیں۔ پھر یورپین طبقہ کے شور مچانے پر واپس لے لئے جاتے ہیں۔ لارڈ لٹن کا ورنیکلر پریس ایکٹ منسوخ کیا جاتا ہے۔ ۱۸۸۳ء میں آریہ سماج کا بانی سوامی دیانند مرجاتا ہے۔

۲۱۔ لارڈ ڈفرن ۱۸۸۴ء سے ۱۸۸۸ء تک حکومت کرتا ہے۔ ۱۸۸۵ء میں ہیوم ایک سول سروس کا انگریز بمبئی کے مقام پر انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد رکھتا ہے۔

۲۲۔ لارڈ لینڈس ڈاؤن ۱۸۸۸ء سے ۱۸۹۴ء تک حکومت کرتا ہے۔ ۱۸۹۲ء میں انڈین کونسل ایکٹ نافذ کیا جاتا ہے۔ جس سے امپیریل مجلس قانون ساز اور صوبائی مجالس قانون ساز کو بجٹ پر بحث کرنے اور حالات دریافت کرنے کا حق دیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک کلاز کی رو سے میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ وائسرائے کی خدمت میں نام تجویز کرکے بھیجا کریں، اور ان مجوزہ اصحاب سے کونسلوں کے اراکین مقرر ہوا کرینگے چونکہ بورڈوں میں اکثریت سے الیکشن کا اصول نافذ تھا اور سب غیر مسلموں سے بھرے

پڑے تھے لہذا کونسلوں میں بھی غیر مسلم نمائندے ہی تجویز ہوئے۔ اس سے مسلمان بھڑکے اور جداگانہ انتخاب کے مطالبہ کی بنیاد پڑی۔

۲۳- لارڈ الگن ثانی ۱۸۹۴ء سے ۱۸۹۹ء تک حکومت کرتا ہے ۱۸۹۶ء میں یو۔پی اور سی۔پی میں سخت قحط پڑتا ہے جس سے ساڑھے سات لاکھ انسان مرجاتے ہیں۔ قحط کا اثر دوسرے صوبوں تک پہنچتا ہے۔ ساتھ ہی بمبئی سے طاعون پھوٹتا ہے۔ جس سے ہزاروں بے موت مرجاتے ہیں۔

۲۴- لارڈ کرزن ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۵ء تک حکومت کرتا ہے ۱۹۰۱ء میں ملکہ وکٹوریہ مرجاتی ہے ۱۹۰۳ء میں ایڈورڈ ہفتم کی جانشینی کا دربار ہوتا ہے۔ جی کے گھیل سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی کی بنیاد رکھتا ہے۔ تحریک امداد باہمی کی حکومت کی جانب سے بنیاد رکھی جاتی ہے۔ آبپاشی کی تجاویز طے پاتی ہیں ۱۹۰۰ء میں قانون انتقال اراضی پنجاب منظور ہوتا ہے ۱۹۰۴ء میں یونیورسٹی ایکٹ نافذ کیا جاتا ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ قائم کیا جاتا ہے ۱۹۰۵ء میں تقسیم بنگالہ کر کے آسام اور مشرقی بنگال کا ایک صوبہ بنایا جاتا ہے، اور ڈھاکہ اس کا دارالحکومت قرار پاتا ہے۔ اسلئے مسلم مزارعین کے ابھرنے کی توقع تھی، اس پر بنگالی ہندو تشدد اور سودیشی کی تحریک شروع کر دیتے ہیں۔

۲۵- لارڈ منٹو ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۰ء تک حکومت کرتا ہے ۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی جاتی ہے ۱۹۰۷ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے سالانہ اجلاس سورت میں انتہا پسند عنصر کھلے کھلے اعتدال پسندوں سے شکست کھا جاتا ہے ۱۹۰۹ء میں منٹو مارلے اصلاحات نافذ ہوتی ہیں جن میں پہلی مرتبہ جداگانہ انتخاب تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ ہے دو سو سال کی شاہی تقسیم۔

حضرت عالمگیر کی وفات کے بعد پچیس ۲۵ انسان یکے بعد دیگرے دہلی کے اقتدار کی باگ ڈور سنبھالتے ہیں۔ ان میں پہلے ۱۳۔ منحوس عدد مغلیہ تاجداروں کے بدنام کنندہ ہیں۔ پھر فرنگی برسر اقتدار آجاتا ہے، انصاف سے دیکھو ان تیرہ ۱۳ میں سے سوائے محمد شاہ رنگیلا کے جس نے ۲۹ سال باپ دادا کی جمع جتھا اجاڑی، اور شاہ عالم ثانی کے جس نے ۴۵ سال اندھا قیدی اور پنشنخوار بنکر تخت دہلی کو ملوث کیا، یا اکبر شاہ ثانی کے جس نے ۳۱ سال انگریزوں کے سایۂ عاطفت میں پنشن کھائی، اور سراج الدولہ ابوظفر بہادر شاہ کے جو ۲۰ سال شاہ دہلی کے نام سے بدنام رہا، باقی کسی کو چھ سال بھی حکومت نصیب ہوئی؟ ان لوگوں کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے شکست کھائی تو مسلمانانِ ہند نے شکست کھائی؟ ہرگز نہیں؟ اسلامی نظام کو تو حضرت عالمگیرؒ کے بعد ہندوستان میں اپنے جوہر دکھانے کا موقع ہی نہ ملا۔ وہ تو محلات اور محل سراؤں کی سازشوں، عیش پرستیوں

اور منصب اندوزیوں کا انجان ہی شکار ہوگیا، مسلمان بھوچکے ہی رہ گئے۔ اور شریعت[1] فروش، نواب[2] برہمن[3] بنئے، فرنگی اور بابو نے مل کر انھیں چکر ہی چکر میں نہ صرف لوٹ لیا بلکہ باندھ بھی لیا۔ رہے ۱۲ فرنگی وائسرائے جن کی "برکات عہد انگلشیہ" ریل، سڑک، ڈاکخانہ اور نہریں ہمارے بچوں کو آج تک رٹائی جاتی ہیں، ان بدبختوں نے سوائے قحط، بے روزگاری اور بے حیائی کے اس ملک کو دیا ہی کیا ہے؟ مسلمان اس دو سو سال کی تاریخ کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے۔ یہ ہماری ہونی تھی ہی نہیں۔ اس میں جو کچھ ہوا وہ ہمیں کیسے پابند کر سکتا ہے۔ چھ لٹیرے ہمارے دادا کو دھوکے ہی دھوکے میں لوٹ لے گئے۔ پھر مدرسہ میں سے ہمارے مولوی کو نکالا۔ خانقاہ کو ہمارے پیر سے خالی کرایا، تخت پہ سے ہمارے بادشاہ کو اٹھایا۔ سب جگہ اپنے بھاڑے کے ٹٹو بھر دئے" اور اب ہمیں کو اپنی کہی پڑھاتے ہیں۔ نہ بابا ہمیں یہ تعلیم منظور نہیں۔

۱۷

صوبائی اور ریاستی تقسیم

۱۔ پنجاب: ۔ ۱۷۴۸ء میں محمد شاہ رنگیلا کا بیٹا احمد شاہ دہلی کے تخت پر تھا کہ احمد شاہ ابدالی نے حملہ کیا، دربار شاہی میں تو بزدلی بھرے ہی پڑے تھے، ملتان اور پنجاب کے صوبے ابدالی کے حوالے کر صلح کر لی ۱۷۹۸ء میں ابدالی کا پوتا زمان شاہ لاہور سے کابل واپس جا رہا تھا کہ اس کی کچھ توپیں جن میں مشہور توپ زمزمہ بھی تھی دریائے جہلم میں بہ گئیں۔ سکھوں کے ایک سولہ سالہ سردار رنجیت نے یہ توپ دریا سے نکلوا کر شاہ زمان کی خدمت میں نذر بھیج دیں، مسلمان کا کیا ہے، بخشش پر آئے تو سلطنتیں بخش دے، شاہ زمان نے نوجوان سکھ سردار کو ۱۷۹۹ء میں لاہور کا گورنر بنا دیا۔ ۱۸۰۱ء میں رنجیت سنگھ نے موقعہ پا کر مہاراجہ کا لقب اختیار کیا، اور خود مختار بن بیٹھا، یوں پنجاب اور ملتان سکھوں کے قبضے میں رہے، حتیٰ کہ ۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے پنجاب کا الحاق کر لیا۔ یہ پچاس سال کی سکھا شاہی کی داستان ہے۔

۲۔ اودھ اور آگرہ: ۔ ۱۷۲۴ء میں محمد شاہ رنگیلا دہلی کے تخت پر تھا کہ اودھ اور بہار کا صوبہ دار نواب سعادت علی خان مطلق العنان بن بیٹھا، انگریز اس کی اولاد سے آہستہ آہستہ علاقے چھینتے رہے، لیکن ۱۸۵۶ء تک جب صوبجات متحدہ کے نام سے آگرہ اور اودھ کا الحاق کر لیا گیا یہاں سعادت علی کی اولاد ہی نواب بنی رہی۔ نواب واجد علی شاہ جن پر اودھ کی

نوابی ختم ہوئی اسی خانوادہ کے چشم و چراغ تھے۔ محمد شاہ رنگیلا کے بعد یہ صاحب اپنی ہوس پرستیوں کے لئے ضرب المثل ہیں ۱۷۸۱ء میں وارن ہسٹنگز نے بنارس کا علاقہ اودھ سے چھین کر راجہ چیت سنگھ کو دیا۔ پھر اس پر جرمانے کر کے زبردستی لوٹ مار سے رقمیں وصول کیں۔ بیگمات اودھ پر رسوائے عالم مظالم بھی اسی سال اسی وارن ہیسٹنگز نے ڈھائے تھے۔

۳۔ **بنگال** :۔ ۱۷۴۰ء میں محمد شاہ رنگیلا دہلی کے تخت پر تھا کہ نواب علی ویردی حاکم بنگال و بہار مطلق العنان بن بیٹھا۔ ۱۷۵۶ء میں وہ مرگیا تو اسی کا نواسا سراج الدولہ اس کا جانشین مقرر ہوا۔ سراج الدولہ نے ۱۷۵۷ء میں پلاسی کے مقام پر کلائیو سے شکست کھائی، اور تھوڑا عرصہ بعد اپنے غدار وزیر اعظم میر جعفر کے لڑکے کے ہاتھوں قتل ہوا۔ سراج الدولہ کے بعد میر جعفر اور پھر میر جعفر کا داماد میر قاسم کچھ عرصہ بنگال کا نواب بنے رہے ۱۷۶۴ء میں انگریزوں نے بکسر کی جنگ فتح کر کے عہد نامۂ الہ آباد کی رو سے بنگال و اڑیسہ کی دیوانی عملداری چھبیس لاکھ روپیہ سالانہ برائے نام باج مقرر کر کے شاہ عالم ثانی سے چھین لی۔ ۱۷۶۹ء میں بنگال میں وہ خوفناک قحط پڑا جس سے ایک کروڑ باشندگان فاقہ کشی سے مرگئے۔ ۱۷۷۲ء میں بنگال براہ راست انگریزی عملداری میں شامل کر لیا گیا۔

۴۔ **حیدر آباد دکن** :۔ ۱۷۲۴ء میں محمد شاہ رنگیلا دہلی کے تخت پر تھا کہ نواب نظام الملک آصف جاہ صوبہ دار حیدر آباد دکن مطلق العنان بن بیٹھا۔ آج تک اسی کی اولاد ایک ریاست کی حکمران ہے۔ پہلے نظام دکن مرہٹوں اور سلطان ٹیپو وغیرہ کے خلاف انگریزوں کے حلیف بن کر لڑتے رہے۔ اب ۱۷۹۸ء سے برطانیہ کے ماتحت ہیں۔

۱۸

قومی تقسیم :۔

۱۔ **سکھ** :۔ سکھ کے لفظی معنی ہیں مرید، شاگرد۔ اس مذہبی فرقہ کے بانی گورونانک تھے، آپ پنجاب کے گاؤں تلونڈی میں ایک معمولی دوکاندار کے گھر ۱۴۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ ہندوؤں کی توہم پرستی، بت پرستی اور رسوم پرستی سے آپ بیزار تھے، مسلمان علمائے ظاہر بھی اپنی زبانی اور کتابی دلیلوں سے ان کی تسکین نہ کر سکے۔ شروع میں آپ نے مسلمان استاد سے تعلیم پائی تھی۔ سن بلوغ کو پہنچتے ہی آپ کو کئی مسلمان فقراء سے ملنے کا موقعہ حاصل ہوا، آپ نے مکہ پہنچ

کر حج بھی کیا۔ بغداد شریف کی زیارت کی، اور قسطنطنیہ پہنچ کر خلیفۂ اسلام کے دربار میں بھی حاضری دی۔ افغانستان، بلخ، ہرات اور دوسرے اسلامی مراکز کے صوفیائے کرام سے آپ نے بالمشافہ فیض حاصل کیا۔ چنانچہ آپ کی تعلیم توحید و رسالت کے حقیقی مفہوم کو تسلیم کرتی تھی، آپ نے کیس رکھنے، کچھا پہننے، یا اور کوئی عجیب و غریب شکل بنانے کی تلقین نہیں کی، یہ سب آپ کے بعد کے جانشینوں کی ایجادات ہیں، آپ کی وفات کے بعد ۹ گورو آپ کے جانشین ہوئے۔ چھ گوروؤں تک تو یہ کیفیت تھی کہ یہ لوگ بالکل مسلمان فقرا کی طرح رہتے تھے۔ مسلمان ان کے دوست اور رفیق تھے، ہاں شریعت فروش اور نواب وضع کے مسلمانوں اور برہمن اور بنیا ٹائپ کے ہندوؤں سے ضرور ان کو نفرت تھی، اور ان کے برے اعمال کی مذمت کی جاتی تھی۔ اس کے بعد کچھ تو نذر و نیاز اور دولت کے اکٹھے ہونے سے ان گوروؤں میں روحانیت کی بجائے دنیاوی وجاہت کا پہلو غالب ہو گیا۔ اور کچھ اس وجہ سے کہ برسرِ اقتدار حکومت گو اسلامی اصولوں پر چلتی نہ تھی لیکن کہلاتی مسلمان تھی، سکھوں اور مسلمانوں میں مغائرت پیدا ہوتی گئی۔ یہ صورت حالات تھی جب گورو گوبند سنگھ ۱۶۷۵ء میں مسند نشین ہوئے۔ انہوں نے اسلامی اور ہندو اصولوں کے مخلوط سے ایک نیا دین ایجاد کیا۔ اس کے نئے ارکان مقرر کئے، پانچ ککے لازم قرار دئے، اور سکھ کے معنی سنگھ سے بدل کر ایک متصوفانہ تحریک کو قطعاً ایک نیا مذہبی فرقہ بنا دیا۔ گورو بند سنگھ باوجود اس نئے مذہب کی داغ بیل ڈالنے کے مسلمانوں سے نہایت اچھے تعلقات رکھتے تھے۔ ان کی وفات کے سو سال بعد تک سکھ مختلف گروہوں میں بٹے رہے۔ اب چونکہ گورو کی شخصیت کا کوئی رہنما موجود نہ تھا۔ اور مسلمانوں کی حکومت وقت بھی ان سے اچھا سلوک نہ کرتی تھی، برہمنوں اور بنیوں نے موقعہ پا کر اپنی روایتی سازشوں سے بتدریج سکھ تحریک کو اسلام کے مقابلہ پر لا کھڑا کیا۔ گائے کا احترام، دیوی دیوتاؤں اور مندروں کی پوجا، اور ایسے ہی کئی دوسرے خرافات جن کو سکھ گورو مٹانا چاہتے تھے۔ پھر سکھ پنتھ میں لا داخل کئے اور خود گوردواروں کے مہنت بن بیٹھے۔

۱۸۰۰ء کے قریب رنجیت سنگھ نے اپنے سیاسی اقتدار سے چند سال کے لئے ایک سکھ سلطنت قائم کر دی۔ موجودہ شکل میں سکھ مت کی سب سے بڑی کمزوری یہ تھی کہ وہ اپنے تئیں قائم بالذات دین متصور کرتا تھا۔ لیکن ایک دین کامل کے لوازمات یعنی ایک مکمل شریعت اور نظامِ حکومت سے بے بہرہ تھا نتیجہ یہ تھا کہ ہر مقتدر سردار اپنی صوابدید کے مطابق نظام حکومت قائم کر لیتا تھا جو بیشتر مغلیہ نظام کی نقل پر مبنی ہوتا تھا۔ ۱۸۳۹ء میں رنجیت سنگھ مر گیا تو سکھ سلطنت بھی منتشر ہونے لگی۔ تھوڑے

تھوڑے عرصہ کے بعد کبھی ایک ٹولہ برسر اقتدار آکر دوسرے کے سرداروں کو قتل کر ڈالتا تھا، کبھی دوسرا فریق پہلے سے یہی سلوک کرتا تھا۔ سکھ فوج الگ بپھر رہی تھی، آخر سکھ سرداروں نے سکھ فوج سے نجات حاصل کرنے کی خاطر اُسے انگریزوں سے لڑوا دیا۔ انگریزوں نے چند ہی خونریز جنگوں کے بعد رنجیت سنگھ کے بیٹے دلیپ سنگھ کو انگلستان روانہ کر دیا، خود لاہور پر قبضہ کر لیا، اور ۱۸۴۹ء میں پنجاب کا انگریزی علاقہ سے الحاق کر لیا گیا۔

۲۔ مرہٹے :۔ بمبئی کے پاس مہاراشٹر کے علاقہ میں مرہٹوں کی خودسر اور بہادر قوم آباد ہے، سولہویں اور سترھویں صدی میں بعض شعراء اور ہندو مذہبی پیشواؤں نے ان کے اندر مذہبی جوش پیدا کیا، سیواجی نے ان مختلف پہاڑی قبائل کو تنظیم کی شکل دی، اور قدیم ہندو دھرم کے مطابق سلطنت کا انتظام کیا، خاص مرہٹہ علاقہ سوراجیہ کہلاتا تھا۔ باقی علاقے مغلیہ سنہ ۱۷۰۶ء میں سیواجی مرگیا تو مرہٹے مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئے، تاہم پیشواؤں نے جو برہمنوں کی نسل سے تھے، مرہٹوں کی شیرازہ بندی قائم رکھی۔ سنہ ۱۷۲۰ء میں تیسرے پیشوا بالاجی باجی راؤ نے شاہ پور کی لڑائی میں سید برادران کے خلاف نظام الملک کی مدد کر کے محمد شاہ رنگیلا سے ستارہ اور پونا کے درمیانی اضلاع میں سوراجیہ اور دکن کے دوسرے علاقوں میں چوتھ اور سردیش مکھی کا حق حاصل کر لیا۔ جب مرہٹے تمام ہندوستان میں فتور مچاتے پھرتے تھے تو مسلمان امراء نے تنگ آکر احمد شاہ ابدالی شاہ کابل کو ان کے استیصال کرنے کی دعوت دی، چنانچہ احمد شاہ ابدالی نے ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی تیسری لڑائی میں مرہٹوں کا کچومر نکال دیا۔ لیکن پھر سنبھلے، اور مختلف مرہٹہ سرداروں کے زیر قیادت ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔ آخری تیسری مرہٹہ جنگ کے اختتام پر انگریزوں نے سنہ ۱۸۲۰ء میں ہندوستان کے اندر منظم مرہٹہ قوت کا خاتمہ کر دیا۔

۳۔ روہیلے :۔ یہ افغان قبائل تھے جو علی محمد کے ماتحت سنہ ۱۷۴۴ء میں روہیلکھنڈ میں آکر آباد ہو گئے۔ احمد شاہ ابدالی ۱۷۶۱ء میں ہندوستان سے جلتے جاتے ان کے سردار نجیب الدولہ کو شاہ عالم ثانی کا وزیر مقرر کیا گیا۔ سنہ ۱۷۶۵ء میں انگریزوں نے شاہ عالم ثانی کو اپنا پنشن خوار بنا لیا تھا۔ لیکن ۱۷۷۱ء میں مرہٹہ سرداروں نے شاہ عالم ثانی سے وکالت مطلق کے اختیارات حاصل کر کے اسے دوبارہ تخت نشین کیا اور اسے انگریزوں کی حفاظت سے نکال کر خود اسکے محافظ بن بیٹھے۔ ۱۷۸۸ء میں روہیلوں کو پھر کچھ عرصہ کے لئے دہلی پر اقتدار حاصل ہو گیا، تو غلام قادر، ضابطہ خاں بن نجیب الدولہ نے شاہ عالم کی آنکھیں نکلوا دیں، مرہٹوں نے شاہ عالم کو روہیلوں کے پنجہ سے چھڑایا اور تب شاہ عالم

ثانی ۱۸۰۳ء تک پھر مرہٹوں کے ہاتھ میں رہا۔ ۱۸۰۳ء میں لارڈ لیک نے مرہٹوں کو شکست دیکر دلی فتح کرلی، اور شاہ عالم پھر انگریزوں کی حفاظت میں آگیا۔ روہیلوں کو پہلے نواب اودھ نے انگریزوں کے ساتھ ملکر ۱۷۷۴ء میں شکست دی، اور ان کے علاقہ پر قبضہ کرلیا، پھر مرہٹوں نے سندھیا کے ماتحت غلام قادر خاں کو قتل کرکے روہیلہ طاقت بالکل ختم کردی۔

۴۔ پنڈارے :۔ یہ بھی افغان قبائل تھے جو وسط ہند میں آباد ہوگئے تھے۔ اور مرہٹوں اور راجپوتوں کی افواج کی حاشیہ برداری میں لوٹ مار کر لیا کرتے تھے ۱۸۱۷ء میں مارکوئیس آف ہیسٹنگز نے ان کا خاتمہ کردیا۔ ان کے سرداروں میں سے کریم خاں اور امیر خاں نے انگریزوں کی اطاعت کرلی۔ واصل خاں نے خودکشی کرلی، اور چیتو خاں جنگلوں میں گم ہوگیا۔

۵۔ انگریز :۔ انگریزوں نے ۱۶۰۰ء میں ملکہ الزبتھ سے باقاعدہ چارٹر لے کر ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذریعہ ہندوستان سے تجارت شروع کی ۱۷۵۷ء تک ان کی حیثیت محض تاجروں کی سی تھی، ۱۷۵۷ء سے ۱۸۵۷ء تک (۱۰۰ سال میں) انھوں نے برطانوی سلطنت ہند قائم کی۔ اس دوران میں انھیں پانچ مشہور جنگیں لڑنی پڑیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ جنگ کرناٹک، جنگ بنگال، جنگ میسور، مرہٹوں سے جنگ اور سکھوں سے جنگ، ہر جنگ میں کئی لڑائیاں ہوئیں ۱۷۵۷ء سے ۱۸۵۷ء تک سو سال میں انگریزوں نے جنگیں لڑکر جو سلطنت قائم کی ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء سو سال میں اس کو تباہ و برباد کرنے کے اسباب آہستہ آہستہ پرورش پاتے رہے۔ انگریزوں کو اپنے ہندوستانی حریفوں پر جو فتوحات حاصل ہوتی رہیں وہ صرف دو وجوہات پر مبنی تھیں۔ اول تو ارادی یکسوئی، ہندوستانی کبھی مذہب کے حامی تھے کبھی ذاتی عروج چاہتے تھے، کبھی اپنے رقیبوں اور مخالفوں کو زک دینے پر تلے ہوئے تھے، لیکن انگریز کا ذہن صاف تھا۔ وہ صرف اپنا قومی اقتدار چاہتا تھا، اور اپنی ملکی تجارت کا پھیلاؤ، اس کے سوا وہ کسی قسم کے توہمات یا خبط میں مبتلا نہ تھا، ان دو مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جو کچھ بھی کرنا لازم ہوتا وہ اسے سرانجام دیتا، نہ دشمن کی دشمنی اس میں مانع تھی نہ مصلحت کی دوستی۔ ایک مستقل اور واضح اصول سامنے تھا، دوسری وجہ یہ تھی کہ اس ارادی یکسوئی سے فوجی اور انتظامی نظام میں بھی یکسوئی تھی۔ تعجب ہے کہ جو سکھ یا مرہٹے یا افغان اپنی فوجوں میں ضبط و نسق کے ابتدائی لوازم بھی پورے نہ کرتے تھے وہی انگریز کے نوکر ہوکر فوجی اور انتظامی نظام کے سختی سے پابند ہوجاتے تھے، انگریزی فوج حملہ کرتی تھی، تو ایک مرکزی نظام کے ماتحت، توپیں چلتی تھیں تو ایک نشانے پر اور نظم و نسق کی پالیسیاں بھی ایک ہی مقصد کے ماتحت

تھیں ۔ برعکس اس کے دیسی دماغ جیسے مقاصد میں چُوں چُوں کا مربہ تھے، ویسے ہی فوجی داؤ پیچ بھی مذبذب، متضاد اور غیر مستقل ہوتے تھے ۔ ۱۸۴۸ء سے لے کر ۱۹۴۸ء کے سو سال میں انگریز کی ارادی یکسوئی آہستہ آہستہ ڈھیلی پڑ گئی ہے ۔ کبھی وہ کہتا ہے میں ہندوستانیوں کو خود اپنے اوپر راج کرنے کے قابل بنانے کو یہاں بیٹھا ہوں، کبھی سوچتا ہے، خون کی قربانی دے کر ملک فتح کیا ہے کیوں چھوڑ دوں ۔ کبھی عذر کرتا ہے میں چھوڑ دوں تو دوسرے غصب کر لیں گے، اس کے ساتھ ہی میدان جنگ توپ و تفنگ سے ہٹ کر دلیل بازی اور بحث مباحثہ کا رنگ اختیار کر گیا ہے ۔ گو اب بھی انگریز کی یکسوئی ارادہ ہندو اور مسلمان دونوں میں ہندوستانیوں کے مقابلہ میں طاقتور ہے، اور اسی لئے وہ ابھی تک یہاں حکمران بنا بیٹھا ہے ۔ لیکن ذہن کی شہر پناہ میں رخنے پڑ چکے ہیں ۔ ہم اپنی یکسوئی ایمان اور جہاد میں پختہ کریں، تو فتح سامنے ہے ——

و بیدہ التوفیق ۔

مسلمان عورتوں کی موجودہ روش

(عزیزہ قدسیہ بیگم طالبہ مدرسۃ البنات)

معزز حاضرات۔ السلام علیکم۔ میرا موضوع کلام "مسلمان عورتوں کی موجودہ روش" ہے۔ موضوع اپنے الفاظ کے لحاظ سے بہت وسیع ہے، اور اس پر خیالات کو مجتمع کرنا مجھ ایسی کم علم لڑکی کے لئے بڑا دشوار ہے۔ لیکن اس وقت عورت پر بحیثیت محض ایک مسلمہ کی حیثیت سے کی جائے گی۔ عنوان کے اعتبار سے موضوع کے تین الفاظ غور طلب ہیں۔ عورت۔ موجودہ اور روش۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ عورت کی تعریف کیا ہے اور اس کا دنیا میں پہلے کیا درجہ تھا اور اب کیا ہے۔ عورت کے معنی ہیں ستر یا پردہ۔ اسلام سے قبل نہ صرف جہلاء بلکہ علماء اور پیشوایانِ مذہب میں عرصہ تک یہ سوال زیر بحث رہا کہ آیا عورت انسان بھی ہے یا نہیں۔ ہندو اور بدھ مذہب میں عورت سے کسی قسم کے تعلقات رکھنے والے کے لئے کوئی نجات ہی نہ تھی۔ مسیحیت اور یہودیت میں عورت گناہ کا سرچشمہ سمجھی جاتی تھی۔ غرضیکہ عورت کو دنیا کی نحوست کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اور مشاہیر مردوں کے اقوال میں عورت گناہ۔ شیطان۔ دکھ۔ درد کے مترادف سمجھی جاتی تھی۔ اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے عورت کا اصل درجہ مقرر کیا اور اس کو مردوں کے مساوی لا کھڑا کیا۔

خدائے تعالےٰ نے اپنی مخلوقات میں سب سے بہتر اور افضل ترین ساخت انسان کی بنائی ہے۔ جیسا کہ اس کا قول ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ انسان کا جسد خاکی ایک خوبصورت اور بہترین نظام ہے اور جو بھی نظام اس طریقہ پر چلایا جائیگا وہ بھی احسن ہوگا۔ اس کے اعضائے رئیسہ میں عقل اور قلب کو بڑا درجہ حاصل ہے۔ اب اس پر نزاع ضرور ہے کہ آیا عقل بلند ہے یا قلب۔ خیر کچھ بھی ہو لیکن بعض داناؤں کا خیال ہے کہ جس طرح انسانی ساخت میں قلب مرکزی حیثیت رکھتا ہے اسی طرح سے انسانی سوسائٹی میں عورت بمنزلہ قلب کے ہے۔ قلب کا کام ہے زندگی

کے جوہر یعنی خون کو ہر طرح کی کثافت و میل کچیل سے پاک و صاف کرنا اور پھر اس کو نظامِ حیات کے ہر گوشہ تک پہنچنے کا انتظام کرنا۔ اور اس جوہر کو حرارت پہنچانا۔ اسی طرح عورت بھی انسانی سوسائٹی کے لئے صالح اجزا پیدا کر کے اس کو بہترین و برتر بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ اور مرد کے ذہن پر عقل رو رکھتے ہیں اور اس کے بدوضع افعال میں عمدگی و خوشنمائی پیدا کرتی ہے۔ درحقیقت انسانیت کی تصویر کا پسِ منظر اسی کی ذات سے ملتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ اسلام کے نزدیک عورت کا دائرہ عمل کیا ہے:-

دراصل اسلامی تنظیم میں عورت کو گھر کی نگراں بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے المرأۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وھی مسئولۃ عورت شوہر کے گھر کی نگران ہے اور وہ اپنے حکومت کے دائرہ عمل میں اس کی جوابدہ ہوگی۔ اور اس طرح اس کو ان تمام فرائض سے سبکدوش کر دیا گیا ہے جو کہ بیرونِ خانہ سے متعلق ہیں مثلاً نماز جمعہ اس پر واجب نہیں۔ جہاد فرض نہیں۔ جنازوں کی شرکت ضروری نہیں۔ بلکہ اس سے روکا گیا۔ نماز باجماعت لازمی نہیں۔ اگرچہ چند پابندیوں کے ساتھ مسجد میں جانے کی اجازت ہے لیکن اس کو پسندیدہ نہیں کہا گیا اس کے لئے تو قانونِ اسلامی میں پسندیدہ صورت یہی ہے کہ وہ اپنے گھر میں مقیم رہے جیسا کہ یہ قرآنی آیت ہے: وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ بے شک قانونِ اسلامی میں کافی گنجائش ہے کہ اگر حقیقی اور شدید ضرورت لاحق ہو جائے تو عورت باہر بھی جا سکتی ہے۔ مگر اس قسم کی اجازت محض حالات اور ضرورت کی رعایت سے دی گئی ہے۔ وہ اسلامی نظامِ معاشرت کے اس مرکزی قانون میں کوئی ترمیم نہیں کرتی کہ عورت کا دائرۂ عمل صرف اس کا گھر ہے۔ یہ تو محض ایک رخصت ہے اور اسکو اسی حیثیت میں رہنا چاہیئے۔ اب ذرا موجودہ روش کو لیجئے۔ موجودہ کے معنی ہیں جدید۔ روش ٹھیٹھ اردو میں چلن کو کہتے ہیں (یہ ہم اسلئے بتا رہے ہیں کہ اس لفظ کے معنی میری چھوٹی بہنوں کے لئے آسان ہو جائیں) مگر افسوس موجودہ دور میں ہندوستانی عورت معاشرتی لحاظ سے گھر میں رہنا پسند نہیں کرتی۔ بلکہ خانہ بیاہ سے بھی متنفر ہوتی جا رہی ہے اور نہ اپنے بچوں کی صحیح طور سے پرورش کرنے کی روادار ہے۔ یہ یورپ کا بویا ہوا بیج ہے جس نے آزادی کی آڑ میں یہ تباہی و بربادی پھیلا رکھی ہے۔ اس کے کرشمے لڑکے لڑکیوں کی مشترکہ تعلیم۔ تبلیغ و اشاعت کا نام دے کر سنیماؤں کا رواج۔ سیاست کے نام نہاد طریقوں میں مشترکہ جلسے و جلوس۔ حتیٰ کہ معاشرتی اصلاح کے لئے مشترکہ کلبیں قائم

کی جا رہی ہیں۔ غرضیکہ مرد اور عورت کی معاشرتی علیحدگی کو بالکل ڈک میل جول میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ جس کے برے نتائج یورپ اور امریکہ میں جو کچھ نکل رہے ہیں۔ اس سے آج کون ناواقف نہیں۔ دوسری طرف یہاں مساوات کی دھن سوار ہے۔ اگر ایک مرد موٹر تیز چلاتا ہے تو عورت اس سے تیز تر چلا کر ریکارڈ قائم کرنا چاہتی ہے۔ اگر وہ آسمان کی طرف اڑتا ہے تو یہ اپنی نزاکت کی وجہ سے مرد سے زیادہ اونچا اڑ کر آسمان کی پری بننا چاہتی ہے۔ اگر مرد اپنے مشاغل زندگی کی وجہ سے کم اور چست لباس کو پہننا مناسب سمجھتا ہے تو مغرب کی شرم وحیا کی پتلیاں لباس میں اس قدر کتر بیونت کرتی ہیں کہ دیکھ کر بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ بعض عورتیں بال تراش کر پتلون کوٹ میں ملبوس ایسے پھرتی ہیں کہ مرد اور عورت میں تمیز مشکل ہو جاتی ہے اور بانہوں میں کھلے بندوں تتلیوں کی طرح اڑتی پھرتی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ اس طرح کی مساوات اور مرد کی نقل نے فرائض زندگی میں ایسی گڑبڑ پیدا کر دی ہے کہ نظام تمدن درہم برہم ہو رہا ہے۔ میں سنتی ہوں کہ یورپ کے مفکر تو اس صورت حال کو نہایت ہی خطرناک تصور کرتے ہیں۔ لیکن افسوس ہم اسکو اپنا رہے ہیں۔ آخر ہم مردوں کی نقالی کیوں کریں۔ کبھی یہ بھی دیکھا کہ کسی مرد نے بھی عورتوں کی نقل کی ہے۔ موجودہ دور میں عورت شرم وحیا اور پردہ کو خیرباد کہنے پر تلی ہوئی ہے جیسے کوئی مقید پرندہ قفس کی تیلیاں توڑ کر آزادی کے لئے بیقرار ہوتا ہے۔ دراصل موجودہ دور میں یہ آزادی و مساوات کے مطالبے کا پس منظر مغرب زدہ لوگوں کا وہ نظریہ ہے کہ عورت دنیا کے سامنے منظرِ عام پر جلوہ گر ہو۔ اس نے مختلف صورتیں اختیار کر رکھی ہیں۔ چنانچہ آج کل مذہب اور قومی تحریکات کی آڑ لے کر اس اندرونی خواہش کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ اور غریب عورت بوجہ اپنی کمزوری کے اس کا شکار ہو رہی ہے جیسا کہ اس موجودہ تحریک میں ہی لے لیجئے کہ اسوقت جو مسلمان عورتیں غلط روش اختیار کئے ہوئے ہیں ان کو روکنے اور اصلاح احوال کی بجائے ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ یہ مسلمان عورتوں کو ہرگز ہرگز زیبا نہیں کہ وہ سربازار نعرے لگاتی پھریں اور دوسری قوموں کو ہنسی مذاق کا موقع دیں۔ یہ چیزیں تو مردوں کو ہی زیب دیتی ہیں۔ عورتوں کے لئے مناسب ہے کہ وہ چار دیواری کے اندر ہی مصروف رہ کر اپنی اس تحریک کو پختہ کریں اور اس کا چرچا گھر گھر عورتوں میں پھیلائیں۔ ابھی تو ہندوستان کے پانچ چھ کروڑ مرد ہی مخالفوں اور حکومت سے مقابلہ کے لئے کافی ہے۔ بلاشبہ مسلمان عورت کے لئے بھی بعض غیر معمولی حالات میں جنگی خدمات میں حصہ لینا ثابت ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ حقیقت بھی پیشِ نظر رہے کہ جو

صنف انسانوں کی تعمیر کے لئے بنائی گئی وہ تخریب نہیں کر سکتی۔ وہ سر کاٹنے اور خون بہانے کے لئے وضع نہیں کی گئی۔ اس کے ہاتھ میں تیر و خنجر دینا اسکی فطرت کو مسخ کرنا ہے۔ عورت کو صرف اپنی عزت و ناموس کی خاطر تلوار اٹھانے کی اجازت ہے اور حضور سرور کائنات نے دنیا کو اس حقیقت سے آگاہ بھی کر دیا ہے کہ جذبات کی فراوانی اور حسیات کی نزاکت عورت کی فطرت میں ہے۔ سنئے یہ عورت کے لئے عیب نہیں اسکا حسن ہے۔ سوسائٹی اس سے جو فائدہ اٹھا سکتی ہے اس کی فطرت پر قائم رکھ کر ہی اٹھا سکتی ہے اس لئے نبی کریمؐ کا قول ہے۔ اَلْمَرْاَۃُ کَالضِّلَعِ ان اقمتھا کسرتھا و ان استمتعت .... عورت پسلی کی مانند ہے۔ اگر اسکو سیدھا کروگے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو اسی صورت میں اٹھا سکتے ہو جبکہ اس میں ٹیڑھ موجود رہے۔ عورت ایک ایسی معمار ہے جس کے سپرد ملت کی تعمیر ہے۔ جس کی گود میں اسلام کے روشن خیال۔ روشن ضمیر اور حق و صداقت پر مٹنے والوں کا خمیر تیار کیا جاتا ہے۔ وہ دراصل قلب ہے۔ قلب جسم کے اندر محفوظ مقام پر رہتا ہے۔ وہ بہت سے بہت دھڑک سکتا ہے۔ جس کا اظہار محض جسم کے قریب ترین (محرم) لباس پر ہو سکتا ہے۔ دل امنگ تو پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن وہ ہاتھ نہیں بن سکتا۔ کون نہیں جانتا کہ وہ دل ہی ہے جو فرہاد کو جوئے شیر لانے پر تیار تو کر سکا لیکن تیشہ چلانے والے کا ہاتھ نہ بن سکا۔ اسی طرح سے عورت سوسائٹی کا قلب تو بن سکتی ہے لیکن اس کو ہاتھ نہ بننا چاہئے۔ کہ ہاتھ بن کر مردوں کی طرح سخت اور درشت کام انجام دے۔ گو بعض شاعر کہتے ہیں کہ دل کبھی کبھی اپنی قیامگاہ چھوڑ کر کہیں چلا بھی جاتا ہے۔ مگر شاید مجھے یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ پھر اس کے نتائج و عواقب کیا ہوتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عورتوں کی موجودہ روش میں کوئی بھلائی بھی ہے۔ تو سنئے۔ جدید کشمکش میں عورتوں کی بیداری پستی سے ابھرنے کی خواہش۔ اپنے حقوق کا احساس۔ سوسائٹی میں اپنا صحیح مقام مقرر کرنے کی کوشش اور خود اعتمادی کا جذبہ یقیناً قابلِ تعریف ہے۔ لیکن میری معزز بہنو! ہر جدید چیز لذیذ تو ضرور ہوتی ہے مگر لازمی نہیں کہ مفید بھی ہو اور نہ میں اسکی قائل ہوں کہ ہر جدید بات کو اختیار ہی نہ کیا جائے۔ مگر اس کو اختیار کرنے میں کافی احتیاط ضروری ہے۔ اور جو کچھ اختیار کریں اور جو چھوڑیں اس کو اس معیار پر پرکھیں کہ اسلام اس کے متعلق کیا حکم دیتا ہے۔ یہ سب باتیں سننے کے بعد بعض محترمات اعتراض کریں گی کہ کیوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

زمانہ میں بھی تو عورتیں جہاد کے لئے نکلا کرتی تھیں۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں۔ کیا اب جہاد فی سبیل اللہ کا موقع اور وقت آگیا ہے اور کیا اس وقت بھی ہندوستان میں عرب کے اس زمانہ کی طرح مسلمانوں کی تعداد مٹھی بھر ہے اور یہ بھی خیال میں رہے کہ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے دانا ترین اور مصلحت اندیش پیغمبر ان میں موجود تھے لیکن اب کونسا اسلامی ادارہ یا انسٹی ٹیوشن ہے جو اس معاملہ میں ہماری صحیح رہنمائی کرسکتا ہے یا کوئی ہمارا خلیفۂ وقت یا امام مقرر ہوچکا ہے کہ جس نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ جہاد کا وقت آگیا ہے اور عورتوں کا شامل ہونا اسمیں از روئے شریعت لازمی ہے حالانکہ اس زمانے میں جن علماء کے فتووں پر عمل ہوتا ہے۔ ان کی جماعتوں میں خود انتشار ہے۔ کیونکہ وہ بھی سیاست کی آڑ میں غلط فتوے اور فیصلے کرنے لگے ہیں۔ معزز بہنو۔ یاد رکھو کہ ہم تو صرف اسلامی قانون پر چل کر ہی ٹھیک راہ اختیار کر سکتے ہیں اور باقی تمام روشیں جو غیر اسلامی ہیں وہ سراسر جہالت پر مبنی ہیں۔

اب اسلامی نظامِ معاشرت کی چند خصوصیات بھی قابل غور ہیں اور ان ہی سے اسلامی سوسائٹی اپنی صحیح حالت پر رہ سکتی ہے۔ مثلاً :۔

۱۔ اجتماعی ماحول کو حتی الامکان ہیجانات سے پاک رکھا جائے۔

۲۔ صنفی تعلقات کو ایک خاص دائرہ میں محدود کر کے اس کو ہر قسم کے یہانتک کہ خیال کے انتشار سے بھی روکا جائے۔

۳۔ عورت کا دائرۂ عمل مرد کے دائرۂ عمل سے الگ ہو۔ ان کی فطرت۔ ذہانت اور جسمانی استعداد کے مطابق تمدن کی الگ الگ خدمات ان کے سپرد ہوں۔ وہ اگر تعاون کریں تو وہ مقررہ اور جائز حدود میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ حدود سے تجاوز کر کے ایک دوسرے کے کام میں ہرگز خلل انداز نہ ہوں۔ اس کے ساتھ اسلامی نظامِ معاشرت میں چند تحفظات بھی رکھ دئے ہیں۔ (۱) اصلاح و اخلاق (۲) سزا کے قوانین (۳) انسدادی تدابیر۔ بدقسمتی سے اسلامی معاشرت کے دو ستون تو ہندوستان میں گر چکے ہیں۔ یعنی اصلاحِ اخلاق اور سزا کے قوانین۔ تیسرا انسدادی تدابیر یعنی ستر و حجاب و حیا تھا۔ مگر اسوقت ساری عمارت ایک ستون پر کھڑی ہے۔ بعض دوست نما دشمن اس کے بھی درپئے آزار ہیں۔ جس کا نتیجہ اخلاق و نظام معاشرت کی کامل تباہی کے اور کچھ نہ ہوگا۔

حیا جو عورت کا ہمیشہ زیور رہا ہے اور جس پر بجا طور پر مشرقی خاتون کو فخر رہا ہے۔ اور خاص

طور سے مسلمان عورت تو حیا و عصمت کی پتلی تھی۔ لیکن افسوس موجودہ دور میں عورت حیا کے حسین نقاب کو الٹ دینا چاہتی ہے اور جو حسن عورت کی نسائیت میں ہے۔ اس کو منظر عام پر لاکر کھونا چاہتی ہے۔ حیا کے معنی ہیں شرم۔ اور اسلام کی اصطلاح میں حیا سے مراد وہ کیفیت ہے جو برائی کی طرف مائل ہونے والا خود اپنی فطرت کے سامنے بعد اپنے خدا کے سامنے محسوس کرتا ہے اور یہی وہ کیفیت ہے جو انسان کو برائی سے روکتی ہے جب اس جذبہ کو مضبوط کیا جائے تو یہ نفسِ انسانی میں ایک محاسبہ کرنے والی قوت ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس خصلت کا کمزور کرنا گناہ کے لئے دروازہ کھولنے کے مترادف ہوتا ہے۔ اسلامی اخلاق میں حیا کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ زندگی کا کوئی شعبہ اس سے باہر نہیں ہو سکتا جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔

لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقٌ وَخُلُقُ الاِسْلَامِ الحَیَاءُ اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ

ہر ایک دین کا ایک خُلق ہوتا ہے اور اسلام کا خُلق حیا ہے۔ جب تجھ کو حیا نہیں تو جو تیرا دل چاہے کر۔ یعنی کوئی برائی تیرے لئے برائی نہ رہے گی۔ غرضیکہ عورت ایک حسین۔ نازک اور پاکیزہ۔ منفعل ہونے والا پیکر ہے۔ اسلام تو ایسی بیٹیاں پیدا کرنا چاہتا ہے اور ہمارے مدرسہ کے محترم بانی کے پیش نظر بھی یہی نصب العین ہے کہ ایسی لڑکیاں اور عورتیں پیدا ہوں کہ جن کے پاکیزہ دامنوں پر فرشتے سجدہ کریں۔ مگر افسوس جدید عورت پر مغربی جاہلیت کا شیطان سوار ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مسلمہ کے پاکیزہ دامن کو نہ صرف داغدار ہی کر دے بلکہ چاک چاک بھی۔ اب آپ ہی بتائیے کہ کونسی روش بہتر ہے۔ یہ فیصلہ تو آپ پر ہے۔ آخر میں میری خدائے تعالٰے سے یہ دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح مسلمہ بننے کی توفیق عنایت فرمائے اور راہِ مستقیم پر چلائے۔ آمین ثم آمین۔

ادارہ:۔ یہ تقریر مدرسہ کی ایک طالبہ عزیزہ قدسیہ بیگم نے اپنے ایک جلسہ اصلاح البنات میں کرکے انعام پایا۔ اس کا ذکر کوائف مدرسہ میں ہے۔ ہمیں یہ تقریر بغرض اشاعت بھجوائی گئی ہے۔ بلاشبہ موضوع بہت وسیع ہے۔ اور اس پر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے۔ ہمیں خوشی ہے کہ مدرسہ کی اصلاحی انجمن میں ایسے موضوع اور مضمون زیر بحث رہتے ہیں۔ ہم بجنسہٖ اس کو شائع کر رہے ہیں اور اپنی بہنوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس موضوع پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرکے ایک اصلاحی خدمت انجام دیں۔

خط و کتابت میں خریداری نمبر ضرور لکھئے۔

جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا چھ پیسے کے ٹکٹ بھیجئے۔ "منیجر"

کوائفِ مدرسہ

(از محترمہ مجیدہ بیگم صاحبہ معلمہ مدرستہ البنات)

(۱) اصلاح البنات کا جلسہ زیر نگرانی خانم الصف الثامن کی صدارت میں نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ -/۱۵ روپے چندہ جمع کیا گیا۔ خورشید ذوالفقار کپ عزیزہ قدسیہ بیگم کو بہترین تقریر "مسلمان عورتوں کی موجودہ روش" پر، اور جمعیت وحدۃ العمل کا انعامی کپ مولوی سلطانہ کو پیش کیا گیا۔

(۲) ۵ مارچ کو بیگم آباد احمد خان کپتان پولیس یو۔پی مدرسہ میں تشریف لائیں اور مدرسہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ دس روپے مدرسہ کو دئے اور پانچ روپے برائے خریداری "مسلمہ" عطا فرمائے۔ خدا جزائے خیر دے۔

(۳) ۲۳ مارچ کو محترمی حبیب اللہ خان صاحب سٹی انسپکٹر پولیس جالندھر شہر اپنے فرائض منصبی کے سلسلہ میں تشریف لائے اور ساتھ ہی معائنہ مدرسہ بھی کر گئے۔ طالبات سے نظمیں و تقریریں سنکر بہت خوش ہوئے، اور پانچ روپے ماہوار کا وظیفہ دینے کا وعدہ فرما گئے۔ خدا جزائے خیر دے۔

(۴) اعلان کے مطابق ۴ مارچ ۱۹۴۷ء کو مدرستہ البنات کے سالانہ امتحانات کا اجراء ہوا۔ ۶ مارچ کو ابھی پرچہ جات شروع ہی ہوئے تھے، غالباً دس یا ساڑھے دس کا وقت ہوگا کہ مدرسہ میں اطلاع آئی کہ ہولی کا تہوار خون سے کھیلا جانا شروع کر دیا گیا، اور فساد کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ چنانچہ امتحان کو ملتوی کر کے مدرسہ کو فوراً بند کر دیا گیا۔ طالبات مدرسہ کو مدرسہ کے سٹاف اور معتمد ملازمان اور نیشنل گارڈ کی حفاظت میں اپنے اپنے گھروں کو بحفاظت پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔ اس عرصہ میں کارکنان مدرسہ کو بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ دارالاقامہ کی لڑکیوں کی حفاظت کیلئے ایسی تمام احتیاطی تدابیر اختیار کی گئیں کہ یہ سارا زمانہ بحمدہٖ نہایت ہی اطمینان سے گزرا۔ جملہ لڑکیوں کو ایک بلڈنگ میں جمع کر دیا گیا، اور خالی کردہ عمارات میں کارکنان مدرسہ اور نوجوانان محلہ پہرہ داری کی خدمت انجام دیتے رہے۔ سب سے زیادہ قابل ذکر یہ ہے کہ دارالاقامہ کی لڑکیوں نے بھی گروپوں کی صورت میں باری باری بلڈنگ کے اندر اپنی اور اپنی چھوٹی بہنوں کی حفاظت کے فرائض بہت سے بڑھکر ادا کئے۔ خدائے تعالیٰ آئندہ زندگی میں ان کو اس سے زیادہ جرأت، ایثار اور اجتماعی سپرٹ دکھلانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

چنانچہ اطمینان بخش حالات کی بحالی پر ۱۷ اور بعد ۲۴ مارچ کو اللہ تعالیٰ کرم فرمائی سے مدرسہ پھر کھل گیا۔

(۵) امتحانات: ۲۵ مارچ سے مدرسہ کے سالانہ امتحانات پھر شروع ہو کر بعافیت تمام ۳ اپریل کو انجام پذیر ہوئے۔ پھر ایک ہفتہ کی تعطیل کر دی گئی۔ ۱۱ اپریل کو صف بندی سال نو کر کے۔۔

صفوف	کل تعداد	شامل امتحان	کامیاب	ناکامیاب	صفوف	کل تعداد	شامل امتحان	کامیاب	ناکامیاب
الصف الاصغر	۱۲۸	۸۶	۵۴	۳۲	خصوصیہ اولیٰ	۱۲	۱۰	۱۰	-
" الاکبر	..	۵۸	۵۸	..	مولوی سال اول	۱۹	۱۸	۱۶	۲
" الثانی	۵۸	۵۷	۵۶	۱	" " دوم	۱۶	۸	۸	-
" الثالث	۸۲	۸۲	۶۹	۱۳	ادیب عالم	۱۲	۵	۲	۳
" الرابع	۵۹	۵۸	۵۲	۶	منشی فاضل	۴	۴	۴	-
" الخامس	۳۶	۳۶	۳۵	۱	الصف العاشر	۴	۳	۳	-
" السادس	۲۷	۲۱	۲۱	..	مولوی فاضل	۲	۲	۲	-

نوٹ :- (۱) مدرسہ ۱۲ اپریل کو کھل جائیگا انشاء اللہ عزیزات جو اپنے گھروں کو چلی گئی ہیں جلد از جلد آنے کی کوشش کریں تا کہ پڑھائی میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہو۔

(۲) محترمہ سر معلمہ (سرور سلطانہ صاحبہ) نے عزیزات فخر النساء نذیر الصف السادس، مقصود بیگم آسیہ خانم محمد یعقوب الصف الثانی کو اول آنے پر ایک ایک کتاب بطور انعام بھیجی۔

(۳) انعام حاضری : ۱۰ مارچ میں حاضری کا پہلا انعام اسلامی جھنڈا درجہ فضیلت کی

مسلم بہو بیٹیوں اور بہنوں کیلئے

نایاب تجربات کی خاص رعایت

ٹرکش بیوٹی پلز :- رنگت کو نکھار کر سرخ و سفید بنا دیتی ہے۔ سام کو تین تین دو دو لقمہ۔ دو ماہ ۶؎۔ عنبری لوشن - ۱؎ - غازہ شاہی فی پونڈ ۶؎ ۔ تمام جسم کو نکھار کر بالکل صاف و ملائم بنا دیتے ہیں۔ سفید بالوں کو سیاہ بنانے کا بے ضرر تیل ۱؎ ۔ سفوف سنگاہی سر دھونے کا ۱؎ سفید بال سیاہ لمبے اور مضبوط ہو جاتے ہیں۔ گھونگریالے بال بنانے کا مصالحہ خاص ۱؎ ۔ اکسیر دافعہ رواں ۱؎ ۔ غازہ دافع رواں ۱؎ ۔ موٹاپا دور کرنے کی مجرب دوا ۶؎ جسم ہلکا ہو جاتا ہے۔ اکسیر بانجھ پن۔ خدا صاحب اولاد بنا تا ہے۔ اکسیر دافع پائیوریا ۱؎ ۔ دانت مسوڑھے مضبوط اور صاف ہو جاتے ہیں۔ اکسیر دافع کیل دانے ۲؎ ۔ چہرہ بالکل صاف ہو کر نکھر آتا ہے۔ اکسیر دافع بال ۱؎ ہر جگہ کے بال ہمیشہ کے لئے صاف ہو جاتے ہیں ۱؎ ۔ اکسیر دافع داغ و چھائیاں ۱؎ چہرہ بالکل صاف اور ملائم بنا تا ہے۔ اکسیر حلوہ ۱؎ تمام دماغی کمزوریوں کو دور کرتا ہے۔ اکسیر باکرہ ۶؎ ۔ اکسیر سرمہ بصر۔ اس کے استعمال سے جالا و دھند وغیرہ دور ہو کر آنکھوں کی روشنی کو تیز کرتا ہے۔ عینک کی ضرورت نہیں رہتی۔ مفید و بےضرر۔ فی شیشی ۱۲؍ فی تولہ ۶؎ ۔

نوٹ :- ہر زنانہ پوشیدہ امراض کی مجرب دوا تیار کر کے دیجاتی ہے جواب طلب امور و طبی مشورہ کیلئے ڈیڑھ آنے کا ٹکٹ یا لفافہ آنا ضروری ہے۔

المشتہر :- ایس جے بیگم صاحبہ ڈپلوما ہولڈر طب پرانا تیزاب مل۔ دہلی۔ شاہدرہ

چندہ مجلس استقبالیہ زنانہ ۱۹۴۶ء

نام	رقم	نام	رقم
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب	۲/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر سید عبدالودود صاحب	۳/-/-
" " خان جمیل خاں "	-/-/-	" شمسہ صاحبہ	۱/-/-
" اقبال خانم صاحبہ	۱/-/-	" بیگم " خان علی اکبر خاں صاحب	۱/-/-
" بیگم صاحبہ شیخ جان محمد صاحب	۱/-/-	" " " عیدے خاں "	۱/-/-
" " عظمت علی خاں "	۱/-/-	" " " صمدانی "	۲/-/-
" " علی محمد "	۱/-/-	" " " خان سندھی خاں "	۲/-/-
" " نور محمد "	۱/-/-	" " کیپٹن وحید احمد " لودھی	۵/-/-
" حمیدہ صاحبہ	۲/-/-	" " ڈاکٹر احمد اللہ صاحب	۲/-/-
" بیگم صاحبہ شیخ عبدالخالق صاحب	۲/-/-	" " " رحمت اللہ "	۲/-/-
" " گلباغ خاں "	-/۴/-	" " " عبداللطیف شاہ "	۲/-/-
" خالدہ مسعودہ صاحبہ	۲/-/-	" " شیخ غلام دستگیر "	۵/-/-
" طاہرہ صاحبہ	۱/-/-	" " ممتاز علی صاحب زیدی (انکم ٹیکس آفیسر)	۵/-/-
" بیگم صاحبہ عظامی صاحب	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ چودھری نور محمد صاحب ٹھیکیدار	۲/-/-
" والدہ " نثار احمد "	۲/-/-	" " علی اکبر صاحب	۱/-/-
" بیگم " منیر کمال "	۲/-/-	" " محمد ابراہیم "	۱/-/-
" " محمد بخش "	۱/-/-	" " طفیل محمد صاحب اسلام گنج	۱/-/-
" ہیڈ مسٹرس صاحبہ ایم بی گرلز سکول	۲/-/-	" " فضل محمد "	-/۴/-
" بیگم صاحبہ بابو چراغ دین صاحب	-/۸/-	" والدہ " نواب الدین "	-/۳/-
" " حکیم سید شاہنواز شاہ "	۵/-/-	" بیگم صاحبہ محمد چراغ "	-/۳/-
" " ڈاکٹر مرزا صاحب	۲/-/-	" " میر غلام محی الدین "	۵/-/-
" " پیرزادہ عبدالحمید " وکیل	۵/-/-	" " شیخ افتخار الدین "	۲/-/-
" " اشتیاق علی " منیجر	۵/-/-	" " ریاض الحق "	۱/-/-
" والدہ " اشتیاق علی "	۱/-/-	" " عبدالغفور "	۲/-/-
" بیگم " اشتیاق " اسسٹنٹ منیجر	۲/-/-	" " عبدالمجیب "	۵/-/-
" " ڈاکٹر صدیق علی صاحب چھاؤنی	۱/-/-	" والدہ " ابراہیم " غنی	۱/-/-
" " مرزا خلیل "	۱/-/-	محترم میاں رحیم بخش صاحب	۱/-/-
محترم محمد اقبال خاں "	۱/-/-	محترم عبدالحق صاحب	۵/-/-
محترمہ خدیجہ صاحبہ بنت شیخ عبدالرحمان صاحب	۲/-/-		
" بیگم صاحبہ شیخ عبدالحمید "	۱/-/-		

میزان [illegible]

[illegible]عطیات ماہ مارچ ۱۹۴۲ء

محترمہ [illegible]	[illegible]	محترمہ [illegible] محمد رفیق شاہ صاحب جالندھر شہر	-/۲/-
احمد علی صاحب [illegible]	[illegible]	" مولوی عظامی صاحب	-/۲/-
[illegible] عبدالعزیز صاحب [illegible]	[illegible]	" چوہدری شرف الدین	۳/۱/-
[illegible] صاحب	[illegible]	میزان	۳/۱۱/۹

حساب ماہ جنوری فروری و مارچ ۱۹۴۲ء [illegible] البنات جالندھر شہر

اسمائے [illegible]	جنوری	فروری	مارچ
عالیجناب نواب ثریا جنگ بہادر حیدر آباد دکن	[illegible]	۵/-/-	۵/-/-
جناب [illegible] بیگم صاحبہ [illegible] مشتاق احمد خاں صاحب " "	دو ماہ ۱۰/-/-	۵/-/-	۵/-/-
محترمہ جناب [illegible] عبداللطیف [illegible] صاحب رئیس بکا باغ جالندھر شہر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
جناب محترمہ [illegible] ربانی صاحبہ وارنٹ آفیسر	دو ماہ ۴/-/-	۲/-/-	۲/-/-
محترم جناب بی اے توصیف [illegible] صاحب لودھی	۲/-/-	۲/-/-	۲/-/-
جناب محترمہ زکیہ ربانی صاحبہ بنت خان عبداللطیف خاں صاحب	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
[illegible] جناب ڈاکٹر چوہدری رحیم بخش صاحب محلہ کھولہ رائے	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " مولوی لطافت الرحمٰن " [illegible] رستہ محلہ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" سید محمد نور علی شاہ صاحب ڈی آئی آف سکولز	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " " [illegible] احمد علی " ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ٹانڈہ	۱/-/-		
" مرزا [illegible] خاں [illegible] " محلہ سراج گنج	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" حاجی [illegible] محمد علی احمد علی صاحبان جنرل مرچنٹس	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" خواجہ غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلرک [illegible] ڈی جی آفس	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " [illegible] غلام محمد " [illegible] روڈ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " خواجہ غلام محی الدین " شملوی گورنمنٹ سنٹرل بنک	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" " [illegible] محمد خاں " [illegible]	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-

محترم جناب چوہدری نور احمد صاحب منیجر امپیریل پریس	۱/-	-	۱/-
" " " فضل الٰہی " سب جج	-/۲/-	[illegible]	[illegible]
" " مولوی رحمت علی " سینئر ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول	-/۲/-	-/۲/-	-/۲/-
" " میاں عبداللطیف " سوداگر چرم ریلوے روڈ	۳/-/-	۳/-/-	۳/-/-
" " میاں عبداللطیف حبیب احمد صاحبان "	۱/-	۱/-	۱/-/-
" " منشی شوکت علی صاحب ریلوے روڈ	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" " " محمد عاشق "	-/۶/- (دوماہ)	-	۱/- (دوماہ)
" " خان محمد عمر خان صاحب بی اے ایل ایل بی ستی شیخ	[illegible]	-	[illegible]
" " چوہدری محمد فقیر اللہ صاحب ہیڈ۔ وی۔ ڈی سی آفس	دوماہ -/۱/-		
" " منشی غلام محمد صاحب وثیقہ نویس کچہری صدر	۴ ماہ [illegible]		
" " خان نیاز محمد خان " ہیڈ کلرک محکمہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	
" " بابو غلام محمد صاحب ڈسٹرکٹ ناظر	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" " ابوالحبیب " نیلے محل جالندھر شہر	۱/-	۱/-	۱/-/-
" " مولوی محمد امین " علوی گورنمنٹ ہائی سکول	[illegible]	-/۸/-	-/۸/-
جناب محترمہ خانم صاحبہ بنت خان عطا محمد خان صاحب [illegible]	[illegible]	-/۲/-	-/۲/-
محترم جناب شیخ حبیب الٰہی صاحب ریڈر سشن جج	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" " مولوی محمد یعقوب اینڈ سنز	[illegible]	-/۴/-	-/۴/-
" " چوہدری محمد بشیر صاحب کلارک انسپکٹر آف سکولز	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
جناب محترمہ بیگم صاحبہ برگیڈیر محمد اکبر خان صاحب فلیگ اسٹاف [illegible]	۳ ماہ ۳/-/-	[illegible]	-
محترم جناب چوہدری عبدالحق صاحب دفتر رسالہ مسلم و پیام اسلام	[illegible]	[illegible]	-/۴/-
جناب محترمہ بیگم صاحبہ میجر علی اکبر خان " بستی شیخ	۲/-	-	-
" " " خان مشتاق احمد خان " "	۲/-	-	-
" " " میاں شیخ محمد صاحب "	۲/-	-	
" " والدہ خان مشتاق احمد خان صاحب مرحوم " "	-/۸/-	[illegible]	-
" " بیگم صاحبہ سردار محمد خان " " " "	-/۴/-	-	-

الف ۔ محترمہ بیگم صاحبہ خان عبدالرشید خان صاحب وکیل بستی شیخ	-/۴/-	-	-
" والدہ " خان عبدالرشید خان " " "	-/۴/-	-	-
" بیگم " خان علی نواز خان " بستی شیخ	-/۴/-	-	-
" غلام فاطمہ صاحبہ بستی شیخ	-/۴/-	-	-
" سردار بیگم " عرف باباجی	-/۴/-	-/۴/-	-
" بیگم صاحبہ انور علی خانصاحب پکا باغ	-/۴/-	-	-
" " خان پیرداد خان صاحب وکیل مرحوم	-/۴/-	-	-
" " محمد یوسف خان " بستی شیخ	-/۲/-	-/۲/-	-
" " فضل محمد " " کنٹرولر	۲/-/-	-	-
" " نصیرالدین احمد خان " اکسائز انسپکٹر بستی نو	۱/-/-	-	-
" " خان وحیدالدین احمد " " بستی دانشمنداں	۲/-/-	۲/-/-	-
" منیجر کتب خانہ انصاریہ جالندھر شہر	-/۴/-	-/۴/-	-
محترم جناب مستری محمد حسین صاحب اڈہ نکودر	-/۴/-	-/۴/-	-
" " عبدالعزیز " جی ٹی روڈ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" بابو محمد خلیل " ہیڈ ڈرافٹسمین ریلوے بورڈ	۱/-/-	۱/-/-	-
" شیخ جان محمد . سوس واچ کمپنی رینک بازار	-/۸/-	-/۸/-	-
" " نذیر محمد اینڈ سنز جنرل مرچنٹس	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" بابو مستجاب حسین صاحب دفتر سب رجسٹرار	-/۴/-	-/۴/-	-
" میاں عبدالکریم صاحب سوداگر چوب عمارتی	-/۵/-	-/۵/-	-/۵/-
" حکیم عبدالرحیم " بازار پیج پیر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" چودھری عبدالکریم " مٹھائی فروش	-/۸/-	-/۸/-	-
" منشی محمد شریف " محلہ سراج گنج	-/۴/-	-/۴/-	-
" مستری محمد حسین خادم حسین صاحبان محلہ باغ شیخ کرم بخش	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
محمد اشفاق علی صاحب ایم اے ایل ایل بی	۱/-/-	۱/-/-	-
سید محمد شاہنواز شاہ صاحب دروازہ سیداں	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-

مکرم جناب ڈاکٹر چودھری بدرالدین صاحب اسسٹنٹ سرجن پنشنر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
״ مستری محمد اسماعیل صاحب کنٹریکٹر محلہ باغ شیخ کرم بخش	-/۴/-	-/۴/-	-
״ بابو محمد حسین صاحب انجنیر محلہ سیداں	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
״ بابو محمد شفیع ״ محلہ کھولاڑے	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
״ مولوی محمد حنیف ״ دکاندار اٹاری بازار	-/۴/-	-/۴/-	-
״ میاں جی معین الدین میاں جی غیاث الدین صاحبان زنبیل لاہور	۲۵/-/-	۲۵/-/-	۲۵/-/-
״ اکرام الحق صاحب قریشی اقبال سٹریٹ	۱/-/-	۱/-/-	-
״ خان محمد اسحاق خاں صاحب بستی شیخ	۱/-/-	۱/-/-	-
״ چودھری ملک عبدالشکور صاحب	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
״ ملک محمد امین صاحب	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
״ خانصاحب شیخ عبدالرحمٰن صاحب پنشنر	۱/-/-	۱/-/-	-
״ منشی سردار محمد صاحب خوشنویس مرکز کتابت	۲/-/-	۲/-/-	۲/۰/-
״ خواجہ فخرالدین صاحب محلہ شیخاں بستی غذاں (از جنوری تا دسمبر سنہ ۴۶ء)	-	۳/-/-	-
״ ״ محمد اسحاق ״ سوداگر چرم بستی نو (از اگست تا نومبر سنہ ۴۶ء)	-	۲۰/-/-	-
״ بابو فیروز الدین ״ سب پوسٹماسٹر	-	دو ماہ ۱/-/-	-
مکرمہ ״ خورشید زرینہ صاحبہ معرفت جناب عبدالوحید صاحب اعجاز منزل دہلی	-	۷ ماہ ۷/-/-	-
مکرم جناب بابو عبدالعزیز صاحب کلرک سنٹرل کوآپریٹو بینک	-	دو ماہ ۱/-/-	-
״ ״ ״ سردار علی ״ تہ بازاری انسپکٹر میونسپل کمیٹی	-	۷ ماہ ۱/۱۲/-	-
جناب محترمہ بی بی صاحبہ بستی شیخ	-	دو ماہ -/۸/-	-
״ ״ بیگم صاحبہ محمد یوسف خاں صاحب بستی شیخ	-	-/۴/-	-
״ ״ ״ ״ میجر محمد اکبر خانصاحب	-	-/۴/-	-
״ ״ مکرمہ معظمہ مہربانو بیگم صاحبہ آف ممدوٹ لاہور (از اپریل سنہ ۴۷ء تا مارچ سنہ ۴۸ء)	-	-	۶۰/-/-
میزان کل	۱۳۳/۵/-	۱۲۹/[illegible]/-	۱۳۱/۱۲/-

گوشوارہ آمدنی انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر بابت ماہ جنوری۔ فروری و مارچ ۱۹۴۷ء

نام ماہ	عطیات	چندہ ماہوار	متفرق	زکوٰۃ و صدقات	تعمیر و مرمت	وظائف فنڈ	پیام اسلام	مسلم	فروخت کتب	دار الاقامہ	رقم پائی	رقم آنے	رقم روپے
جنوری ۱۹۴۷ء	۲۱۶/۱۱/۹	۱۳۲/۵/۰	-	۳۵/۰/۰	۸۶۲/۲/۰	۶۰/۰/۰	۲۶/۸/۰	۱۶۹/۱۰/۰	-	-	۹	۴	۱۵۱۵
فروری	۲۶/۲/۳	۱۲۵/۱/۰	-	۱۳۰/۰/۰	۱۲۹۸/۱۰/۰	۲۴/۰/۰	۲۰/۶/۰	۳۵۸/۱۲/۰	۱/۶/۰	-	۳	۷	۲۲۰۵
مارچ	۵/۱۱/۳	۱۳۱/۱۳/۰	-	-	-	-	۹/۰/۰	۴۶/۱۰/۰	-	-	۳	۲	۲۱۷
میزان کل	۲۴۸/۹/۳	۳۹۰/۳/۰	-	۱۶۵/۰/۰	۲۳۶۲/۱۲/۰	۸۴/۰/۰	۵۵/۱۴/۰	۶۰۵/۲/۰	۱/۶/۰	-	۳	۱۴	۳۹۳۷

گوشوارہ اخراجات انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ جنوری فروری و مارچ ۱۹۴۷ء

نام ماہ	لائبریری	تنخواہ ملازمین مدرسہ	متفرق مدرسہ	کرایہ بلڈنگس مدرسہ	کرایہ بلڈنگس دارالاقامہ مع متفرق	وظائف فنڈ	زکوٰۃ و صدقات	عملہ دفتر انجمن	متفرق انجمن	پیام اسلام	مسلمہ	تعمیر و مرمت	رقم پائی	رقم آنے	رقم روپے
جنوری ۱۹۴۷ء	-	۹۱۲/۱۵/۶	-	۴۶/۰/۰	۳۱۰/۱۵/۰	۱۶/۰/۰	۶۵/۰/۰	۱۲۲/۰/۰	۱۲۱/۴/۳	۲۶/۰/۳	۱۵۲/۲/۰	۶۵/۱/۰	۰	۸	۱۹۱۱
فروری	۲۸/۳/۰	۸۸۳/۱/۶	-	۴۶/۰/۰	۳۱۰/۰/۳	۱۶/۰/۰	۶۵/۰/۰	۳۲/۰/۰	۲۲/۴/۳	۲۰/۸/۳	۲۱۳/۷/۰	۱۲۶۹/۸/۰	۳	۲	۳۶۹۸
مارچ	-	۵۹۲/۴/۹	-	۴۶/۰/۰	۳۲۸/۱۱/۶	۱۶/۰/۰	۶۵/۰/۰	۱۲۲/۰/۰	۸/۲/۹	۲۸/۲/۰	۳۱/۰/۳	۶۶/۰/۰	۳	۱۲	۱۷۷۶
میزانکل	۲۸/۳/۰	۲۳۸۸/۶/۹	-	۲۰۱/۰/۰	۱۰۳۹/۱۰/۹	۴۸/۰/۰	۱۹۵/۰/۰	۳۲۹/۰/۰	۱۵۲/۲/۳	۱۵۲/۱/۶	۳۰۸/۱۱/۳	۱۴۰۰/۹/۰	۹	۶	۷۳۸۶

گوشوارہ مداخل ومخارج انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ جنوری۔ فروری و مارچ ۱۹۲۷ء

آمدنی

	روپے	آنے	پائی
آمدنی سہ ماہی اول	۳۹۳۷	۱۴	۳
بقایا سہ ماہی چہارم	۳۵,۵۸۹	۱۴	۳½
جمع امانت بماہ فروری	۹	۱۲	-
" " " مارچ	۱۹۹	۱۲	-
میزان کل	۳۹,۸۲۷	۴	۶½

اخراجات

	روپے	آنے	پائی
خرچ سہ ماہی اول	۷۳۸۶	۶	۶
واپسی امانت بماہ مارچ	۱۹۹	۱۲	-
بقایا حال	۳۲۲۴۱	۲	½
میزان کل	۳۹۸۲۷	۴	۶½

نورالدین بٹ جنرل سکرٹری

مسلم جالندھر شہر رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

حضرت مولانا سید محمد جعفر صاحب پھلواروی

کا

مکتوبِ گرامی

اکسیرِ اٹھراہ مالک الملک کے فضل وکرم سے اٹھراہ کے مہلک مرض کا کامل علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بیسیوں اُجڑے گھر آباد ہو چکے اور کئی ایک گودیں بارونق ہوگئیں۔ **مولانا سید محمد جعفر صاحب** خطیب کپورتھلہ اس حیرت انگیز کامیاب دوائی کے متعلق اپنے مشاہدات کے سلسلہ میں فرماتے ہیں :-

"میرے جاننے والے احباب یہ یقین فرمائیں کہ میں نے اکسیرِ اٹھراہ بیسیوں مریضات پر آزما کر دیکھی ہے اور صحیح پائی ہے۔ **اٹھراہ** سے میری مراد یہ ہے کہ جن کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں۔"

محمد جعفر پھلواروی

پھلواری شریف۔ ضلع پٹنہ

ضرورت مند حضرات اس رحمتِ الٰہی سے فائدہ اٹھائیں۔

چوتھے ماہ تک فل کورس اور اس کے بعد ساتویں ماہ تک ڈبل کورس ضروری ہے۔

قیمت فل کورس ۱۵ روپے ڈبل کورس ۲۵ روپے

اس کے علاوہ مردوں اور عورتوں و بچوں کی مخصوص امراض کیلئے ہمارے ہاں سے خط وکتابت کیجئے جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ ارسال فرمائیے۔

خادم :- مہتمم اشرف میڈیکل ہال سلطانپور دوئی کپورتھلہ سٹیٹ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

مئی سنہ ۱۹۴۷ء

مدیرہ : حمیرا

سالانہ چندہ : ایک روپیہ آٹھ آنے
بیرون ہند سے چار شلنگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر

جلد ۱۵ — مئی ۱۹۴۷ء - جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ — نمبر ۱۱

چند گزارشیں

داخلہ سالِ نو:- سالِ نو کے داخلہ کے متعلق پہلے بھی گزارش کی جا چکی ہے۔ اب ہم دوبارہ عرض کرتے ہیں۔ جو لوگ اپنی بچیوں کو امسال مدرسہ میں تعلیم دلوانے کا ارادہ رکھتے ہوں، انھیں داخلہ کی طرف جلد از جلد توجہ کرنی چاہیے کیونکہ دیر سے داخل ہونے والی طالبات کی تعلیم میں ابتدائی دروس شامل نہ ہونے کی وجہ سے جو نقص واقع ہو جاتا ہے، وہ بسا اوقات آخر سال تک جوں کا توں رہتا ہے، اور طالبہ کے مستقل کمزور رہنے کا سبب بن جاتا ہے۔

اب کہ فسادات کی جو ہوا چلی، چونکہ جالندھر بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکا، اس لئے ممکن ہے بعض لوگ فساد کے اندیشے سے ہچکچا رہے ہوں۔ اسلئے ہم یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اب یہاں کی فضا بالکل پُرسکون ہے اور ہر طرح سے امن قائم ہو گیا ہے۔ یوں فساد کے دنوں میں بھی ہمارا مدرسہ بالکل محفوظ رہا، اور حفاظت کے کافی انتظامات کر لئے گئے تھے، اور اگرچہ اب خدا کے فضل سے فتنہ و فساد کے بادل چھٹ گئے ہیں لیکن ہمارے حفاظتی استحکامات بدستور باقی ہیں۔

عرض مکرر:- گذشتہ اشاعت میں فارغ التحصیل طالبات کی خدمت میں گزارش کی گئی تھی کہ انہیں اپنے مدرسے سے رابطہ و تعلق قائم رکھنا چاہیئے، اور یہ توقع

کی گئی تھی کہ اس بات کی آرزومند بہنیں اس سلسلہ میں اپنی اپنی تجاویز سے مطلع فرمائیں گی، خدا کا شکر ہے کہ ہماری یہ آواز صدا بصحرا ثابت نہیں ہوئی اور معلوم ہوا ہے کہ اگر کوئی جھنجوڑنے والا موجود ہو تو نسیان اور تغافل کے اُن ہزاروں پردوں کو چاک کیا جا سکتا ہے، جو اَب تک ہماری آپس میں دُوری اور بُعد کا باعث بنے رہے ہیں۔ چنانچہ کچھ بہنوں نے ہماری اس آواز پر لبیک کہی، اور اس تجویز کے متعلق اپنے تاثرات پیش کئے جن میں سے بعض ہم اس اشاعت میں درج بھی کر رہے ہیں۔

لیکن ان تاثرات پر اظہار خوشی کے ساتھ ساتھ ہم یہ شکایت کرنے پر بھی مجبور ہیں کہ جن بہنوں نے اس طرف توجہ کی ہے، اُن کی تعداد توقع سے بہت کم ہے۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد سے چند بہنوں کا اس طرف متوجہ ہونا گو غنیمت ہے، لیکن اسے کافی نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس لئے ہم ایک مرتبہ پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ ہماری بہنوں کو اپنے مدرسہ اور اپنی ہم مکتب بہنوں سے رشتۂ اُلفت قائم کرنے اور اسے برقرار رکھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ متوجہ ہونا چاہئے اور اس کی مناسب شکل کے لئے جو بہتر سے بہتر تجاویز ان کے ذہن میں آئیں ان سے ہمیں آگاہ کرنا چاہئے۔

قدیم طالبات کے لئے ایک ایسی سوسائٹی، ایسوسی ایشن، انجمن یا مجلس کا قیام ناگزیر ہے، جو اُن کے باہمی رشتہ کو استوار رکھنے کا ذریعہ بن سکے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کی اہمیت واضح کرنے کے لئے لمبے چوڑے دلائل کی ضرورت ہو۔ جب ایک عام انسان اپنے محسن سے وابستگی برقرار رکھنے کا خواہشمند رہتا ہے، تو ایک دیندار عورت کے اندر یہ خواہش کیوں نہ ہو، اور آپ جانتی ہیں کہ مسلمان عورت کے حق میں اس دینی درسگاہ سے زیادہ محسن کون ہو سکتا ہے، جس میں اس نے دین کی تعلیم حاصل کی ہو۔

یہ کام آج سے پہلے ہو جانا چاہئے تھا، لیکن افسوس ہے کہ اب تک نہ ہو سکا۔ اب اس کی تلافی کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ اس میں مزید تاخیر نہ کی جائے، کیونکہ کہتے ہیں، صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے، تو اُسے بھولا نہیں کہتے۔

معاونین و ہمدردان مدرسہ سے:-

گو اب بھی ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد ایسی ہے جو لڑکیوں کی اہم دینی

تعلیم کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دیتی، لیکن بعض مخلص رہنمایانِ قوم کی اَن تھک کوششوں سے ایک معتدبہ طبقہ ایسا پیدا ہوگیا ہے جو اس کام کی اہمیت سے واقف ہوگیا ہے اور اس سے دلچسپی لینے لگ گیا ہے۔ پھر اس طبقہ کے اندر ایک خاص تعداد ان لوگوں کی ہے، جو صرف زبانی نہیں بلکہ عملی دلچسپی بھی لیتے ہیں، اور اب دراصل اس مہم کو کامیابی سے سرانجام دینے کی ذمہ داری اسی طبقہ کے کندھوں پر آپڑی ہے۔ کیونکہ جن لوگوں کے نزدیک اس کام کی سرے سے کوئی اہمیت ہی نہیں، اُن سے تو ہمیں کوئی توقع نہیں رکھنی چاہیئے، اور اگر ہم ان سے کوئی توقع وابستہ کرتے ہیں، تو یہ ہماری غلطی ہے۔ ان کو تو ابھی اس کی اہمیت کو واضح کرنے کی ضرورت ہے، لیکن جو لوگ اس مقصد کو جانتے ہیں، اس کی اہمیت کو مانتے ہیں، اور اس کام سے ہمدردی اور دلچسپی رکھتے ہیں، ان کی طرف سے خالی خولی ہمدردی اور زبانی دلچسپی کا اظہار ناکافی ہے بلکہ اُن پر چند در چند ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ یعنی یہ کہ عامۃ الناس کے اندر اس ضرورت کا احساس پیدا کرنا، مدرسہ کی اصلاح اور ترقی کی کوشش کرنا، اس کے دائرۂ عمل کو وسیع کرنا اور زیادہ سے زیادہ مؤثر اور مفید بنانے کے جو وسائل و اسباب ناگزیر ہوں ان کی فراہمی کا اہتمام کرنا۔

یہ کام کسی نہ کسی شکل میں اب تک ہوتا رہا ہے، اور اب بھی ہو رہا ہے۔ لیکن ان سطور کے لکھنے کی اصل غایت یہ ہے کہ اس بے نظمی، بے قاعدگی اور انتشار کو دور کر دیا جائے جو اب تک موجود رہی ہے، اور اس کے لیے ایک باقاعدہ اور منظم طریقے سے کام کیا جائے۔ جو لوگ مدرسۃ البنات کے آئیڈیل کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں، وہ ایک جگہ جمع ہو جائیں، سر جوڑ کر بیٹھیں، اپنے آپ کو ایک سلک میں منسلک کریں۔ ہمدردان و معاونین کی ایک جمعیت کا قیام عمل میں لائیں، کام کو ایک تنظیم سے چلائیں اور ایک قاعدے اور نظم کے ساتھ مدرسہ کے قیام اور استحکام اور اس کی اصلاح و ترقی کے فریضہ کو پوری خوش اسلوبی سے ادا کریں۔

ضروری اطلاع ○

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ رسالہ بذریعہ وی۔پی ارسال ہوگا۔ زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ خدارا وی۔پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔

منیجر

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھئے۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ ارسال کیجیے

عورت

میں عورت سے یہ پوچھتی ہوں کہ عورت! ❊ کبھی تو نے سوچا بھی، اے جانِ عصمت!
کہ اس کارگاہ و جہانِ عمل میں ❊ تیری ذات کا کیا ہے منشاءِ خلقت؟
کل اک مردِ آگاہ یوں کہہ رہا تھا ❊ ترے دم سے قائم ہے دنیا کی عزت
کہ جس ملک، جس قوم، جس آدمی میں ❊ جہاں بھی ترقی ہے تیری بدولت
شجاعوں کو مردانگی تو نے بخشی ❊ عطا کی حکیموں کو فہم و فراست
زمانہ میں جو لوگ رہبر ہوئے ہیں ❊ ملی ہے انھیں تجھ سے راہِ ہدایت
اگر تو یہ اندازہ کر لے کہ کتنی ❊ جہانِ عمل میں ہے تیری ضرورت
جمودِ ملل آج ہی ٹوٹ جائے ❊ زمانے سے ہو جائے دور آج نکبت
نحوست ابھی دور ہو جائے ساری ❊ ابھی ختم ہو جائے دورِ فلاکت
اسی آن میں تربیت قوم کی ہو ❊ اگر اب بھی گرمائے تو قلبِ ملت
مگر کچھ بھی تجھ سے نہیں ہو سکیگا ❊ گر اسرارِ دیں سے نہیں واقفیت
تجھی پر زمانے کی آنکھیں لگی ہیں ❊ نہ ہو قوم سے دیکھ تجھ کو ندامت
بندھی ہے تیرے دم سے امیدِ عالم ❊ تو کیا کر دکھائے یہ تیری لیاقت

مگر ایک ہے التجا طیبہ کی
کہ پہلے کم از کم مٹا دو جہالت

عربی عورت عہدِ جاہلیت میں

(مسلسل)

اب میں آپ کے سامنے ایک قوم کا ایک ایسا واقعہ بیان کرتا ہوں جس کے اندر اس دَور میں عورت کی رائے کی وقعت، آزادی کے کمال، اور رتبہ کی بلندی کو دیکھ کر آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے، اور آپ کے قلب کو (ان چیزوں کا) پورا یقین ہوجائیگا۔

وہ یوں ہے کہ سردارِ عرب حارث بن عوف المری نے اپنے حاشیہ نشینوں سے کہا: کیا آپ لوگوں کی رائے میں کوئی ایسا انسان ہے جس کے ساتھ میں ناطے کی بات چیت کروں اور وہ اسے ٹھکرا دے۔ کہا گیا: جی ہاں۔ حارث نے کہا: اچھا تو بتائیے وہ کون ہے؟ کہا گیا: اوس بن حارثہ طائی۔ یہ سُن کر حارث نے اپنے ملازم سے کہا: چلو اوس کے یہاں چلیں۔ چنانچہ خارجہ بن سنان کی معیت میں وہ دونوں سوار ہو کر چلے، اور اوس کے علاقہ میں جا پہنچے۔ اوس اس وقت مکان پر ہی تھا جب اس نے حارث کو دیکھا اسے خوش آمدید کہا۔ حارث نے بھی اس کا جواب دیا۔ اوس نے کہا: کہئے کیسے آنا ہوا؟ حارث نے کہا: ناطے کی غرض سے آیا ہوں۔ اوس نے کہا: یہ بات مت کرو۔ حارث نے یہ سنا اور چپ چاپ بغیر کسی مزید گفتگو کے واپسی کی راہ لی۔

ادھر جب اوس اس غیظ و غضب کی حالت میں اپنی بیوی کے پاس پہنچا، تو اس نے پوچھا: یہ تمہارے یہاں کون صاحب آئے تھے جن کے ساتھ نہ تم کچھ زیادہ دیر تک بیٹھے اور نہ اُن سے کوئی بات چیت کی۔ اوس نے کہا: عرب کا سردار حارث بن عوف مری تھا۔ اس نے کہا: تم نے انہیں ٹھیرایا کیوں نہیں؟ اوس نے جواب دیا: اس کی ایک حماقت کی وجہ سے۔ اس نے پوچھا: وہ کیسے؟ اوس نے کہا: یہ حضرت ناطے کی درخواست لے کر آئے تھے۔ اس نے کہا: کیا اپنی بیٹیوں کو بیاہو گے بھی یا نہیں؟ اس نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ اس نے کہا: اگر سردارِ عرب سے نہیں بیاہو گے تو پھر اور کس سے بیاہو گے؟ اوس نے کہا: اب تو کام ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ اس نے کہا: اپنی غلطی کا تدارک کرو۔

اوس نے کہا: یہ کیسے ہو؟ اس نے کہا: جاؤ اسے راستہ میں ہی جاملو، اور واپس لے آؤ۔ اوس نے کہا: میرے سابقہ سلوک کے پیش نظر اس کا کیا امکان ہو سکتا ہے؟ اس نے کہا: ان سے جاکر کہو: آپ میرے سامنے ایک ایسا معاملہ لائے جس میں پہلے سے آپکی طرف سے کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی، اس وجہ سے میں غصہ ہو گیا۔ اب میرے ساتھ چلئے، آپ کی ہر بات پوری ہوگی، اور آپ کا کوئی مطالبہ رد نہیں کیا جائیگا۔ اوس نے یہ سنا اور اُن کے تعاقب میں چل کھڑا ہوا۔

کھارجہ بن سنان کہتے ہیں کہ چلتے چلتے میں نے مڑ کر جو دیکھا، تو میری نظر اوس پر پڑی میں حارث کی طرف متوجہ ہوا۔ لیکن غم کی وجہ سے اُن پر سکوت سا طاری تھا۔ میں نے کہا: یہ اوس ہمارے پیچھے آرہے ہیں۔ جواب دیا: ہمیں کیا، تم چلے چلو۔ جب اس نے دیکھا کہ ہم نہیں رُک رہے ہیں، تو اُس نے آواز دی: حارث! میری خاطر ایک لمحہ کے لئے ٹھیرنا۔ ہم اس کے کہنے پر رُک گئے۔ اُس نے آکر ہم سے گفتگو کی اور خوش خوش واپس لوٹ گیا۔

مجھے معلوم ہے کہ جب اوس اپنے گھر پہنچا، تو اپنی بیوی سے کہا: اپنی بڑی لڑکی کو میرے پاس بُلا لاؤ۔ جب وہ اس کے پاس آئی، تو اس نے کہا: بیٹی! حارث بن عوف جو سرداران عرب میں سے ایک سردار ہیں، میرے پاس رشتہ کی غرض سے آئے ہیں اور میرا ارادہ یہ ہے کہ تمہیں اُن سے بیاہ دوں۔ تم اس معاملہ میں کیا کہتی ہو۔ اس نے جواب دیا: اباجان! ایسا نہ کرنا۔ اُس نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: میں ایک ایسی عورت ہوں جس کے چہرہ میں کچھ بدصورتی اور سیرت میں کچھ کمزوری ہے۔ پھر نہ آپ اس کے چچازاد بھائی ہیں کہ اس سے وہ میری قرابت کا لحاظ رکھے، اور نہ وہ آپ کا پڑوسی کہ اسے آپ سے حیا آئے، اور مجھے اس کا خدشہ ہے کہ میری کوئی بات اسے ناگوار گزرے اور اس کی وجہ سے مجھے طلاق دے دے، جس کا وبال مجھے بھگتنا ہوگا۔ اس نے اُسے دعا دی اور کہا: چلو اٹھو اور اپنی منجھلی بہن کو میرے پاس بلا لاؤ۔ وہ اسے بُلا لائی۔ اس نے اس سے بھی وہی گفتگو کی جو اس کی بڑی بہن سے کر چکا تھا، اور اس نے بھی وہی جوابات دئے جو اس کی بڑی بہن دے چکی تھی۔ وہ کہنے لگی: میں ایک پھوہڑ عورت ہوں۔ میرے ہاتھ میں کوئی ہنر نہیں۔ میں ڈرتی ہوں کہ مجھ سے کوئی ناگوار چیز سرزد ہو اور وہ بگڑ کر مجھے طلاق دے

دے اور اس سے جو وبال مجھ پر پڑے گا وہ تو آپ جانتے ہی ہیں جب کہ نہ وہ میرا چچا زاد بھائی ہے کہ میرے حقوق کی کچھ پاسداری کرے، اور نہ آپ کا پڑوسی ہے کہ آپ سے اسے کچھ حیا آئے۔ اُس نے اسے دعا دی اور کہا: چلو جاؤ، اور اپنی چھوٹی بہن بہیسہ کو بلا لاؤ۔ جب وہ حاضر ہوئی تو اس سے بھی اس نے حسب سابق گفتگو کی۔ اس نے جواب دیا: آپ کو اختیار ہے۔ اوس نے کہا: اسی چیز کو میں تمہاری دونوں بہنوں کے سامنے پیش کر چکا ہوں لیکن انھوں نے انکار کر دیا ہے۔ اس نے کہا (ابھی اوس نے اس سے اس کی بہنوں کی گفتگو کا مفصل ذکر نہیں کیا تھا): بخدا میں صورت کے لحاظ سے حسین، سیرت کے لحاظ سے بلند اور نسب کی رُو سے عالی مقام ہوں، اور میرے ہاتھ میں کئی ہنر ہیں۔ اگر اس نے مجھے طلاق دی تو اسے میری مانند بیوی کبھی نصیب نہ ہوگی۔ اوس نے اس کو دعا دی اور اُٹھ کر ہمارے پاس آیا، اور حارث سے کہا: میں نے بہیسہ سے تمہاری شادی کر دی۔ اُس نے قبول کر لی۔ اس کے بعد اوس اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے جا کر لڑکی کی رخصتی کی تیاری کرنے کو کہا۔

جب اسے اپنے خاوند کے پاس پہنچا دیا گیا اور وہ اس کی معیت میں اپنی زمین میں پہنچا تو عبس اور ذبیان کے درمیان داحس و غبرا کی جنگ بڑے زور شور سے جاری تھی، اس کے شعلے بھڑک رہے تھے، اور جس کو اس کی ہوا لگ جاتی تھی، اس کو بھسم کر دیتی تھی، قرب وجوار کے عرب قبائل نے بھی اپنے آپ کو اس میں جھونک دیا تھا، اور اس کی تپش میں جل مرنے کے لئے آمادہ ہو گئے تھے۔ جب بہیسہ نے اپنے خاوند کو ریشم کی قیمتی چادروں میں ملبوس دیکھا تو کہنے لگی: تم نے اپنی عظمت اور بڑائی کی ایسی باتیں مجھ سے کہیں جو مجھے تمہارے اندر نظر نہیں آتیں۔ اس نے کہا: یہ کیسے؟ بہیسہ نے جواب دیا: عرب ایک دوسرے کے گلے کاٹ رہے ہیں اور تمہیں عورتوں کے ساتھ رل بیٹھنے کی فرصت ہے۔ اس نے کہا: تو پھر کیا ہونا چاہیئے؟ بہیسہ نے کہا: ان لوگوں کے پاس جاؤ اور اُن کی آپس میں صلح صفائی کرا دو۔ یہ سُن کر وہ اُٹھا اور خارجہ بن سنان کے پاس گیا اور اس کے سامنے اپنی بیوی کی گفتگو کا ذکر کیا۔ خارجہ نے کہا: بخدا مجھے اس میں بہت اور عقل دونوں چیزیں بدرجۂ اتم نظر آتی ہیں، اور اس نے یہ بہت ٹھکانے کی بات کہی ہے۔ حارث نے کہا: تو پھر چلو اُن کے یہاں چلیں۔ چنانچہ دونوں نکل کھڑے ہوئے اور لوگوں

کے درمیان جاکر صلح کرادی، اور ان کے مقتولین ومجروحین کے قصاص اور جرمانے اپنے سر لئے۔ اس سلسلہ میں اُن کو تین سال کے اندر تین ہزار اُونٹ ادا کرنے پڑے اور بادیہ نشین عرب کے لئے یہ ایک ایسا سرمایہ ہے جس کے مقابلہ میں نہ شہری انسان کی بیش قیمت غیر منقولہ جائدادیں کوئی وقعت رکھتی ہیں اور نہ اُس کے مال و دولت کے بھرپور خزانے۔

یہ تھا وہ مقام جو اس زمانے میں عورت کو سوسائٹی میں سربلندی، رائے میں برگزیدگی اور قلوب میں اثراندازی کے سلسلہ میں حاصل تھا، اور عربی مرد، جس کی اکڑفوں، پختگی رائے اور شدتِ غیرت سے آپ واقف ہیں، جب دیکھتا تھا کہ اس کو اس کی قیادت وسیادت پر قدرت ہے، تو اس کی گردن اس کے حکم کے آگے جھک جاتی تھی، اس کے سایہ کی طرف رجوع ہوتا اور اس کے اقتدار پر اظہارِ اطمینان کرتا تھا۔

اور عورتوں میں سے کچھ ایسی صاحبِ کمال مشہور ہوئیں جنھوں نے اپنے خاوندوں اور اپنے قرابت داروں میں سے بادشاہوں اور ناموروں کی پشت پناہی کی اور بہترین طریق پر کی، اور کچھ ایسی شاہزادیاں ہوئیں، جنھوں نے اپنے کندھوں پر حکومت کے نظم ونسق کا بوجھ سنبھالا، اور عزت وعظمت کی ایسی عمارت تعمیر کر گئیں جن کی نظیر ملنی دشوار ہے اور عروج وکمال کی اس حد تک پہنچیں جس کی آرزو کرنا بھی کوئی آسان کام نہیں۔

اب ہم آپ کے سامنے دو عورتوں کی زندگیاں پیش کرتے ہیں جن کے ہاتھ میں عنانِ حکومت تھی، اور تاریخ نے ان کے لئے دو غیر فانی صفحات مخصوص کردئے اور انہیں دو روشن آیات کی حیثیت سے انتخاب کرلیا۔ اور وہ بلقیس ملکہ یمن اور زینب ملکہ تدمر ہیں (باقی باقی)

(پیوستہ بگذشتہ)

مسلمان اب کیا کریں

(قسط ششم)

(از حضرت داعی الی الحق)

(۱۹)

فرنگی نے سلطنت ہندوستان کی بنیاد رکھنے میں جو جنگیں لڑیں اور جن چالوں سے کام لیا، اُن کا سمجھنا ضروری ہے، تاکہ ہمارے عزائم و اعمال میں دوبارہ وہ اُلجھنیں پیدا نہوں جو اس سے پہلے پیدا ہوئی ہیں، اور ہم کسی نہ کسی وجہ سے استقلالِ ملت میں کامیاب نہ ہوسکے۔

جنگِ کرناٹک :- (پہلی لڑائی ۱۷۴۴ء سے ۱۷۴۸ء تک)۔ الف :- اس لڑائی کا اول معرکہ مدراس پر ہوا، جہاں انگریزوں نے قلعہ اور تجارتی بستی قائم کر رکھی تھی۔ ابتدا اس کی یوں ہوئی کہ اس وقت فرانسیسی مقبوضات کا گورنر ڈوپلے تھا، ۱۷۴۴ء میں یورپ میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے مابین آسٹرین تخت نشینی پر جنگ شروع ہوئی، تو فرانسیسی بیڑے نے مدراس پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ انوارالدین نواب کرناٹک نے خود مدراس پر قبضہ کرنے کی نیت سے دس ہزار سپاہ بھیجی، لیکن تربیت یافتہ فرانسیسیوں نے اس کا قلع قمع کر دیا۔ (ب) انگریزوں نے جوابی حملہ کے طور پر فرانسیسیوں کے دارالحکومت پانڈیچری کا محاصرہ کیا، لیکن شدید نقصان اُٹھا کر واپس لوٹنا پڑا، یوں پہلے دونوں معرکوں میں فرانسیسیوں کا پلہ بھاری رہا۔ (ج): لیکن جب ایلاشپیل کے معاہدہ سے ۱۷۴۸ء میں یورپ میں فرانسیسیوں اور انگریزوں میں صلح ہوئی تو مدراس انگریزوں کو واپس مل گیا۔

۲ :- (دوسری لڑائی: ۱۷۴۹ء سے ۱۷۵۴ء تک)

(الف) ۱۷۴۸ء میں نظام الملک آصف جاہ عالم ضعیفی میں مر گیا۔ اس کی جانشینی کے لئے اس کے بیٹے ناصر جنگ اور پوتے مظفر جنگ میں چل گئی۔ انھیں دنوں ہمسایہ ریاست کرناٹک کے نواب انوارالدین کے مقابلہ میں چندا صاحب ایک اور نواب نے علمِ بغاوت بلند کیا۔ مظفر جنگ نے چندا صاحب سے اتحاد کر کے فرانسیسی گورنر ڈوپلے سے امداد کی درخواست

ڈوپلے نے بخوشی مدد کی۔ چنانچہ مظفر جنگ، چندا صاحب اور فرانسیسی تینوں نے مل کر انوارالدین نواب کرناٹک کو ۱۷۴۹ء میں شکست دی اور مار ڈالا۔ انوارالدین کا بیٹا محمد علی ترچناپلی میں بھاگ گیا۔ (ب) انگریزوں نے فرانسیسیوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار سے خوف کھا کر انوارالدین کے بیٹے محمد علی اور ناصر جنگ کی حمایت کا بیڑا اٹھایا۔ ناصر جنگ نے انگریزوں کی مدد سے چندا صاحب کو شکست دی اور مظفر جنگ کو بھی قید کر لیا۔ (ج) فرانسیسی جرنیل بُسے نے ناصر جنگ کو شکست دے کر مار ڈالا اور مظفر جنگ کو حیدرآباد دکن کا نظام بنا دیا۔ کچھ عرصہ بعد مظفر جنگ مارا گیا تو بُسے نے نظام الملک کے ایک دوسرے بیٹے صلابت جنگ کو نظام بنا دیا۔ (د) اس نازک صورتِ حالات میں کمپنی کا ایک ملازم رابرٹ کلائیو جو پہلے کلرک کے طور پر ملازم ہو کر آیا تھا، لیکن اب فوج میں داخل ہو گیا تھا، انگریزوں کے آڑے آیا۔ اس وقت چندا صاحب نے ترچناپلی کے قلعہ میں محمد علی کو محصور کر رکھا تھا۔ کلائیو نے چندا صاحب کے دارالحکومت آرکوٹ پر براہِ راست حملہ کر دیا۔ چندا صاحب نے ترچناپلی سے کچھ فوجیں اپنے دارالحکومت کی حفاظت کے لئے بھیج دیں۔ ترپن روز تک کلائیو نے ان افواج کا مقابلہ کیا۔ پھر اُسے مدراس سے مدد پہنچ گئی۔ کلائیو نے چندا صاحب کے بیٹے راجہ صاحب کو ارنی اور کویری پک کے مقامات پر شکست دی۔ پھر وہ کچھ اور فوج لے کر ترچناپلی محمد علی کی مدد کو پہنچ گیا۔ چندا صاحب کو ترچناپلی کا محاصرہ اٹھا کر بھاگنا پڑا۔ راجہ تنجور نے چندا صاحب کو مار ڈالا۔ (ہ) اسی اثنا میں انگریزوں نے فرانس کی حکومت سے براہِ راست ساز باز کر کے ڈوپلے کو واپس فرانس بھجوا دیا۔ آخر ۱۷۵۵ء میں صلح نامہ پانڈیچری کی رُو سے فرانسیسیوں نے محمد علی کو نواب کرناٹک تسلیم کر لیا، اور جانبین نے ایک دوسرے کے مفتوحہ علاقے واپس کر دئے۔

۳:- (تیسری لڑائی ۱۷۵۶ء سے ۱۷۶۱ء تک)۔

(الف) ۱۷۵۶ء میں یورپ میں فرانسیسیوں کے درمیان جنگ ہفت سالہ کے سلسلہ میں ٹھن گئی تو فرانسیسیوں نے کاؤنٹ لا آلی کو گورنر اور کمانڈر انچیف بنا کر ۱۷۵۸ء میں انگریزوں سے صلح پانڈیچری کا انتقام لینے بھیجا۔ لا آلی نے پہلے قلعہ سینٹ ڈیوڈ فتح کر لیا۔ پھر تنجور فتح کرنا چاہا لیکن ناکام رہا۔ اسی مرحلہ پر اس نے بُسے کو شمالی سرکار (نظام حیدرآباد کے ایک علاقہ کا نام) سے اپنی مدد کو بلا لیا۔ اس سے کلائیو کو موقع ملا اور اس نے شمالی سرکار کو فتح کر کے نظام دکن کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ (ب) لا آلی اور بُسے نے مل کر مدراس پر حملہ کر دیا اور دو مہینے کے محاصرہ

کے بعد شہر پر بلہ بولنا ہی چاہتے تھے کہ انگریزی بحری بیڑے کی مدد آ پہنچی اور ان دونوں کو بھاگنا پڑا۔ (ج) سنہ ۱۷۶۰ء میں سرآئر کوٹ نے ونڈواش کے مقام پر فرانسیسیوں کو سخت شکست دے کر بسّی کو قید کر لیا۔ (د) لاآلی واپس فرانس چلا گیا، جہاں اُس پر مُقدمہ چلا کر اسے سزائے موت دی گئی۔ یوں انگریزوں نے سنہ ۱۷۴۴ء سے لے کر سنہ ۱۷۶۱ء تک جنگ کرناٹک جیت کر ہندوستان میں پاؤں جمانے کی خاطر اپنے یورپین حریف فرانسیسیوں کو میدان سے ہٹا دینے کا پہلا مرحلہ طے کر لیا۔

فرانسیسیوں کی شکست کی کئی وجوہات تھیں:۔

اوّل تو فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقابلہ میں انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کے پاس سرمایہ بھی زیادہ تھا، اور انگریز فرانسیسیوں کی نسبت اپنی کمپنی میں دلچسپی بھی زیادہ لیتے تھے۔ دوسرے انگریزوں کی خانگی حکومت مضبوط تھی اور انگلستان کا وزیراعظم کلائو کی پوری مدد کرتا رہا۔ فرانس کی خانگی حکومت میں ہلچل تھی۔ پہلے انھوں نے ڈوپلے جیسے لائق شخص کی پُشت پناہی سے دریغ کیا، پھر لاآلی کو ذرا شکست ہوئی تو ہندوستان سے منہ ہی موڑ لیا۔ تیسرے انگریزوں کی بحری طاقت فرانسیسیوں سے زیادہ مضبوط تھی اور انہیں گھر سے باقاعدہ مدد ملتی رہتی تھی۔ چوتھے انگریز اپنی مصنوعات ہندوستان میں لا کر اپنی تجارت کو ترقی دیتے رہے۔ برعکس اس کے فرانسیسیوں کے پاس ایسی مصنوعات کی کمی تھی۔ پانچویں انگریزوں کو کلائو جیسا دُوراندیش نمائندہ مل گیا تھا جس نے سنہ ۱۷۵۸ء میں لاآلی کی آمد سے پیشتر ہی سنہ ۱۷۵۷ء میں بنگال فتح کر کے ہندوستان میں پاؤں جمالئے تھے، اور اب وہ خُود اپنے بل پر کھڑا ہو سکتا تھا۔

(۲۰)

کلائو ـــــ انگریزی سلطنت کا بانی:

درحال ہندوستان میں انگریزی سلطنت کا بانی رابرٹ کلائو تھا، جس نے ایک طرف جنگ کرناٹک فتح کر کے فرانسیسیوں کو ہندوستان سے بے دخل کر دیا اور دوسری طرف جنگ بنگال سے ہندوستان کے داخلی معاملات میں ہاتھ ڈالنے کا موقع پیدا کر لیا۔ جنگ کرناٹک کا حال بیان ہو چکا۔ اب معرکۂ بنگال کا بیان سنئے:۔

جنگِ بنگال :-

۱ :- (پلاسی کی لڑائی ۱۷۵۷ء)۔ (الف) ۱۷۵۶ء میں جب یورپ میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے مابین جنگ ہفت سالہ کے سلسلہ میں ٹھن گئی، تو اس جنگ کے بہانہ انگریزوں نے قلعہ فورٹ ولیم کو جو کلکتہ کے قریب اُن کی تجارتی کوٹھی کی حفاظت کے لئے دیر سے چلا آرہا تھا اب مسلح کرنا شروع کر دیا۔ نیز انھوں نے سراج الدولہ نواب بنگال کے ایک زیر عتاب مفرور شخص کو پناہ بھی دے دی۔ نواب نے انگریزوں کی ان حرکات سے مشتعل ہو کر انھیں حکم دیا کہ قلعہ کے نئے استحکامات مسمار کر دئے جائیں، اور مفرور نواب کے حوالے کر دیا جائے۔ انگریزوں نے نہ تو قلعہ کے جدید استحکامات مسمار کئے، اور نہ مفرور نواب کے حوالہ کیا۔ کرناٹک کی پہلی دو لڑائیوں میں فرانسیسیوں کو زک دے کر وہ اپنی قوت سے خوب واقف ہو چکے تھے۔ اس پر نواب نے پہلے تو قاسم بازار (کلکتہ کے قریب ایک انگریزی تجارتی کوٹھی) کو لوٹ لیا۔ پھر کلکتہ پر براہ راست حملہ کیا۔ یہاں کے گورنر ڈریک صاحب جہاز پر بیٹھ کر بھاگ گئے۔ باقی کے انگریزوں نے ہتھیار ڈال دئے۔

(ب) :- جب اس شکست کی خبر مدراس پہنچی جو اس وقت تک ہندوستان میں انگریزوں کا مرکز تھا، تو وہاں سے امیر البحر واٹسن اپنے بیڑے سمیت اور رابرٹ کلائو اپنا لاؤ لشکر لے کر کلکتہ پر حملہ آور ہوئے۔ ۲ جنوری ۱۷۵۷ء کو کلکتہ انھوں نے آسانی سے فتح کر لیا۔ اگلے ہفتہ "ہگلی" پر بھی اُن کا تسلط ہو گیا۔ سراج الدولہ نے انگریزوں کی منہ مانگی شرطیں منظور کر کے اُن سے صلح کر لی۔

(ج) رابرٹ کلائو نے اس وقت تو مصلحت دیکھ کر صلح کر لی، لیکن بھیڑیئے کے منہ کو لہو لگ چکا تھا، اور اب وہ واپس جانے والا نہ تھا۔ اس نے سارے بنگال پر تسلط جمانے کی ٹھان لی۔ ایک دولت مند بنئے امی چند کی وساطت سے سراج الدولہ کی افواج کے تنخواہ تقسیم کرنے والے میر جعفر سے سازش کی۔ میر جعفر رشتہ میں تو سراج الدولہ کا ماموں تھا، لیکن خود نواب بنگالہ بننا چاہتا تھا۔ ایک مرحلہ پر امی چند نے مطالبہ کیا کہ رابرٹ کلائو اور میر جعفر کے مابین جو سازش کا معاہدہ کیا جا رہا ہے، اس میں یہ بھی لکھا جائے کہ سازش کی کامیابی پر امی چند کو تیس لاکھ روپے ملیں گے ورنہ وہ سارا بھانڈا پھوڑ دے گا۔ کلائو نے لوہے کو لوہا کاٹتا ہے کے اصول پر معاہدہ کی دو نقلیں تیار کیں۔ ایک تو سفید رنگ کے کاغذ پر جو

اصلی تھی، دوسری سُرخ رنگ کے کاغذ پر جو جعلی تھی اور جس میں امی چند کا ذکر موجود تھا۔ امی چند کو سُرخ معاہدہ دکھا کر مطمئن کر دیا گیا۔ امیر البحر واٹسن نے جعلی کاغذ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تو کلائو نے خود واٹسن کے جعلی دستخط کر دئے۔ ان سازشوں کی اُڑتی اُڑتی خبر سراج الدولہ کو پہنچی تو اُس نے فرانسیسیوں سے رجوع کیا اور بُسّی کو دعوت دی کہ وہ ہگلی پر حملہ کر کے انگریزوں کو بنگال سے نکال دے، لیکن قبل اس کے کہ فرانسیسی اس کی مدد کو پہنچے، انگریزوں نے سراج الدولہ کو ٹھکانے لگا دیا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اول تو سراج الدولہ کو اپنے ماموں میر جعفر کی پُوری سازشوں کا علم نہ تھا۔ پھر امی چند نے طفل تسلیوں سے نواب کو اور بھی غافل کر دیا۔

۲۳ رجون ۱۷۵۷ء کو کلائو نے نواب کو ایک لمبا چوڑا خط لکھکر اس پر کئی الزامات لگائے۔ اُلٹا اُسی کو حال ہی کے صلحنامہ کی معاہدہ شکنی کا مُلزم گردانا اور اُسی روز اپنی تین ہزار فوج لے کر نواب کے دار الخلافہ مرشد آباد پر حملہ کر دیا۔ میر جعفر سے پہلے طے پا چکا تھا کہ وہ عین میدان جنگ میں فوج کا ایک حصہ لے کر انگریزوں سے آملے۔ پلاسی کے قصبہ کے قریب سر آئر کوٹ نے نواب کی افواج پر جن میں پچاس ہزار پیادہ اور اٹھارہ ہزار سوار تھے، حملہ کر دیا۔ میر جعفر حسب وعدہ انگریزوں سے آملا۔ نواب کو شکست ہوئی اور وہ میر جعفر کے لڑکے کے ہاتھوں قتل ہوا۔ میر جعفر نے کلکتہ کے قریب چوبیس پرگنوں میں انگریزوں کو وہاں کا اعلیٰ زمیندار تسلیم کر لیا۔ کلائو اور اس کے دوستوں کو بیش قیمت تحائف اور رقوم بطور رشوت دیں۔ انگریزوں نے اُسے بنگال کا نواب مقرر کر دیا۔

کارِ امروز

(از جناب "ماطی" ہمدرد اعظمی)

آج کل جس طرف بھی نظر اٹھاتا ہوں عموماً یہی نظر آتا ہے کہ اس دنیا کا اکثر حصہ اس جد وجہد میں مصروف ہے کہ خدا کے وجود کو باطل قرار دیا جائے۔ آپ جتنی بھی تحریکوں کا مطالعہ کریں گے خاص کر جو یورپ کے دماغ کی سوچی ہوئی ہوں گی، ان میں ہر فلسفہ کی بنیاد ہی اسی جملہ پر رکھی جائیگی کہ خدا کوئی چیز نہیں ہے۔ ان کا فلسفہ جہاں سے بھی شروع ہوگا یہی جملہ نظر آئے گا کہ خدا کی کوئی ضرورت نہیں (There is no God) آپ ہر کتاب کے پہلے صفحہ پر موجود پائیں گے۔ اس کے بعد اس جملہ کی توجیہ اس صورت میں کریں گے۔

چونکہ واہمہ خلاق ہوتا ہے۔ اس لئے انسان اپنی زندگی کے پہلے لمحوں میں سمندر کی طغیانیوں اور آتش فشاں پہاڑوں کی دہشت ناک وادیوں سے ایک خدا تراش بیٹھا ورنہ حقیقتاً نہ خدا کے وجود اور نہ کوئی اور ہی ہستی کے ماننے کی ضرورت ہے جس سے ڈر کر انسان اس طاقت کے سامنے سربسجود ہو جائے، اور جس کے خوف و بیم سے زندگی کو محض چند اصولوں کے ذریعہ مقید کر دے۔ انسان کی زندگی کا مقصد تو یہ ہونا چاہیئے کہ وہ دنیا میں آئے اور جس طرح بھی چاہے زندگی عیش و عشرت میں گذار دے۔ اب جو اسکیم چاہے سوچے، جو رویہ چاہے اختیار کرے، جس راستہ پر چاہے چل پڑے، کوئی قید نہیں، کوئی روک نہیں، نہ کوئی نصب العین، نہ کوئی مقصد —— ان حضرات کی تلقین و تبلیغ کا دنیا پر کیا اثر پڑا؟ انسانوں نے کیا سمجھا؟ اور کیا رویّہ اختیار کیا؟ آپ یورپ و ایشیا و امریکہ کے ایک ایک ذرّے سے پوچھ سکتے ہیں۔

لیکن وہ لوگ جو تمام کاموں کی ایک علت قرار دیتے ہیں، اور تمام چیزوں کو ایک مقصد کے ماتحت سمجھتے ہیں اس فلسفہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں، اور اس کا مسکت جواب [illegible] دیتے ہیں۔ برسوں صدیوں سے اس کا جواب دیا جا رہا ہے، لیکن میرا دل جس کی باتوں

پر خاموش ہوا وہ … ابوالاعلیٰ مودودی صاحب ہیں۔ گو ان کی کتاب "سلامتی کا راستہ" میں لفاظی نہیں، مرعوب کن فقرے نہیں، وہ تمام تکلفات بھی نہیں جن سے سامع کا ذہن مرعوب ہو جاتا ہے، مگر میرے دل نے کہا: یہیں سے مجھے سکون مل سکتا ہے۔۔۔

۔۔۔ گو اس کو تفصیلاً ذکر کرنے کا موقع نہیں، مگر ابتدائی جملوں پر میں تمام تشکیکین کی فکری کاوشوں کو نثار کر دونگا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"دوستو! اگر میں آج تم سے کہوں کہ کانپور میں ایک کارخانہ ہے جس کا مال خود بخود آتا ہے اور خود بخود فروخت بھی ہو جاتا ہے۔ کارخانہ صبح کو اپنے وقت پر کھلتا ہے اور شام کو اپنے وقت پر خود بخود بند بھی ہو جاتا ہے، پھر مال بھی یک بیک آجاتا ہے، اور پھر الماری میں اپنی اپنی جگہ پر تمام سامان خود بخود پہنچ جاتے ہیں، پھر شام کو خود بخود قفل بھی لگ جاتا ہے۔ کوئی کارخانہ دار نہیں، کوئی نگران نہیں، تو آپ لوگ متفقہ طور پر مجھے احمق اور بیوقوف سمجھنے لگیں گے اور کوئی میری بات کو باور نہیں کرے گا۔ اب بھلا بتلائیے جب آپ ایک چھوٹی سی دکان کے متعلق یہ یقین نہیں کر سکتے کہ وہ بغیر چلائے ہوئے چل سکتی ہے اور بغیر کھولے ہوئے کھل سکتی ہے، تو کس طرح یہ باور کر لیتے ہیں کہ اتنا بڑا کارخانہ جس کو ہم اور آپ دنیا کہتے ہیں کیونکر بغیر کسی وجود میں لانے والے کے وجود میں آگیا، اور کس طرح بغیر کسی چلانے والے کے چل رہا ہے۔ آخر کیسے منکرین خدا نے آنکھیں بند کر کے فیصلہ کر لیا کہ اس عظیم الشان کارخانے میں کوئی چلانے والا ہی نہیں ہے۔ خوب ہے۔

۔۔۔ ماشاء اللہ! ایسے ذہن و عقل کی تعریف کرنی چاہئے۔ یہ بات نہیں سمجھ میں آئی کہ ان عقل کے اندھوں نے کیسے یہ جرأت کی۔ آفتاب ان کے سامنے نہیں تھا کہ وہ ایک مقررہ نظام کے تحت طلوع ہوتا ہے۔ پھر شام کو اپنے مقررہ نظام پر غروب بھی ہو جاتا ہے، لیکن جو صرف اندھوں کی طرح دوسروں کے سہارے چلنا چاہتا ہے، اس کو ان حقائق پر نظر ڈالنے کی فرصت ہی کہاں رہتی ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح کوئی کام نقطۂ آغاز سے شروع ہوا اور پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے، دنیا کے ہر کاروبار میں، دوکانوں، فیکٹریوں، سیاسی الجھنوں، فکری کاوشوں میں وہ ایک نقطۂ آغاز مان لیتے ہیں۔ لیکن اس بسیط زمین کو یوں ہی کس طرح چھوڑ جاتے ہیں۔ جب ہمیں معلوم ہو چکا کہ دنیا کے اوپر جب تک ایک زبردست ہاتھ کارفرما نہو، تو اس کے نظام میں برہمی پیدا ہو جائے گی۔ ہم اس زبردست

قوت کو اللہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ پھر جب تک تمام صفات ایک ہی ذات میں موجود نہ ہوں گی، تو وہ دوسروں کا محتاج رہے گا۔ اس لئے تمام صفتیں قدیر، حکیم محی، ممیت، رحمان ورحیم اسی ایک کو سزاوار ہوں گی۔ اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہو کے رہ جائیگا۔

آہ! دنیا تیرے عالم کس قدر گمراہ ہو گئے، تجھی کو روندنے والی قوم۔ تیرے خالق کو چھوڑ کر آستانہ ہائے اغیار پر سربسجود ہو گئی۔ عالموں مولویوں نے آیتوں کو توڑ کر اپنی حاجت پر چسپاں کیا۔ آج بنکنگ جائز۔ سودی کاروبار حلال کر دیا۔ واحسرتا! فواویلاہ!

زمین تو کیوں نہیں شق ہو جاتی؟ اور ان منکرین کو اپنے ہلاکت پرور آغوش میں کیوں نہیں سمیٹ لیتی ہے؟ اے ادھر اُدھر جانے والے بادلو! آج کیوں نہیں اس بستی پر ہلاکت کی بارش کر دیتے جو مسکن خباثت بنتی جا رہی ہے۔ اے مرکز تمازت تو کیوں خاموش ہے؟ اپنی شعلہ بار کرنوں سے ان کے وجود کو بھسم کر ڈال۔ ہاں اے خدائے کن فکاں! اپنے محبوب بندوں کے ہاتھوں میں پھر ایک مرتبہ حرکت ڈال دے کہ وہ ان دجاجلہ و فراعنہ کو زمین کے سینہ میں ٹھونس دیں۔ آج لوگوں کی تقریریں اور تحریریں کچھ کام نہیں دے سکتیں۔ اگر کچھ کام آسکتی ہے تو مسلسل کوشش، پیہم جدوجہد ، لیکن ہم کو اس سے نصرت و مدد کی توقع ہے جس کے جلال کا ادنےٰ سا اشارہ طوفان نوح تھا اور وہی تو تھا جس نے خلیل بت شکن کے آگ میں جانیکے بعد آگ کو گلزار بنا دیا۔ آخر کس کا اشارہ تھا جس کے اشارے سے ابراہیم نے اپنے بیٹے اسماعیل کی گردن پر چھری چلانی چاہی۔ آخر اسحاق کی وراثت کس کے کرشمہ کا نمونہ تھا۔ موسیٰ کی کوشش اور جہد پیہم میں کس کا ہاتھ نمودار ہوا کرتا تھا؟ یہ تمام حیرت انگیز واقعات صرف خدائے واحد ہی کی شان جلال و جمال کے نمونہ ہیں۔ یہ تمام کھیل اسی کے اشارہ سے نمائش گاہ عالم میں کھیلے گئے ہیں۔ پھر کیوں آج دنیا ان سے عبرت نہیں حاصل کرتی؟

اب اس کے بعد دنیا کی سیاحت میں جس خیال کے لوگ نظر آئیں، اگر اس معیار پر پورے نہیں اترتے (کہ ایک ہی کے در پر جھکیں، ایک ہی کے دامن کو تھام لیں، ایک ہی کے دربار کی جانب چشم ملتجی اُٹھائیں، پھر ایک ہی کے ہو کے رہ جائیں) تو ابکا یہ وتیرہ مشرکانہ ہے اُن کے لئے ہمارا جواب کھلا ہوا ہے کہ جاؤ تم چاہے جتنے خدا و معبود بنا ؤ اور ان کی

اطاعت و فرمانبرداری میں اُن کے رو برو سربسجو ہو جاؤ۔ ہم نے تمہیں صحیح راستہ بتلا دیا ہے۔ اب چلنا نہ چلنا تمہارا اپنا کام ہے۔ اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ ہم تو ایک ہی خدا کو پوجیں گے، کیونکہ ہمیں ایک ہی دل بخشا گیا ہے ؎

سینے میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

ہم ایک ہی کی یاد میں تڑپیں اور ایک ہی کے ہو کر رہ جائیں۔ ہمارا سر ایک ہی کے آستانہ پہ محو سجدہ گزاری رہے گا۔ آج دیہاتوں میں جا کر دیکھئے اور قصبوں میں چکر دیجئے تو معلوم ہو جائیگا کہ ان خانقاہوں کے احمقوں نے کتنا بھیانک جال پھیلا دیا ہے۔ ہزاروں جگہ شہیدوں پر مرغے چڑھائے جاتے ہیں۔ پیروں کو قاضی الحاجات سمجھا جاتا ہے روپیہ کے لئے انھوں نے ہر قسم کے روپیہ کو حلال کر دیا۔ یہاں بہت سے ایسے ملیں گے جنھوں نے سید سالار مسعود غازی کو مستجاب الدعوۃ قرار دے رکھا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے نظر آئینگے جنھوں نے بڑے پیر عبدالقادر جیلانی کو دوسرے خدا کی حیثیت میں شمار کر لیا ہے۔ کتنے ایسے ہیں جو قبروں کو پوجتے اور مقبروں کی پرستش کرتے ہیں۔ بہتیروں نے پیروں اور ملّاؤں کو نجات کا واحد ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔ سینکڑوں نے تعزیہ یا حسنؓ و حسینؓ کے مجسمہ پر مالیدہ چڑھانا شروع کر دیا ہے۔ عورتوں نے اپنے شوہروں کو خدا ٹھہرا لیا ہے۔ مردوں نے عورتوں کو دیویوں کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر ہر ہر چیز سے ہندویت ٹپکتی ہے اور جو کچھ تعلیم یافتہ نظر آتے ہیں تو فرنگیت کی ایک ایک ادا سے متاثر معلوم ہوتے ہیں۔ پیدائش شادی بیاہ یہانتک کہ مرنے کے بعد بھی یہ غلط رسم و رواج انکا ساتھ نہیں چھوڑتے۔ اگر ان علمائے سوء سے کچھ کہا جاتا ہے تو وہ فوراً وہابی مشہور کر دیتے ہیں دوسروں سے کہتے ہیں کہ اس کا پائجامہ نیچا ہے اسکی ڈاڑھی گھٹی ہوئی ہے اس کے سر پر انگریزی بال ہے کہنے والا منہ پیٹ کے بیٹھ جاتا ہے۔ ع

اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی

آج پھر ضرورت ہے کہ ہم اٹھیں اور ان لوگوں کے چہرے سے وہ حسین نقاب پھاڑ ڈالیں اور لوگوں کو دکھلائیں۔ لوگو! یہ وہ چہرے ہیں جن کی طرف تم مائل تھے۔ یہی وہ زبانیں ہیں جن کی ایک ایک حرکت سے تم متاثر ہو کرتے تھے۔ یہ بھیانک اور ڈراؤنے پنجے جنھوں نے مذہب اسلام کی گردن کو دبوچ رکھا ہے ان کو توڑ ڈالیں۔ اس کے سوا نہ تو ہمارا کوئی مقصد ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہم کسی دوسرے راستہ پر چل سکتے ہیں کیونکہ ہم نے ایک خدا کو اپنے دل میں جگہ دے رکھی ہے اور ایک ہی ذات سے وعدہ کیا ہے کہ ہم تیرے ہی راستہ پر چلیں گے۔ پانچ مرتبہ مسجدوں میں جا کر اقرار

کرتے ہیں کہ ہم تجھ ہی کو پوجتے ہیں اور پھر تجھی سے مدد کے خواستگار ہیں سو بار ہم آکر اسی کی بات سنیں گے

مدینہ کے تاجدارؐ

از محترمہ سکینہ ضیاء بنت ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب

ہمارے رسولؐ کی بعثت کا زمانہ وہ زمانہ تھا جبکہ کفر و شرک کی گمراہی چاروں طرف دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلی ہوئی تھی ایک خدا کو بھول کر ہزاروں خدا بنائے گئے تھے اور اللہ تعالےٰ کی پرستش کی بجائے انھی کی پرستش ہوتی تھی بربریت کا دور دورہ تھا خاصکر عرب کی حالت بہت بُری تھی۔ جہالت بری طرح چھائی ہوئی تھی۔ شراب اور جوا اُن کی زندگی میں داخل تھے۔ لڑاکے اتنے تھے کہ ذرہ ذرہ سی بات پر جنگ کے شعلے بھڑکنے لگتے اور پھر برسوں اُس کی آگ بجھتی نہ تھی۔

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی ؛ صدی جس میں آدھی انھوں نے گنوائی

بے چاری عورتوں کی بُری گت تھی ماں باپ کے ورثہ میں بھی ان کا کوئی حق نہ تھا۔ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی قبر کی گود میں سُلا دینے ہی کو وہ اپنی عزت سمجھتے تھے۔ اُن کو گویا دنیا میں زندہ رہنے کا بھی حق نہ تھا۔ حق پوشی وہ ناحق پوشی ان کا رات دن کا شغل تھا غرضیکہ ان کی بد اطواریاں یہاں تک ترقی کر گئیں تھیں کہ ان کو انسان کہنا مشکل تھا۔ اب اللہ تعالےٰ کی رحمت کو جوش آیا ؎

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت ؛ بڑھا جانبِ بوقبیس ابرِ رحمت
ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا ؛ دعائے خلیل اور نویدِ مسیحا

اور ۱۲، ربیع الاول کی سہانی صبح کو آپ دنیا میں تشریف لائے اور شہنشاہ دو عالم مالک عرب عجم نے عرب کے کفرستان کو نور سے جگمگا دیا۔ جناب عبدالمطلب نے آپ کا ساتویں دن عقیقہ کیا اور محمدؐ نام رکھا۔ آپؐ کے والد کا تو پہلے سے انتقال ہو گیا تھا چھ سال کی عمر میں آپ کی والدہ محترمہ حضرت بی بی آمنہ بھی اس دنیا فانی سے کوچ کر گئیں اور آپ کی پرورش کے کفیل آپ کے دادا عبدالمطلب ہوئے مگر خدا کی قدرت کہ جناب عبدالمطلب کا بھی انتقال ہو گیا۔ اب جناب ابوطالب آپ کے سرپرست ٹھہرے۔ ہمارے نبیؐ کو سب کاموں میں تجارت زیادہ پسند تھی اس لئے آپ اکثر بغرض تجارت شام جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت خدیجہؓ کا مال لے کر ان کے غلام میسرہ کے ساتھ گئے امید سے زیادہ نفع حاصل ہوا اور آپ نے حضرت خدیجہ کو پائی پائی کا حساب

دے دیا حضرت خدیجہؓ نے آپ کی نیکی اور دیانتداری سے متاثر ہو کر نکاح کی درخواست کی جو آپ نے قبول فرمالی اور جناب ابو طالب نے آپ کا نکاح ایک عظیم الشان مجمع میں پڑھا دیا۔ چالیس سال کی عمر میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمایا اور آپ نے حسب ارشاد ربانی دین اسلام کی تبلیغ و دعوت شروع کردی۔ چنانچہ حضرت خدیجہؓ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہم اجمعین ایمان لائے۔ پھر حکم الٰہی صادر ہوا کہ اب اسلام کی دعوت اعلانیہ طور پر کی جائے جب رسالت پناہ آقائے نامدار نے اس پر عملدرآمد شروع کیا تو کافر آپ کی جان کے دشمن ہو گئے اور درپے آزار ہوئے مگر آپ تبلیغ کرتے رہے یہاں تک کہ وقت یہ آیا کہ عرب میں کوئی کافر نہ رہ گیا۔

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا جو نکتہ وروں سے کھل نہ سکا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

جواہر پارے

محترمہ ہمایوں بیگم صاحبہ۔ میسور

۱۔ اس دنیا کی محبت مصیبت پیدا کرتی ہے۔
۲۔ اطوار کی خوبی سے لوگ ہماری تعظیم و عزت کرتے ہیں۔
۳۔ ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھیں تو محبت میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔
۴۔ آدمی نیک افعال سے لوگوں پر حکومت کرتا ہے۔
۵۔ ایمان کی پختگی سے قلب کو قوت حاصل ہوتی ہے۔
۶۔ اخلاق یا تہذیب انسان کا جوہر یا زیور ہے۔
۷۔ انسان کے افعال اس کی اصلیت ظاہر کرتے ہیں۔

خدا کے بندے خدا سے غافل

محترمہ امتہ اللہ تسنیم صاحبہ

میں دیکھتی ہوں کہ آجکل فی صدی نوے مسلمان خدا سے غافل اور دنیا میں منہمک ہیں حیرت ہے کہ ایک ہزار سے لیکر دس روپیہ کی تنخواہ والا ملازم بھی اپنے آقا کی خدمت سے غافل نہیں ہوتا اور اس کے حکم کے خلاف نہیں کرتا۔ پھر یہ خدا کے بندے خدا کی یاد اسکی اطاعت وعبادت سے کیوں غافل ہیں۔ دس روپیہ کی تنخواہ والا تو اپنے آقا کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ اس کے حکم کو بے چون وچرا مان لیتا ہے۔ اس کی ہر خدمت گوارا ہو یا ناگوار اسکو انجام دے دیتا ہے۔ اس کی گھر کیاں سنتا ہے۔ اس کی ڈانٹ برداشت کرتا ہے۔ بعض بعض کم ظرف لوگ مار بھی کھا لیتے ہیں مگر دوسرے وقت دیکھو تو پھر حاضر ہیں۔ یہ کس لئے۔ صرف اس لئے کہ تنخواہ پاتے ہیں۔ کہتے ہیں بھئی نوکری ہے خالہ جی کا گھر تو ہے نہیں۔ نوکر رہیں گے تو سب کچھ برداشت کرنا پڑے گا۔ دسمبر جنوری کی سردی۔ مئی جون کی چل چلاتی دھوپ۔ ساون بھادوں کی بارش نوکری کی خاطر سب برداشت کر لیتے ہیں لیکن اللہ کے حضور میں پانچ وقت کی حاضری گوارا نہیں۔ دنیا کے لئے پہاڑ کے پتھر ڈھو سکتے ہیں۔ سمندر پاٹ سکتے ہیں کوہ سے دریا بہا سکتے ہیں مگر پانچ وقت کی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ آج کل فیشن پرستی کا ایک مرض پیدا ہو گیا ہے۔ اس میں کتنے مرد اور عورتیں مبتلا ہیں صبح سے شام تک فیشن بدلنے میں مصروف رہتے ہیں اور اس استقلال سے کرتے ہیں کہ آندھی آئے، پانی برسے، اولے گریں، کچھ ہو ان کے معمولات میں فرق نہ آئے۔ بارہا یہ دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ عورتیں صبح اٹھیں بال بنائے، کنگھی چوٹی کی، صابون سے ہاتھ منہ دھویا پوڈر اور سرخی لگائی، لباس بدلا، پھر گھر کی آرائش اور زیب وزینت میں لگ گئیں۔ اس سے فراغت پائی تو دنیا کے دوسرے مشاغل میں مصروف ہو گئیں۔ نماز روزے سے ان کو کیا مطلب۔ نہ یہ اس کے لئے پیدا ہوئیں اور نہ یہ ان پر فرض ہے۔ اور سوا تو یہ ہے کہ اب تو اس فیشن پرستی اور آرائش پرستی نے ماں باپ کی اطاعت شوہر کی خدمت بچوں کی تربیت بھی مفقود کر دی اور یہ ہو بھی کیسے یہ بھی تو خدا کے احکام سے ہے۔ یہاں سرے سے خدا ہی کی پروا نہیں

مذہب کا پاس نہیں تو اسکی مخلوق کا خیال کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو عورتوں کی حالت ہے۔ مردوں کو دیکھئے تو وہ بھی اسی رنگ میں ڈوبے ہیں۔ صبح اٹھے اور ڈاڑھی مونڈنے میں مصروف ہوئے جس میں گھنٹے ہی لگ جاتے ہونگے۔ اس کے بعد کچھ وقت عورتوں کی طرح بننے سنورنے میں اور کچھ وقت چائے ناشتہ اور ادھر ادھر کی غپ شپ میں گذارا۔ پھر جو کچہری اور دفتر میں کام کرتے ہیں وہ کچہری اور دفتر کو روانہ ہوئے اور جو تجارت پیشہ ہیں وہ تجارت گاہ میں پہنچے۔ کہاں کی نماز اور کیسا روزہ۔ افسوس کوئی ان مسلمان مرد عورتوں سے پوچھے کہ کیا تم دنیا میں صرف اس لئے آئے ہو۔ بھلا اور کوئی کام نہیں۔ کیا تم کسی کے ماتحت نہیں۔ اور ہو تو کیا تمہارے ذمہ اس کا کوئی حق نہیں۔ اگر حق سمجھتے ہو تو کیا اس کی اہمیت تمہاری نگاہ میں نہیں۔ یا اس کے روبرو جانے کا تم کو یقین نہیں۔ کیا بات ہے جو خدا سے اتنے غافل اور اس کے فرض کئے ہوئے احکام سے اتنے بے پروا ہو۔ چاہئے تو یہ کہ مسلمان کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی یاد میں بسر ہو۔ ہر سیکنڈ اس کے ڈر میں گذرے اور ہر وقت اس کی رضا حاصل کرنے کی فکر ہو مگر معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے ستم ہے کہ دنیاوی آقا کو راضی کرنے کی فکر ہو جس کی خدمت سے صرف مہینہ بھر کا سہارا ہے۔ اور جو زندگی بھر کا کفیل ہے۔ اس کے راضی اور خوش کرنے کی ذرہ برابر فکر نہ ہو۔ کتنے افسوس کا مقام ہے۔ غضب ہے کہ آپ معمولی آقا سے ڈریں، اس کے راضی کرنے کی سو سو تدبیریں کریں اور اپنے حقیقی مالک کو بھول جائیں جو آپ پر ماں باپ سے زیادہ شفیق آپ کی برائی بھلائی کا ساتھی اور آپ کے تمام کاموں کا ذمہ دار ہے کتنے افسوس کی بات ہے۔ کتنا بڑا خسارہ ہے۔ یہ اتنا بڑا نقصان ہے جسکی تلافی ہو ہی نہیں سکتی۔ مزا یہ کہ اس میں خدا کا کوئی نفع یا نقصان نہیں وہ تو بے پروا کرم والا ہے۔ یہ تو خود اپنی ہی جان پر ظلم اور اپنا ہی نقصان ہے۔ اس کے علاوہ دنیاوی آقا اگر آپ سے ناراض ہو جائے تو آپ اسے منا سکتے ہیں اس کو راضی کر سکتے ہیں خواہ خود یا سفارش کر کے۔ لیکن مرنے کے بعد رب العالمین کو آپ کیسے منائینگے۔ کیا عذر پیش کریں گے۔ کونسی بات کہیں گے۔ کیا تلافی کرینگے۔ بتائیے ہے کوئی اس کا جواب۔ دنیا میں تو آپ صاف دل سے سچی اور پکی توبہ کر کے اللہ کو راضی کر سکتے ہیں لیکن آخرت میں آپ کیا کر سکیں گے۔ وہاں تو ہاتھوں کے طوطے اڑ جائینگے اور جو گت ہوگی اسکو وہی جانے۔ خدا کے لئے آنکھ کھولئے خواب غفلت سے بیدار ہو جائیے۔ ابھی کچھ نہیں گیا۔ دنیا کے ساتھ ساتھ دین کی فکر بھی کیجیے۔ کوئی کام تو ایسا بھی ہو جائے جو وہاں کام آئے اتنا بڑا سفر درپیش ہے۔ اور کوئی فکر نہیں اس کے لئے کوئی تیاری نہیں۔ کوئی سامان

نہیں۔ گویا آنکھ بند ہوتے ہی مخملی گدوں پر لیٹ جائیں گے اور جنت کی کھڑکی کھل جائے گی تعجب تو یہ ہے کہ معمولی سے معمولی سفر کے لئے بڑے بڑے سامان ہوتے ہیں۔ دنیا بھر کی آرام کی چیزیں مہیا کی جاتی ہیں کہ سفر میں کسی طرح کی تکلیف نہ ہو۔ منزل پر پہنچنے تک کوئی بے آرامی نہ ہو۔ مگر سفرِ آخرت کے لئے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ کوئی فکر نہیں۔ بالکل اطمینان ہے گویا سفر کرنا ہی نہیں۔ لڑکی جب جوان ہوتی ہے تو اس کو اور اس کے متعلقین کو یہ فکر ہوتی ہے اور اس کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ تمام ہنر میں مزاج و عادات میں ایسی پسندیدہ ہو جائے اور اس میں ایسی خوبیاں پیدا ہو جائیں کہ یہ ہر دلعزیز ہو اور سسرال جا کے چین کرے کسی قسم کی اس کو وہاں تکلیف نہ پہنچے لیکن ہزار حیف کہ خدا کے گھر جانے کے لئے نہ لڑکی لڑکے کو فکر ہوتی ہے نہ ان کے والدین کو۔ اصل یہ ہے کہ اِدھر کسی کی توجہ ہی نہیں اور نہ کسی کی نگاہ میں اس کی اہمیت ہے۔ اسکو یاد رکھئے کہ لڑکی اور لڑکے سے جو کچھ پوچھ ہوگی وہ تو ہوگی اس کے بارے میں والدین سے بھی بڑی پوچھ ہوگی۔ اصل بانی تو وہی ہیں۔ جیسی اُٹھان اٹھائینگے بچے ویسے ہی اٹھینگے جیسا ماحول ہوگا ویسا ہی اثر ہوگا۔ خدا کے لئے خود کو بھی سنواریئے اور اپنے بچوں کی بھی اصلاح کیجئے۔ بچپن کی تعلیم و تربیت نقش فی الحجر ہو جاتی ہے۔ جہاں آپ اپنے بچوں کو دنیا کے علم ہنر میں ماہر کرنا چاہتے ہیں اور اسکی کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے وہاں دینی تعلیم دینے میں اور دین میں کامل بنانے کی بھی کوشش کیجئے۔ آپ مسلمان ہیں آپ کو دونوں جگہ کی فکر ہونی چاہئے۔ دنیا تو فانی ہے اس کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے اسکی کسی چیز میں پائداری اور ثبات نہیں تو جو چیز فنا ہونے والی اور مٹ جانے والی ہے اس کے پیچھے اپنا وقت ضائع نہ کیجئے اسمیں اتنے منہمک نہ ہو دیں کہ دین ہاتھ سے چلا جائے میرا یہ مطلب نہیں کہ تارک الدنیا ہو جائیے نہیں دنیا بھی برتئے اور اسکے ساتھ ساتھ آخرت کی بھی فکر کیجئے تاکہ دونوں جہاں میں آپ کو راحت نصیب ہو اور دونوں جگہ آپ کامیابی حاصل کریں۔ دین کا کام کچھ مشکل نہیں۔ ایک ذرا نفس کو آمادہ کرنا ہے جب نفس آمادہ ہو گیا تو پھر سب آسان ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اچھے کاموں کی توفیق دے اور بُرے کاموں سے نفس کی اتباع سے شیطان کے مکرو فریب سے بچائے رکھے۔ دنیا آخرت کی بدبختی اور بُرے انجام سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا کی بھی بھلائیاں عطا فرما اور آخرت کی بھلائی سے بھی مالا مال کر اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔

بیگم محمد علی

خواتین اسلام کی ایک ذی مرتبہ قائد

(محترمہ انسرایچ - اے حکیم ایم - ایل - اے)

مسلم خواتین کی قائد بیگم محمد علی (غفراللہ لہا) کی وفات ہندوستان کے اسی نازک دَور میں مسلمانوں کے لئے ایک سانحۂ عظیم ہے جس کی تلافی بظاہر غیر ممکن نظر آتی ہے۔

بیگم محمد علی مرحومہ پہلی خاتون تھیں جنھوں نے ہندوستانی خواتین کو خواب گراں سے بیدار کرنے کی غرض سے دَورہ کا سلسلہ جاری کیا۔ اپنی خوشدامن صاحبہ (بی اماں مرحومہ) کے ساتھ ان کا دَورہ ہندوستان کی تاریخ میں جگہ پا چکا ہے۔ یہ اُسی زمانہ کا واقعہ ہے جب علی برادران (مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی مرحوم) قید تھے۔

بیگم محمد علی وہ گراں قدر ہستی تھیں جنھوں نے پہلی بار خواتین کو مقابلہ کے لئے تیار کیا، اور اولوالعزمی کا راستہ بتایا، جس کے ذریعہ ہندوستان کی آزادی کے لئے غیر ممالک کی ہمدردیاں حاصل کی جا سکیں۔

خلافت کی ایک زبردست کارکن کی حیثیت سے آپ نے مسلم خواتین کے دلوں میں اسلام کے سچے اصول اور اس کے نصب العین کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوستان کی ترقی اور آزادی حاصل کرنے میں مدد کی اور جوش اور ولولہ پیدا کرنے کی سخت کوشش کی جس میں آپ کو کافی حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔

ایک بیوی کی حیثیت سے انھوں نے اپنے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا، اور ماں بنکر اپنے حقوق کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

اپنے قابلِ احترام شوہر کے ہمراہ پہلی گول میز کانفرنس میں شرکت کی غرض سے یورپ تشریف لے گئیں۔ اور مولانا محمد علی مرحوم کی وفات کے بعد اُن کے جسد کو بیت المقدس تک پہنچا کر مسجدِ اقصیٰ میں سپردِ خاک کیا۔ اس کے بعد ہندوستان واپس آگئیں۔

شریکِ حیات کی جدائی کا انھیں سخت صدمہ پہنچا، اور انھوں نے ایک خاموش زندگی اختیار کرلی۔ لیکن خدا نے انکو ایسا کرنیکی زیادہ مہلت نہ دی۔ مسلمان انکی خدمات اور قربانیوں کو فراموش نہیں کرسکتے تھے۔ لہذا انھیں مجبور کیا گیا کہ وہ ایک کارکن کی حیثیت سے اپنے مشاہدات اور خداداد قابلیت سے مسلم قوم کو صحیح راستہ دکھانے میں مدد دیں۔

دنیا والوں نے دیکھ لیا کہ مسلمانانِ ہند نے اپنے جلیل القدر قائد کی قابلِ احترام اہلیہ کو کس نظر سے دیکھتے رہے۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ انکی عزت و توقیر کرتا تھا، اور انھیں "مادرِ قوم" تصور کرتا تھا۔ آپ کی موجودگی کو مسلم لیگ کے ہر اہم جلسہ میں لازمی خیال کیا جاتا تھا۔

مسلم خواتین دنیا میں آپ سب سے آگے مانی جاتی تھیں۔ آپ سب کی ہمدرد تھیں۔ آپکا گھر ہر وقت اور ہر شخص کیلئے کھلا رہتا تھا۔ آپنے کبھی کسی کو کسی قسم کی مدد دینے سے انکار نہیں کیا۔ آپ ایک مجسمۂ محبت و ایثار تھیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ مجلسِ عاملہ میں آپ ہی واحد خاتون ممبر تھیں۔ یو۔ پی کی قانون ساز اسمبلی کی بلا مقابلہ ممبر رہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ لاہور کے تاریخی اجلاس (۱۹۴۰ء) جس میں "پاکستان" کا ریزولیوشن منظور ہوا، میں آپ نے اہم حصہ لیا۔ اور آل انڈیا مسلم لیگ مدراس کے اجلاس (۱۹۴۱ء) میں "پاکستان" پر جو مدلل اور زبردست تقریر انھوں نے کی تھی، وہ میں کبھی بھول نہیں سکتی۔

میں ان سے آخری بار آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے یادگار اجلاس منعقدہ جولائی ۱۹۴۶ء میں ملی۔ آہ! میرے کبھی گمان میں بھی نہیں آیا کہ یہ ہم لوگوں کی آخری ملاقات روئے زمین پر ہوگی۔ بیگم محمد علی ہم لوگوں میں نہیں، لیکن انکی یاد ہمارے دلوں میں ہمیشہ قائم رہیگی، اور انکا نام آئندہ نسلوں کے لئے شمعِ ہدایت کا کام دیتا رہیگا۔ ہم ویسی قابل ہستی کے برابر متلاشی رہینگے۔

انکی ہستی مسلم خواتین کے لئے انمول جوہر تھی۔ انھوں نے عملی طریقہ سے ثابت کردیا کہ پردہ مسلمان خواتین کی ترقی کی راہ میں روڑا نہیں اٹکاتا ہے۔ بلکہ مسلم خواتین کی اصلی زینت و ترقی کا ذریعہ ہے۔ انھوں نے کبھی نقاب کو ترک نہیں کیا۔ علمائے کرام بھی ان کو عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ حقیقت میں آپ ایک سچی مسلمہ تھیں اور خواتین کے دکھ درد کی ساتھی تھیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ (مرکزی خواتین بمبئی) کی آپ پہلی صدر تھیں۔ اکثر پیچیدہ باتوں کو نہایت خوش اسلوبی سے سلجھا دیا کرتی تھیں۔ ہم لوگ ان کی یاد کو کبھی فراموش نہیں کرسکتے۔ ان کا نام تا قیامت زندہ رہیگا۔ خداوندِ عالم مسلم قوم کو اس صدمۂ عظیم کو برداشت کرنے کی ہمت عطا کرے اور مرحومہ مغفورہ کی روح کو جنت میں جگہ دے کو انکے پسماندوں کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین ؂

سگھڑ سہیلی

خانصاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی

دولھنوں کے احکام :-

جاپان اپنی حماقت کی بدولت تباہ ہو چکا ہے مگر اس کی باتیں باقی ہیں۔ وہاں شادی کے روز دولھن کی ماں اپنی بچی کو گیارہ احکام دیتی ہے۔ یہ زندگی کا دستور العمل نسلاً بعد نسل چلا آ رہا ہے۔ ہر باآبرو دولھن سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ان کی پوری تعمیل کرے (۱) شادی ہوتے ہی تم میری بیٹی نہیں رہتیں۔ اس لئے تمہیں چاہئے کہ اپنے ساس و خسر کی فرمانبرداری کرو جس طرح اپنے ماں باپ کی تابعداری کیا کرتی تھیں۔ (۲) شادی ہو جانے کے بعد تمہارا شوہر تمہارا واحد آقا ہے۔ تم طبیعت میں عاجزی اور شائستگی پیدا کرو۔ شوہر کی پوری پوری فرمانبرداری بیوی کی بڑی سے بڑی خوبی ہے (۳) اپنی ساس کے دل میں جگہ کرنے کا ہر وقت خیال رکھو۔ اس سے ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آؤ (۴) ہرگز حسد یا رشک نہ کرو۔ اس سے شوہر کے دل سے تمہاری محبت بالکل جاتی رہیگی۔ (۵) کبھی ناراض نہ ہو خواہ تمہارا شوہر غلطی پر ہو۔ صبر سے کام لو۔ جب اُسے سکون ہو جائے اُس سے نرمی سے گفتگو کرو۔ (۶) زیادہ نہ بولا کرو۔ اپنے پڑوسیوں کی غیبت نہ کرو۔ نہ جھوٹ بولو۔ (۷) نجومیوں سے مشورہ نہ کرو (۸) گھر کے اخراجات میں کفایت سے کام لو اور احتیاط سے گھر کا کام چلاؤ۔ (۹) اپنے باپ کے رتبہ یا دولت پر ناز نہ کرو۔ اپنے شوہر کے عزیزوں کے سامنے اس کی دولت کا ذکر نہ کرو (۱۰) کم عمر ہمجولیوں میں زیادہ نہ بیٹھا کرو اگرچہ تم بھی کمسن ہی ہو۔ (۱۱) لباس صاف ستھرا پہنو۔ اس میں میانہ روی اختیار کرو۔ فوق البھڑک لباس پہننے سے پرہیز کرو۔

چار صداقتیں :-

(۱) ایک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ وہ نہیں جانتا اور وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ نہیں جانتا ہے ایسا شخص بیوقوف ہے اس سے الگ رہو۔ (۲) ایک آدمی ایسا ہے کہ وہ نہیں جانتا۔ وہ یہ جانتا

ہے کہ وہ نہیں جانتا۔ اس کے بارہ میں امید کی گنجائش ہے۔ اسے بتاؤ سکھاؤ۔ (۳) ایک آدمی جانتا تو ہے مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ جانتا ہے۔ وہ سو رہا ہے اسے جگا دو۔ (۴) پھر ایک آدمی ایسا ہے کہ وہ جانتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ وہ جانتا ہے وہ ہوشیار اور لائق شخص ہے اس کی ترقی دیکھتے رہو۔ ہم میں سے ہر ایک ان چار قسموں میں سے کسی ایک کے زیر تحت آجاتا ہے۔ ان پر غور کرو اور اُن سے جو سبق حاصل ہوں اُن سے فائدہ اٹھاؤ۔ ان کا انحصار اس کہاوت پر ہے کہ علم میں بڑی طاقت ہے۔ علم، وہ علم جس کے ساتھ سوچنے اور علم سے فائدہ اٹھانے کی قابلیت لگی ہوئی ہو۔ واقعات خیالات کا مواد ہیں۔ ان سے تعمیری کام لو اور خیال کی قوت دنیا کا سب سے زبردست ہتھیار ہے۔ خیال نے اب سے پہلے تاریخ بدل بدل دی ہے۔ سوچنے والا مزدور نہ سوچنے والے شاہنشاہ سے رتبہ میں بڑا ہے۔

چٹکلے:-

جس پانی میں چاول ابالے جائیں اسے پھینکنا نہیں چاہئے۔ جن کپڑوں کو معمولی سختی کی ضرورت ہو کلف کی جگہ استعمال کریں۔ کڑھے ہوئے سوتی کپڑے چاول کے پانی میں ڈبو کے نچوڑنے سے اچھے رہتے ہیں۔ مچھر دانیاں اصلی یا نقلی لیس وغیرہ اس پانی میں ڈبونے سے معمولی سخت ہو جاتے ہیں۔

تیلے چھیلے گلٹ کے چوکھٹے گرم پانی میں گھر میں استعمال ہونے والا امونیہ ملا کے دھوئیں۔ زیادہ پانی استعمال نہ کریں اور فوراً ہی کسی کپڑے سے خشک کر ڈالیں۔ جس چوکھٹے پر دھبے آجائیں تھوڑے سے پانی میں ایک پیاز گھنٹہ بھر ابالیں۔ ٹھنڈا ہونے پر گندھک کے پھول Flower of sulphur شامل کردیں۔ پیاز کے پانی کا ایک چمچہ اور گندھک کی ایک چھچیہ ملا کے دھبہ والی گلٹ پر رگڑیں۔ دھبے جاتے رہیں گے۔ چوکھٹے سے زیادہ غفلت برتی گئی ہو تو ذرا زیادہ محنت کی ضرورت ہوگی۔

شکر پارے

خانصاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی

فونوگراف کا موجد:-

امریکہ کا ٹامس ایڈیسن گانے والے باجہ یعنی فونوگراف کا موجد تھا۔ اُسی نے سینما فونوگراف یعنی متحرک تصاویر ایجاد کیں۔ بعد میں دونوں میں ترقیاں ہوتی چلی گئیں۔ فونوگراف کی جگہ اب گراموفون نے لی ہے۔ وہ ہیرے کی کنی سے بجتا تھا اور بار بار سوئی بدلنے کا اس میں الجھیڑا نہ تھا۔ اس کے ریکارڈ گلاس کی طرح گول ہوتے تھے اور فولادی بیلن پر چڑھائے جاتے تھے۔ انھیں چھیل کے خود آواز بھر سکتے تھے۔ گراموفون میں ریکارڈ رکابی کی طرح چوڑے ہوتے ہیں۔ خود نہ بھر سکتے ہیں نہ چھیل سکتے ہیں۔ بار بار سوئی بدلنی پڑتی ہے جو خواہ مخواہ کا زبردست خرچ ہے۔

ایڈیسن بہرہ تھا۔ وہ کہتا ہے کہ بہرہ پن ایک بڑی نعمت ہے۔ میں بچپن سے بہرہ رہا ہوں اور اب میں پہلے سے زیادہ بہرہ ہوں۔ شہر کا غل غپاڑہ مجھے ذرا بھی پریشان نہیں کرتا۔ امریکہ کے بڑے بازاروں میں میں اس طرح پرسکون ہوتا ہوں جیسے کوئی اوسط قسم کا آدمی کسی سنسان جنگل میں اس سے مجھے بے حد فائدہ پہنچا ہے۔ میرے کام میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔ نہ میرے پٹھوں پر کسی قسم کے دباؤ یا کھچاؤ کا اثر ہوتا ہے۔ میرے پٹھے بالکل مستقل ہیں۔ لوگوں کو میں نے کہتے سنا کہ ایڈیسن بےحس ہے۔ انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ مجھ میں اوروں کی طرح حس ہے میں بھی ذکی الحس ہوں لیکن ان پر متواتر آوازوں اور شوروں کا اثر نہیں ہوتا۔ یہی بڑا فائدہ ہے۔ میرا بہرہ پن میرے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ایڈیسن نے ۱۹۲۷ء میں جب وہ زندہ تھا کہا تھا کہ ۱۹۵۰ء کا شہر بڑا ترقی یافتہ شہر ہوگا۔ لوگ ہوائی جہازوں میں سفر کیا کریں گے۔ امریکہ کی فلک بوس قسم کی عمارتیں اس زمانہ میں بڑا کام دیا کریں گی۔ کیونکہ ان کی چھتیں ایسے جہازوں کے اترنے اور اُن میں چڑھنے میں کام دیا کریں گی۔ البتہ ایسی عمارتوں کے متعلق آئندہ زمانہ میں یہ سوچنا پڑیگا کہ ایسی کیا ترکیب ہو کہ ایک ہی وقت میں جب پچاس پچاس منزل کے مکانوں سے لوگ اپنے کام کے لئے بجلی کے چھینکوں میں بیٹھ بیٹھ کے گلی میں داخل ہوں گے تو اس قدر ہجوم ہوگا کہ کئی گھنٹے تک راستے رُک جایا کریں گے۔ لوگوں

کا وقت ضائع ہوگا اور وقت بھی ایسی قیمتی چیز ہے کہ اس کو ضائع نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ منزل سے گلی میں پہنچنے کا جداگانہ طریقہ یا راستہ ہونا چاہیے تاکہ سب اپنا اپنا راستہ چلتے رہیں اور کام ہوتا رہے۔

بھورے اور ٹنکے :۔

لداخ کشمیر کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ وہاں کے باشندے جنوں دیووں سے بہت ڈرتے ہیں۔ گھر میں رہنے سے وہ اُن کی دستبرد سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں۔ گھروں پر دعائیہ جھنڈے لگاتے ہیں۔ جن پر اوم منے پدمے ہم (او کنول کے جواہر) ہزاروں مرتبہ لکھا ہوتا ہے۔ یا ہرن کے سینگ لال رنگ لگا کے دروازوں پر لٹکا دیتے ہیں۔ سڑک پر آدمیوں کے ہجوم میں چلتے ہیں تاکہ دیوتہ آ پکڑیں۔ چلنے سے پہلے شگون دیکھ لیتے اور فال نکلوا لیتے ہیں۔ دُعا کا پہیہ دار جھن جھنا بلاتے رہتے ہیں مگر پھر بھی دل کو اطمینان نہیں ہوتا۔

انگلستان میں ۲۸ ہزار من کا ہوائی جہاز اغراض کے لئے تیار کیا جانا زیر تجویز ہے کہ اس میں بیٹھ کے تین آدمی ۴۸ گھنٹے میں چاند میں پہنچ سکیں۔ وہاں اترنے اور پھر واپس چلے آنے کا جہاز میں انتظام کیا جائے گا۔ وہاں کے لئے خاص لباس تیار ہوگا اور دنیا کی ہوا ہر ایک کے ساتھ ہوگی تاکہ وہاں ہوا نہ ہونے کی وجہ سے دم نہ گھٹے۔ اس مہم کے اخراجات مختلف ملک اٹھائینگے۔

ہندوستان اور برما سے انگلستان جاکے تعلیم حاصل کرنے والے طلبا کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور وہاں والوں کو خیال ہو رہا ہے کہ گاؤں میں نئی یونیورسٹیاں بنائیں۔ ۱۹۳۸-۳۹ء میں ۵۰ ہزار طلبا تھے۔ اسوقت ۲۶ ہزار ہیں۔ پہلے درجہ کے امتحان کے لئے ۱۳۷۴۹ مرد اور ۴۴۴۴ عورتیں یونیورسٹیوں میں داخل ہوئی ہیں۔ ۱۹۳۸-۳۹ء میں ۹۵۵۶ مرد اور ۳۰۹۹ عورتیں داخل ہوئی تھیں۔ وہاں جگہ کی بہت تنگی ہے۔

بزمِ مسلمہ

ہم نے مارچ کی اشاعت میں فارغ التحصیل طالبات کی خدمت میں گزارش کی تھی۔ وہ صدا بصحرا ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ کچھ بہنیں اس سے بہت زیادہ متاثر ہوئیں اور ہماری تجویز کا خیرمقدم کیا۔ ذیل کے دو خطوط اس سلسلہ میں وصول ہوئے ہیں جنھیں اختصار کے ساتھ شائع کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے (ادارہ) (۱) محترمہ ہیڈ معلمہ صاحبہ السلام علیکم۔ کہ بعد عرض ہے کہ ماہ مارچ ۴۷ء کا رسالہ "مسلمہ" میری نظر سے گزرا جس میں "فارغ التحصیل طالبات" کے نام ایک پیغام تھا جس کو پڑھ کر دل کو دکھ ہوا۔ کہ واقعی ہم احسان فراموش ہیں۔ پیارے مدرسہ کا جو ہم پر احسان ہے وہ ہمیں بھول نہ جانا چاہئے تھا۔ بہرحال میں تو اس کوتاہی کی معافی چاہتی ہوں۔ اور امید ہے آپ بھی مجھے معاف فرمائینگی اور دوبارہ مجھے پھر موقعہ دیا جائیگا۔ جیسا کہ آپ جانتی ہیں اس سے پہلے بھی میری خدمات مدرسۃ البنات کے لئے وقف تھیں۔ انشاء اللہ اب بھی وقف ہیں۔ میرے لائق جو کام ہو بسروچشم حاضر ہوں۔

بیگم وحیدہ پردیں جالندھری از لاہور

(۲) السلام علیکم۔ مارچ کے پرچہ میں فارغ التحصیل طالبات کی سرخی دیکھی۔ پڑھی۔ بخدا کچھ ایسی ندامت ہوئی جس کا بیان قلم سے باہر ہے۔ چونکہ حقیرہ بھی کسی زمانہ میں طالبہ تھی۔ اور بعدۂ معلمہ۔ اللہ شاہد ہے زمانہ تعلیم میں بھی۔ نیز پڑھانے کے زمانہ میں یہی خیال تھا کہ پیارے مدرسہ کو کبھی فراموش نہ ہونے دونگی۔ مگر واہ رے افکار زمانہ کہ عرصہ دراز سے میں نے یقیناً پیارے مدرسہ کو بالکل بھلا دیا۔ خدا معاف کرے۔ یہ بے شک ایک بڑا گناہ ہے جو حقیرہ سے سرزد ہوا میں انتہائی شکرگذار ہوں کہ آپ صاحبان نے خواب تغافل سے ہوشیار کرنے کے لئے یہ چند سطور تحریر فرمائیں۔ نہایت عمدہ۔ نہایت بیش قیمت۔ نہایت ہی اعلےٰ تجویز ہے۔ جہانتک میرا خیال خیال ہے ہر سابقہ متعلمہ اس کو پسند کریگی۔ جالندھر اور اس کے گرد و نواح کی طالبات مہینہ میں ایک دفعہ جمع ہو کر اپنے اپنے خیالات کا اظہار اور ممکن امداد نہایت آسانی سے کرسکتی ہیں اور دور افتادہ طالبات اور مناسب طریقہ سے امداد کرسکتی ہیں۔ تحریر کے ذریعہ سے اہلِ قلم خواتین اور

صاحب توفیق بہنیں ماہانہ چندہ کے طور پر مدرسہ سے رابطہ قائم رکھ سکتی ہیں۔ یہ میرے اپنے دلی خیالات ہیں۔ مجھے کامل توقع ہے کہ اعلیٰ تعلیمیافتہ بہنیں اس سے عمدہ تجاویز پیش کریں گی۔ چونکہ مجھ سی کم علم کسی طریقہ سے رابطہ قائم رکھنے کی اہل نہیں۔ تاہم دل سے وعدہ کرتی ہے کہ ماہ بماہ موجودہ کی حقیر رقم اپنے پیارے مدرسہ کی امداد کے لئے پیش کرتی رہیں گی۔ دعا فرمائیں۔

حقیرہ محمودہ از رائسین بھوپال سٹیٹ

میری والدہ محترمہ تین ماہ سے سخت علیل ہیں ناظرات رسالہ مسلمہ و طالبات مدرسۃ البنات سے احقرہ کی التجا ہے کہ وہ نماز پنجوقتی کے بعد میری والدہ کے لئے صحت کی دعا فرمائیں تکلیف دہی کے لئے معافی خواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور اپنے پیارے حبیب کے طفیل میں جلد از جلد صحت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ پریشان حال ہمشیرہ حکیم محمد عاقل صاحب از دھام پور

محترمہ فرخ جبیں صاحبہ بنت شیخ محمد ظفر صاحب ایڈووکیٹ بہاولنگر مبلغ پانچ روپے برائے امداد "مسلمہ" عنایت فرمائے۔

میری لڑکی بعمر ۱۶ سال کا قد پست ہے (قریباً ۴ فٹ ۹ انچ) جسم پر گوشت پوست کافی ہے تین ماہ کا ایک ورزش کا کورس بمع پرہیز ختم کرا دیا ہے مگر اب تک قد ذرہ بھر نہیں بڑھا مہربانی فرما کر کوئی بہن کسی آزمودہ دوا سے مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ خواہ دوا ہو۔

ایک ضرورتمند بہن خریداری نمبر ۲۷۱۵

روئداد اجلاس جنرل کونسل انجمن مدرسۃ البنات شہر جالندھر

منعقدہ بتاریخ ۱۳ / اپریل ۱۹۴۷ء بروز اتوار ساڑھے ۵ بعد نماز عصر بمقام مدرسۃ البنات

ایجنڈا زیر غور بغرض تصفیہ :-

(۱) بجٹ ۱۹۴۷ء (من ابتدائے جنوری ۱۹۴۷ء لغایت دسمبر ۱۹۴۷ء) جسکی مجموعی تعداد آمد و خرچ -/-/۳۱۱۹۰ روپے ہے منظور کردہ مجلسِ منتظمہ باجلاس منعقدہ ۲ / فروری ۱۹۴۷ء۔

(۲) انتخاب سہ سالہ عہدہ داران انجمن، ممبران مجلسِ منتظمہ و مشیران و معاونین کار اراکین مجلسِ منتظمہ۔

شرکائے اجلاس

(۱) مولانا عبدالحق صاحب عباسؔ (۲) خان عبداللطیف احمد خانصاحب رئیس بکا باغ (۳) شیخ اشفاق علی صاحب ایم اے ایڈووکیٹ (۴) شیخ حبیب الٰہی صاحب ریڈر سشن کورٹ (۵) خانصاحب شیخ عبدالرحمان صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس (۶) مسٹر اکرام الحق قریشی صاحب (۷) منشی نور احمد صاحب ڈلاقسین (۸) چودھری عبدالحق صاحب دفتر مسلمہ (۹) ملک غلام محمد صاحب ٹھیکیدار جی ٹی روڈ (۱۰) پیرزادہ ضیاء الحق صاحب (۱۱) منشی سردار محمد صاحب خوشنویس (۱۲) منشی محمد عبداللہ صاحب محرر دار الاقامہ (۱۳) خان محمد احمد خانصاحب ذاکر (۱۴) امیر حبیب اللہ خانصاحب نظامی (۱۵) ماسٹر نذیر احمد صاحب بٹ (۱۶) ملک محمد امین صاحب (۱۷) مولوی محمد یعقوب صاحب۔ (۱۸) بابو حسین بخش صاحب (۱۹) کپتان ڈاکٹر سید عبدالودود صاحب ایم بی۔ (۲۰) منشی نورالدین صاحب بٹ۔ (۲۱) خواجہ غلام محی الدین صاحب۔

کارروائی اجلاس

تحریکِ صدارت! خان محمد احمد خان صاحب ذاکر نے تجویز پیش کی کہ اجلاس ہذا کی صدارت کے فرائض خان عبداللطیف احمد خانصاحب سرانجام دیں چنانچہ بتائید و تائید مزید باتفاق آراء خانصاحب موصوف صدر منتخب ہوئے۔

آغازِ کار

۱۔ جنرل سیکرٹری نے باجازت صاحبِ صدر بعد حمد و نعت بجٹ ۱۹۴۷ء بغرض تصفیہ پیش کیا جسکی

عملاً خواندگی کے بعد بلاترمیم و تنسیخ اجلاس نے باتفاق آراء مہر تصدیق ثبت کی۔

۲۔ **انتخاب سہ سالہ۔** جنرل سیکرٹری صاحب نے فہرست سہ سالہ عہدہ داران انجمن و اراکین مجلس منتظمہ و مشیران و معاونین کار اراکین منتظمہ بابت اپریل ۱۹۴۴ء لغایت مارچ ۱۹۴۷ء پیش کر کے اعلان کیا کہ زیر قاعدہ نمبر ۱۳ یہ عہدہ داران و ممبران مجلس منتظمہ وغیرہ نہیں رہے۔ لہذا جدید سہ سالہ انتخاب از اپریل ۱۹۴۷ء لغایت مارچ ۱۹۵۰ء عمل میں لایا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ تجویز صاحب صدر باتفاق آراء بقدر ترمیم زیر دفعہ ۱۵ (الف) قرار پایا کہ منتظمہ کمیٹی کے ممبران کی تعداد بجائے پچیس ۲۵۔ بتیس ۳۲ ہوگی۔ قاعدہ نمبر ۵ کے ماتحت جو ممبران منتظمہ کمیٹی ہوں گے وہ ان کے علاوہ ہوں گے یعنی کل تعداد ممبران مجلس منتظمہ ۴۰ ہوگی۔

(الف) عہدہ داران انجمن۔

(۱) مولینا عبدالحق صاحب عباس صدر۔ (۲) کیپٹن ڈاکٹر غلام محمد صاحب نائب صدر۔ (۳) پیرزادہ ضیاء الحق صاحب نائب صدر و بلڈنگ سیکرٹری (۴) کیپٹن ڈاکٹر سید عبدالودود صاحب ایم۔سی نائب صدر (۵) نورالدین صاحب بٹ جنرل سیکرٹری۔ (۶) ملک محمد امین صاحب فنانشل سیکرٹری (۷) خان محمد احمد خانصاحب ذاکر پراپیگنڈا سیکرٹری (۸) خواجہ غلام محی الدین صاحب مہتمم وصولی چندہ۔

ممبران مجلس منتظمہ زیر قاعدہ نمبر ۱۵

(۱) شیخ محمد شریف صاحب جج ہائیکورٹ لاہور (۲) شیخ حبیب الٰہی صاحب (۳) بابو حسین بخش صاحب (۴) منشی نور احمد صاحب (۵) بابو محمد شفیع صاحب ٹھیکیدار (۶) امیر حبیب اللہ خانصاحب نظامی (۷) چودھری عبدالحمید صاحب ایم۔اے۔ (۸) ملک غلام محمد صاحب ٹھیکیدار (۹) میاں عبدالسلام صاحب ایم ایل اے (۱۰) صاحبزادہ معراج الدین صاحب شامی (۱۱) چودھری ملک عبدالشکور صاحب (۱۲) ماسٹر نذیر احمد صاحب بٹ (۱۳) مولوی محمد یعقوب صاحب (۱۴) مولوی الطاف الرحمٰن صاحب پنشنر (۱۵) خانصاحب شیخ عبدالرحمٰن صاحب پنشنر (۱۶) مسٹر اکرام الحق صاحب قریشی۔ (۱۷) خان نیاز محمد خانصاحب بستی دانشمنداں (۱۸) خان عبداللطیف احمد خان صاحب۔ (۱۹) ڈاکٹر ولی محمد صاحب بازار شیخاں (۲۰) خان عبدالمجید خانصاحب رئیس بستی باباخیل (۲۱) میاں عبدالباری صاحب رئیس جڑانوالہ (۲۲) شیخ اشفاق علی صاحب ایم اے

ایڈووکیٹ (۲۳) خواجہ غلام محی الدین صاحب شملوی (۲۴) ڈاکٹر چودھری بدرالدین صاحب اسسٹنٹ سرجن ریٹائرڈ (۲۵) خان محمد عمر خاں صاحب وکیل (۲۶) منشی سردار محمد صاحب خوشنویس (۲۷) قاری انوار صمدانی صاحب وکیل (۲۸) چودھری عبدالباری صاحب سینئر ڈپٹی انسپکٹر کنٹار پور (۲۹) خواجہ محمد اسماعیل صاحب سوداگر چرم بستی نو (۳۰) ڈاکٹر چودھری رحیم بخش صاحب (۳۱) منشی علی شیر صاحب پنشنر (۳۲) بابو محمد حسین صاحب انجنیر۔

مشیران و معاونین کار اراکین منتظمہ کمیٹی

(۱) خان فضل محمد خاں صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج (۲) خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر (۳) سید اصغر علی شاہ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس (۴) خان مولوی امیر الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ (۵) خان بشیر الدین احمد خانصاحب وکیل (۶) چودھری احمد مختار صاحب آنرری وکیل (۷) پیرزادہ عبدالحمید صاحب وکیل (۸) قاضی بشیر حسین صاحب رئیس جلندھر (۹) ڈاکٹر مرزا حمید اللہ بیگ صاحب (۱۰) شیخ سردار علی صاحب رئیس بستی شیخ (۱۱) خانبہادر نور نبی صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر (۱۲) ڈاکٹر محمد رشید صاحب عباسی (۱۳) شیخ حاجی بابو مہر علی صاحب (۱۴) میاں عبداللطیف صاحب سوداگر چرم (۱۵) قاضی محبوب عالم صاحب رئیس و میونسپل کمشنر (۱۶) سید تقریر اللہ شاہ صاحب سابق سیکرٹری میونسپل کمیٹی۔ (۱۷) سید اکرام اللہ شاہ صاحب پلیڈر (۱۸) خانبہادر شاہ زمان خاں صاحب رئیس بستی نو۔ (۱۹) خان بہادر احمد حسن خانصاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر (۲۰) سید عبدالحق صاحب ریٹائرڈ سینئر سب جج (۲۱) خان اسداللہ خاں صاحب بستی نو (۲۲) خان محمد اسحاق خانصاحب بستی شیخ (۲۳) خواجہ محمد اکرم خاں صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس (۲۴) مولانا مسعود عالم صاحب ندوی (۲۵) میاں محمد عبداللہ صاحب بٹ پنشنر۔

ساقی نامۂ جدید

جناب فیض لدھیانوی

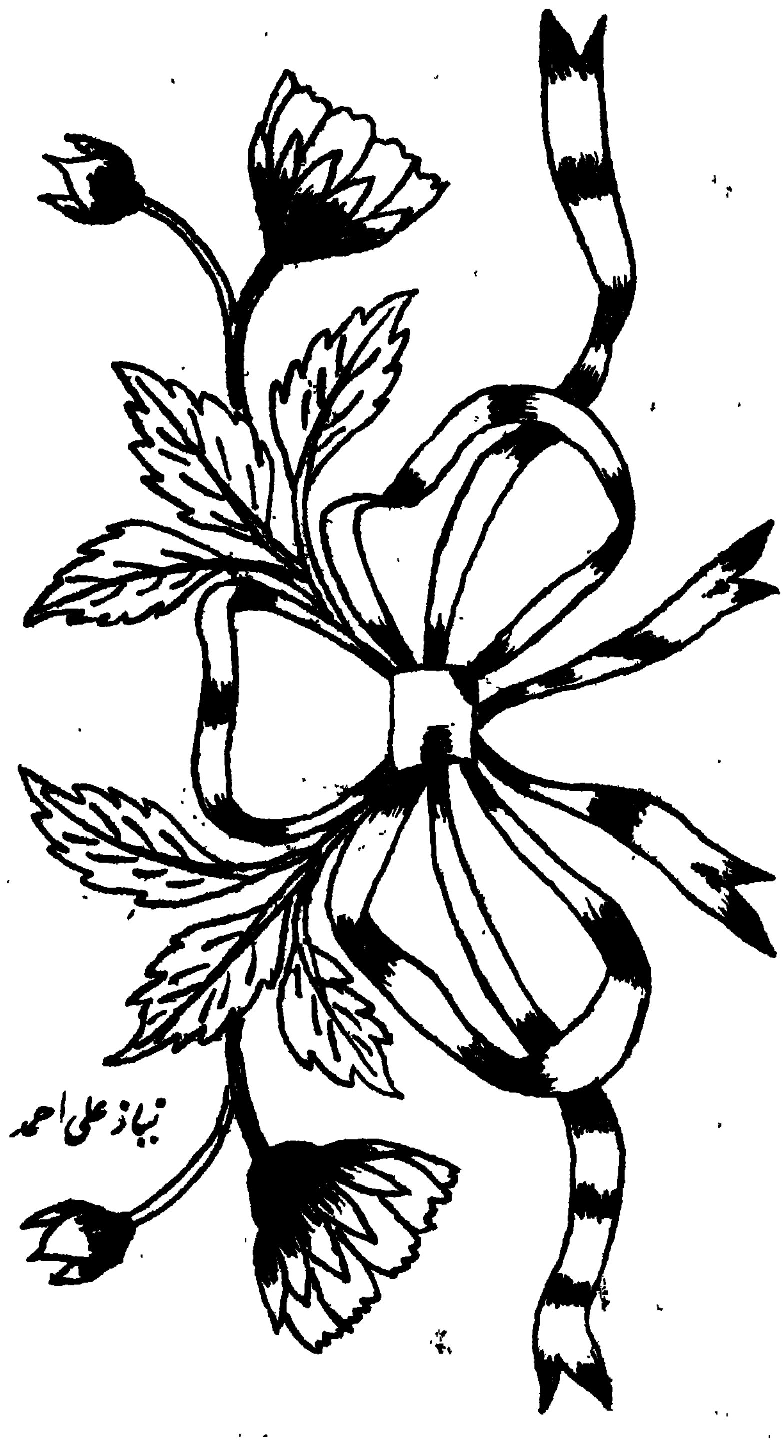
تجھے سونپا گیا ہے آج آٹے کا ڈپو ساقی ؎ لڑھک کر کس جگہ سے کس جگہ پہنچا ہے تو ساقی
کہاں رندوں کی میخواری کہاں ہو کو نئی غمخوار کا ؎ کہاں وہ شورِ مستانہ کہاں یہ ہاؤ ہو ساقی
عجب نخرے سے ہاتھوں میں ترازو لیکے بیٹھا ہے ؎ وہ پیمانے کدھر میں کیا ہوئے جام و سبو ساقی
کہاں وہ درد آشاموں کو طعنہ تنگدستی کا ؎ کہاں اب چھان تک کو بیچنے کی آرزو ساقی
کہاں لبریز مشکوں کا ترانہ بزم عشرت میں ؎ کہاں بوری سے خالی بوریوں کی گفتگو ساقی
کہاں وہ محتسب کا نوز تیری ٹوہ میں رہنا ؎ کہاں خود راشننگ افسر کے گھر کی جستجو ساقی
مناسب ہے اگر اس دور کا بنیا کہوں تجھکو ؎ ڈپو دی تو نے لٹیا اور کھو دی آبرو ساقی
بکس بیداد گر نے تیری فطرت کو بدل ڈالا ؎ نظر آتی نہیں پہلی سی تجھ میں کوئی خو ساقی
کہاں سے پڑ گیا لپکا تجھے سرمایہ داری کا ؎ کہ پینے لگ گیا تو بھی غریبوں کا لہو ساقی
وہ راشن کارڈ رکھے ہیں یہ بکری کا رجسٹر ہے ؎ یہی کچھ لے کے جائے گا خدا کے روبرو ساقی
گرانی کے سبب نایاب ہے یہ چیز برسوں سے ؎ دلوں میں رہ گئی یادِ شرابِ مشکبو ساقی

گئے وہ دن کہ میخانے میں تیرا فیض جاری تھا
نہ اب میں نغز گو شاعر نہ اب تو خوبرو ساقی

ایک عام تنبیہ

لئے ہوئے خطوط اور اکثر بیرونی بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ بعض مستورات مدرسۃ الصبیات کو مدرسۃ البنات جالندھر کی شاخ بتا کر اس کیلئے چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دے دیتے ہیں کہ یہ چندہ مدرسۃ البنات کو پہنچتا ہے۔ اسلئے ہم اس اشتباہ کو دور کرنے کے لئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مدرسۃ البنات کا مدرسۃ الصبیات نامی کسی مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ انکے حسابات کی انجمن مدرسۃ البنات جواب دہ ہے۔

نورالدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر


نیاز علی احمد

عطیات ماہ اپریل ۱۹۴۷ء

محترم چودھری عبدالکریم صاحب ضلعدار نہر کھنڈیالہ	۱۰/-/-	محترم چودھری رحیم بخش صاحب جالندھر شہر	۳/۱/-
محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ ٹیننگ	۱۵/-/-	” کاریگران دوکان حاجی بابو مہر علی احمد علی صاحبان جالندھر شہر (صندوقچہ)	۱/۱۲/-
معرفت حکیم برق صاحب ہزارہ	۱۰/-/-		
محترم حکیم جالینوس ” جالندھر شہر	-/۲/-	” سید مظفر الدین احمد صاحب نئی دہلی	۵/-/-
” سید محمد رفیق شاہ ” ” ”	-/۲/-	” چودھری شرف الدین صاحب جالندھر شہر	۶/۲/-
” شیخ عزیز بخش ” ” ”	-/۱/-	” محمد شریف صاحب منجانب خود و فراہم کردہ ماڈلے	۱۱۰/-/-
” مولوی عطا محمد ” ” ”	-/۲/-		
” جناب عبدالباری ” چمن	۲/-/-	میزان	۱۵۲/۸/۹

بمد زکوٰۃ و صدقات ماہ اپریل ۱۹۴۷ء

محترم عطا محمد خانصاحب جنجوعہ کبیر والہ بمد زکوٰۃ ۵/-/- ، خیرات ۵/-/-	۱۰/-/-	محترم محمد ابراہیم صاحب میرٹھ چھاؤنی	۱۰/۸/-
		میزان کل	۲۰/۸/-

وظائف فنڈ ماہ اپریل ۱۹۴۷ء

محترم چودھری حبیب اللہ خانصاحب سب انسپکٹر جالندھر شہر ۵/-/-

میزان ۵/-/-

چندہ فراہم کردہ جمعیۃ الوحدت العمل

محترمہ کنیز امین صاحبہ معلمہ	۱/-/-	محترمہ خورشید بیگم صاحبہ سابقہ متعلمہ	۱/-/-
” بلقیس اختر صاحبہ ”	۱/-/-	” خورشید النساء ” متعلمہ الصف الثامن	۱/۸/-
” ثریا صاحبہ ”	۱/۸/-	” شمیم اختر صاحبہ ” ” ” ”	۵/-/-
” صفورا خانم صاحبہ ”	۱/-/-	” ممتاز آرا ” ” ” ” ”	۱/۸/-
” نصیب النساء ” متعلمہ الصف الثامن	۲/-/-	” امیر النساء ” ” ” ” ”	۱/-/-
” امۃ الرفیق ” ” ” ”	۲/-/-	” رشیدہ بیگم ” ” ” ”	۱/-/-
محترمات سعیدہ و قدسیہ صاحبات	۲/۸/-	” شکیلہ محمود ” صدر اصلاح البنات	۱۰/-/-

نام معطی	رقم چندہ
محترمہ بلقیس رضیہ صاحبہ مولوی عالم	۱/-/-
” مخدومہ خاتون ” ” فاضل	۱/-/-
” نعیمہ ” منشی فاضل	۱/-/-
” ثریا اقبال ” معلمہ	۲/-/-
” رضیہ منظور حسین ” ”	۲/-/-
” نسیمہ شاہ ” متعلمہ الصف الثامن	۵/-/-
” نسیمہ فیروز ” ” ” ”	۲/-/-
” خورشید بیگم ” ” ” ”	۱/-/-
” سرور محبوب ” معلمہ	۱/-/-
” مسز محمد حیات ” پرانی ریلوے روڈ	۵/-/-
” حضرات جمال ” متعلمہ منشی فاضل	۱/-/-
” ریاض ” ” الصف السادس	۱/-/-
” محترمہ بیگم محمود ” کراچی	۲/-/-
” بیگم عبدالغفور ”	۵/-/-
” ” محمد یحییٰ صاحبہ عباسی	۲/-/-
معلوم الاسم	۱/-/-
محترمات طالبات سابقہ مولوی	۴/-/-
محترمہ بیگم ضیاء اللہ صاحبہ ہوشیارپور بذریعہ محترمہ سارہ صاحبہ متعلمہ الصف الرابع	۲۳/-/-
محترمات طالبات الصف الثامن	۳/۸/-
محترمہ تسنیم صاحبہ متعلمہ الصف الاصغر	-/۴/-
” سعادت ” سابقہ ” مدرسۃ البنات	۲۵/-/-
محترم راجہ ظفر الحق صاحب رئیس راجہ بلڈنگ مری روڈ۔ راولپنڈی	۲۰/-/-

نام معطی	رقم چندہ
محترمہ والدہ جمیلہ بیگم صاحبہ ادیب عالم	۲/-/-
محترم محمد بخش صاحب پکا باغ جالندھر شہر	۱/-/-
محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ محلہ پوشیاں	۱/-/-
” بیگم صاحبہ محترم ایم اے غفور صاحب محلہ علی	۱/-/-
” ” ” مہر عطا محمد صاحب ” ”	۱/-/-
” ” ” اکرام الحق ” لاجپت نگر شہر	۳/-/-
” ” ” عبدالرحمان ” [illegible] ”	۲/-/-
” ” ” محمد اسماعیل ” جالندھر شہر	۳/-/-
” ” ” محمد بخش ” پکا باغ ” ”	۱/-/-
” معلمہ صفیہ صاحبہ سابقہ معلمہ مدرسۃ البنات	۳/-/-
” بیگم صاحبہ محترم عبدالغنی صاحب محلہ رستہ	۱/-/-
” ” ” عبدالحمید صاحب ایم اے جالندھر شہر	۲/-/-
” ” ” محمد شفیع ” پھلے ” ”	۲/-/-
محترم عبداللطیف خان صاحب محلہ پکا باغ ” ”	۲/-/-
محترمہ ماریہ صاحبہ متعلمہ الصف الرابع	۱/-/-
” صوفیہ صاحبہ بستی بابا خیل جالندھر	۱/-/-
” بیگم صاحبہ عبدالمجید صاحب ” ”	۴/-/-
” والدہ اشتیاق علی خاں صاحب منیجر ٹوباکو کمپنی اڈا کوٹ جالندھر شہر	۵/-/-
محترمات طالبات خصوصیہ اولیٰ مکتبۃ البنات بتقریب اصلاح البنات	۲۵/-/-
محترم نصر اللہ صاحب متعلم الصف الاصغر مدرسۃ البنات	۱/-/-
محترمہ حمیدہ صاحبہ جالندھر شہر	۱/-/-
” عائشہ ” متعلمہ الصف السادس	۱/-/-

نام معطی	رقم چندہ	نام معطی	رقم چندہ
محترمہ شائستہ صاحبہ متعلمہ الصف السادس	۱/-/-	محترمہ زہرہ صاحبہ بستی غذاں	
" فہمیدہ " " " "	۵/-/-	بذریعہ طلعت پروین الصف الرابع	[illegible]
" کشور غلام نبی " " " "	۱/-/-	" طلعت پروین صاحبہ متعلمہ " "	[illegible]
" اشرف " " " "	۱/-/-	" کنیز صاحبہ " " "	[illegible]
" کشور حمید " " " "	۱/-/-	" زبیدہ دین محمد " " " "	[illegible]
" رشیدہ عنایت اللہ " " الثامن	۱/-/-	" شمیم برکت علی " " " السادس	[illegible]
" زیب النساء " " " "	۱/-/-	" چندر کانتا " " " "	[illegible]
" سعیدہ و قدسیہ متعلمات " "	۲/-/-	" عائشہ غلام محمد " " " الاصغر	[illegible]
" ممتاز صاحبہ متعلمہ " "	۱/-/-	" جمیلہ انور علی " " " "	[illegible]
" امیر النساء " " "	-/۸/-	محترم عبد الرقیب صاحب متعلم " "	[illegible]
" فہمیدہ " " الثانی	۱/-/-	محترمہ ناہیدہ صاحبہ متعلمہ " "	[illegible]
" زاہدہ " " " "	-/۸/-	محترم آصف جاہ صاحب متعلم " "	[illegible]
" جمیلہ " " " "	۱/-/-	محترمہ سلطان بی بی [illegible] بیگم " "	[illegible]
" معصومہ انور " " "	-/۸/-	محترمہ نسیم اختر صاحبہ متعلمہ "	[illegible]
" شبیرہ " " " الخامس	[illegible]	" صفیہ عبد العزیز " " " "	[illegible]
" وحیدہ " " " "	[illegible]	" نسیم [illegible] " " " "	-/۲/-
" سعیدہ " " " الاکبر	-/۴/-	" صفیہ غلام نبی " " " "	-/۳/-
" پروین " " " الاصغر	-/۴/-	" صغرا " " " "	-/۲/-
" ساجدہ " " " "	-/۳/-	" ثریا " " " "	-/۳/-
" عزیزہ " " " "	-/۴/-	" ممتاز " " " السادس	۱/-/-
" آسیہ " " " "	-/۱/-	" منور " " " "	۱/-/-
" زہرہ " " " "	-/۱/-	" حمیدہ " " خصوصیہ اولیٰ	۱/-/-
" شبانہ " " " "	-/۱/-	" رضیہ " " " "	۱/-/-
" حمیدہ صادق " " منشی فاضل	۱/-/-	" شمیم نذیر " " الثامن	۱/-/-

اسم معطی	رقم چندہ	نام معطی	رقم چندہ
محترمہ حمیدہ جمیل الدین صاحبہ متعلمہ الصف الثانی	۱/-/-	محترمہ عظمت متعلمہ الصف السادس	۱/-/-
" ثریا صاحبہ " " "	۱/-/-	" شمیم صاحبہ " " الرابع	۱/-/-
" صغریٰ " " " "	-/۴/-	" خدیجہ صاحبہ " " "	-/۸/-
" مریم " " خصوصیہ اولیٰ	۱/-/-	" کوثر بانو " " " الاکبر	-/۴/-
" سعیدہ " " " "	۱/-/-	" عزیز " " " درجہ فضیلت	۱/-/-
" زبیدہ " " الصف الاکبر	۱/-/-	" نعیمہ " " " منشی فاضل	۱/-/-
" زاہدہ " " " الخامس	۱/-/-	" انور " " " الصف الثالث	-/۴/-
" حمیدہ نارنگ صاحبہ متعلمہ منشی فاضل	۱/-/-	" خالدہ " " " " "	-/۸/-
محترم اختر مرزا صاحب متعلم الصف الاصغر	-/۲/-	" شمشاد " " " " "	۱/-/-
محترمہ عابدہ صاحبہ متعلمہ " "	-/۱/-	" شگفتہ " " " " "	۱/-/-
" نسیم اللہ " " " "	-/۱/-	" حفیظہ " " " " "	۱/-/-
" سعیدہ اختر " " "	-/۴/-	" مدثرہ " " " " "	۱/-/-
" کشور صاحبہ " " "	-/۲/-	" منور " " " " "	-/۴/-
" فرحت " " " "	-/۲/-	" شگفتہ " " " " "	-/۸/-
" طالب حسین صاحب متعلم " "	-/۱/-	" منور نذیر " " " "	-/۴/-
" طاہرہ صاحبہ متعلمہ " الثالث	-/۸/-	" رشیدہ " " " " "	-/۲/-
" میمونہ خانم " " " "	۱/-/-	" زیتون " " " السادس	-/۸/-
" شمیم اختر " " "	-/۸/-	" سعیدہ شاہ " " " "	۱/-/-
" جمیلہ " " " "	-/۸/-	" سعیدہ " " " الرابع	۱/-/-
" امۃ الرسول " " " "	-/۴/-	" ثریا " " " " "	-/۸/-
" رضیہ نیاز " " " الخامس	-/۸/-	" سلمیٰ " " " " "	۱/-/-
" آمنہ " سابقہ متعلمہ	۱/-/-	" سلیمہ " " " " "	۱/-/-
" قدسیہ " متعلمہ الصف الثالث	۱/-/-	" اصغری " " " " "	-/۴/-
" ادیب اختر " " " "	۱/-/-	" جمیلہ طاہرہ " " " الخامس	۱/-/-

نام معطی	رقم چندہ	نام معطی	رقم چندہ
محترمہ شمیم فضل محمد صاحبہ متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-	محترمہ سردار صاحبہ متعلمہ الصف الثالث	-/۴/-
〃 حمیدہ عبدالغنی 〃 〃 〃 〃 〃	-/۸/-	〃 خالدہ 〃 〃 〃 العاشر	۱/-/-
〃 رضیہ حسام الدین 〃 〃 〃 〃	-/۴/-	〃 سلیم اختر 〃 〃 〃 الثانی	-/۴/-
〃 رقیہ 〃 〃 〃 〃 〃	۱/-/-	〃 شگفتہ عقیل 〃 〃 〃 الاکبر	-/۴/-
〃 سعیدہ یعقوب 〃 〃 〃 السادس	۱/-/-	〃 تدبیرہ 〃 〃 〃 الثالث	-/۸/-
〃 اقبال 〃 〃 〃 〃	۱/-/-	محترم اشفاق صاحب متعلم 〃 الاکبر	-/۴/-
〃 قدسیہ 〃 〃 〃 〃	۱/-/-	محترمہ نسرین صاحبہ متعلمہ 〃 الثانی	۱/-/-
〃 ماجدہ 〃 〃 مولوی فاضل	۱/-/-	〃 خورشید 〃 〃 〃 الاکبر	-/۴/-
〃 سکندریہ 〃 〃 الصف الثانی	۱/-/-	〃 گلشن 〃 〃 〃 الخامس	-/۸/-
〃 بشریٰ 〃 〃 〃 〃 〃	۱/-/-	〃 سبحان 〃 〃 〃 〃	-/۴/-
〃 انور 〃 〃 〃 〃 〃	-/۴/-	〃 صغریٰ 〃 〃 〃 الاصغر	-/۱/-
〃 ابنۃ الحمید 〃 〃 〃 〃	-/۴/-	〃 نعیم 〃 〃 〃 الرابع	-/۸/-
〃 اشرف 〃 〃 〃 الاکبر	۱/-/-	〃 ناہدہ 〃 متعلمہ 〃 الاکبر	-/۲/-
〃 ماریہ 〃 〃 〃 الرابع	۱/-/-	〃 جمیلہ 〃 〃 〃 〃	-/۲/-
〃 صوفیہ 〃 بستی باباخیل		〃 غلام اختر 〃 〃 〃 〃	-/۲/-
بدیعہ ماریہ الصف الرابع	۱/-/-	〃 پروین 〃 〃 〃 الثانی	-/۸/-
〃 بیگم عبدالمجید صاحبہ بستی باباخیل	۳/-/-	〃 نسرینہ 〃 〃 〃 الاکبر	-/۲/-
〃 امتیاز صاحبہ متعلمہ الصف الثالث	-/۸/-	〃 فیروزہ 〃 〃 〃 〃	-/۲/-
〃 صفیہ 〃 〃 〃 〃	-/۴/-	〃 سعیدہ 〃 〃 〃 الخامس	-/۸/-
〃 مشرف 〃 〃 〃 〃	-/۸/-	〃 زاہدہ 〃 〃 〃 〃	-/۸/-
〃 رقیہ خاتون 〃 〃 〃 〃	۱/-/-	〃 شریفہ 〃 〃 〃 الاکبر	-/۲/-
〃 برکت بی بی 〃 〃 〃 〃	-/۴/-	〃 پروین 〃 〃 〃 〃	۲/-/-
〃 انور بی بی 〃 〃 〃 〃	-/۳/-	〃 ظہور 〃 〃 خصوصیہ اولیٰ	۱/-/-
〃 شریفہ 〃 〃 〃 〃	۱/-/-	محترم مجیب صاحب متعلم الصف الاکبر	-/۲/-

نام معطی	رقم چندہ
محترمہ منور صاحبہ متعلمہ الصف الاصغر	۱/-/-
" ممتاز " " " "	-/۱/-
" مختار " " " "	-/۱/-
" سعیدہ " " " "	-/۱/-
" کشور محمد حسین " " " "	-/۴/-
" حفیظہ " " " "	-/۱/-
" رضیہ " " " "	-/۳/-
" نعیم " " " "	-/۲/-
" آصفہ " " " "	-/۲/-
" ظہور الحق صاحب متعلم " "	-/۱/-
از طالبات الصف السابع بتقریب اصلاح البنات	۴/-/-
محترمہ بلقیس صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
" خورشید صاحبہ " " "	۱/-/-

نام معطی	رقم چندہ
محترمہ ثریا صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
" خولہ " متعلمہ الصف الاصغر	۱/-/-
" راضیہ رضیہ " معلمہ مدرسۃ البنات	۳/-/-
" شبیرہ " بستی شیخ جالندھر	۲/-/-
" شاداں و فرحاں متعلمہ الصف الاصغر	-/۲/-
" مسز حبیب صاحبہ سٹی انسپکٹر پولیس	۵/-/-
" کشور صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۱۰/-/-
" راحت " " " "	۱/-/-
" بیگم صاحبہ چودھری حمید علی (مرحوم) سول لائنز جالندھر	۵/-/-
" بیگم آباد صاحبہ	۱۰/-/-
" ضیاء اللہ " ہوشیار پور	۱۳/-/-
" خورشید " متعلمہ الصف الثانی	۲/-/-
میزان کل	۴۴۲/۲/-

تبصرہ

ماہنامہ ناشر العلوم

سالانہ چندہ ے

پتہ:- محمدیہ نو آبادی - پٹی ضلع لاہور

یہ ایک اسلامی اصلاحی رسالہ ہے اور تحریک محمدیہ نو آبادی کا آرگن ہے۔ اسکا علم و عمل نمبر اسوقت ہمارے سامنے ہے۔ مضامین خاصے معیار کے ہیں اور سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ غیر اسلامی عناصر سے تقریباً پاک ہیں۔ اس دور میں ایسے رسالوں کا وجود نعمت نہ سہی غنیمت ضرور ہے۔ رسالہ پاکستان کا موید اور حامی ہے لیکن معلوم ہوتا ہے اس کا تصور اس پاکستان سے بہت کچھ مختلف بلکہ بلند ہے جو آج کل عام طور پر عام مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔

رسالہ میں مولانا مودودی اور مولانا ابوالکلام کے مضامین بھی درج ہیں جو یقیناً ان کی بعض کتابوں سے لئے گئے ہیں لیکن افسوس کہ ان کا حوالہ درج نہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ معاصر عزیز آئندہ ہماری اس گزارش کا خیال رکھیں گے۔

(ادارہ)


نیاز علی احمد بالندھری



نیاز علی احمد جالندھری

پڑھنے کے قابل کتابیں

سنگھار خانہ:- خانگی زندگی پُر لطف بنانے کے لئے یہ کتاب جادو کا حکم رکھتی ہے۔ بیویاں اسے پڑھ کے گھر جنت کا نمونہ بنا سکتی ہیں۔ نفیس تحفہ۔ ایشیائی تہذیب میں خوبصورت بننے کی ترکیبیں۔ قیمت ۱۲/

رُوح القرآن:- کلام مجید کی نہایت عمدہ کلید ہے۔ بچیوں کو جہیز میں دیئے جانے کے قابل۔ کلام مجید کے مضامین کی فہرست مشکل الفاظ کے معنی اور مخرج۔ سورتوں کے عملیات، خواص اُن کے خلاصے اور شانِ نزول ہیں۔ اور بھی خوبیاں ہیں۔ قیمت ۱۲/ر

ماں بچہ کی نگہداشت:- گھر گھر بچوں کی بے وقت موت اور ان کی ماؤں کی خرابی صحت کا کہرام مچا ہوا ہے۔ یہ کتاب زخمی دلوں کیلئے مرہم اور غمزدوں کیلئے تسکین کا کام دیتی ہے۔ قیمت ۶ر (ٹکٹ بھیجنے میں کفایت رہتی ہے)۔

روحوں کے کرشمے: مرنے کے بعد روحوں کے کاموں کے دلچسپ حالات۔ ایک دفعہ شروع کر کے ختم کئے بغیر ہاتھ سے نہیں رکھی جا سکتی۔ قیمت ۸ر

رفیقِ زمیندار بلکہ ہر ایک کے لئے بہترین رہبر۔ دیہاتی زندگی مفید بنانے کی تدابیر تعلیم صحت۔ سرمایہ اندوزی۔ مویشیوں کی پیدائش اور زراعت پر نہایت مفید مضامین ہیں۔ تحریک اصلاح دیہات پر بہترین کتاب۔ تیسرا ایڈیشن۔ قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ:- **مولوی محمد ناصر خضر۔ سلسلۂ سرمایۂ اطفال گڑگانوہ (پنجاب)**

باہتمام محمد احمد خان پرنٹر و پبلشر نے جنرل برقی پریس جالندھر شہر میں چھپوا کر دفتر رسالہ مسلمہ گلی بستیان جالندھر سے شائع کیا

اشرف میڈیکل ہال کے طبّی تحائف

موسم گرما میں طاقت

لبوب کبیر خاص الخاص میں اہم تبدیلی اور شاندار اضافہ

لبوب کبیر خاص الخاص وہ بہترین مرکب ہے جسکے باعث طب قدیم کا اصل نسخہ پہلے سے دو گنے فوائد کا حامل ہو گیا، لیکن موسم گرما کی شدت میں اکثر طبائع اس تیز مقوی کو برداشت نہیں کر سکتی تھیں اس لئے

اشرف میڈیکل ہال

کے سرپرستوں کے مشورہ و تجربہ کے بعد

موسم گرما کے لحاظ سے میں تبدیلی و اضافہ کر لیا گیا جسمیں کستوری، عنبر، زعفران ایسی مقوی و مفرح ادویہ اصل ورق سے ڈالکر، زمرد، زہر مہرہ خطائی، عقیق، مرجان، مروارید وغیرہ قیمتی جواہر کا اضافہ کیا گیا ہے اب کامیاب مرکب گردہ، اعصاب دل و دماغ کی تقویت کے ساتھ زیادہ معتدل و مفرح ہو گیا ہے۔ قیمت میں باوجود مروارید ایسے بیش قیمت اجزا کے اضافہ کے صرف ۸ روپے فی شیشی خورد اور ایک روپیہ فی شیشی کلاں زیادتی کی گئی جو بہت ہی کم ہے شیشی کلاں ۳۰ یوم عہ شیشی خورد سے

دل و دماغ معدہ، جگر اور تمام جسمانی و روحانی قوتوں کے از سر نو پیدا کرنے کیلئے ہماری تیار کردہ

دواء المسک معتدل جواہر والی

استعمال فرمائیے جسمیں دیگر اجزا کے علاوہ کستوری خالص، مروارید اصلی، عنبر اشہب، زعفران کشمیری نہایت احتیاط سے شامل کئے گئے ہیں دل کی کمزوری کے باعث ضعف و ناتوانی جگر کے کمزور ہو جانے کی وجہ سے خون کی کمی اور چہرے کی زردی، سردی کے موسم میں تمام گرم ہوئی طبیعتوں کے لئے یہ مرکب نہایت مفید اور مستقل فائدہ رساں ہے۔ قیمت ۳۰ خوراک ۱۵ یوم ۶ روپے ۶۰ خوراک عہ ۱۲

مستورات کی غمگسار، سیلان الرحم، درد کمر اور ضعف جسمانی کے ازالے کے لئے

نشاطِ نسواں

کامیاب علاج ہے

قیمت تین روپے ۳

اشرف میڈیکل ہال سلطان پور لودھی کپورتھلہ اسٹیٹ پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۹

عورتوں اور بچوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مُسلمہ

جالندھر شہر

جون ۱۹۴۷ء

مُدیرہ : حُمیرا

سالانہ چندہ : ایک روپیہ آٹھ آنے
بیرون ہند سے : چار شلنگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱۵ جون ۱۹۴۷ء - رجب ۱۳۶۶ھ نمبر ۱۲

چند گزارشیں

۱- انجمن طالبات قدیم :-

گزشتہ چند اشاعتوں میں اس موضوع پر مسلسل لکھنے کی وجہ سے ہماری بہت سی بہنیں اس طرف متوجہ ہو گئی ہیں اور ان میں سے بعض نے ہماری توقعات کے مطابق بلکہ ان سے بھی کچھ زیادہ اپنی قیمتی تجویزوں اور مشوروں سے ہمیں مطلع فرمایا ہے۔ اس سلسلہ کے کچھ مراسلے سابقہ اشاعت میں بھی شائع کئے جا چکے ہیں اور تین نہایت اہم عنایت نامے اس اشاعت میں بھی بزم مسلمہ کے عنوان کے ماتحت درج کئے جا رہے ہیں

اس کام میں جہاں تک کہنے کا تعلق تھا وہ تو ایک حد تک ہو چکا۔ کچھ ہم نے کہا اور کچھ ہماری بہنوں نے سر انجام دیا۔ اب تو عملی اقدام کرنے کا وقت آ گیا ہے اور ہمارا خیال یہ ہے کہ اللہ کا نام لے کر اب انجمن کی تشکیل کر ہی دی جائے۔

انجمن کی تشکیل کے لئے اجلاس کب ہوگا اور کہاں ہوگا۔ اس کے لئے ہماری بہنوں کو ابھی تھوڑی دیر انتظار کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے ہم اپنی بہنوں سے مشورہ لینا چاہتے ہیں۔ مقام کے متعلق شاید کسی کو بھی اختلاف نہ ہوگا کہ جالندھر ہو البتہ تاریخ کے تعین میں اختلاف ہو سکتا ہے اس لئے اس میں شرکت کا ارادہ کرنے والی بہنیں تاریخ کے متعلق اپنی رائے

کا اظہار کریں نیز جو بہنیں اس میں شرکت کی خواہشمند ہوں یا شرکت کے لئے نہیں تو کم از کم اس کی رکنیت کے لئے آمادہ ہوں وہ ہمیں اپنے پتوں سے آگاہ فرمائیں تاکہ انھیں اس کی کارروائی اور دیگر ضروری امور سے باخبر رکھنے میں سہولت ہو۔

ان کی خدمت میں ایک اور گذارش یہ بھی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں رسالہ کی توسیع واشاعت میں بھی کوشاں ہوں اور صرف خود خریدار بننے پر اکتفا نہ کریں بلکہ ہر ایک طالبہ کم از کم پانچ خریدار مہیا کرے۔

۲۔ حالات حاضرہ:-

ملک کی موجودہ ناخوشگوار فضا کو قہر الٰہی سے تعبیر کیجئے یا باشندگان ملک کی شامت اعمال کا نتیجہ قرار دیجئے۔ بہرحال یہ اسی نوعیت کا ایک فتنہ معلوم ہوتا ہے جس کے متعلق قرآن میں ارشاد ہوا ہے وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً۔ یعنی اس فتنہ سے بچو جس کا اثر صرف انھی لوگوں تک محدود نہیں رہے گا جنھوں نے فی الواقع ظلم کا ارتکاب کیا ہوگا بلکہ بے قصور اور بے گناہ لوگ بھی اس کی لپیٹ میں آ جائیں گے۔

ہندوستان کی موجودہ صورت حال کا ایک سرسری جائزہ لینے سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ انسانوں کا کوئی گروہ ایسا نہیں جو اس کے بد اثرات سے محفوظ رہ سکا ہو بلکہ یہ کہنے میں بھی مبالغہ نہ ہوگا کہ انسان تو کیا حیوانات وجمادات اور نباتات بھی اس سے نہ بچ سکے۔ تجارتی ادارے معطل ہونے کی وجہ سے سارا معاشی نظام درہم برہم ہوگیا ہے۔ کارخانے اور ملیں بند ہونے کی وجہ سے بیچارے مزدوروں پر فاقہ اور فساد کی دوہری مار پڑ رہی ہے۔ تعلیم کا نظام سب سے بھی بدتر ہوگیا ہے۔ امتحانات میں تاخیر پر تاخیر ہوتی چلی جاتی ہے۔ نہ معلوم یہ فتنہ کب رکے گا اور خلق خدا امن اور چین کا سانس لے سکے گی۔

۳۔ داخلہ سال نو:-

فساد انگیزی تو رکنے اور خود اس میں شرکت نہ ہونے کی تو ہر اس آدمی سے توقع کی جا سکتی ہے جس کے دماغ کا کوئی گوشہ بھی تعصب کے زہریلے اثرات سے بچا ہوا ہے۔ ہم جس چیز کی طرف یہاں خاص طور پر توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ لوگوں کو ہر حالت میں اپنی تعلیمی مساعی کو جاری رکھنا چاہئے۔

خاص طور پر ہمارے مخاطب وہ لوگ ہیں جو اپنی بچیوں کو تعلیم دلوانا چاہتے ہیں لیکن ملک کی موجودہ فضا کی وجہ سے خائف ہیں۔ ہماری گذارش ان کی خدمت میں یہ ہے کہ گو یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ابھی اس مخدوش فضا کے صاف ہونے میں کتنی دیر لگے گی لیکن اتنا ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ ان حالات سے گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ جالندھر اب تک بھی جو کچھ ہوا ہے بعض دوسرے اضلاع کی نسبت بہت کم ہوا ہے اور مستقبل کے متعلق بھی ان کے اعتدال پسند طبائع سے بجا طور پر توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ فتنہ کی آلودگیوں سے اپنے دامن کو ملوث نہیں ہونے دیں گے۔

ہم اپنے ناظرین کی توجہ ایک بار پھر اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے کسی موہوم خطرہ کے پیش نظر بچیوں کی تعلیم میں کوتاہی نہ کریں اور ستمبر سے پہلے پہلے مدرسہ میں ان کے داخلے کا انتظام کر کے ان کی جگہ محفوظ کرا لیں۔

۴۔ اہلِ قلم کی خدمت میں :۔

ہماری ایک بہن نے کارکنان رسالہ کو چند مفید مشورے دئے ہیں گو ان کے متعلق ہم بھی کسی سابقہ اشاعت میں عرض کر چکے ہیں۔ لیکن ان کا تکرار بھی انشاء اللہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

ان کا کہنا یہ ہے کہ رسالہ کی زبان کا موجودہ معیار عام فہم نہیں ہے بلکہ بعض مضامین میں عربی فارسی کے موٹے موٹے الفاظ کی اس قدر بھرمار ہوتی ہے کہ صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ بہنیں ہی ان سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں اور ہماری چھوٹی بہنیں جو توجہ کی زیادہ مستحق ہیں ان کی دسترس سے یہ مضامین باہر ہوتے ہیں اس لئے اول تو وہ انھیں پڑھ ہی نہیں سکتیں اور اگر پڑھ بھی لیں تو ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا۔ ان کا دوسرا مشورہ یہ ہے کہ مضامین زیادہ طویل نہیں ہونے چاہئیں۔ اس طرح دو چار مضامین میں پورا رسالہ ختم ہو جاتا ہے اور ایک معمولی تعلیم یافتہ بہن ان کی طوالت سے گھبرا جاتی ہے۔ یہ گویا ایک علمی دسترخوان ہے اس پر جتنے زیادہ سے زیادہ علمی کھانے چنے جا سکتے ہوں چنے جانے چاہئیں۔

ہمیں اپنی بہن کے ان دونوں مشوروں سے پورا پورا اتفاق ہے اس لئے ایک مرتبہ پھر اپنے اہل قلم بہنوں اور بھائیوں کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ مسلمہ کے لئے کچھ لکھتے وقت وہ ان دونوں چیزوں کو ضرور اپنے سامنے رکھا کریں۔ ایک طرف وہ مضامین کو پر از معلومات بنانے کی کوشش کریں دوسری طرف زبان اس قدر دلآویز، عام فہم اور سلیس ہو کہ ہر ایک بہن ان سے فائدہ اٹھا

سکے۔ پھر یہ کہ مضامین زیادہ طویل بھی نہ ہوں بلکہ کچھ اس قدر جامع اور مختصر ہوں کہ پڑھنے والے فوراً کہہ اٹھیں کہ "لکھنے والے نے کوزہ میں دریا بند کر دیا ہے"۔

ہمیں پوری توقع ہے کہ ہماری ان گذارشات کو پوری توجہ سے سنا جائیگا۔

۵۔ ایک تجویز اور ایک سوال :-

رسالہ کا موجودہ معیار بھی اچھا خاصہ ہے۔ لیکن کوئی بلند ہمت انسان بھی اچھائی کے کسی درجہ پر قانع نہیں رہ سکتا۔ اسی لئے ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ اگر فضل ایزدی شامل حال رہا تو اس کو موجودہ سطح سے بلند کر کے ترقی کے اونچے سے اونچے مقام تک پہنچا دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس کام کے لئے بہت سی ترمیموں اور اضافوں کی ضرورت ہوگی اور یہ معیار اونچا کرنے کی تمنا صرف زبان ہلا دینے سے پوری نہیں ہوگی بلکہ اس کے لئے روپیہ بھی پہلے سے زیادہ خرچ کرنا پڑے گا۔ گو موجودہ حالات میں بھی کتابت و طباعت اور کاغذ کی گرانی اور چندہ کی ارزانی کی وجہ سے رسالہ کا بجٹ ہمیشہ خسارہ میں ہی رہتا ہے اور رسالہ اب تک اس کو نباہتا رہا ہے لیکن کہا نہیں جا سکتا کہ اس صورت حال کو کب تک برقرار رکھا جا سکیگا۔ بہت ممکن ہے کہ جب ہم رسالے کو موجودہ سطح سے آگے لے جانا چاہیں تو اخراجات کی زیادتی کی وجہ سے اس کے موجودہ چندے میں کچھ اضافہ کی ضرورت پیش آجائے۔ اس لئے ہم عملاً کوئی ایسا اقدام کرنے سے پہلے ضروری سمجھتے ہیں کہ اپنی بہنوں اور بھائیوں سے اس کے متعلق مشورہ لے لیں اور معلوم کر لیں کہ کتنے لوگ ہیں جن کو اس کی بقا اور ترقی کی آرزو ہے۔ پھر اگر وہ اس پر رضامندی کا اظہار کریں تو وقت ضرورت ایسا اقدام کر دیا جائے۔

ہم اپنے ناظرین و ناظرات سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہماری اس تجویز پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائینگے اور اپنی پہلی فرصت میں ہمیں اس سوال کا جواب دیں گے کہ

چندہ میں اضافہ ہونا چاہیئے یا نہیں اور اگر ہونا چاہیئے تو کتنا ؟

۶۔ مدرسہ کے سفیر :-

مدرسہ کے خیر خواہوں کے لئے یہ امر باعث مسرت ہے کہ انھیں ایک مخلص کارکن کا تعاون حاصل ہو گیا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے ایک دوست اور بزرگ جناب مولانا ابو طارق

محمد علی صاحب نے مدرسہ کا سفیر بننا قبول فرما لیا ہے۔ مولانا کے اندر خدمت دین کا جذبہ بہت قدیم ہے۔ اور اب ہماری خوش قسمتی سے اسی جذبہ کے ماتحت انھوں نے ہمارے مدرسہ کی سفارت کا کام سنبھال لیا ہے۔ اللہ ان کی مدد کرے۔ آپ کے پاس صدر انجمن مولانا عبدالحق صاحب عباسی کی طرف سے باقاعدہ لائسنس ہے۔ سردست آپ شمال مغربی پنجاب کے متعدد اضلاع مثلاً سرگودھا۔ میانوالی۔ کیمبل پور اور راولپنڈی وغیرہ کا دورہ کریں گے۔

ہمیں تمام مسلمان بھائیوں سے توقع ہے کہ وہ ان کا خیر مقدم کریں گے اور جس کام کا انھوں نے بیڑا اٹھایا ہے اس میں ان کا ہاتھ بٹا کر ان کی حوصلہ افزائی کی کوشش فرمائیں گے۔

۷۔ انعامی مقابلہ :۔

انعامی مقابلہ کا ایک دو مرتبہ پہلے بھی اعلان کیا جا چکا ہے۔ اب تک جو مضامین موصول ہوئے ہیں وہ کچھ معیاری نہیں ہیں۔ اس لئے ہم اہل قلم طبقہ کی توجہ پھر اس طرف مبذول کراتے ہیں کہ وہ اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کریں اور اپنے نتائج افکار سربمہر لفافوں میں دفتر میں بھیجیں۔ ہاں ان کے اوپر یہ الفاظ ضرور درج ہونے چاہئیں۔ "یہ انعامی مقابلہ کے لئے ہے"۔ انعام ۵۰ روپے ہے جو سب سے بہتر اور معیاری مضمون پر دیا جائیگا۔ مضمون کے اول اور معیاری ہونے کا فیصلہ ایک کمیٹی کرے گی۔

"ادارہ"

ایک ضروری اعلان :۔

میرے ایک محترم بزرگ خان امیر الدین خاں صاحب ایڈووکیٹ جالندھر نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے ایک کیس کی آمدنی مدرسۃ البنات کو عنایت فرمائیں گے۔ یہ اطلاع دینے کی غرض یہ ہے کہ محترم خانصاحب نے اس طرح ایک عطیہ کا وعدہ کر کے دوسرے لوگوں کے لئے ایک نمونہ قائم کیا ہے۔ دیکھنا ہے کہ اور کتنے لوگ اس میں ان کی تقلید کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

"ضیاء الحق نائب صدر انجمن"

ضروری اطلاع ◯ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ رسالہ بذریعہ وی۔پی۔ ارسال ہوگا۔ زائد اخراجات سے بچنے کیلئے بہترین صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ خدارا وی۔پی واپس فرما کر ایک اسلامی دارے کو نا حق نقصان نہ پہنچائیں۔ مینیجر

کارروائی جلسہ اصلاح البنات و سالگرہ سوم جمعیت وحدت والعمل

بروز اتوار یکم جون ۱۹۴۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

یہ احسان ہی تو ہے اس محسن حقیقی کا اور کرم ہے اس مہربان و کریم کا کہ اس نے ایسے نازک وقت میں ہمیں اپنی گرامی قدر ماؤں اور بہنوں کے ساتھ باہم دردِ دل سننے سنانے کے واسطے یکجا ہونے ہونے کا موقعہ دیا ہے۔

کہاں میں کہاں نکہتِ گل، نسیمِ صبح یہ تیری مہربانی ہے

اصلاح البنات اور جمعیت وحدت والعمل کی سالگرہ سوم کا مختصر مگر نہایت ہی شاندار جلسہ احاطہ مدرسہ میں شامیانوں کے نیچے منعقد ہوا۔ لاؤڈ سپیکر کا پورا انتظام تھا۔ آغاز جلسہ اعلان کے مطابق چند ایک وجوہات کی بنا پر بجائے آٹھ بجے کے نو بجے ہوا۔ کرسی صدارت پر محترمہ بیگم صاحبہ محترم مکرم خانبہادر شیخ عبدالمجید صاحب ریٹائرڈ سشن جج جلوہ افروز ہوئیں۔ ان کی ذات گرامی محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ محترمہ بلکہ ان کے پورے خاندان کو جو مدرسہ سے خاص وابستگی اور اُنس ہے اس کا بیّن ثبوت اور حقیقی شہادت۔ دامے درمے قدمے سخنے مدد و امداد ہے۔ ان کی کرم فرمائی مدرسہ کے لئے کسی خاص وقت یا کسی موسم میں نہیں بلکہ یہ دائم قائم برفانی نہروں کا عظیم الشان سلسلہ ہے جو اس بے آب و گیاہ صحرا کی آبیاری کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم اپنے جود و کرم اور احسان کی موسلا دھار بارش آپ محسنہ پر ہر وقت برسائے رہے۔ آمین۔

آغاز پروگرام محترم نعیم منشی فاضل نے تجوید کے ساتھ تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ پھر عزیزہ شکیلا خانم محمود خان الصف الثامن نے ایک اردو نعت

تو باغِ جہاں کا مالی ہے، پھل پھول کا تو رکھوالی

سنائی جس کو سامعات نے دلچسپی سے سنا۔ نعت کے بعد محترمہ مکرمہ آمنہ خانم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات نے حاضرات سے صدر مکرم کا تعارف اور صدر صاحبہ کی خدمتیں سپاس نامہ پیش کیا۔ اس کے بعد محترمہ نعیمہ خانم نے ایک نہایت ہی جامع اردو تقریر کی جس میں جمعیت وحدت العمل کے متعلق

مکمل بیان تھا۔ اس کے ختم ہوتے ہی عزیزات نسیمہ و فرحت الصف السادس نے اپنی دلکش آواز میں ایک نعت سنائی جس کو حاضرات نے کافی توجہ سے سنا۔ اب محترمہ قدسیہ خانم الصف الثامن مائیکروفون کے سامنے آئیں "جمعیت و مدرسہ والعلی اور الوداعی تقریر پُر لطف پیرائے میں کی ان کے جذبہ پر خلوص اور پر درد الفاظ نے ہر دل پر بہت اثر کیا۔ پھر طالبات عزیزات اپنی اپنی باری سے اسٹیج پر پہنچ کر اپنا اپنا حصہ ادا کرتی رہیں۔

اردو نظم۔ مست شراب غفلت مسلم جلدی ہو بیدار۔ عزیزات ناصرہ خانم الصف الثامن و فرحت الصف السادس

اردو تقریر:۔ بعنوان "ملک کی سیاسی حالت" ۔ محترمہ سعیدہ خانم الصف الثامن

سعیدہ خانم صاحبہ نے ایسی عمدگی اور جوش کے ساتھ اپنی تقریر ادا کی کہ اہل مجلس پر پورا پورا سکوت تھا اور نہایت ہی توجہ سے سنی گئی۔ تقریر اردو: مسلمانوں کے اسباب تنزل۔ عزیزہ خورشید النساء الصف الثامن۔ تقریر اردو: "مسلمان" عزیزہ خودہ خانم بنت خانصاحب خالد ابراہیم خانصاحب۔ اردو نظم: عزیزی نصرت الصف ادنیٰ۔ پہلا کلمہ: عزیزی کوکب الصف ادنیٰ۔ اس کے بعد محترمہ معلمہ آمنہ خانم صاحبہ نے محترمہ اختر انجم سابقہ سیکرٹری اصلاح البنات کا ایک مضمون بعنوان "یاد مدرسہ" پڑھ کر سنایا جس کو آپ سالہ ہذا کی کسی اشاعت میں دیکھ سکیں گے۔ اس کے بعد عزیزات قدسیہ، نسیمہ، ثریا، فرحت، شکیلہ نے آپس میں مل کر ایک ملا جلا مکالمہ و مشاعرہ منعقد کیا جس میں انھوں نے ناکام ہونے والے طالبعلموں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا کہ فیل ہو کر رنج کرنا عبث ہے بلکہ اس کمی کو بہترین کامیابی کا پیش خیمہ سمجھنا چاہئے۔ ہر عزیزہ نے اپنا اپنا حصہ انتہائی خوبی اور عمدگی سے پیش کیا۔

مکالمہ کے بعد عزیزہ عائشہ الصف السابع نے ایک اردو نظم تحت اللفظ پیش کی۔

اردو نظم: عزیزہ فرحت خانم الصف السادس۔

مکالمہ اردو: بعنوان "مشرقی و مغربی تعلیم کا موازنہ" عزیزات عائشہ و مسعودہ خانم الصف السابع۔

اردو نظم: "پنجاب کے نظارے" عزیزہ نسیمہ خانم الصف السادس

عربی نظم: عزیزہ شکیلہ خانم الصف الثامن

فارسی نظم: عزیزات سعیدہ ادیب عالم و ناصرہ الصف الثامن

اردو نظم: محترمہ سعیدہ ادیب عالم

پھر محترمہ نعیمہ خانم صاحبہ الوداعی تقریر کرنے کے لئے کھڑی ہوئیں۔ دلی جذبات نے پُر درد

الفاظ میں پیش کیا۔ انھوں نے کہا کہ مدرسہ کی محبت وانسیت اس قدر دل میں اپنا مقام کرچکی ہے کہ جدائی کا تصور دل کے ٹکڑے کئے دیتا ہے۔ عزیزہ نعیمہ نے جوکچھ کہا دل سے کہا جس سے اہل محفل کے دلوں میں غم والم کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ نعیمہ صاحبہ کی تقریر کے جواب میں محترمہ آمنہ معلمہ مدرسہ نے ایک ماں کے سے پردرد اور مشفقانہ الفاظ میں فرمایا کہ وہ جانے والوں کو ہرگز ہرگز نہ بھول سکیں گی اور اسی طرح اپنی عزیزات طالبات کو رخصت کررہی ہیں جس طرح ایک ماں اپنی اولاد کو رخصت کرتی ہے۔

تقریر کے بعد عزیزات زیب النساء۔ سعیدہ۔ قدسیہ نے ایک اردو نظم سنائی جس کا پہلا شعر یہ تھا سہ

اے نوجوان مجاہد اے سرفروش ضیغم
پیش خدائے واحد سر کو ادب سے کر خم

نظم کے بعد محترمہ سعیدہ خانم گنگوہی الصف الثامن نے ایک اردو تقریر بعنوان "میرا مقصد حیات" نہایت ہی عمدہ پیرایہ میں کی جو انشاء اللہ مسلمہ میں شائع ہوجائے گی۔

پروگرام کے اجزاء کے درمیان طالبات مدرسہ نے تلوار اور گتکا وغیرہ کے بھی کرتب دکھائے اسی اثنا میں ہماری سرمعلمہ مکرمہ سرور سلطانہ صاحبہ نے مسلمانوں کی موجودہ حالت کے متعلق فی البدیہہ ایک جامع ومانع تقریر کی جو دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے جذبات کو دردبھرے الفاظ میں ظاہر کیا اس کو سنکر دلوں کی جو کیفیت ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ کاش قوم میں چند ایسے اور دردمند دل پیدا ہوجائیں۔ خدا کا شکر ہے کہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ طالبات نے نہایت جوش اور خلوص سے اپنا اپنا کام کیا اور قریباً ۸۰ روپیہ کی رقم امداد مدرسہ کے لئے جمع ہوئی۔

صدر محترمہ نے ایک سو روپیہ عطا فرمایا۔ پروگرام کے اختتام کے بعد انعامات کا سلسلہ شروع ہوا۔ تقریر کی عمدگی پر مندرجہ ذیل طالبات عزیزات نے انعام حاصل کیا۔

محترمہ نعیمہ خانم سکریٹری اصلاح البنات۔ محترمہ سعیدہ خانم گنگوہی۔ محترمہ قدسیہ خانم گنگوہی خورشید النساء الصف الثامن۔ عزیزہ عائشہ خانم الصف السابع۔

نظم کی عمدگی پر ان طالبات نے انعام پایا۔

عزیزہ شکیلہ خانم الصف الثامن۔ عزیزہ ناصرہ الصف الثامن۔ عزیزہ فرحت الصف السادس اور محترمہ سعیدہ خانم۔ ادیب عالم۔

گتکا کو کھیلنے اور ڈنڈے کو خوبی سے ادا کرنے پر انعام لینے والیں مندرجہ ذیل عزیزات ہیں۔

باقی صفحہ نمبر ... پر ملاحظہ ہو

نئے زمانے میں پرانی باتیں

مسلمہ کی گذشتہ اشاعتوں میں "بے لگام عورت کی شورش اور اس کا خطرہ" کے نام سے مصر کے مشہور اہل قلم عبداللہ عفیفی کے ایک مضمون کا ترجمہ شائع ہوتا رہا ہے۔ ہماری ایک مسلمہ بہن کو اس طرز فکر سے اختلاف اور طرز بیان سے شکایت ہے انکا کہنا یہ ہے کہ نئے زمانے میں آپ ہم کو پرانی باتیں سنا رہے ہیں۔ ممکن ہے بعض اور بہنوں کو بھی اس مضمون کے کسی دوسرے پہلو سے اختلاف ہو اس لئے ہماری طرف سے ہر بہن کو صلائے عام ہے کہ وہ اس مضمون یا موضوع پر موافقانہ یا مخالفانہ اظہار خیال کرے۔ اس موضوع پر ہمارا اپنا تبصرہ انشاءاللہ دوسری اشاعت میں شائع ہوگا۔ ممکن ہے ہو تو تنقید شکایات اور اختلافات کے کچھ اور گوشے بھی سامنے آجائیں۔

(ادارہ)

"بے لگام عورت کی شورش اور اس کا خطرہ" کے عنوان سے ایک مضمون مسلمہ میں قسط وار چل رہا ہے۔ مضمون بجائے خود کیسا ہی ہو مگر مجھے اس کی کئی باتوں سے اختلاف ہے۔ بات یہ ہے کہ ع نئے زمانہ میں آپ ہم کو پرانی باتیں سنا رہے ہیں! سب سے پہلے عنوان ہی کو لے لیجئے کس قدر توہین آمیز الفاظ ہیں "بے لگام عورت" گویا عورت بھی کوئی جانور ہے جس کو لگام کی ضرورت ہے!

بے شک یہ صحیح ہے کہ عورت کو اپنے فرائض بھولنا نہیں چاہئیں مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ زندگی کی تمام راہیں اس پر بند کر دی جائیں۔ آپ کے اس مضمون میں بہت ہی رجعت پسند خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ اپریل کی قسط میں تو کمال ہی کر دیا ہے۔ جو قصہ مثال کے طور پر دیا گیا ہے بالکل من گھڑت معلوم ہوتا ہے۔ اس کے ایک حرف میں حقیقت نہیں جھلکتی۔ یعنی مرد کو اس قدر معصوم و مظلوم بتایا گیا ہے گویا وہ بکری کا ایک ننھا سا بچہ ہے اور عورت قصائی بن کر اس کو ذبح کر دیتی ہے اور اس کا خون گاڑی میں بہتا رہتا ہے۔ معاف کیجئے یہ خواہ کسی اور ملک پر صادق آتا ہو ہندوستان میں تو معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یہاں تو اس قسم کی باتیں تمسخر دکھائی دیتی ہیں جہاں عورت صدیوں تک دنیا سے بارہ پتھر دور رکھی گئی جہاں اس کی زندگی گھاس پھوس سے بدتر ہو گئی۔ وہاں یہ قصہ سنانا جلتی پر تیل چھڑکنا ہے۔ بے شک اسلام بے راہ روی کو ناپسند کرتا ہے

مگر اسلام وہ پہلا مذہب بھی ہے جس نے عورت کو زندگی کے ہر شعبہ میں مرد کے دوش بدوش لا کھڑا کیا۔ مگر یہ پاک بنیاد جو اسلام نے قائم کی تھی اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ۔ کی غلط فہمیوں نے متزلزل کر دی۔ ہندوستان کے مرد ان تمام احکام و آیات کو بھول کر جن میں خدائے پاک نے اپنی مخلوق کی دونوں خبروں کو ایک ہی نظر سے دیکھا تھا صرف اس ایک آیت کے نشیب و فراز میں گم ہو گئے۔ پھر کیا اس بغاوت کے جواب جنسِ لطیف میں نمودار ہو رہی ہے۔ وہ خود ذمہ دار نہیں ہیں؟

یورپ کی بے راہ روی پر میں ہزار لعنت بھیجتی ہوں۔ خدا نہ کرے کہ ہندوستان کی عورتیں ان کی راہ اختیار کریں۔ مگر انھوں نے بھی مجبور ہو کر ایسا کیا ان کے مردوں نے ان کو آزاد نہیں کیا۔ بلکہ انھوں نے خود اپنے آپ کو ان کے جابرانہ چنگل سے چھڑایا کیونکہ وہ سالہا سال کی بدبخت محکومی سے تنگ آ چکی تھیں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ملکی حالات کچھ ایسا رخ اختیار کرتے جا رہے تھے کہ ہر مرد و عورت کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا لازمی ہو گیا تھا۔ یہ ظاہر کرنا کہ عورت فطرتاً ایسی ہے غلط ہے۔ کوئی عورت ایسی بے وقوف اور سرپھری نہیں ہو سکتی کہ گھر کے آرام و آسائش کو چھوڑ کر بازاروں اور دفتروں میں حیران و پریشان ہونا پسند کرے۔ مگر کوئی چیز ہے جو اس کو ایسا کرنے پر ابھار رہی ہے۔ اس پر مرد خود غور کریں اور اپنے گریبان میں منہ ڈالیں۔ کیا آنحضرتؐ نے عورتوں کے بارے میں وصیت نہ فرمائی تھی کہ ان کے بارے میں خاص احتیاط برتی جائے۔ کیا آپ ان کو شیشہ کی طرح نازک نہ سمجھتے تھے؟ تو کیا مرد واقعی ایسا ہی سمجھتے رہے ہیں؟ کیا انھوں نے ان کے نازک احساسات کو ہمیشہ اپنے جابرانہ رویہ سے ٹھیس نہیں لگائی ہے۔ کیا وہ ابھی تک بیداری اور تعلیم و ترقی کے اس دور میں خود کو اس کا "حاکم" نہیں سمجھتے؟ ان کے شفاف دلوں کو چورا کرنے میں مردوں نے ہمیشہ لطف لیا ہے یہاں تک کہ کانچ کے ان ٹکڑوں نے ان کی روحوں میں گھاؤ کر دئے۔ وہ زخم ناسور بن گئے۔ اور اب وہ ان کا علاج کرنا چاہتی ہیں تو مرد چیختے ہیں چلاتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے "مسلمہ" ایسا ترقی پسند رسالہ ان بے سروپا باتوں کا ترجمان ہو رہا ہے۔ اس وقت بے ساختہ یہ شعر زبان پر آتا ہے ؎ کوئی کارواں سے چھوٹا کوئی بدگماں حرم سے

کہ امیرِ کارواں میں نہیں خوئے دلنوازی

میں جانتی ہوں کہ آپ کا مقصد اصلاح و بہبودی ہے مگر اس لہجہ میں نہیں۔ آپ آگ کو بجھانا چاہتے ہیں۔ مگر غیر ارادی طور پر بھڑکائے دے رہے ہیں۔ یہ باتیں ایک اسلامی اور خالص اسلامی رسالہ کو زیب نہیں دیتیں۔ میں سمجھتی ہوں "اسلام" ترقی کا دوسرا نام ہے۔ نبیؐ کا اصول تھا کہ

جس شخص کے دو دن برابر ہوں وہ مومن نہیں۔ اس سے بلند معیارِ ترقی دنیا میں ملنا مشکل ہے۔ مگر ہم الٹے قدم لوٹ رہے ہیں۔ یہ انداز نہایت غیر دلچسپ اور غیر فطری سا ہے۔ ترجمہ کے بجائے کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ کوئی تازہ چیز پیش کریں۔ مصری مصنفین کے جتنے ترجمے اس موضوع پر میں نے پڑھے ہیں اسی قسم کے خیالات دکھائی دئے ہیں۔ جو چیزیں مصر پر صادق آتی ہیں وہ ہندوستان پر پوری اترنا ضروری نہیں۔

ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے! ہم مسلمان لڑکیاں کوئی جانور تو نہیں۔ ہم ایک ایسے ملک میں بستے ہیں۔ جہاں چپہ چپہ پر رنگ برنگ قومیں بس رہی ہیں۔ ان مختلف اقوام کے درمیان ہم کو اپنی ملی اقتصادی اور سماجی حیثیت برقرار رکھنا ہے۔ ہم ان کو دوڑ دھوپ کرتے ہوئے، آگے بڑھتے ہوئے، اونچے اٹھتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جن کے مذہب نے ان کو مساویانہ تو کیا نصف درجہ بھی نہیں دیا وہ اپنے اختلافات کو مٹا کر اپنی قوم کے نصف بہتر حصہ کو خود سے بھی بلند کر دینا چاہتے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان کی نسوانی دنیا انقلاب میں انقلاب کی روح بن کر چھا رہی ہے اور ہم ابھی پرانی لکیر پیٹنے میں مشغول ہیں۔ کس قدر شرم کی بات ہے۔ ہم کو تو دو قدم آگے بڑھنا چاہئے تھا۔ اس پرانی راگنی میں اب کوئی اثر نہیں رہا۔ اگر اس کو بند کرکے کوئی دوسرا ساز چھیڑا جائے تو بہتر ہوگا۔ اس قسم کے مضامین "مسلمہ" کی ہر دلعزیزی پر اثر انداز ہوں گے مصنف سے باادب التماس ہے کہ وہ یا تو ان خیالات میں ترمیم فرمائیں۔ ورنہ پھر بحث کے لئے تیار ہو جائیں۔ ہم اب ان باتوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ بہت سو چکے۔ بیدار ہونے دیجئے۔ تھپکیاں اب کام نہیں دے سکتیں۔ لوریاں بے اثر ہیں۔ اب تو بیٹھ کر انتظار کیجئے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

معاف کیجئے، میرا لہجہ شاید تلخ معلوم ہو مگر "حقیقت خود کو منوا لیتی ہے مانی نہیں جاتی"! اور میں یہ سب کہنے پر مجبور تھی۔

تعلیم نسواں

از جناب محمد اسلم صاحب

ایک زمانہ تھا جب مسلمانوں میں لڑکیوں کو تعلیم دلانا اتنا ہی معیوب سمجھا جاتا تھا۔ جتنا آج کل ان کو بے پردہ بازاروں میں پھرانا۔ اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کو تعلیم دلانے کا ارادہ کرتا تو سوسائٹی کی نظروں میں وہ انتہائی مجرم سمجھا جاتا۔ اور وہ "بے حیا" اور "فرنگی" کے خطابات سے محروم نہ رہ سکتا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا لوگوں نے محسوس کیا کہ ایک ان پڑھ لڑکی عقلمند بیوی اور دور اندیش ماں بننے کی صلاحیتوں سے عموماً محروم ہوتی ہے اس احساس نے ان کو ایک گونہ بغاوت پر مجبور کر دیا۔ اس بغاوت کا اثر یہ ہوا کہ عورتوں کی تعلیم کو حرام سمجھنے والے بھی دبی زبان سے یہ اعتراف کرنے لگے کہ لڑکیوں کو معمولی ابتدائی تعلیم دلا دینا زیادہ معیوب نہیں۔ پھر قوم نے کچھ ایسے پڑھے لکھے مرد اور عورتیں پیدا کیں جنھوں نے ببانگِ دہل اعلان کیا کہ عورتوں کو تعلیم حاصل کرنے سے روکنا سراسر بے انصافی ہے۔ عورت اور مرد مساوی حقوق کے حق دار ہیں۔ اور جو دقیانوسی خیالات کے لوگ یہ حقوق ان سے غصب کرتے ہیں وہ ایک ناقابل تلافی گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ مختلف رسالوں اور اخباروں میں تعلیم نسواں کی حمایت میں لمبے چوڑے مضمون نکلنے لگے۔ القصہ ہر شخص نے یہی کہا کہ ہندوستان کی عورتیں تعلیم سے محروم نہ رہنی چاہئیں۔ بات بھی معقول تھی۔ ہر معقول آدمی نے اس کی تائید کی۔ اور نتیجہ کے طور پر شہروں میں لڑکیوں کے سکول کھل گئے۔ یہ وقت تھا کہ قوم کے غم میں گھلنے والوں نے فلاح و بہبودی کے لئے تعلیم نسواں کو مروج کیا وہ ایک مفید لائحہ عمل بھی قوم کے سامنے پیش کرتے۔ مگر انھوں نے اس کی ضرورت نہ سمجھی۔ انھوں نے تعلیم نسواں کی خوبصورت اور جاذبِ نظر تصویر عورت کے سامنے پیش کر دی اور قوم کی ناتجربہ کار بیٹیوں کو سکولوں میں دھکیل دیا کہ جاؤ اور وہاں جا کر تعلیم حاصل کرو ہم تو اپنا فرض ادا کر چکے۔ ایسے وقت میں بھلا ہماری حقیقی خیر خواہ اور مہربان انگریزی حکومت اپنے فرض کو کیسے بھول سکتی تھی۔ اس نے فوراً انگریزی طرز کے گرلز سکول اور کالج کھول دئے۔ انگریز اور نیم انگریز استانیاں مقرر کر دیں۔ اور ان کے سامنے ایک ایسا پروگرام رکھ دیا جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ ان کی رگ رگ میں انگریزی تہذیب کا زود اثر زہر داخل کر دیا جائے۔ یہ بولیں تو انگریزی طرز پر۔ یہ سوچیں تو انگریزی طریق سے۔ ان کا شکل کمل انگریزی اور ان کا ایمان مکمل

فرنگی ہو۔

انگریزی تعلیم کا اثر مسلمان عورت پر:۔

مسلمان لڑکی بے چاری پردے میں پیدا ہوئی۔ پردے میں ہوش سنبھالا اور اس نے ہوش سنبھالتے ہی ماں باپ کی زبانی سُنا کہ قرآن میں عورت کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ پردے کی سختی سے پابندی کرے کھلے بندوں بازاروں میں نہ پھرے۔ غیر مردوں سے باتیں نہ کرے۔ ماں باپ کی اجازت کے بغیر گھر سے قدم نہ نکالے اور اسی قسم کے بہت سے حکم اُس کے کانوں میں پڑتے رہے مگر جس وقت وہ سکول پہنچی تو نیم عریاں لباس میں ملبوس استانی صاحبہ نے جھٹ ان تمام باتوں کی تردید کر دی۔ اس نے بتایا کہ پردہ ایک فضول اور مہمل سا حکم ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے جاہل مسلمان عورت کو دیا گیا تھا آجکل عورت مہذب ہے وہ بھلا یہ قید کیسے برداشت کر سکتی ہے۔ آزادی ہر انسان کا فطرتی حق ہے مرد کو عورت پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ بھی مردوں کی طرح کلبوں میں جائے۔ بازاروں میں پھرے۔ سینما دیکھے ماں باپ کی اجازت کے بغیر اپنے دوستوں کے ساتھ جہاں چاہے جائے۔ جس قسم کا لباس چاہے استعمال کرے۔ اور ایک نئی اور عجیب نصیحت اس نے یہ بھی کی کہ پردہ صرف دل کا ہونا چاہئے باقی سب فضول ہے اور اپنے ان نظریوں کی تائید میں جب اس نے ملٹن۔ شیکسپیئر دانٹے اور دوسرے "دانایانِ مغرب" کے اقوال کے پیش کئے تو بے چاری مسلمان لڑکی کو یقین آگیا۔ کیا کرتی۔ قرآن کا اُس نے صرف نام سنا تھا یا الماری میں خوبصورت غلاف کے اندر بند دیکھا تھا۔ اس کو ماننا پڑا کہ قرآن ساڑھے تیرہ سو سال کی پرانی کتاب ہے جس کی صرف عزت کرنا ہمارا فرض ہے۔ ورنہ زندگی کے سفر میں ہمارے حقیقی رہنما ملٹن۔ دانٹے اور شیکسپیئر ہی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے اپنا بوسیدہ برقعہ اتار پھینکا۔ صبح چارپائی سے اٹھتے ہی یہ خواہش اس کے دل میں انگڑائیاں لینے لگی کہ وہ اپنے کسی سہیلی کے بازوؤں میں بازو ڈالے پارک کی سیر کرے اور شام کو کسی سہیلی کے بھائی کے ساتھ سنیما دیکھے۔ نماز تو خیر ایک بارِ گراں تھی ہی۔ ایک مہینہ کے روزے بھی خلافِ تہذیب نظر آنے لگے اور وہ صحیح معنوں میں ایک "میم" بن گئی۔

ملّت کو نقصانِ عظیم:۔

اولاد کی تربیت کی ذمہ دار ماں ہے۔ باپ کو تلاشِ معاش اور زندگی کے دوسرے مسائل سے

[redacted]

ہی فرصت نہیں ملتی۔ ماں ہی وہ ہستی ہے جو اولاد کے مستقبل کو بنانے والی ہے اور ظاہر ہے کہ ایک مغرب زدہ ماں اپنی اولاد کو بھی وہی سبق دے گی جو اس نے سکول میں پڑھے تھے۔ اس کی اولاد اس کی عادات و اطوار۔ اس کی طرزِ نشست و برخاست غرضیکہ اس کے روزمرہ کے پروگرام سے یقینی طور پر اثر پذیر ہوگی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بھی اُس کی طرح تہذیب فرنگ کی دلدادہ اور اسلام سے قطعاً بے بہرہ ہوگی۔ اور وہ مسلمان عورت جس سے طارقؒ و خالدؓ پیدا کرنے کی امید تھی۔ اسلام و قوم کے پیچھے دشمن پیدا کرے گی۔

مرض کے اصل ذمہ دار:۔

اس مرض کے اصل ذمہ دار کون ہیں؟ ہمارے والدین جو بڑے شوق سے اپنی بیٹیوں کو انگریزی تعلیم دلا کر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے۔ خدا جانتا ہے کہ وہ اپنے فرض سے سبکدوش نہیں ہوئے بلکہ وہ انتہائی طور پر فرض ناشناس ہیں۔ انھوں نے اپنی قوم سے غداری کی ہے انھوں نے یہ کہہ کر خوشی سے اپنی بیٹی کو انگریزی سکول یا کالج بھیج دیا کہ بچی کو پڑھنے کا شوق ہے اس لئے ہم اس کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتے مگر وہ یہ کیوں بھول گئے کہ ان کی بچی صرف بچی نہیں بلکہ آنے والی نسل کی ماں ہے وہ کیوں اس امید پر اس کو تہذیبِ فرنگ کے تباہ کن اور دلفریب ماحول میں پھینک رہے ہیں کہ بڑی ہو کر یہ "میم" بنے اور ہم اس کی شادی کسی تہذیبِ نو کے دلدادہ "صاحب" سے کر دیں تاکہ ہماری بیٹی شمعِ انجمن بن کر ہمارا نام روشن کرے۔ وہ کیوں بھول رہے ہیں کہ یہی بچیاں آگے چل کر کئی خالدؓ اور طارقؒ اپنی قوم کے حوالے کر سکتی ہیں۔ ان کے انگریزی دماغ سے یہ بات بالکل نکل گئی کہ عورت کو خدائے قدوس نے قوم کی تقدیر کو پلٹ کر رکھ دینے کی طاقت ودیعت فرمائی فرمائی ہے۔ آقائے دو جہاںؐ کو اسلام کی پُرشوکت عمارت کو تعمیر کرنے کے لئے جب ایک مضبوط ستون کی ضرورت محسوس ہوئی تو حضورؐ نے خدا تعالیٰ سے ابوجہل یا عمرؓ کے مسلمان ہو جانے کی دعا فرمائی۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضور کی دعا قبول ہوئی تو یہ شرف ایک عورت کو ہی حاصل ہوا۔ عمرؓ جیسا جابر شخص جس کا نام سن کر سارا مکہ کانپ جایا کرتا تھا۔ ایک عورت کی مضبوطیٔ ایمان کے سامنے نہ ٹھہر سکا اور اس کے منہ سے نکلے ہوئے قرآن کے الفاظ نے عمرؓ جیسے سخت دل انسان کو رونے پر مجبور کر دیا۔ حکیم مشرقؒ نے اسی [illegible] ہوئے فرمایا ہے ؎

ز شامِ ما [illegible] آور سحر را ⁂ بہ قرآں باز خواں اہلِ نظر را

تو ہمے دانی کہ سوزِ قرأتِ تو بچہ دگرگوں کرد تقدیر عمرؓ را

آہ! ہماری عظمتِ رفتہ تو قوم کی ان بیٹیوں سے اب بھی بڑی بڑی امیدیں لگائے بیٹھی ہے مگر ہمارے فرض ناشناس والدین اس کوشش میں ہیں کہ ہم تہذیبِ فرنگ کے دلدادگان سے کہیں پیچھے نہ رہ جائیں۔

مرض کا صحیح علاج :-

اس میں شک نہیں کہ عورت کو تعلیم دلانا اتنا ہی ضروری ہے جتنا مرد کو۔ مگر یہ خیال کرنا کہ عورت کے لئے بھی ویسی ہی تعلیم ضروری ہے جیسی مرد کے لئے۔ قطعاً غلط ہے۔ عورت مرد سے فطرتاً کمزور واقع ہوئی ہے۔ وہ ہر شے کی ظاہری خوبیوں سے جلدی اثر پذیر ہو جاتی ہے۔ اگر ہٹ دھرمی کو بالائے طاق رکھ کر غیر جانبدارانہ طور پر سوچا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ جذبات اور وقت کے سیلاب کے آگے جس ثابت قدمی سے مرد کھڑا ہو سکتا ہے۔ عورت کے لئے مشکل ہے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ کالجوں اور انگریزی سکولوں میں بھیج کر اس کی عزت و عصمت کو امتحان میں ڈالا جائے کیوں اسے بی اے اور ایم اے کی ڈگریاں دلائی جائیں۔ کیا ان کے بغیر وہ باعزت طور پر زندہ نہیں رہ سکتی؟ یقیناً رہ سکتی ہے اور اس کے بغیر بھی مسلمان عورت اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتی ہے۔ اس کے لئے ایسے تعلیمی ادارے کا بندوبست ہونا چاہیے جس کا ماحول مکمل اسلامی ہو۔ جہاں کی معلمات خود اسلامی تعلیم اور قرآنی احکامات پر سختی سے پابند ہوں۔ تاکہ جو تعلیم وہ طالبات کو دیں اس میں ملٹن اور شیکسپیئر کا عکس نہ ہو۔ بلکہ خولہؓ۔ طارقؒ اور خالدؓ کی یاد دماغ میں تازہ ہو جائے جہاں انگریزی بھی پڑھائی جائے تو وہ فرنگی تہذیب سے ملوث نہ ہو۔ کیونکہ انگریزی خود بُری نہیں۔ زبان کوئی بھی بُری نہیں۔ وہ تو محض اظہارِ خیال کا ذریعہ ہے۔ اصل مرض انگریزی تہذیب ہے، سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کے ادارے ہیں کہاں؟ یقیناً بہت تھوڑے ہیں۔ مگر قصور کس کا ہے؟ ہمارا ہی۔ ہم کلب۔ سنیما۔ تماشوں اور دوسرے اسی قسم کے اداروں میں تو بلا جھجک ہزاروں روپے دے دیتے ہیں بلکہ اس میں فخر محسوس کرتے ہیں لیکن اگر کوئی مخلص شخص کسی قومی ادارے کے لئے کچھ طلب کرتا ہے تو ہمارے بجٹ میں ایسی کوئی مد ہی نظر نہیں آتی جس میں سے کوئی رقم ہم دے سکیں۔ حالانکہ جو روپیہ ہم کلبوں اور اس قسم کے اداروں میں دیتے ہیں وہ یقیناً ہماری قوم کی تخریب کا باعث ہوتا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم ہوشیار ہو جائیں اور انگریزی تہذیب کی جو خدمت ہمارے

والدین نے کی ہے۔ اس پر پچھتا کر قوم کی عزت و ناموس اور ترقی و آزادی کے جھنڈے کو بلند کرنے کا عزم مصمم کرلیں۔ انگریزی تعلیم سے پیدا شدہ عورتوں کی یہ بے راہ روی جسے ہم آزادی کا نام دے بیٹھے ہیں ہماری قوم کا مستقبل تباہ کر رہی ہے۔ یہ آزادی ہم کو تہذیبِ نو کے پرستاروں میں کوئی خاص درجہ تو دلا سکتی ہے مگر "مسلمان" کی حیثیت سے ہمیں سر بلند نہیں کر سکتی بقولِ حکیمِ مشرق مرحوم ؎

دیں ہاتھ سے دے کے اگر آزاد ہو ملت　＋　ہے ایسی تجارت میں مسلماں کو خسارا

یاد رکھیے آپ کی بیٹی صرف آپ کی بیٹی نہیں ہے وہ قوم کی امانت بھی ہے اور غلط تعلیم و تربیت اس کو تباہ و برباد کرسکتی ہے۔ قوم کی یہ امانت روزِ محشر خود اپنی تباہی کی داستان سنا کر آپ کی غفلت کے پردے چاک کرے گی۔ اس وقت آپ داورِ محشر کو کیا جواب دینگے۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔　　منیجر

تعلیم نسواں

از جناب ایم سمیع اللہ صاحب انصاری انصار گزٹ علی گڈھ

"تعلیم نسواں" اس عنوان پر قریب قریب میں نے رسائل میں ہزارہا بار مضامین پڑھے۔ لیکن آج تک یہ معلوم نہ ہوسکا کہ آیا عورتوں کے لئے تعلیم ضروری ہے یا نہیں" لیکن یہ جاننے کے باوجود بھی میں اپنے نظریہ سے یہ جانتا ہوں کہ "تعلیم نسواں" اتنی ہی ضروری ہے جتنا کہ پینے کے لئے پانی اور کھانے کے لئے روٹی :۔ لیکن صرف وہ تعلیم ضروری ہے جو کہ اپنی مذہبی تعلیم ہے۔

قرآن پاک:۔ عورت کو تعلیم القرآن کافی ہے۔ جس سے کہ عورت اپنے دینی معاملات سمجھ سکے۔

اردو:۔ چونکہ آج کل فارسی اور عربی کا رواج نہیں ہے اس لئے عورت کو معمولی سی اردو بھی پڑھنی چاہئے جس سے کہ عورت حدیث اور اپنے حقوق دیگر شوہر و پڑوسی کے حقوق جان سکے وہ اپنے فرض کو سمجھے کہ میرے اوپر میرے محلے والوں اور شوہر وغیرہ کا کیا حق ہے۔ "میں کیا ہوں مجھ کو کیا کرنا چاہئے" لیکن اس کے برعکس ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایک تانگہ جارہا ہے اور اس میں بیگم صاحبہ تشریف رکھتی ہیں۔ ہاتھوں میں چند انگریزی کی کتابیں دوپٹہ گلے میں پڑا ہوا ہے ایک ہاتھ میں فیشنی گھڑی بھی باندھے ہوئے ہیں۔ دو آنکھوں کی بجائے چھ آنکھیں ہیں کیونکہ بائیں سائڈ کے تختے پر ہاتھ رکھے ہوئے ایک سائیکل سوار بھی موجود ہیں اور چشمہ بھی موجود ہے۔ بیگم صاحبہ اور سائیکل سوار میں خوب ہنس ہنس کر باتیں ہوتی جارہی ہیں۔ یہ لیجئے وہ تانگہ گرلز سکول کی طرف مڑا اور سائیکل سوار صاحب ایک دو تین ہوگئے۔

اب ذرا آپ اُن معلمہ صاحبہ کو بھی دیکھ لیجئے جن کے زیر سایہ ہماری بچیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں!! دوپٹہ میں گلے میں پڑا ہوا ہے صرف ایک بلاؤز زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ ساڑھی بھی پہنے ہوئے ہیں۔ قوم کی عیسائی ہیں بے پردگی ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ لپ اسٹاک کی بہت زیادہ دلدادہ ہیں۔ باہر کچھ لوگ تشریف رکھتے ہیں۔ نہ معلوم ان کے چچا ہیں یا والد بڑی خوش مزاقی کے ساتھ بات چیت کی جارہی ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر مسکرانا ان کی خاص ادا ہے۔ تعلیم صرف دس بجے سے بارہ بجے تک دیتی ہیں۔ ماشاء اللہ بیس پچیس لڑکیاں ان کی زیر تعلیم ہیں۔ لڑکیاں بھی ان سے بہت خوش رہتی ہیں۔

دیکھ لیا آپ نے معلمہ صاحبہ کو جن کے پڑھانے سے ہماری بچیاں تہذیب کے دائرے میں آسکتی ہیں کم از کم آپ یہ تو جانتے ہیں کہ فی تاثیر صحبت کا اثر ضرور آتا ہے گیلی لکڑی کو آپ جس طرف موڑیں گے وہ بھی

طرف مڑ جائے گی۔ جس رنگ میں آپ کپڑے کو رنگنا چاہیں رنگ جائیگا۔ اسی طرح ہم شروع شروع میں اگر اپنی بچیوں کو جس طرح بنانا چاہیں بن جائیں گی اگر ہم چاہیں کہ ہماری بچی نیک صورت اور نیک سیرت ہو تو وہ ہو سکتی ہے۔ اب ذرا آپ ہی انصاف کیجئے کہ جس کے زیر سایہ بچی تعلیم پاتی ہے۔ اگر وہ معلمہ فیشن پرست ہو تو کیا ہماری بچی فیشن پرست نہ ہوگی کیا یہ ممکن ہے کہ صحبت کا اثر نہ ہوگا۔ ضرور ہوگا۔ آج پانچ فی صدی بھی ایسی لڑکیاں نہیں ہیں کہ وہ انگریزی تعلیم پانے کے بعد روزہ اور نماز وقت کی پابندی یا غیر پابندی کے ساتھ ادا کرتی ہوں۔

شوہر کی قلیل تنخواہ بیگم صاحبہ کے بلاؤز اور پاؤڈر کی نظر ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیگم صاحبہ چندہی دنوں میں طلاق حاصل کر لیتی ہیں اور سیدھے کسی مالدار کو لے کر بمبئی پہنچ جاتی ہے۔ بمبئی پہنچ کر اب وہ اپنی من مانی کرتی ہیں کیونکہ وہاں ان کے بہت سے خریدار ہوتے ہیں آخر ایک دن وہ بھی آتا ہے کہ شریف گھرانے کی شریف زادی کسی فلم میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ گھر والے یہ دیکھ کر اپنے کو کوستے ہیں باپ کو اتنی ہمت نہیں کہ وہ کسی کے پاس جاکر بیٹھ سکے کیونکہ آج ہر جگہ اس کی لاڈلی بیٹی کا چرچا ہے۔

کیا دنیا کے اخبارات اور رسائل ایسی تعلیم کے لئے چیخ رہے ہیں۔ مردوں کو برا کہا جاتا ہے مردوں کے دوش بدوش چلنے کی ترغیب دیجاتی ہے۔ عورتیں اپنے حقوق مانگ رہی ہیں نہ معلوم دنیا میں کیا انقلاب آیا ہے

مسلمانو! کیا رسول مقبول نے کہیں فرمایا ہے کہ انگریزی تعلیم ضروری ہے کسی حدیث میں آیا ہے کہ تمھارا قرآن کہتا ہے کہ انگریزی تعلیم ضروری ہے۔ کیا زمانہ نبوی میں کسی نے اپنے حقوق طلب کئے تھے۔ کیا تم ان کو نہیں مانتے۔ کیا تم امت احمدی نہیں کہلاتے۔ کیا تم مسلمان نہیں ہو۔ اور اگر تم مسلمان ہو تو صرف اپنے دین اسلام پر قائم رہو اگر تم چاہتے ہو کہ ہماری بچیاں شریف ہوں تو اپنی بچیوں کو اچھی تعلیم دلاؤ جس سے کہ اسلام روشن ہو اور تابد تمھارا نام رہے۔

بقیہ اندھیرا اجالا صفحہ ۱۰۴

اتنا کہکر میں چپ ہو گیا۔ اختر صاحب جلدی جلدی پلکیں مارنے لگے اور اپنی عینک کے شیشوں میں مجھے گھور گھور کر دیکھنے لگے جیسے وہ کچھ مائل ہو چکے تھے مگر اپنی شکست کا اقرار کھلم کھلا کرنا اپنی توہین سمجھتے تھے۔ اسلئے انھوں نے فوراً ہی گفتگو کا رُخ بدل دیا اور اب وہ کنٹرول راشننگ، ٹنکر، پرمٹ، کوپن وغیرہ وغیرہ پر گفتگو کرنے لگے۔

تعلیم نسواں

از محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ اُم ٹی سروس گرلز سکول منڈپورہ (اپھلہ)

میں گاڑی سے اتر کر جونہی کلاس روم میں داخل ہوئی اُکملا نے دوڑ کر لفافہ اور ایک پرچہ اُٹھا کر دیا۔

اوہ! ڈاکیہ اس طرح میرے خطوط کو کھڑکیوں سے پھینک جایا کرتا ہے۔ میں اس پر ضرور رپورٹ کروں گی پرچہ کو ہاتھ میں لے کر اپنے دماغ سے متعدد سوالات کرنے لگی۔ مجھے تو پرچہ ورچہ سے دلچسپی نہیں میں تو اخبار کی دیوانی ہوں۔ پھر یہ پرچہ کہاں سے آیا؟ پتہ کو بار بار دیکھا "محترمہ زکیہ خاتون" کیا اس کی آنکھیں اندھی تھیں؟ کیا ہندی گرلز سکول حاجی صاحب کا مکان ہے؟ یہ بڑبڑاتی ہوئی گیتا کو بلا کر کہا کہ فوراً اپنے بابوجی (پوسٹ ماسٹر صاحب) کو یہ پرچہ دے آؤ اور کہنا کہ مسٹرس صاحبہ نے ڈاکیہ کو تنبیہ کرنے کے لئے کہا ہے تاکہ آئندہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرے۔ لڑکی پرچہ پا کر ہوا ہوگئی۔

میری پریشان آنکھیں گھڑی کی سوئیوں پر جم گئیں (۶½) ساڑھے چھ پر میں چونک پڑی شکنتلا کو فوری حکم دیتے ہوئے کہا کہ کلاس کا وقت ہوگیا ہے گیتا کو واپس بلا لو۔ فرصت کے وقت بھجوا دوں گی چند لمحوں میں میرے میز پر "محترمہ زکیہ خاتون" چمک رہی تھیں۔ میں نے کچھ بھی پرواہ نہ کی اور پانچویں کلاس کی ہندی اور تیسری کلاس کو حساب سمجھانے میں مشغول ہوگئی۔ جس وقت لڑکیاں ریاضی اور قواعد میں الجھ رہی تھیں۔ میں نے ایک چور کی طرح اس پرچہ کو کھولا اور سرسری طور پر دیکھنا شروع کیا۔

میں حقیقت پر پردہ نہیں ڈال سکتی۔ آج تک کسی معمولی پرچے نے میرے دل و دماغ پر اتنا اثر نہ ڈالا تھا جتنا کہ "مسلمہ" نے۔ سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ اس کے اندر جتنے مضامین ہیں وہ عاشقانہ اور لغویات سے بالکل مبرّا اور عورتوں کی تعلیم کے ممد اور معاون۔ اب مسلمانوں نے تعلیم نسواں کی اہمیت کا مبیّن طور پر احساس کر لیا ہے لیکن مضمون پڑھنے سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی تک یہ لوگ اس معاملہ میں الجھ ہی رہے ہیں۔ ہنوز فیصلہ نہیں طے پایا ہے کہ یہ تعلیم کیسی اور کس اصول سے جاری کی جاوے اور کس طور پر ہر گاؤں اور محلہ میں اس کا نظم کیا جاوے۔

پیاری بہنو! آجکل ہر ملک کے کونے کونے میں غریب مستورات کی حالت نہایت ابتر پائی جاتی ہے جس کا اہم باعث صرف جہالت ہے کیونکہ نہ انھیں بہتر تعلیم دی جاتی ہے اور نہ قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ پہلے تو ہمارے فرقہ میں علم و ہنر کے دریا بہتے تھے۔ لیکن اب کچھ عجیب ہی سا حال ہے۔ سارا فتنہ

خواب غفلت میں پڑا سو رہا ہے۔ لڑکے علم کے زیور سے سجتے ہیں اور لڑکیاں اس نعمت سے محروم رہتی ہیں۔ یہ کس قدر بے انصافی کی بات ہے۔ آج ساری دنیا اپنے اپنے حقوق کے لئے سرتوڑ کوشش میں مشغول ہے لیکن ایک یہی فرقہ ہے جسے اپنی زبوں حالی کا احساس نہیں۔

میں بتاتی ہوں کہ پرانے زمانے کی عورتیں کیسی لائق فائق تھیں اور کس طرح ہر کام مردوں کے دوش بدوش حسن و خوبی سے کیا کرتی تھیں۔ عرب کی لڑائیوں میں برابر شریک رہتی تھیں۔ مردوں کے ہمت ہارنے پر خود میدان جنگ میں کود پڑتیں اور سارے عالم میں اسلام کا پرچم لہرا کر ہی دم لیتیں۔ زخمیوں میں گھوم گھوم کر مرہم پٹی کا کام انجام دیتیں اور اپنے بہادروں کو چنگا کرتیں یہاں تک کہ حکومتیں بھی کرتی تھیں۔ مختصر یہ کہ کوئی کام ایسا نہ تھا جس میں یہ فرقہ مردوں سے کم رہا ہو۔ کیا ہم ان معزز ماؤں کی بیٹیاں نہیں ہیں؟ جنہوں نے اپنے نام میں چار چاند لگا دئے۔ یہ بھی سن لو میں ان میں سے چند کے نام بھی بتا دیتی ہوں۔ حمدہ جن کے واعظ و نصائح میں اس زمانہ کے بڑے بڑے عالم فاضل شامل ہوا کرتے تھے۔ فاطمہ بنت عباس کے مباحثہ و مناظرہ کی ہمسری اچھے اچھے مرد نہ کر سکتے تھے۔ زین الدار یہ اپنے قاضی شوہر کے ساتھ اجلاس کر کے داد و دہش حاصل کیا کرتیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم و فضل سے صحابہ فائدہ اٹھاتے تھے۔ ایک ایک بڑھیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے عالم و فاضل بادشاہ سے سر بازار مباحثہ کرتیں۔ علاوہ ازیں ہندوستان کے اندر نور جہاں بیگم، زیب النساء بیگم، جہاں آرا بیگم ایسی فاضل خواتین گذری ہیں جن کا نام ہنوز روشن ہے۔ سرکار دو عالم نے عورتوں کو بادشاہ کے انتخاب اور جانباز بہادروں کی صف میں جگہ عطا فرمائی ہے تو اس کے کیا معنی کہ آج بھی عورتیں ایک مٹی کی مورت بنا کر رکھی جائیں۔ ایک جاہل عورت نہ اپنے اخلاق و عادات کو درست کر سکتی ہے اور نہ دین و دنیا ہی کو پہچان سکتی ہے اور نہ بہتر ماں ہی بن سکتی ہے۔ بچے کو ایسی ماں کی ضرورت ہے جو اس کے اخلاق و عادات کو سنوار دے جو آگے چل کر دنیا کو چار چاند لگا سکے اور یہ صرف ایسی ہی ماں کر سکتی ہے جو علم ایسے نور سے آراستہ ہو۔ غرض کسی قوم نے بغیر اس فرقہ کے آج تک ترقی نہیں کی۔ ہماری ہمسایہ قوم نے اس راز کو پہچان لیا اور میدان بھی مار ہی لیا۔ اب جبکہ مسلمانوں کی آنکھیں کھلی ہیں اور سیاست کے میدان میں لنگڑاتے ہوئے دوڑ رہے ہیں تو انھوں نے بھی محسوس کر لیا ہے کہ بغیر عورتوں کی مدد کے کچھ ہونے کا نہیں۔ اب کوئی بھی انسان اس بات کو باور کرنے کے لئے تیار نہیں کہ عورتوں کو جاہل گنوار بنا کر رکھا جائے۔ پیارے بھائیو! پھر یہ کشمکش کیسی؟ اٹھو اور بہنوں کے بیڑا کو پار لگا دو۔ میں اس بات کو پورے طور پر محسوس کرتی ہوں۔ مندرجہ ذیل چند مشکلات در پیش ہیں جو ہر کس مستورات

کو آگے بڑھانے اور بڑھنے سے روکتی ہیں اور عورتیں مستیاں لے کر اپنی زبوں حالی پر قناعت کئے بیٹھی ہیں:-

۱- غربت :- عام طور سے مسلمان غریب نہیں لیکن فضول خرچ ضرور ہیں انھیں اس کام کے لئے چنداں رقم کی ضرورت نہیں صرف اپنے فضول خرچ مثلاً پان سگرٹ وغیرہ سے روزانہ کم از کم ایک پیسہ ہی علیحدہ کر کے کسی مناسب جگہ پر جمع کر دی جائے۔ اور اس میں خیرات، زکوٰۃ، فدیہ وغیرہ کے رقم کو ملا دیا جائے تو تھوڑے ہی عرصہ میں بہت بڑی رقم اکٹھی ہو سکتی ہے اور سارے کام انجام پا سکتے ہیں۔

۲- مسٹرس کی کمی :- جبکہ مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کی طرف توجہ ہی نہیں کی جاتی تو کیا مسٹرس آسمان سے ٹپک پڑیں گی فی الحال مسٹرس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ٹرینڈ معلم کی جگہ ٹرینڈ مولویوں کو بحال کر کے سکول منظور کرا دیا جائے اور اسی سکول کی تعلیم یافتہ لڑکیوں کو ہمت اور وظیفہ دلا کر اس کی تعلیم پوری کیجائے۔ پھر اسی سکول میں مولویوں کو ہٹا کر انھیں بحال کر دیا جائے تو پھر تعلیم کا سلسلہ جاری رہیگا اور بے شمار مسٹرس تیار ہو جائیں گی۔

۳- افواہوں کی بوچھاڑ :- بہت سے لوگوں میں یہ خاص صفت پائی جاتی ہے کہ اگر خود ناکارہ اور بھدے ہوتے ہیں تو دوسروں کی ترقی دیکھ کر جل بھن جاتے ہیں اور اپنی قوم کو ڈبونے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں ایسے لوگوں پر یہ مثل صادق آتی ہے۔ "میں ڈوبا تو جگ ڈوبا"

پیارے بھائیو اور بہنو! ایسے زہریلے کیڑے کو پہچاننے کی کوشش کرو اور حتی الوسع ان کی لغو افواہوں سے بچنے کی کوشش کرو۔ ان کے اس نامعقول فعل سے کس قدر نقصان ہو رہا ہے اسکو ذرا ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرح سمجھئے۔ بس آپکا فرض ہے کہ افواہوں کے ساتھ ساتھ انھیں بھی کچل ڈالئے۔

۴- ناقص سلیبس :- بہت سے لوگوں کو سکول کی تعلیم سے صرف اس لئے اعتراض ہے کہ وہ سلیبس کو ناقص بتاتے ہیں اور اگر خدانخواستہ ان کی لڑکیوں میں کچھ نقص ہو تو سارا الزام سکول اور مسٹرس کے سر تھوپتے ہیں لیکن لکیر کا فقیر بنا مناسب نہیں۔ اگر کچھ خامی نظر آتی ہے تو اپنی روشن آنکھوں سے دیکھئے اور اسے دفع کرنے کی کوشش کیجئے۔ یہ تو آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ محض معمولی سی باتوں کے لئے زیادہ سے زیادہ نقصان اٹھانا دانشمندی کے خلاف ہے۔

میں سلیبس کو بالکل درست سمجھتی ہوں اگر کچھ نقص ہے تو صرف یہی کہ سکول اندر قرآن کی تعلیم نہیں دیجاتی ہے۔ جسکی وجہ سے مسلمان تباہ ہو رہے ہیں۔ اب بھی اپنے خاتون کی بات کو پہچانئے اور اس کی تعلیم مادری زبان میں دلوایئے تاکہ آپ کی بچیوں کے دل و دماغ روشن ہو جائیں۔ اور مسلمان قوم آفتاب ہو کر چمک اٹھے۔ آمین۔

ایک اصلاحی افسانہ

اجالا اندھیرا

از جناب ابوالحسن صاحب سیتاپور (یو پی)

میرے مکان کے بالکل سامنے جو مکان ہے جس کے دروازے ہرے رنگ کے ہیں۔ اس میں ایک مہینے سے ایک کرایہ دار آکر ٹھہرے ہیں، ابھی بالکل نوجوان ہیں یہی کوئی چوبیس پچیس سال کی عمر ہوگی۔ سفید چمڑی، گال پچکے ہوئے، آنکھوں میں سیاہ حلقے، عینک لگی ہوئی اور بہت پست قد ہیں۔ انکم ٹیکس آفس میں ملازم ہیں، میں نے ان کو آج تک پتلون، کوٹ اور ٹائی کے علاوہ کبھی پائجامہ پہنے نہیں دیکھا۔ پہلے پہل جب میں نے ان کو دیکھا تو میں یہی سمجھا کہ کوئی غیر مسلم ہیں مگر جب میل جول ذرا بڑھا اور ملاقات ہوگئی تو معلوم ہوا کہ حضرت کا نام محمد اختر ہے۔ لکھنؤ کے باشندے ہیں۔ یہاں اس مکان میں صرف وہ اور ان کی بیگم صاحبہ ہیں اور خدا کے فضل سے ابھی بال بچوں کی علت سے بے نیاز ہیں۔ لکھنؤ کی حرمت کا پاس کرتے ہوئے وہ شاعری سے بھی ذوق رکھتے ہیں اور بہت اچھے غزل گو ہیں اس کے علاوہ چونکہ وہ پردیسی ہیں اس لئے وہ نوابی خاندان سے تعلق بھی رکھتے ہیں مگر وثیقہ وغیرہ نہیں ملتا ہے۔ ہوں گے نوابی خاندان سے۔ کون جانے پدرم سلطان بود۔

آج کل گرمیوں کی خوشگوار راتیں ہیں۔ میں باہر ایک چبوترے پر سوتا ہوتا ہوں۔ میری چارپائی کے قریب رات کو دو چار کرسیاں، ایک میز بھی رہتی ہے۔ قریب ہی ایک سرد پانی کی صراحی مع گلاس کے رکھی رہتی ہے۔ گاہے گاہے اختر صاحب بھی بھول بھٹک کر آجاتے ہیں اور ادھر ادھر کی گپ شپ ہونے لگتی ہے۔ اختر صاحب نہ ہنسنے والی بات پر بھی فضا میں بھاری بھرکم قہقہے اچھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پرسوں رات کا ذکر ہے کہ میں چبوترے پر اپنی آرام کرسی پر لیٹا ہوا حقہ گڑگڑا رہا تھا۔ سامنے ڈان اخبار رکھا ہوا تھا۔ میں حقہ چھوڑ اخبار کی طرف متوجہ ہوا اور دھیمی دھیمی آواز سے اخبار پڑھنے لگا۔ اس وقت لیمپ پر پروانے بہت گر رہے تھے۔ میں خاص خاص خبریں پڑھ کر پھر حقہ پینے لگا۔ اسوقت پروائی ہوا اٹھلا اٹھلا کر چل رہی تھی۔ آسمان پر لاتعداد ستارے جگمگ جگمگ کر رہے تھے۔ ستارے اس وقت بہت اچھے لگ رہے تھے۔ زمین پر بہت سے جگنو آپس میں آنکھ مچولی کھیل رہے تھے۔ غرض اس وقت کا موسم بہت ہی کیف پرور تھا۔ اتنے میں سامنے سے اختر صاحب نمودار

ہوئے ۔ وہ اس وقت بھی سیاہ پتلون اور سفید قمیص اور عینک لگائے ہوئے نظر آئے ۔ میں نے بڑی گرمجوشی سے ان کا خیر مقدم کیا ۔

"السلام علیکم" میں نے کہا ۔

"آداب عرض قبلہ" انھوں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا ۔

"کیوں حضرت یہ آج ہی کا اخبار ہے" وہ اپنی مخصوص زبان میں بولے ۔

"جی ہاں" میں نے جواب دیا ۔

اختر صاحب نے اخبار پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور یوں لب کشا ہوئے "واللہ مجھے اخبارات اور موجودہ سیاسیات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ۔"

"تعجب ہے جناب۔ آفرین ہے ۔ آجکل تو ایسا زمانہ ہے کہ ہر شخص کچھ نہ کچھ سیاسیات سے لگاؤ رکھتا ہے" میں نے حیرت سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

اختر صاحب بولے "صاحب سب سے پہلے اس امر کی ضرورت ہے کہ اپنی معاشرت اور اپنے طرز زندگی کو درست کیا جائے ۔ اپنے گھر کی مستورات اور خواتین کو سگھڑ اور سلیقہ شعار اور تعلیم سے ہمکنار کیا جائے"

"بالکل درست فرماتے ہیں" میں نے تائید کی ۔

اختر صاحب پھر کہنے لگے "آجکل ہمارے موجودہ سماج نے صنفِ نازک کا جس بے رحمی سے گلا گھونٹا ہے وہ آپ پر بخوبی آشکارا ہے عورتوں میں تعلیم کی کسقدر کمی ہے ۔ لیکن سماج کے ٹھیکیداروں اور دقیانوسی اور کھوسٹ بڈھوں نے بیچاری عورتوں کو تو تعلیم سے منع کر دیا ہے ۔ تعلیم تو درکنار سکول اور کالج کی ہوا تک نہیں لگنے دیتے ۔ غریب عورتوں کو جبراً پردہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں" میں نے دیکھا کہ اختر صاحب کا غصے سے منہ سرخ ہو رہا تھا اور وہ پسینے میں شل ہو رہے تھے ۔ انھوں نے اپنی تقریر کو دیر تک جاری رکھا ۔ لیکن میرے کانوں نے ان کی تقریر پر مطلق توجہ نہ دی ۔ کیونکہ میں سمجھ چکا تھا کہ وہ کس خمیر کے انسان ہیں ۔ میں چپ چاپ بیٹھا ان کا منہ تکتا رہا اور وہ بڑبڑاتے رہے ۔ معلوم نہیں انھوں نے اپنی بکواس کب ختم کی مگر مجھے ان کی تقریر ختم ہونے کا احساس اس طرح ہوا کہ انھوں نے کہا ۔

"ذرا پانی تو عنایت کیجئے گا ۔"

اختر صاحب کی اس جاہلانہ تقریر پر مجھے کچھ تو غصہ ضرور آیا لیکن مجھے ترس زیادہ آیا کیونکہ ان کی تقریر میں بچپنا ٹپک رہا تھا اور ان کی تقریر سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ انکا مطالعہ بہت محدود ہے اور انھوں نے صرف چند فلمی رسالے اور عریانی افسانے پڑھ رکھے ہیں ۔

جب وہ پانی پی چکے اور انھوں نے اطمینان اور تھکاوٹ سے بھرپور ایک گہرا سانس لیا اور میری طرف جواب طلب یا تائید طلب نگاہوں سے دیکھنے لگے تو میں نے ایک خاص مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"بھائی اختر میں اس موضوع پر بیسیوں بار مختلف حضرات سے بحث کر چکا ہوں اور پچاسوں مباحثوں میں شریک ہو چکا ہوں اس لئے ذرا اب ان باتوں کا جواب دیتے ہوئے کچھ اکتاہٹ اور تکلیف محسوس ہوتی ہے پھر بھی آپ کو میں موٹی موٹی باتیں بتاتا ہوں ذرا غور تو کرو کہ آجکل جو مغربی طرز پر سکول اور کالج بنے ہیں ان کی چہار دیواری میں کتنی کتنی نسوانیت سوز حرکتیں ہوتی ہیں روزانہ کے اخبارات شاہد ہیں کاش آپ جذباتی اور عریاں افسانوں کے ساتھ ساتھ اخبار بھی پڑھتے ہوتے اور ذرا صحیح اور گہری نظر سے زمانہ کا مطالعہ کر سکتے۔ عورتوں کو موجودہ تعلیم سے ہمکنار کر کے خود مغربی ممالک کے لوگ پریشان نظر آتے ہیں گو کہ وہ اعتراف کھلم کھلا نہیں کرتے لیکن پھر بھی مغربی افسانہ نگاروں کے افسانوں سے یہ اعتراف صاف طور پر جھلکتا نظر آتا ہے۔ رہا تعلیم نسواں کا سوال تو تعلیم نسواں کا میں خود حامی ہوں لیکن ایسی تعلیم کا قائل نہیں جو آجکل موجودہ گرلز سکولز اور کالجوں میں دی جا رہی ہے۔ جہاں فلمی گانے سکھلائے جاتے ہیں۔ مختلف قسم کی کریم، پاؤڈر اور لپ اسٹک کے نام یاد کرائے جاتے اور فن موسیقی کی تعلیم دی جاتی ہے آج دنیا کی سب قومیں تعلیم نسواں، تعلیم نسواں چیخ رہی ہیں لیکن میرے قرآن نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر ہی تعلیم نسواں کی حمایت کی ہے جبکہ مظلوم عورتیں مردوں کا تختۂ مشق اور ان کے ظلم و تشدد سے بلبلا اٹھی تھیں۔ اب رہا پردہ کا سوال تو اس بارے میں کہنا سننا کچھ ہے ہی نہیں۔ اگر جناب کی آنکھیں ہیں تو ان قوموں کی حالت دیکھ لیجئے جن میں مستورات بے پردہ بازاروں میں گھومتی ہیں اور بے پردگی سے جو جو نسوانیت سوز حرکتیں آئے دن سننے کو ملتی ہیں وہ بھی ظاہر ہیں۔ بات یہ ہے کہ جو عام سواریاں ہیں مثلاً یکہ، موٹر، بیل گاڑی، اونٹ گاڑی وغیرہ تو ان سواریوں کو خواہ تم کچی سڑک پہ چلاؤ گے تو بھی وہ چل جائیں گی اگر پکی سڑک پر چلاؤ تو بھی چل جائیں گی۔ لیکن ریل گاڑی جو سب سے افضل سواری ہے وہ اگر اپنی پٹڑی سے اتار کر چلائی جائے تو نہیں چل پائیگی اور منزل مقصود کی بجائے منزل ہلاکت کو پہنچ جائے گی۔ بعینہٖ اسی طرح جو راستہ عورتوں کے لئے قرآن نے اور نبی کریم نے بتا دیا ہے اس کے خلاف عورتیں جب چلینگی تب وہ قعرِ مذلت اور رسوائی اور بے حیائی کے خوفناک پہاڑ سے ٹکرا جائیں گی اور پھر وہ خوب خوب پھوٹ پھوٹ کر روئیں گی۔"

(باقی صفحہ ۱۸ پر ملاحظہ ہو)

دیکھ اے مسلمہ

از جناب ابو طارق صاحب

تیرا نام ظاہر کرتا ہے کہ تو کسی لائقِ حمد و ثنا اور صاحبِ امر و حکم ہستی کے آگے سرِ تسلیم و رضا کا مجسمہ ہے ؎

ہزار مصیبت پڑے خوشی سے سہوں ۔ صابر و خوگرِ رضا ہوں میں

اگر ایسا نہیں تو تو مسلمہ نہیں۔ جو چاہو کہلاؤ، آخر باغیہ، منکرہ، کافرہ، مفسدہ بھی تو ایسے ہی موزوں نام ہیں۔ شریف آدمی تو وہی ہے جو اپنے نام کو موافق دیکساں رکھے، تو اے مسلمہ بہن! بیٹی!! بیگم!!! ماں!!!! تو مسلمہ اسی وقت ہے جب تو اللہ پر ایمان لائے۔ اور ایمان پر مستقیم رہے اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔

اللہ کی پاک و پیاری ذات سے عجز و نیاز برتنا ہی وہ راز ہے جو ایک مسلمان عورت کا طرۂ امتیاز ہے۔ زہے نصیب۔

بہرحال میں ہر مسلمہ عورت سے اتنی بات کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ہر وقت اس معنی کا خیال رکھے کہ وہ مسلمہ ہے یعنی تابعہ و فرمانبردار ہے اور اطاعت کیش ہے لیکن کس کی؟ کسی ناقص العقل کی؟ کسی خودغرض کی؟ کسی ظالم و طامع کی؟ کسی پاگل و احمق کی؟ یا اپنے ہوائے نفس کی؟ یا شیطان کی؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ مسلمہ تو اس کی بندی و باندی ہے جو تو اسی پہ صد جان صدقے ہے جو ہر عیب سے پاک ہر نقص سے مبرا اور ہر برائی سے منزہ ہے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ سے متصف ہے۔ لہٰذا دیکھ اے مسلمہ! تو تو ایک ہی اللہ کی جاننے والی ہے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ اے مولا ہم مسلمان بہنوں اور سہیلیوں نے آپ کے منشا کو سنا اور ان کی اطاعت کی۔ اے پروردگار ہمارے! ہم آپ کی بخشش کی امیدوار ہیں۔ اور آپ ہی کے پاس لوٹنے والی ہیں۔ اے کاش! میری مائیں بہنیں مرقومہ بالا الفاظ کے معنوں کو اپنے دل و دماغ میں تو ذرہ ذرہ حاضر رکھیں اور لگا ہے گا ہے ذرا اکیلے خاموش بیٹھ کر اس پر فکر کریں۔ سوچیں اور اپنے وجود کو متاثر کریں۔

وَسَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔۔

(باقی انشاء اللہ پھر)

بچپن کا زمانہ

از جناب یم سمیع اللہ صاحب انصاری (علی گڈھ)

اب تک ہے مجھے یاد وہ بچپن کا زمانہ

رویا جو کبھی ماں نے مجھے دودھ پلایا
رخسار کو چوما کبھی سینے سے لگایا
بے چین اگر شب کو ذرا بھی مجھے پایا
خود گیلے میں سوئیں مجھے سوکھے میں سلایا

اب تک ہے مجھے یاد وہ بچپن کا زمانہ

منظور تھی کب اُن کو مری اشک فشانی
آزردگی میری تھی قیامت کی نشانی
جب رات کو میں نے کسی افسانے کی ٹھانی
خود کہنے لگیں چڑیا چڑوں طوطوں کی کہانی

اب تک ہے مجھے یاد وہ بچپن کا زمانہ

خود سوتی تھیں اور نہ انہیں دیتا سونے
ہر بیت سکھاتی تھیں مرے گیلے بچھونے
جب کھیلتے ہی کھیلتے میں لگتا تھا رونے
آگے میرے رکھ دیتی تھیں مٹی کے کھلونے

اب تک ہے مجھے یاد وہ بچپن کا زمانہ

بزم مسلمہ

پہلے بھی اس نوعیت کے کئی خطوط موصول ہو چکے ہیں جن میں سے بعض گذشتہ اشاعت میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔ محترمہ کا یہ خط ہر ایک بہن کو غور سے پڑھنا چاہیے۔ ہمیں ان کی تجویز سے پورا اتفاق ہے اگر دوسری بہنیں بھی اسی طرح اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹانے کیلئے آگے بڑھیں تو اس تجویز کو بلا مزید تاخیر کے عملی جامہ پہنانا آسان ہو جائے گا۔

(ادارہ)

محترمہ آپا ضمیرا صاحبہ تسلیم۔ ماہ مئی کے رسالہ میں نظر سے گذرا کہ آپ یہ چاہتی ہیں کہ مدرسہ کی پرانی طالبات اس سے رابطہ قائم رکھیں اور اس کے لئے اپنی تجاویز سے مطلع کریں۔ اگرچہ میرا کچھ کہنا چھوٹا منہ بڑی بات کے مصداق ہے لیکن یہ خیال کرتے ہوئے کہ چونکہ میں نے بھی مدرسہ میں ایک عرصہ تک پڑھا اور مادر درسگاہ کے کچھ فرائض بحیثیت اس کی ایک طالبہ کے مجھ پر بھی عائد ہوتے ہیں۔ میں یہ اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ جو کچھ بھی میرے خیالات ہوں میں ان کا اظہار کروں اور دامے درمے سخنے جس طرح بھی مادر درسگاہ کے کام آسکوں اس سے دریغ نہ کروں۔

میرے خیال میں تو سب سے پہلے آپ ایک اولڈ گرلز ایسوسی ایشن Old Girls Association کی بنیاد ڈالیں اور ہر وہ لڑکی کہ جس نے کچھ عرصہ بھی مدرسہ میں پڑھا ہو اس کی ممبر بنے۔ اس کے لئے جو بھی آپ مناسب سمجھیں سالانہ چندہ رکھیں۔ پھر ان لڑکیوں ہی میں سے اس کی ایک انتظامیہ کمیٹی ہونی چاہیئے۔ اس کمیٹی میں ان ہی لڑکیوں کو رکھنا چاہیئے کہ جو جالندھر ہی کی رہنے والی ہوں یا اُن کی مستقل سکونت وہاں ہو۔ اس سے انتظام میں بڑی سہولت ہوگی۔ پھر اس ایسوسی ایشن کا ہر سال ایک بڑا جلسہ ہونا چاہیئے اور اس میں تمام ممبران کو مدعو کیا جائے اور اس موقعہ پر جب سب ممبران موجود ہوں تو آئندہ سال کے لئے دستور العمل بنایا جائے۔ نیز یہ بھی طے کیا جائے کہ اس کمیٹی کو کیا کیا کام کرنے چاہئیں۔ کیونکہ صرف ایک سالانہ جلسہ ہی کر لینا تو کافی نہیں۔ اس کے ساتھ کچھ اور بھی عملی اور ٹھوس کام کرنا چاہیئے مثلاً عوام میں سیاسی بیداری پیدا کرنا۔ تعلیم کا پرچار کرنا۔ نماز اور قرآن مجید پڑھنے کی ترغیب

دینا۔ کوئی ایسا ادارہ قائم کرنا کہ جہاں غریب بہنیں دستکاری کرکے کچھ روپیہ پیدا کرسکیں مدرسہ کی بہبودی و ترقی کے لئے کوشش کرنا وغیرہ۔ جو کچھ بھی میرے ناچیز خیالات تھے میں نے ان کا اظہار کردیا ہے۔ اب اور جنھوں نے بھی رائے دی ہو اور جو کچھ فیصلہ آپ کریں مجھے بھی اس سے مطلع کریں اور اگر آپ کوئی اولڈ گرلز ایسوسی ایشن قائم کریں۔ تو اس کی ممبری کے فارم یا قواعد جو بھی ہوں مجھے ضرور بھیجیں۔ مجھے اس کا ممبر بن کر بہت بہت خوشی ہوگی۔ میں خود بھی یہ چاہتی تھی کہ اس قسم کی کوئی ایسوی ایشن ضرور ہونی چاہئے کہ جس کے ذریعہ درسگاہ سے ہمارا بھی کوئی تعلق قائم رہے۔

آپکی پرانی شاگرد خورشید امین متعلم بی اے فائنل سابق متعلمہ مدرسۃ البنات

دل ضبط، جگر ضبط، زبان ضبط، فغاں ضبط ✦ سب رازِ عیاں ضبط ہے سب سوزِ نہاں ضبط

میں اپنی مسلم بہنوں کو گہرے رنج و الم سے یہ حادثۂ جانکاہ سناتی ہوں۔ کہ میرے عزیز بھائی جان آفتاب احمد عمر سترہ سال صرف چار دن بیمار رہ کر مورخہ ۹ اپنی شاندار جوانی کا داغ دے کر اس جہان آب و گل کو چھوڑ کر عالم جاوید کو سدھار چکے ہیں۔ لیکن میں یہاں بورڈنگ میں ہونے کی وجہ سے بے خبر رہی۔ اس مصلحت کی بنا پر مجھے اطلاع نہ دی گئی کہ مبادا اس کی تعلیم میں حرج نہ ہو۔ اب کے میں جب سالانہ امتحانات سے فارغ ہونے کے بعد گھر گئی تو وہاں کا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا۔ وہ حالت دیکھ کر میرے قلبِ حزیں پر جو صدمہ گزرا اس کے بیان کرنے سے قلم قاصر ہے۔ آہ! ہمارا گلشن جو کبھی سرسبز و بہار تھا اب ایک خزاں رسیدہ چمن رہ گیا تھا۔ ہمارا آفتاب ہمیشہ کے لئے غروب ہوچکا تھا۔ بھیا کو نہ پاکر روئی تو بہت مگر افسوس۔ رونے سے کیا ہوسکتا ہے۔ تم کی شدت کا پتہ ہی اب چلا ہے جب نہ اس کی لذت کی تاب باقی رہی نہ تکلیف سے تڑپنے کی ہمت۔ ع اک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے

اور وہ آفتاب اب طلوع ہونے والا نہیں۔ اچھا اس میں بھی شاید ہماری آزمائش ہو۔ آپ دعا فرمائیں کہ خدائے برتر مرحوم بھائی جان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہم سب بھائی بہنوں کو خصوصاً میرے بھائی بہن کو جن پر اس ناگہانی صدمہ نے بہت بڑا اثر ڈالا ہے۔ صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

غم نصیب فخر النساء

میرے چچیرے بھائی محمد مبین صاحب صدیقی ایم اے تقریباً دو سال سے خونی پیچش میں مبتلا ہیں۔

صفحہ ۲۹ و ۳۰ پر درج ہیں ... سالی ... اختر انجم صاحبہ کے عنایت نامے پڑھ لینا مفید ہوگا

علاج بہتر سے بہتر ہو رہا ہے مگر ابھی تک کچھ فائدہ نہیں۔ کئی مرتبہ ایکسرے ہوا۔ بمبئی جا کے علاج کروایا۔ اور خون روکنے کے لئے انجکشن برابر لگ رہے ہیں مگر کسی طرح خون اور آؤن بند نہیں ہوتی کبھی کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید کسی نے کچھ کروا دیا ہے اس لئے مسلمہ بہنو اور بھائیوں سے میری التجا ہے کہ وہ براہ مہربانی جلد از جلد کسی ایسے باخدا بزرگ کا پتہ بتائیں۔ جن سے میں اپنے پیارے بھائی کی صحت یابی کے لئے دعا اور تعویذ کرا سکوں۔ میں معمولی مولوی یا عامل نہیں چاہتی۔ وہ تو ہر جگہ کثرت سے موجود ہیں۔ جو بہن یا بھائی اس طرف توجہ فرمائیں گے ہم سب تمام عمر کے لئے ان کے احسان مند اور دعا گو رہیں گے اور خداوند عالم بھی ان کو جزائے خیر دے گا ہمدرد بہنیں اور بھائی خود نماز کے بعد میرے بھائی کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں کہ خداوند کریم جلد ان کو صحت کامل عطا فرمائے اور ہمارے پریشان دلوں کو سکون نصیب ہو۔ والسلام مسلمہ بہنوں اور بھائیوں کی خدمت میں گھر کا پتہ بھی ارسال خدمت ہے۔

حبیبہ بیگم معرفت پروفیسر محمد تسنیم صاحب صدیقی۔ محلہ شاہ آباد۔ بریلی۔ یوپی۔

مجھے بڑے زمانہ سے مسلمان عورتوں اور بچے بچیوں کے لئے خالص اسلامی اور دلچسپ لٹریچر کی تلاش تھی اور مجھ کو بہت افسوس تھا کہ مسلمان عورتوں اور بچیوں کے ہاتھوں میں اخلاق کو خراب کرنے والی ناولیں ہوتی ہیں جن سے ان معصوم دماغوں اور دلوں کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس سلسلہ میں میری نظر سے کافی کتابیں اور کتابوں کی فہرستیں گذریں۔ خوش قسمتی سے مکتبہ اسلام کی کچھ کتابیں نظر سے گذریں۔ ان کتابوں کو دیکھ کر جتنی خوشی ہوئی وہ بیان نہیں کر سکتی۔ مثلاً بچوں کی قصص الانبیاء۔ زاد سفر وغیرہ۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک ان کتابوں کو مسلمان کے ہر گھر میں پہنچا دے اور وہ اسلام کی صحیح تعلیم سے روشناس ہوں۔ مسلمہ بہنیں ان کتابوں کو اپنے اور اپنے بچے بچیوں کے لئے ضرور منگوائیں۔ پتہ یہ ہے۔ مکتبہ اسلام نمبر ۳۔ گولن روڈ لکھنؤ۔ رقیہ خان مولوی عالم لکھنؤ

ما

محترمہ شفقہ صدر معلمہ صاحبہ السلام علیکم! مارچ سنہ ۶۲ء کے پرچہ مسلمہ میں مدرسۃ البنات کی سابقہ طالبات کے نام پیغام نظر سے گذرا۔ اسی تحریک سے بے انتہا مسرت ہوئی کہ مدرسہ کی بچھڑی ہوئی طالبات جو کہ ایک ٹوٹی ہوئی تسبیح کے دانوں کی طرح منتشر ہو گئیں تھیں پھر انھیں ایک لڑی میں منسلک کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ پیارے مدرسہ کی یاد تو ہر وقت دل میں موجزن رہتی ہے اور اکثر اپنی سہیلیوں سے

سلہ یہ عنایت نامے دوران کتابت میں موصول ہوئے ان کو محترمہ خورشید امین صاحبہ کے مکتوب کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ۱۹۶۵/۱۰/۱۴

اسی کے اوصاف کا تذکرہ رہتا ہے۔ مگر میں سخت نادم ہوں کہ اتنے عرصہ میں مدرسہ کی کوئی خدمت نہ کر سکی۔ میں آپ صاحبان کی نہایت ممنون ہوں کہ آپ نے ہمیں ہمارے مقدس فرض سے آگاہ کیا اور خواب غفلت سے بیدار کیا۔ اب میں اپنی ناقص رائے حسب ارشاد تحریر کرتی ہوں۔ مجھے یقین کامل ہے اعلیٰ تعلیم یافتہ بہنیں اس سے بھی عمدہ تجاویز پیش کر کے اپنے مدرسہ کو اپنی خدمات سے مستفیض کریں گی۔ میرے خیال میں ایک انجمن طالبات قدیم مدرسۃ البنات کے نام پر قائم کی جائے اور اس انجمن کی ہر رکن مقررہ چندہ ہر ماہ ادا کرے۔ نیز ہر ماہ انجمن ایک اجلاس منعقد کرے تاکہ اس مجلس میں ہر رکن اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر سکے اور سب اراکین ہر ممکن امداد اعانت اور دوسری خدمات سرانجام دینے کے لئے مشورہ کریں نیز اس اجلاس میں جالندھر کے گرد و نواح کی جتنی بھی طالبات ہیں شرکت کی کوشش کریں اور دور افتادہ بہنیں بھی مناسب طریقہ سے امداد کریں۔ نیز مدرسہ کے سالانہ زمانہ جلسہ میں ہر دور دراز مقامات کی بہنیں بھی شامل ہونے کی کوشش کریں۔ نیز اس انجمن کی ماہانہ کارروائی اگر مسلمہ میں شائع ہوتی رہے تو دور افتادہ طالبات بھی مستفید ہو کر اپنا اپنا اظہار خیال خطوط کے ذریعہ ارسال کر سکتی ہیں۔ آخر میں دعا کرتی ہوں کہ خداوند کریم جلد از جلد کوئی ایسا ذریعہ بنا دے کہ سب سابقہ طالبات اپنے مدرسہ سے ربط قائم کر سکیں۔ خدا حافظ۔

سلطانہ نفیس خانم۔

. . . . طالبات قدیم کے متعلق ایک ایسوسی ایشن کی تجویز میں نے "مسلمہ" مئی میں پڑھی۔ تجویز معقول ہے۔ ہمارا دا سے میں اس قسم کی " "موجود ہے تو ہم کیوں پیچھے رہیں مگر اس کا قیام تحریری کارروائی ہی سے ہو سکتا ہے اور قیام امن کے بعد۔ بہرحال اس ایسوسی ایشن کے لئے سب سے پہلے میں اپنا ناچیز نام پیش کرتی ہوں۔ جو خدمت مجھ سے ممکن ہو سکے گی بجا لاؤں گی۔ میرے خیال میں فیس ممبری ۵ روپے سالانہ ہونی چاہئیے۔ ماہانہ رکنیت سے زیادہ کامیاب سالانہ رکنیت ہوتی ہے۔ ایسوسی ایشن کا نام اگر " حلقہ طالبات قدیم" یا "بناتی بہنیں" رکھا جائے تو کیسا رہے گا۔ دہلی میں ہمارے مدرسہ کو بنات Banat کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ بہرحال یہ سب بہنوں اور آپ بزرگوں کی رائے پر ہے، میں نے تو محض تجویز پیش کی ہے۔

طالب دعا

اختر۔ شملہ

بقیہ صفحہ نمبر ۸

عزیزہ سعیدہ خانم شاہ دین۔ عزیزہ عائشہ خانم ابراہیم۔ عزیزہ نبیلہ خانم الصف الخامس۔ عزیزہ نصری خانم الصف الخامس۔ عزیزہ رشیدہ خانم الصف السادس۔ عزیزہ ماریہ خانم الصف الخامس۔

بیڈمنٹن کی کھیل میں محترمہ نعیمہ خانم منشی فاضل کو اور باسکٹ بال کی کھیل میں محترمہ حمیدہ خانم نارنگ منشی فاضل کو انعام ملا۔

اس کے علاوہ دہ طالبات عزیزات جو کہ سالانہ امتحانات مدرسہ میں اول دوم سوم درجہ پر کامیاب ہوئیں تھیں جن کے نام اس سے پیشتر شائع ہو چکے ہیں۔ ان سب کو انعام دیا گیا۔

کاروائی کا اختتام اس دعا پر کرتی ہوں کہ خدا ہماری جمعیت کے مقصد کو جلد از جلد پورا کرے۔ ہمارے مدرسہ اور اصلاح البنات کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی دے اور ہم معلمات و متعلمات مدرسہ کو موقعہ دے کہ ہم اپنے پیارے مدرسہ کی دل و جان سے خدمت کر سکیں۔

راقمہ حمیدہ بیگم معلمہ مدرسۃ البنات جالندھر شہر

نوٹ:۔ کچھ مضامین جو اس سلسلہ میں پڑھے گئے۔ وہ انشاء اللہ اگلی اشاعت میں شائع ہو سکیں گے۔

کوائف مدرسہ

حمیدہ بیگم معلمہ مدرسہ۔

یکم جون ۱۹۴۳ء حاضری کا پہلا انعام "اسلامی جھنڈا" طالبات مولوی سال ثانی کو بانوے فیصدی حاضری پر اور دوم انعام شریف اختر کپ طالبات الصف السادس کو ۷۷ فی صدی حاضری پر۔ اور سوم انعام شریف کپ طالبات الصف الخامس کو ۷۰ فی صدی حاضری پر تفویض۔

۹ مئی ۱۹۴۳ء اصلاح البنات کا اجتماع الصف الاعلیٰ کے خاص زیر اہتمام منعقد ہوا۔ جس میں عزیزہ خولہ خالد کرسیٔ صدارت پر جلوہ افروز ہوئیں۔ چندہ کے لحاظ اور پروگرام کے لحاظ سے میٹنگ بڑی اچھی رہی چندہ کی میزان ۱۸ روپے تھی۔ لہذا انعامی کپ الصف الاعلیٰ ہی کی طالبات کو ملا۔

خورشید ذوالفقار کپ محترمہ نسیمہ خانم ضیاء الحق صاحب الصف السادس کو تقریر کی عمدگی پر ملا۔

یکم جون اصلاح البنات اور جمعیت وحدت والعمل کی سالگرہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی تفصیل شائع کرا دی گئی ہے۔

عطیات ماہ مئی ۱۹۴۷ء

نام معطی	رقم	نام معطی	رقم
محترم آنریبل شیخ محمد شریف صاحب جج ہائی کورٹ	۱۲/-/-	محترم چودھری شرف الدین صاحب	۳/۱/-
کاریگران دوکان حاجی بابو مہر علی و احمد علی صاحبان (صندوقچی)	۲/۱۲/-	" " رحیم بخش	۳/۱/-
نامعلوم الاسم (قیمت کھال)	۳/۵/-	" شیخ رحمت علی "	۳/۱/-
" " "	۲/۱۰/-	" مولوی عظمی "	۲/-/-
محترم خان بشیر الدین احمد خان صاحب (قیمت کھال)	۲/۱۰/-	محترمہ سیدہ نور سلطانہ صاحبہ جمال الدین والی	۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ خان وحید الدین احمد "	۲/۷/-	" " رضیہ سلطانہ " "	۵/-/-
محترم حکیم محمد جالینوس صاحب کچہری صدر	-/۴/-	" بیگم صاحبہ سید حسین خان صاحب ہوشیار پور	۵۰/-/-
سید محمد رشید صاحب عباسی پنشنر (قیمت کھال)	۲/۱۴/-	محترم شیخ عزیز بخش صاحب	۱/-/-
" محمد رفیق شاہ "	-/۲/-	میزان	۹۱/۶/-

بمد زکوٰۃ و صدقات ماہ مئی ۱۹۴۷ء

نام معطی	رقم	نام معطی	رقم
محترم چودھری عزیز بخش صاحب شاہ آباد	۱۰/-/-	محترم حکیم عبد الرشید محمود صاحب گنگوہی بذریعہ پیرزادہ ضیاء الحق صاحب	۵/-/-
معلوم الاسم ایبٹ آباد	۲۰۰/-/-	محترم ملک عاشق حسین صاحب سرگودھا	۵/-/-
محترم محمد حسن صاحب علیم الدین صاحب بکھیم لوکھیری	۵/-/-		
محترمہ غلام سکینہ صاحبہ سری گنگا نگر	۱۰۰/-/-	میزان	۳۲۵/-/-

وظائف فنڈ ماہ مئی ۱۹۴۷ء

نام معطی	رقم	نام معطی	رقم
محترم ڈاکٹر غلام قادر خان صاحب ڈی ایم بی سیالکوٹ	بسالتمام ۴۸/-/-	محترم بابو حسین بخش صاحب جالندھر شہر (برائے چھ ماہ)	۱۲/-/-
" چودھری حبیب اللہ خان صاحب سب انسپکٹر جالندھر شہر	۵/-/-	میزان	۶۵/-/-

تعمیر فنڈ ماہ مئی ۱۹۴۷ء

نام معطی	رقم	نام معطی	رقم
محترم چودھری عزیز بخش صاحب شاہ آباد (برائے تعمیر مسجد)	۱۰/-/-	قیمت فروخت پچاس بوری (بذریعہ بابو حسین بخش صاحب)	۱۰۰/-/-

محترمہ بیگم اکبری بیگم نیر واسطی صاحب لاہور ۵/-/-
″ ″ خدا بخش صاحب ٹھیکیدار ″ ۵/-/-
″ ″ چنن الدین صاحب ″ ۵/-/-
″ ″ الٰہ بخش ″ ۵/-/-
″ معلوم الاسم صاحبہ ″ ۱/-/-
″ ″ غلام ناصر صاحب ″ ۵/-/-
″ ″ ڈاکٹر عبدالستار صاحب ″ ۵/-/-
″ ″ زمان علی خان ″ ۱/-/-
″ ″ محمد حسین صاحب ″ ۱/-/-
″ ″ خورشید احمد ″ ″ ۲/-/-
″ ″ ملک عبدالرحمن ″ ″ ۱۰/-/-
″ ″ عبدالرشید ″ ″ ۱/-/-
″ ″ خلیفہ شجاع الدین بار ایٹ لا ″ ۱۰/-/-
″ ″ خلیفہ علاؤ الدین ″ ″ ۵/-/-
″ ″ خان محمد ارشد خان اسیکرٹری آئی سی ۱۰/-/-
″ ″ محمد اشرف صاحب لاہور ۲/-/-
″ ″ خان محمد امین خان بیرسٹر ″ ۵/-/-
″ ″ شیخ نور الٰہی صاحب ″ ۲/-/-
″ ″ خان محمد محمود خان ″ ″ ۵/-/-
″ ″ حاجی شیخ محمد اسمٰعیل ″ ″ ۲/-/-
″ ″ شیخ محمد رشید صاحب ″ ۵/-/-
″ ″ والدہ خان محمد امین علی اکبر لودھی ″ ۵/-/-
″ بیگم کرنل خان غلام احمد خان آئی جی ″ ۱۰/-/-
″ عائشہ سلطانہ بنت غلام محسن خان صاحب ″ ۵/-/-
″ بیگم خان بہادر کیپٹن عبدالعزیز خان ″ ۱/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ خان کرم علی خان صاحب لاہور ۲/-/-
″ ″ خان احمد حسن خان ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر ۲۰/-/-
″ ″ محمد زمان خان جنرل پوسٹ ماسٹر ۵/-/-
″ ″ سر عبدالقادر بیرسٹر ایٹ لا ″ ۱۰/-/-
″ ″ ڈاکٹر الٰہی بخش ریٹائرڈ سول سرجن ۲۵/-/-
″ ″ محمد نذیر بی اے ایل ایل بی ″ ۱۰/-/-
″ ″ میاں غلام ربانی سٹینو ″ ۵/-/-
″ ″ عبدالوحید اختر ″ ۵/-/-
″ ″ ڈاکٹر محمد موسیٰ خان ″ ۵/-/-
″ ″ میجر اعزاز الدین خاں ″ ۲/-/-
″ ″ میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر ″ ۳۰/-/-
″ ″ عبدالمجید صاحب ″ ۱۰/-/-
محترمہ زبیدہ حافظہ صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات لاہور ۱۰/-/-
″ بیگم محبوب علی صاحب مرحوم ″ ۳/-/-
″ عفت آرا صاحبہ مغل پورہ ″ ۲/-/-
″ معلوم الاسم صاحبہ ″ ″ ۵/-/-
″ بیگم صاحبہ شیخ نذیر احمد صاحب ″ ۵/-/-
″ میاں محمد حسین صاحب پرنسپل آرٹ کالج ″ ۵/-/-
″ ″ ملک انور خاں ایگزیکٹو انجینئر ″ ۲/-/-
″ ″ کرم الٰہی خان ″ ۵/-/-
″ ″ محمد یعقوب بٹ ریڈیو آفیسر ″ ۵/-/-
″ ″ نواب دین صاحب ″ ۵/-/-
″ ″ چودھری عبدالرحمن سپرنٹنڈنٹ ″ ۵/-/-
″ ″ ملک محمد نصر اللہ خاں ″ ۲/-/-
″ ″ راجہ کالے خاں اکونٹنٹ ″ ۴/-/-

محترمہ جمیلہ طاہرہ متعلمہ الصف السادس	۱/-/-
" شمیم فقیر محمد " " "	۱/-/-
" سعیدہ " " "	۱/-/-
" ممتاز " " "	-/۸/-
" صفیہ " " "	-/۸/-
" حمیدہ " " "	-/۸/-
" بلقیس " " "	۱/-/-
" ثریا شرف الدین " " "	-/۸/-
" امۃ الرشید " " الرابع	-/۸/-
" خالدہ " " "	-/۴/-
" نفیسہ " " "	-/۸/-
" ماریہ " " الخامس	۱/-/-
" صوفیہ صاحبہ بستی باباخیل	۱/-/-
" بیگم عبدالمجید صاحبہ " "	۲/-/-
" نصریٰ متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-
" وحیدہ " " السادس	۱/-/-
" شمیم فضل محمد " " "	۱/-/-
" رقیہ " " "	۱/-/-
" زاہدہ " " "	۱/-/-
" شمیم نیاز " " "	۱/-/-
" جمیلہ رحمت علی " " الاصغر	-/۱/-
رحم الٰہی " " الاکبر	-/۲/-
الصف الاکبر بتقریب اصلاح البنات	۲۰/۱۳/-
محترمہ رابعہ بی بی صاحبہ	۲/-/-
ثریا صاحبہ	۱/-/-

محترمہ کشور سعادت علی صاحبہ	۱/-/-
" کلثوم "	۲/-/-
محترم نصراللہ متعلم الصف الاصغر	۱/-/-
محترمہ نصریٰ متعلمہ " الخامس	۱/-/-
" خولہ صاحبہ " " الاکبر	۲۵/-/-
" زبیدہ عظامی صاحبہ سابقہ متعلمہ	۵/-/-
" آپا سرور صاحبہ سر معلمہ مدرسۃ البنات جالندھر	۵/-/-
" صوفیہ " بستی باباخیل	۳/-/-
" ماریہ " الصف الخامس	۲/-/-
" بیگم عبدالمجید صاحبہ بستی باباخیل	۱۰/-/-
" " امیر حسن صاحبہ " دانشمنداں	۵/-/-
" حمیدہ خانم " سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
" نجمہ صاحبہ صدر اصلاح البنات متعلمہ الصف الاکبر	۱۰/-/-
منافع بتقریب عیدالضحیٰ دکانیں جو مدرسہ میں کھولی گئی تھیں	۲۱/-/-
محترمہ نسیم متعلمہ الصف الخامس	-/۴/-
" نبیلہ " "	۱/-/-
" اشرف و اختر متعلمات " "	۲/-/-
" زبیدہ متعلمہ " "	۱/-/-
" شمیم " "	-/۸/-
" شفقت " "	۱/-/-
" سعیدہ " "	۱/-/-
" شمیم رحیم بخش " "	-/۸/-
میزان	۲۴۳/۹/-

محترمہ مجیدہ متعلمہ الصف الاکبر	-/۸/-
" زاہدہ " " "	-/۸/-
" پروین " " "	۱/-/-
" عائشہ " " السابع	۲/-/-
" فہمیدہ " " "	۱/-/-
" عظمت " " "	۱/-/-
" طلعت " " الخامس	-/۸/-
" زہرا صاحبہ بستی خاں	۱/-/-
" شفقت متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-
" نعیمہ " منشی فاضل	۱/-/-
" حمیدہ نیرنگ " " "	۱/-/-
" سلامت " مولوی سال دوم	۱/-/-
" صفیہ عبدالحمید " الصف الثامن	۱/-/-
" زیب النساء " " "	۱/-/-
" والدہ صاحبہ ڈاکٹر انعام الحق صاحب جالندھر	۵/-/-
محترم شمس الاسلام الصف ثانی	۱/-/-
محترمہ حسینا عابدہ " "	-/۴/-
" ممتاز علی بخش " "	-/۲/-
" خورشید غلام محمد " "	-/۲/-
" فاطمہ علی بخش " "	-/۲/-
" مختار النساء محمد سراج الدین " "	-/۲/-
" انوار الحق " "	-/۲/-
" اشرف نور محمد " "	-/۲/-
" سلیم اختر محمد یعقوب " "	-/۲/-
" شریفہ شاہ دین " "	-/۲/-

محترمہ زاہدہ سلطانہ الصف الثانی	-/۴/-
" جمیلہ نور محمد " "	-/۲/-
" شوکت " "	-/۲/-
" ثریا فضل محمد " الاکبر	-/۴/-
" بلقیس قطب الدین " "	-/۸/-
" زبیدہ فتح الدین " "	-/۸/-
" نذیرہ نور محمد " "	-/۴/-
" بیگم عبدالحمید خاں صاحب بستی دانشمنداں	۱/-/-
" " دلدار محمد خاں " "	۱/-/-
" " یار محمد خان " "	۱/-/-
" " عبدالحق عباس " "	۵/-/-
" " محمد اسلام خاں " "	-/۲/-
" اشرف صاحبہ متعلمہ ادیب عالم بصدر تقریب اصلاح البنات	۲۵/-/-
" سعیدہ متعلمہ ادیب عالم	۲/-/-
" عزیزہ " "	۲/-/-
" اکمل " " "	۲/-/-
" سرور " " "	۱/-/-
" ریحانہ " " "	۱/-/-
" آپا عزیزہ " "	۱/-/-
" خورشید عالم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
" ضیاء متعلمہ ادیب عالم	۵/-/-
" مسز اختر علی صاحبہ بنگلور	۳/-/-
" نورجہاں صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۵/-/-
" سعیدہ یعقوب متعلمہ الصف السابع	۱/-/-

نام	رقم
محترمہ بیگم صاحبہ یار محمد خاں ہیڈ کلرک لاہور	۱/-/-
" " عبد العزیز صاحب "	۲/-/-
" " محمد حسین خاں " ریٹائرڈ ڈی ایس پی "	۵/-/-
" " میاں احمد دین " کنٹرولر آفیسر "	۵/-/-
" " چوہدری نذیر اختر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	۲/-/-
" بیگم و والدہ صاحبہ مرزا معراج الدین صاحب ایس ڈی او "	۲۰/-/-
" بیگم صاحبہ میاں عبد السمیع صاحب ریلیف ٹریننگ آفیسر "	۵۰/-/-
محترمہ ممتاز خانم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات مصری شاہ	۵/-/-
" بیگم سید عبد الواسط صاحب پروفیسر ماڈل ٹاؤن لاہور "	۱۰/-/-
" " خان ایم ایم خان " "	۵/-/-
" " چوہدری غلام مرتضیٰ خاں " "	۲/-/-
" " بخشی منظور علی " "	۲/-/-
" " خان بہادر عبد الرحمٰن صاحب " "	۵/-/-
" " عطاء الرحمٰن " "	۲/-/-
" " صوفی صاحب " "	۳/-/-
" والدہ ملک اکرام الٰہی " "	۱۰/-/-
" بیگم چوہدری نبی بخش " "	۲/-/-

نام	رقم
محترمہ ثریا چوہدری ماڈل ٹاؤن لاہور	۱/-/-
" بیگم اقبال احمد صاحب " " "	۵/-/-
" " پروفیسر سید نذیر احمد صاحب " "	۲/-/-
" " محمد دین " " " "	۵/-/-
" " شیخ محمد ابراہیم " " "	۱/-/-
" " نصیر احمد " " "	۲/-/-
" " ڈاکٹر نذیر احمد مزنگ "	۲۰/-/-
" " " سید دلاور علی شاہ "	۴/-/-
" " ناصر خاں اکونٹنٹ آڈیٹر "	۱/-/-
" " غلام رسول رسالدار "	۱/-/-
" " حکیم نوازش علی "	۴/-/-
" " بدیع الزمان بارایٹ لا "	۵/-/-
" " محمود احمد "	۲/-/-
" " شیخ غلام محی الدین "	۳/-/-
" " " عبد الحق "	۲/-/-
" " میاں عبد محمد "	۵/-/-
میزان	۴۹۸/۸/-

چندہ فراہم کردہ جمعیت وحدت والعمل

نام	رقم
محترمہ بیگم آباد احمد صاحبہ علی گڑھ	۱۰/-/-
" حلیمہ متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-
" زبیدہ " " "	۱/-/-
" حنیفہ " " "	۱/-/-
" شمیم فضل محمد " "	۱/-/-
" اختر حمید " " "	۱/-/-

نام	رقم
محترمہ اشرف متعلمہ الصف الخامس	۱/-/-
" خدیجہ نیاز " " "	-/۸/-
" حمیدہ " " السابع	۱/-/-
" رضیہ " " "	۱/-/-
" اشفاق " " الثانی	-/۴/-
" رضیہ تاج " " الاکبر	-/۴/-

ایک عام تنبیہ

آئے ہوئے خطوط اور اکثر بیرونی بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ بعض مستورات مدرسۃ الصبیات کو مدرسۃ البنات کی شاخ بتا کر اس کے لئے چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دے دیتے ہیں کہ یہ چندہ مدرسۃ البنات کو پہنچتا ہے۔ اسلئے ہم اس اشتباہ کو دور کرنے کے لئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مدرسۃ البنات کا مدرسۃ الصبیات نامی کسی مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اسکے حسابات کی انجمن مدرسۃ البنات جوابدہ ہے۔

نورالدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات۔ جالندھر شہر

	مقدار	ایک ماہ	۳ ماہ	۶ ماہ	ایک سال
نرخنامہ اجرت اشتہارات	فی صفحہ	۱۰	۲۷	۴۸	۸۴
	نصف صفحہ	۶	۱۶ ۸ر	۳۰	۴۸
	چوتھائی صفحہ	۴	۱۰ ۸ر	۱۸	۳۰

جنرل برقی پریس جالندھر شہر میں چھپکر باہتمام محمد احمد خاں ذاکر پرنٹر پبلشر "دارالقرآن" سے شائع ہوا

جولائی نمبر

عورتوں اور بچوں کا مذہبی، تعلیمی اور اصلاحی

(۱۱)

ماہنامہ مسلمہ

جالندھر شہر

جولائی سنہ ۱۹۴۷ء

مدیرہ: ثریا

سالانہ چندہ ایک روپیہ آٹھ آنے
بیرون ہند سے: چار شلنگ

رسالہ مسلمہ
جالندھر شہر

جلد ۱۶ | جولائی ۱۹۴۷ء مطابق شعبان ۱۳۶۵ھ | نمبر ۱

ہماری باتیں

مدرسے کی آواز: دنیا میں بہت سے ایسے کام ہیں جن کے مفید ہونے میں ہمارے دلوں کو کوئی ادنیٰ شبہ تک نہیں ہوتا۔ جن کے پروان چڑھنے کی آرزوؤں سے ہمارے دل منور ہوتے ہیں۔ اور جو اگر پروان چڑھ جائیں تو ہم خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور سمجھتے ہیں کہ ہمارا عین دلی مقصد بر آیا۔

یہ کیفیت کوئی ایسی نادر کیفیت نہیں ہے۔ جو دنیا میں عام طور پر نہ پائی جاتی ہو۔ بلکہ ایک ہی نگاہ میں آپ کو خود اپنی سوسائٹی اور اپنے گرد و پیش کے اندر ایسے لوگ بکثرت اور بآسانی مل جائیں گے۔ لیکن یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے (خواہ اس کے افسوسناک ہونے کے وجوہ کچھ ہوں) کہ اگر اسی قسم کا کوئی کام بعض مجبوریوں کی وجہ سے تشنۂ تکمیل ہو اور اپنے مویدین اور حامیوں کے امداد و تعاون کا محتاج ہو تو یہی اس کی تائید کا دم بھرنے والے ایک اجنبی کی طرح اس سے روگردانی کر لیں گے۔ گویا اس کام کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت ہی نہیں جس کے مکمل ہو جانے کے بعد وہ تحسین و آفرین کے پھول برساتے۔

ہمارے یہاں بھی ایک ایسی ہی صورت حال پیدا ہو چکی ہے اس کی طرف ہم پہلے بھی بارہا توجہ دلا چکے ہیں اور اب ایک مرتبہ پھر اس فریضہ بلاغ کو سرانجام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

مدرسۃ البنات کی تعمیر کا سلسلہ جو ایک عرصہ سے شروع ہے اور جس کا ذکر بارہا ان صفحات میں آ چکا ہے ابھی تک پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا۔ ضروری اور ناگزیر عمارات میں سے بھی دارالاقامہ (بورڈنگ ہاؤس) کا تو ذکر ہی کیا صرف مدرسہ کی عمارت بھی ابھی تک مکمل طور پر تیار نہیں ہو سکی۔ اس کے صرف بارہ کمرے مکمل طور پر تیار ہو چکے ہیں۔ باقی میں سے چھ پر چھت پڑ چکی ہے چھ کی دیواریں اٹھ چکی ہیں لیکن دوسرا کام

باقی ہے اس کے علاوہ کچھ تو ابھی زمین کے برابر ہی ہیں۔

مدرسۃ البنات قوم کی ایک درسگاہ ہے کسی کی ذاتی چیز نہیں۔ اور اس کے قیام کا مقصد بجز اس کے کچھ نہیں کہ مسلمان بچیاں جو تعلیم کے نہ ہونے کی وجہ سے آگے چل کر ان مقاصد کو پورا کرنے سے قاصر رہتی ہیں جو ایک مسلمان عورت کی حیثیت سے اسلام ان پر عائد کرتا ہے، اعلیٰ درجہ کی دینی تعلیم سے محروم نہ رہیں۔ اور اس مدرسہ کے ذریعے سے ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے یہ ایک ایسا مقصد ہے جس سے غالباً کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہوگا۔ لیکن افسوس ہے کہ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے جب اپیل کی جاتی ہے تو بہت کم لوگ ایسے نکلتے ہیں جو اس غرض کے لئے اپنا عملی تعاون پیش کریں۔ یہی سرد مہری ہے جس کی وجہ سے اسکی تکمیل میں تاخیر ہوتی جا رہی ہے۔

اگر مسلمان بچیوں کی تعلیم ضروری ہے اور اس تعلیم کے لئے ایک درسگاہ کا قیام ناگزیر ہے اور مدرسۃ البنات کے قیام کی غرض و غایت یہی ہے تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس میں عملی تعاون سے لوگ کیوں ہچکچاتے اور پس و پیش کرتے ہیں۔ زبانی ہمدردیاں مخالفت سے ہزار درجہ بہتر سہی مگر آخر وہ کس کام کی ہیں یہاں ناصح کی بجائے چارہ ساز اور غمگساری ضرورت ہے۔ محض باتوں سے نہ عمارت بن سکتی ہے نہ مدرسہ چلایا جا سکتا ہے اور نہ تعلیم کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔

یہ سطور فوری ضرورت کے ماتحت قلمبند کی جا رہی ہیں۔ تعمیر فنڈ میں کمی کی وجہ سے تعمیر کے کام میں سخت رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔ مزید رقم آئے تو آگے سلسلہ بڑھ سکتا ہے۔ اس وقت کم از کم پندرہ بیس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اتنی رقم فراہم کرنا ایک فرد کے بس کی بات نہیں (اگرچہ مسلمان قوم ایسے افراد سے خالی نہیں جو تنہا اس کو ادا کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں) لیکن ایک قوم کے لئے اس کی فراہمی کوئی بڑی بات نہیں۔ معمولی توجہ سے اتنا روپیہ اکٹھا ہو سکتا ہے۔ کیا اس طرف توجہ کی جائے گی؟

خیر و برکت کا ورود: ماہ رمضان تشریف لا رہا ہے۔ اس کی خیر و برکت میں کس کو کلام ہو سکتا ہے لیکن اس خیر و برکت سے سال بھر میں ایک ہی مرتبہ فائدہ اٹھانے کا موقعہ آتا ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس کے فیوض سے سیراب ہوتے ہیں۔ اور اس میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر کے اپنے اعمال صالحہ کا وزن بڑھا لیتے ہیں۔

اس چیز کے پیش نظر ہم اہل خیر حضرات کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ مدرسۃ البنات میں جو نادار بچیاں تعلیم پاتی ہیں اور ان کے والدین ان کے اخراجات کی کفالت نہیں کر سکتے یا ایسی بچیاں جو تعلیم حاصل کرنے کی خواہشمند ہوتی ہیں مگر محض ذرائع اور وسائل کی قلت کی وجہ سے ان کے غنچہ ہائے آرزو بن کھلے ہی مرجھا جاتے ہیں ان کی امداد کرنا اور ان کے اخراجات کی کفالت کرنا ہر صاحب استطاعت کا حق ہے۔ اگر مسلمان واقعی مسلمان بننا چاہتے ہیں اپنے گھروں میں اسلامی آداب دیکھنے کے خواہشمند ہیں اور اپنے بال بچوں کی اسلامی ڈھنگ پر تربیت کے خواہاں ہیں تو ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ خاص طور پر اس کار خیر میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں یہ ایسا کام ہے

جس سے انشاء اللہ ان کی دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی ۔

انجمن طالبات قدیم: خدا کا شکر ہے کہ ہماری یہ تجویز ہماری بہنوں میں مقبول عام ہو رہی ہے بہت سی بہنیں جنہوں نے اس کی طرف توجہ کی ہے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ اور باقیماندہ جنہوں نے ابھی تک اس سے دلچسپی کا اظہار نہیں کیا۔ ان سے ہم توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس طرف توجہ کریں گی۔ اور اب تک خواہ کسی وجہ سے وہ خاموش رہی ہیں۔ لیکن اپنے مدرسہ کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے اس محبوب انجمن کو کامیاب بنانے میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گی۔

اس سلسلہ میں ہماری محترم بہن سلطانہ نفیس خانم کا مکتوب گرامی پڑھنے کے قابل ہے۔ یہ مکتوب 'بزم مسلم' میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ ہماری دوسری بہنوں کے دلوں میں بھی یہی جذبات ہوں گے۔

اب صرف انجمن کی تشکیل کا کام باقی ہے۔ لیکن تعطیلات ہو جانے کی وجہ سے اس میں قدرتی طور پر کچھ تاخیر ہو گئی ہے۔ مگر اس تاخیر کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ اور جو بہنیں اس کی رکن بننا چاہتی ہیں انہیں اپنے پتوں سے ہمیں آگاہ کرنا چاہئے کہ ان کا نام ہمیشہ کے لئے ابتدائی ارکان کی فہرست میں رہے ۔

قابل توجہ: پچھلی اشاعت میں گزارش کی گئی تھی کہ رسالہ کے معیار کو بلند کرنے کی وجہ سے ممکن ہے کسی وقت چندہ میں اضافہ کی ضرورت پیش آجائے۔ اس لئے ہم پہلے سے اس کے متعلق استصواب رائے کر لیتے ہیں۔ نیز یہ بھی عرض کیا گیا تھا کہ ہر بہن کو مسلم کی ترقی میں کوشاں ہونا چاہئے۔ اور اس کا ایک طریقہ یہ ہے۔ کہ وہ کم از کم پانچ خریدار پیدا کرے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس طرف بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ ناکافی آراء موصول ہونے کی وجہ سے ہم ایک دفعہ پھر اپنے سوال کو دہراتے ہیں۔

کیا معیار کو بلند کرنے کے لئے مسلم کے چندہ میں اضافہ ہونا چاہئے یا نہیں۔ اور اگر ہونا چاہئے تو کتنا ؟

اعتذار: 'نئے زمانے میں پرانی باتیں' اس موضوع پر کچھ مضامین موصول ہوئے ہیں۔ وہ اس اشاعت میں قلت گنجائش کی وجہ سے شائع نہیں ہو سکے۔ آئندہ اس پر کچھ نہ کچھ شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ ۔

(ادارہ)

کوائف مدرسہ

انعام حاضری: یکم جون ۱۹۴۷ء حسب دستور طالبات کے اجتماع میں اوّل انعام حاضری طالبات درجہ فضیلت کے حصہ میں ۸۰ فیصدی اور دوم انعام الصف السادس کے حصہ میں ۶۰ فیصدی حاضری اور سوم انعام الصف الخامس کے حصہ میں ۵۰ فیصدی حاضری پر آیا۔

انعام چندہ: اس ماہ انعام چندہ "شریف کپ" الصف الثالث نے اپنی محنت و ہمت سے جیتا۔ خدا تعالیٰ مزید توفیق بخشے آمین!

"خورشید ذوالفقار کپ": الصف الثالث کی میٹنگ میں عزیزہ نسرین عبدالغنی الصف الثالث کو خوبی تقریر پر انعام دیا گیا۔

موسمی تعطیلات: مدرسہ ماہ حال کی دس تاریخ کو تعطیلات موسم گرما کے لئے بند ہو رہا ہے۔ اور ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ء کو انشاء اللہ کھل جائے گا۔ دعا ہے کہ خدا اپنے فضل و کرم سے اس عرصہ تعطیلات میں حالاتِ زمانہ سدھار دے۔

خطاب بہ بنات مدرسۃ البنات

مدرسہ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہونے والی بہنیں جس تن دہی سے اس وقت تک مدرسہ کی امداد کرتی رہی ہیں وہ یقیناً قابل تعریف ہے اور اپنے محسن مدرسہ کی تعمیر کے لئے جس سرگرمی اور قربانی کا اظہار ان کی طرف سے ہوتا رہا ہے وہ بلاشبہ قابل داد ہے۔ لیکن غالباً وہ اس حقیقت سے ناواقف نہیں ہوں گی کہ ابھی مدرسہ ان کی مزید سرگرمیوں اور خدمات کا محتاج ہے۔ اس لئے ہم اپنی ان تمام بہنوں سے اپیل کرتے ہیں جو اس مادر درسگاہ کی آغوش میں پرورش پا چکی ہیں یا پا رہی ہیں کہ وہ اس کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنی سرگرمیوں کو تیز تر کر دیں۔ اس کے لئے جو کوشش ان کے بس میں ہو اس میں کوتاہی نہ کریں۔

(مجیدہ بیگم)

نوائے پریشاں

(از جناب فیض لودیانوی)

(۱)

خوب اُبھرا جذبۂ بغض و عناد
مرحبا جوشِ غلامی زندہ باد
دوستی کیسی کہاں کا اعتماد
ہو رہے ہیں جابجا باہم فساد
نذرِ آتش ہے جہانِ اتحاد

(۲)

ہند میں بھائی سے بھائی یوں لڑا
مُلک پھر سَو سال پیچھے جا پڑا
فرقہ بندی سے ہوا نقصاں بڑا
خانہ جنگی کو سمجھ بیٹھے جہاد
مل گئی مٹی میں شانِ اتحاد

(۳)

وہ ستم توڑے کہ لرزی کائنات
کر دیا چنگیز کی فوجوں کو مات
ہو گئیں پیدا ہزاروں مشکلات
پھوٹ نکلا ایک دم فاسد مواد
پڑ گئی خطرے میں جانِ اتحاد

(۴)

ہاتھ کیا آیا تمہارے ہندیو!
جیتنے والے بھی ہارے ہندیو!
کچھ تو سوچو غم کے مارے ہندیو!
کون دے گا ایسی دانائی کی داد
خود اُجاڑا گلستانِ اتحاد

(۵)

اب کدھر ہیں قوم کے جادو بیاں
جنگ کا باعث بنی جن کی زباں
کیا ہوئیں اُن کی سیاست دانیاں
طعنہ زن ہے آسمانِ بد نہاد
ہنس رہے ہیں دشمنانِ اتحاد

(۶)

تم سرِ منزل پہنچ کر کھو گئے
خواب سے بیدار ہو کر سو گئے
غیر کے ارمان پُورے ہو گئے
آج اُس عیار کی دُنیا ہے شاد
لُٹ گیا سب کاروانِ اتحاد

(۷)

باز آؤ ورنہ گرتے جاؤ گے
اپنی ذِلت دیکھ کر پچھتاؤ گے
اِس سے بڑھ کر اور جوتے کھاؤ گے
فیض کے اشعار تب آئیں گے یاد
جو کبھی تھا نغمہ خوانِ اتحاد

مسلمان عورت اور فریضۂ اقامتِ دین

حضرت سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ایک تقریر

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اسلام کی جو خدمت کر رہے ہیں وہ محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے یہ تقریر ٹونک میں خواتین کے اجتماع کے سامنے کی۔ اس میں آپ نے بتایا ہے کہ اسلام نے عورت کو کس قدر اہمیت دی ہے۔ اللہ کے دین کو سربلند کرنے کے لئے اس پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور صدرِ اول میں مسلمان عورت نے ان ذمہ داریوں کو کس خوش اسلوبی سے ادا کیا اور اسلامی عمارت کی تعمیر میں کیا کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔ اس تقریر کا ایک ایک لفظ پڑھنے کے قابل ہے ہم اپنی ناظرات سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس کا پورے طور سے مطالعہ کریں گی۔

(ادارہ)

بہنو! مجھے یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی کہ یہاں خواتین میں بھی اسلامی تحریک مقبول ہو رہی ہے اور آپ نے اس دعوت کو پھیلانے کے لئے اپنا ایک حلقہ منظم کر لیا ہے۔ ہمارے اس کام میں عورتوں کی شرکت اور تعاون کی اتنی ضرورت ہے جتنی مردوں کی شرکت اور تعاون کی ہے انسانی زندگی میں آپ برابر کی حصہ دار ہیں اور زندگی کے جو پہلو آپ سے تعلق رکھتے ہیں وہ ان پہلوؤں سے کسی طرح بھی اہمیت میں کم نہیں ہیں جو مردوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس طرح گاڑی کے دو پہیوں میں سے کوئی بھی اس وقت تک ٹھیک نہیں چل سکتا جب تک دوسرا پہیہ اس کا ساتھ نہ دے، اسی طرح انسان کی اجتماعی زندگی کا نظام بھی کبھی ٹھیک نہیں چل سکتا جب تک کہ اس چلانے میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی برابر کا حصہ نہ لیں۔ خدا نے اس گاڑی کو بنایا ہی اس طرح ہے کہ یہ دو پہیوں پر حرکت کرتی ہے اور اگر
۸ ایک پہیہ تھم جائے یا الٹی حرکت کرنے لگے تو تنہا دوسرا پہیہ اس کو لے کر زیادہ دور تک اور زیادہ دیر تک نہیں گھسیٹ سکتا۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی بنا پر ہر اجتماعی تحریک عورتوں کی شرکت اور تعاون کو اہمیت دینے پر مجبور ہے مگر خصوصیت کے ساتھ اسلامی تحریک تو اس کو بہت ہی زیادہ اہمیت دیتی ہے اس کی ایک وجہ تو یہی ہے کہ اسلام ٹھیک ٹھیک خدا کی بنائی ہوئی ساخت کے مطابق انسانی زندگی کا نظام درست کرنا چاہتا ہے جس کے لئے عورتوں کا درست ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا مردوں کا

درست ہونا۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر دوسری وجہ یہ ہے کہ اسلام جس خدا کی بندگی کی طرف بلاتا ہے وہ عورتوں کا بھی ویسا ہی خدا ہے جیسا مردوں کا ہے جس دین کو حق کہتا ہے وہ عورتوں کے لئے بھی ویسا ہی حق ہے جیسا مردوں کے لئے ہے جس نجات کو مقصود قرار دیتا ہے اس کی ضرورت عورتوں کو بھی ویسی ہی ہے جیسی مردوں کو ہے، جس دوزخ سے بچانا چاہتا ہے وہ عورتوں کے لئے بھی اتنی ہی خوفناک ہے جتنی مردوں کے لئے ہے اور جس جنت کی امید دلاتا ہے وہ عورتوں کو بھی اپنی ہی کوشش سے مل سکتی ہے جسطرح مردوں کو اپنی کوشش سے۔ اگر کسی مرد کی نجات کے لئے یہ بات کافی نہیں ہوسکتی کہ اس کی بیوی یا ماں یا بہن ایمان لائی تھی اور خدا کی خوشنودی کے لئے کوشش کرتی رہی تھی تو ظاہر ہے کہ کوئی عورت بھی محض اس بنا پر نجات نہیں پاسکتی کہ اس کا شوہر یا باپ یا بھائی ایمان لایا تھا اور اس نے اپنے خدا کو خوش کرنے کے لئے جان کھپائی تھی۔ خدا کے ہاں کوئی شخص کچھ بھی نہیں پاسکتا جب تک کہ اس نے خود کچھ پانے کی کوشش نہ کی ہو اس لئے اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کو یکساں اپنی اپنی نجات کی فکر ہو، ہر ایک دل و جان سے وہ خدمات بجا لائے جو اسے خدا کی سزا سے بچائیں اور اس کے انعام کا مستحق بنائیں۔ کوئی مرد یا عورت اس طرح اپنے آپ کو دوسروں کے ساتھ نہ باندھ لے کہ اسی کے ساتھ بندھے بندھے دوزخ میں جا پہنچے اور نہ کوئی مرد یا عورت ایسی اندھوں کی سی زندگی بسر کرے کہ اس کے اپنے گھر میں دین و ایمان کی روشنی موجود ہو مگر وہ اس سے فائدہ نہ اٹھائے۔

تحریک اسلامی کی جو تاریخ ہمارے سامنے ہے وہ ہمیں بتاتی ہے کہ ابتدا سے عورتوں نے اس تحریک میں مردوں کے ساتھ برابر کا حصہ لیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی سعادت سب سے پہلے جس کو نصیب ہوئی وہ ایک خاتون ہی تھیں، یعنی ہماری، آپ کی اور سب مسلمانوں کی ماں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ وہی تھیں جنھوں نے بار نبوت کو اٹھاتے وقت حضور کے کانپتے ہوئے دل کو تسکین دی۔ وہی تھیں جو دس سال تک ہر قسم کی سختیوں میں حضور کی بہترین رفیق بنی رہیں اور انھی کا سرمایہ تھا جس سے مکی دور میں اسلام کا مشن چلتا رہا۔ نبوت کے پہلے تین سالوں میں جو ۵۵ اشخاص ایمان لائے تھے ان میں ۹ عورتیں شامل تھیں۔ سات آٹھ برس تک مکہ میں انتہائی ظلم و ستم سہنے کے بعد جو ۸۳ اشخاص اپنا گھر بار چھوڑ کر حبش کی طرف ہجرت کر کے گئے تھے ان میں ۱۸ عورتیں تھیں جنھوں نے دین و ایمان کی خاطر جلا وطنی کی مصیبتوں میں اپنے شوہروں اور بھائیوں کا ساتھ دیا۔ مکہ میں جن لوگوں نے کفار کے ہاتھوں سب سے بڑھ کر ظلم سہے ان میں اگر بلال اور عمار

جیسے مرد تھے۔ تو ام جمیل، ام عمار اور زنیرہ جیسی عورتیں بھی تھیں اسی طرح مدینہ میں جہاں انصار کے مردوں نے اسلام کی خاطر قربانیاں کیں عورتوں نے بھی ان میں کچھ کم حصہ نہیں لیا کیا آپ نے اس نیک بخت خاتون کا قصہ نہیں سنا جسے جنگ احد کے موقع پر شوہر، باپ اور بھائی کی شہادت کی خبر پہنچی تو اس نے پوچھا مجھے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ تو خیریت سے ہیں؟ اور جب اس نے آپ کو بخیریت دیکھ لیا تو کہنے لگی آپ زندہ ہیں تو ہر مصیبت ہلکی ہے" اسی جنگ احد میں ایک خاتون ام عمارہ پانی پلانے کی خدمت کر رہی تھیں جب انھوں نے دیکھا کہ حضور زخمی ہو گئے ہیں اور کفار نے آپ پر نرغہ کر لیا ہے تو تلوار سونت کر سامنے آکھڑی ہوئیں اور آپ کو بچانے کے لئے لڑتی رہیں یہاں تک کہ شانے پر گہرا زخم کھایا۔ یہ اور ایسے ہی بکثرت واقعات بتاتے ہیں کہ اسلام کی راہ میں جو کچھ مردوں نے کیا ہے اس سے کچھ کم عورتوں نے نہیں کیا ہے؟ انھوں نے اس دین کی خاطر ظلم بھی سہے، خطرات بھی مول لئے، جان و مال کی قربانیاں بھی کیں، اعزا و اقربا کو بھی چھوڑا، جلا وطنی اور فقر و فاقہ کی تکلیفیں بھی اٹھائیں اور اپنے ایماندار باپوں، شوہروں اور بھائیوں کے ساتھ وفاداری کا حق بھی پوری طرح ادا کیا۔ یہ آپ کی پیش رو خواتین کے کارنامے ہیں جن کی بدولت ابتدا میں اسلام دنیا پر چھایا تھا اور آج اگر اس دین کو پھر دنیا پر چھانا ہے تو یہ بغیر اس کے نہیں ہو سکتا کہ آپ انھی جان نثار خواتین اسلام کے نقش پر چلیں اور انھی کی طرح اخلاص ایمانی کا ثبوت دیں۔

اس وقت عورتوں کے کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں کو اور اپنے خاندان اور اپنے ہمسایوں اور اپنے ملنے جلنے والوں کے گھروں کو شرک و جاہلیت اور فسق سے پاک کرنے کی کوشش کریں گھروں کی معاشرت کو اسلامی بنائیں، پرانی اور نئی جاہلیتوں کے اثرات سے خود بچیں اور دوسرے گھروں کو بچائیں، ان پڑھ اور نیم خواندہ عورتوں میں علم دین کی روشنی پھیلائیں، تعلیم یافتہ خواتین کے خیالات کی اصلاح کریں۔ خوشحال گھروں میں خدا سے غفلت اور اصول اسلام سے انحراف کی جو بیماریاں پھیلی ہوئی ہیں ان کو روکیں اپنی اولاد کو اسلام پر اٹھائیں۔ اپنے گھروں کے مردوں کو، اگر وہ فسق اور بے دینی میں مبتلا ہوں، راہ راست پر لانے کی کوشش کریں اور اگر وہ اسلام کی راہ میں کوئی خدمت کر رہے ہوں۔ تو اپنی رفاقت اور معاونت سے ان کا ہاتھ بٹائیں۔ آگے چل کر اس دین کے لئے آپ کو اور دوسری خدمات بھی انجام دینی ہوں گی اور ان کے لئے آپ کو تیار کرنے کا انتظام بھی انشاءاللہ اپنے وقت پر ہو جائے گا لیکن سردست آپ کے لئے اس تحریک میں یہی کام ہے اور یہ آپ ہی کے کرنے کا ہے۔

عورت کو سب سے بڑی مشکل اس وقت پیش آتی ہے جب وہ خود راہ حق کو پاکر اس پر چلنے کے لئے آمادہ ہو جاتی ہے مگر اس کے گھر کے مرد اس کی راہ میں مزاحم ہوتے ہیں۔ یہ فی الواقع ایک بڑی مشکل صورت حال ہے جو بہت کچھ پریشانی کا موجب ثابت ہوتی ہے لیکن اس معاملہ میں بھی آپ کے لئے انھی خواتین اسلام کا نمونہ قابل تقلید ہے جنھوں نے ابتدا میں اس راہ حق کو اختیار کیا تھا آپ کی پوزیشن خواہ کتنی ہی بے بسی و کمزوری کی ہو مگر بہرحال اس حد کو نہیں پہنچتی جس حد تک زمانہ جاہلیت کے عرب میں عورتوں کی پوزیشن گری ہوئی تھی اس طرح آپ میں سے جن کو بھی ایسے مرد عزیزوں سے سابقہ درپیش ہو جو اسلام سے برگشتہ یا دعوت اسلامی کے مخالف ہوں، ان کا سابقہ بہرحال بگڑے ہوئے مسلمانوں سے ہے مگر جن خواتین کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ ان کا سابقہ تو کفار اور بدترین دشمنان اسلام سے تھا اس فرق کے باوجود جو کچھ انھوں نے اپنے دین کے لئے کیا، اور جس جرأت و ہمت اور استقلال کے ساتھ اپنے خاندان کی انتہائی مخالفت اور دشمنی کے مقابلہ میں حق پرستی کا کمال دکھایا وہ ہمیشہ تمام دنیا کی عورتوں کے لئے ایک بہترین نمونہ رہے گا۔ مثال کے طور پر میں آپ کے سامنے چند خواتین کے حالات بیان کروں گا۔

سب سے پہلے تو حضرت خدیجہ رضؓ کو ہی لیجئے۔ ان کے خاندان کے زیادہ تر لوگ اسلام کے سخت دشمن تھے۔ خصوصیت کے ساتھ ان کا حقیقی بھائی نوفل، ان کا چچازاد بھائی اسود بن مطلب، اور اسود کا بیٹا زمعہ، یہ لوگ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں ابوجہل کے دست راست تھے لیکن اس کے باوجود وہ حضور کی رفاقت اور پشت پناہی کرتی رہیں اور خود اپنے میکے والوں کی دشمنی کی انھوں نے ذرہ برابر پروا نہیں کی۔

حضرت ام سلمہ کو دیکھئے۔ ان کے ایک چچا کا بیٹا ابوجہل تھا۔ دوسرا چچا ولید بن مغیرہ اور اس کے بیٹے خالد بھی اسلام کے سخت دشمن تھے۔ ان کا اپنا حقیقی بھائی عبداللہ بن امیہ ہر وقت اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں سرگرم تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ بہادر خاتون اسلام لائیں اور جب خاندان والوں نے بہت زیادہ تنگ کیا تو گھر بار اور خاندان کو چھوڑ کر حبش کی طرف ہجرت کرگئیں۔

حضرت فاطمہ بنت خطاب کی مثال لیجئے۔ ان کا باپ خطاب اور ان کا ماموں ابوجہل دونوں اسلام کی دشمنی میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ ان کے سگے بھائی حضرت عمر بھی زمانہ کفر میں اسلام دشمنی اور مسلمانوں پر ظلم کرنے میں کسی سے کم نہ تھے۔ باپ، بھائی، اور ماموں کے اس رویہ سے وہ واقف تھیں پھر بھی وہ اپنے شوہر کے ساتھ اسلام قبول کرنے سے نہ جھجکیں۔ حضرت عمر کو

جب معلوم ہوا کہ بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہوگئے ہیں تو وہ لٹھ لے کر ان کے گھر آئے ابھی دروازے ہی پر تھے کہ اندر سے قرآن پڑھنے کی آواز سنی گھر میں گھس کر بہن اور بہنوئی دونوں کو خوب مارا یہاں تک کہ بہن لہولہان ہوگئی مگر اس اللہ کی بندی نے بھائی سے صاف کہہ دیا کہ چاہے تو مار ڈالو یہ حق جو میں پا چکی ہوں اسے چھوڑ نہیں سکتی۔ اس پر بھائی کا دل کچھ پسیجا اور اس نے کہا کہ لاؤ ذرا میں بھی تو سنوں کہ وہ کیا چیز تھی جو تم دونوں پڑھ رہے تھے۔ بہن نے قرآن کے اوراق نکال کر سامنے رکھ دئے جن میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ بھائی نے پڑھنا شروع کیا اور جوں جوں پڑھتا گیا حق کی تاثیر دل میں اترتی چلی گئی یہاں تک کہ جب سورہ ختم ہوئی تو وہی دل جو ابھی تھوڑی دیر پہلے تک کفر اور بغضِ اسلام سے بھرا ہوا تھا ایمان سے لبریز ہوگیا۔ اس طرح ایک عورت ہی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ عمر فاروق جیسے عظیم الشان انسان کو اسلام کے دائرے میں لائی جس کا نام تاریخ اسلام میں ہمیشہ ہمیشہ درخشاں رہے گا۔

سب سے زیادہ سبق آموز مثال حضرت ام حبیبہ کی ہے جو بنی امیہ کے اس خاندان سے تعلق رکھتی تھیں جو اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں سانپ اور بچھو بنا ہوا تھا۔ ان کا باپ ابوسفیان وہ شخص تھا جو مسلسل ۲۱ سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف برسرِ پیکار رہا۔ ان کی ماں ہند بنت عتبہ وہ عورت تھی جو جنگ احد میں حضرت حمزہ کا کلیجہ نکال کر چبا گئی تھی۔ ان کی پھوپھی ام جمیل، ابولہب کی جورو وہی عورت تھی جسے قرآن میں حمالۃ الحطب کا خطاب دیا گیا ہے ان کا نانا عتبہ بن ربیعہ قریش کے ان سرداروں میں سے تھا جو اسلام کی دشمنی میں سب سے پیش پیش تھے۔ اندازہ کیجئے کہ ایسے خاندان کی لڑکی کا اسلام قبول کرنا کس قدر مشکل تھا مگر آپ کو [illegible] [illegible] ابتدائی پانچ سالوں میں جو [illegible] ایمان لے آئے تھے ان میں ایک ام حبیبہ بھی تھیں۔ ان کے ساتھ ان کے شوہر [illegible] [illegible] بھی [illegible] اور دونوں خوب ستائے گئے۔ دو تین سال بعد مجبور ہو کر انہیں اپنے شوہر کے ساتھ حبش کی طرف نکل جانا پڑا۔ وہاں جا کر شوہر عیسائی ہوگیا اور ان بیچاری ناتواں سے جہاں میاں کی خاطر ان باپ اور بھائی بہنوں کو چھوڑا تھا اس مرتد شوہر کو بھی چھوڑ دیا۔ اب [illegible] [illegible] کی زندگی میں وہ تنہا ایک بچے کے ساتھ رہ گئیں مگر ان کے عزم اور ایمان کی مضبوطی میں ذرا فرق نہیں آیا۔ [illegible] [illegible] [illegible] کا انعام تھا جو خدا نے ان کو اس شکل میں دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے [illegible] [illegible] اور حبش ہی میں ان کا غائبانہ نکاح حضور کے ساتھ پڑھا دیا گیا۔ [illegible] [illegible] [illegible] حبش سے [illegible] ہو کر مدینہ پہنچیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کا باپ ابوسفیان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مدینہ آیا

اور اس نے چاہا کہ بیٹی سے مل کر صلح کے معاملہ میں اس سے بھی مدد لے۔ بارہ تیرہ سال کی جدائی کے بعد پہلا موقع تھا کہ بیٹی اور باپ مل رہے تھے مگر آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ کیا فرمایا جب مسلمان بیٹی کے ہاں گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرش پر بیٹھنے لگا تو بیٹی نے دوڑ کر فرش کھینچ لیا اور باپ سے کہا کہ میں رسول اللہ کے فرش پر ایک دشمن اسلام کو بیٹھنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔

یہ تھے سچی اور اصلی مسلمان عورتوں کے اوصاف اور اگر آپ کو اپنی نجات درکار ہے تو یہی اوصاف آپ کو بھی اپنے اندر پیدا کرنے ہوں گے خوب سمجھ لیجئے کہ والدین ہوں یا بھائی بہن یا شوہر یا اولاد کسی کا حق بھی آپ کے اوپر خدا اور رسول سے بڑھ کر یا ان کے برابر نہیں ہے کوئی بھی اس کا مستحق نہیں ہے کہ اس کو خوش کرنے اور راضی رکھنے کے لئے آپ خدا اور رسول کی نافرمانی کریں کوئی آپ کو خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین سے بڑھ کر یا برابر عزیز نہ ہونا چاہئے اور کسی کا خوف بھی آپ کے دل میں اس حد تک نہ ہونا چاہئے کہ آپ اس سے ڈر کر خدا سے غدار ہو جائیں۔ یہ کیفیت اگر آپ کے اندر پیدا ہو جائے تو دین کا راستہ آپ کے لئے آسان ہو جائے گا اور کوئی طاقت آپ کو راہ حق سے نہ روک سکے گی نہ ہٹا سکے گی۔ (ترجمان القرآن)

ضروری اطلاع ○

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ رسالہ بذریعہ وی۔پی ارسال ہوگا۔ زائد اخراجات وی۔پی سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں خدارا وی۔پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔

خط وکتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کریں۔

جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا چھ پیسے کے ٹکٹ بھیجئے۔

منیجر

مسلمانوں کے اسباب تنزل

([illegible] سے [illegible] اسلامیہ میں پڑھ کر سنایا گیا ۔۔۔۔۔ ادارہ)

حالانکہ [illegible] تن اسلام ہے ۔

اسلام حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پورے عروج پر تھا ۔ تمام دنیا پر اپنا سکہ بٹھائے ہوئے تھا اور اس کا پرچم دنیا کے ہر خطہ پر پوری شان و شوکت سے لہرا رہا تھا ۔ اس وقت مسلمانوں کے نام سے قیصر و کسریٰ کانپتے تھے ۔ فتح ان کے قدم چومتی تھی ۔ کامیابی بڑھ کر ان کو خوش آمدید کہتی تھی یہ سب کچھ آخر کیوں [illegible] اس لئے کہ مسلمان حقیقتاً مسلمان تھے اسلام کی عظمت پر جان قربان کرنے کو ہر وقت تیار رہتے تھے ان کے دلوں میں توحید مکمل طور پر سرایت کر چکی تھی ۔ وہ ہماری طرح صرف اسلام کے نام لیوا نہیں تھے یہ وہ دور تھا جبکہ مسلمان اسلام کا اور اپنے خدائے برتر کا کام کرنا اپنی دلی [illegible] سمجھتے تھے وہ اپنا نام روشن کرنے کے لئے یا اپنے افسروں کو خوش کرنے کے لئے کام نہیں کرتے تھے ۔ بلکہ وہ خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کام کرتے تھے ۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کی خلافت [illegible] واقعہ ہے ۔ حضرت عمر فاروق حضرت خالد کی سپہ سالاری میں ایک لشکر بھیجتے اور وہ [illegible] خالد سے پھر دوبارہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کرتے [illegible] ابو عبیدہ کو حکم دیتے ہیں کہ خالد بن ولید کو معزول کر کے ان کی جگہ لے لینا ۔ چنانچہ ابو عبیدہؓ بن جراح حضرت خالد کو حضرت عمرؓ کا فرمان سناتے ہیں حضرت خالد خوشی اپنی جگہ ابو عبیدہ کو سونپ دیتے ہیں ان کے چہرے پر [illegible] بل نہیں آتا اور ساتھ ہی فرماتے ہیں میں کوئی حضرت عمر کے لئے کام نہیں کرتا مجھے تو خدا اور اس کے رسول کے لئے کام کرنا ہے ۔ میرے نزدیک سپہ سالار اور سپاہی کی حیثیت میں فرق نہیں ۔ میں سپاہی ہونے کی حیثیت میں بھی وہی کام سرانجام دوں گا جو اب تک دیتا رہا ۔ حضرت ابو بکرؓ نے دمشق کو فتح کرنے کے لئے حضرت خالد کی سپہ سالاری میں ایک کثیر لشکر روانہ کیا ۔ اس میں ابو عبیدہ جرنیل تھے ۔ جب دمشق کے قلعہ کی فتح کی خبر آئی ۔ اس وقت ابو بکرؓ وفات پا چکے تھے اور حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی بن چکے تھے ۔ چنانچہ انھوں نے عمر بن وقاص کے ہاتھ ابو عبیدہ کے نام خط بھیجا جس میں تحریر تھا کہ میں نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگا دیا ہے ۔ مجھے

امارت یا سرداری کی کوئی خواہش نہیں ہے ایک سپاہی بن کر اسلام کے علم کے نیچے لڑوں گا علم خواہ وہ کسی کے ہاتھ میں ہو مجھے تو اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی کی آرزو ہے اور شہادت کی تمنا ہے

سو یہ تھا ان کا خلوصِ قلب اسلام کی خدمت میں انشاءاللہ عنقریب وہ وقت جلد آنے والا ہے جب مسلمان پھر اللہ کی زمین پر حکمران ہوگا۔ عنقریب تاریخ پھر اپنے انھیں صفحات کو دہرائے گی اور اسلام پھر اسی شان وشوکت سے سربلند ہوگا۔ اقوام یورپ نے مشرق کی سادگی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے انھیں عجیب عجیب دھوکوں سے غلام بنایا۔ طرح طرح کی مصیبتیں ان پر لائی گئیں ان کو ہر لحاظ سے نظرانداز کر دیا گیا حتیٰ کہ ان کی ذہنیتوں کو ان کے احساسِ آزادی کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہا۔ ان کی نسلوں کو اپنے ماحول میں پرورش اور وقتی آسائش دے کر آزادی کی نعمتِ خداوندی سے محروم رکھا مسلمانوں سے اپنی حفاظت کرانے کے لئے ان کو آلۂ کار بنائے رکھا غرضیکہ ان کے تمام آرام وآسائش کو ختم کر کے انھیں دنیا میں ایک انسانی حیثیت سے بھی محروم رکھنا چاہا۔ طرح طرح کے فریب دے کر اپنی مطلب براری کے لئے ان میں باہمی نااتفاقی کی تخم ریزی کی۔ وہ تلوار جو کبھی متحد ہو کر غیر مسلموں پر اٹھتی تھیں اب یہ آپس میں ہی آزمانے لگے چونکہ ان کی تلواریں خون سے سیرابی حاصل کرنے کی عادی ہو چکی تھیں اس لئے وہ خوب سیراب ہو ہو کر میدان سے واپس لوٹیں لیکن آخر مسلمان کب تک ان کے مکروفریب میں رہ سکتا تھا۔ سوئے ہوئے مسلمان نے آنکھیں کھول ہی لینی چاہیں۔ مسلمان صرف قرآن کریم کے احکام چھوڑ کر تنزل میں گرا یہ صرف اسی وقت مغلوب ہوا جبکہ اس کے اصلی جوہر اس میں باقی نہ رہے یہ صرف اسی وقت ذلت کے گڑھے میں گرا۔ جب اس کے دل میں صدق وصفائی کی جگہ گمراہی اور تذبذب نے لے لی . . . .

. . . یہ صرف اسی وقت دنیا کے بادشاہوں سے ڈرنے لگا جبکہ حقیقی بادشاہ مالک الملک کا خوف اس کے دل میں باقی نہ رہا۔ یہ اس وقت بے یار ومددگار ہوا۔ جب اس نے خدائے ذوالجلال کی مدد نہ طلب کی۔ یہ اس وقت غلام ہوا جب اس کا دل طرح طرح کے بتوں سے معمور ہوگیا۔ یہ صرف اسی وقت دنیا کی خلافت سے محروم ہوا۔ جب یہ خلافتِ الٰہی کی صحیح نمائندگی نہ کر سکا۔ یہ صرف اسی وقت دوسروں کا دست نگر ہوا جب اس نے کلام الٰہی کو طاقِ نسیان پر رکھ دیا۔ کیا اس کی تہذیب کچھ کم تھی جو یہ دوسروں کی تہذیب کو اپنانے لگا۔ اسلام کے فضائل تو پہاڑوں کی طرح مستحکم اور پائیدار ہیں لیکن ہائے! افسوس کہ ہم نے اپنی بدنصیبی میں پوری سرگرمی سے حصہ لیا۔ اسلام حقیقتاً اخلاق کی بلندی اور تبلیغ کی سرگرمی سے بڑھا لیکن آج دونوں ہیں سے مسلمان کے اندر ایک

بھی موجود ہے جو ہرگز نہیں آج مسلمانوں کی حالت قابلِ رحم ہے جنھیں یہ بھی معلوم نہیں کہ قرآن کریم کیا ہے وہ تبلیغ کیا جانیں۔

اصل میں مسلمانوں کا زوال مقدر ہندستان کے زمانہ سے شروع ہوا جبکہ وہ حد سے زیادہ عیش پرست ہوگیا اور ہندوستان میں مسلمانوں کی بادشاہی حیثیت اس وقت ختم ہوئی جب کہ مغلیہ خاندان کا تاجدار بہادر شاہ انگریزوں کے ہاتھوں قید ہو کر رنگون لے جایا گیا۔ اس وقت سے مسلمانوں کی محکوم اقوام نے سر اٹھایا۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ ہر نئی حاکم قوم سابقہ حاکم قوم کو زیادہ سے زیادہ گرانے کی کوشش کرتی ہے۔ اسی لئے مسلمان انگریز کا موردِ عتاب بنا اسے حد سے زیادہ دبایا گیا مسلمان میدانِ حیات میں بازی ہار چکا تھا۔ قاعدہ کے مطابق اس دورِ تنزل میں اس پر خوابِ گراں کا شدید حملہ ہوا۔ ایک عرصہ تک جھنجھوڑنے والوں کی کوششیں بے سود ثابت ہوتی رہیں۔ حاکم قوم کو اس کے اندر جب ذرا بیداری کے آثار نظر آتے تو وہ اسے تھپکیاں دے کر سلا دیتی اسی کا ترجمانی علامہ اقبال مرحوم ان الفاظ میں کی ہے ؎

خواب سے بیدار ہوتا ہے کبھی محکوم گر ٭ پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

خیر وہ مسلمان جو کافی عرصہ سے بے حس و حرکت پڑا سو رہا تھا۔ اب قدرے ہوشیار ہونے لگا۔ اور یہ سوچ کر کہ شاید کامیابی کی کوئی سبیل نکل آئے۔ اس نے تحریکِ خلافت کی داغ بیل ڈالی جو ناکام رہی۔ اور ایک دفعہ پھر مسلمان انگریز کا موردِ عتاب بنا۔ اس طرح مسلمان کو حاکم قوم نے ہر میدان میں پیچھے دھکیل دیا۔

اب وہ وقت جلد آنے والا ہے جب مسلمان پھر خدا کی سرزمین کا مالک ہوگا لیکن خدا کے اس قانون کے ماتحت اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْن مسلمان اس وقت تک اس زمین کے مالک نہیں ہو سکتے جب تک کہ ان میں حضرت صدیقؓ جیسے پیکرِ صدق و وفا، حضرت عمرؓ جیسے غیور و صائب الرائے۔ حضرت علیؓ جیسے علم و عمل کی قوتوں سے مسلح اور حضرت عثمانؓ جیسے صاحبِ حیا اور فیاض پیدا نہ ہوں گے۔ مسلمانوں کو حکمرانی نصیب نہیں ہو سکتی۔ ایسی بلند سیرتوں والے افراد پیدا کرنے لعد ہی اسلام کا ستارۂ اقبال بلند ہوگا۔

مسلمان کا مقصدِ حیات اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔ اس کا میدانِ عمل پوری بنی نوع انسان ہے اور اس کی دنیا اور آخرت دونوں صرف اس وقت سنور سکتی ہیں جب وہ اللہ کی رسی کو تھامے اور اسقدر مضبوطی سے تھامے کہ دنیا کی خواہ ہر ایک چیز اسکے ہاتھ سے چھوٹ جائے لیکن یہ رسی چھوٹنے نہ پائے۔ ھ م

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ آخر میں بارگاہ ایزدی سے عاجزی دل دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے موجودہ تفرقہ کو دور کرے اور انھیں ایمان کی دولت سے مالا مال کر دے۔ (صفیہ ...)

میں کیا چاہتی ہوں

(یہ مضمون جمعیت الوحدت والعمل کے سالانہ جلسہ میں پڑھ کر سنایا گیا "ادارہ")

معزز حاضرات و عزیز اخوات : میں بحیثیت ایک مسلمہ اور مدرسۃ البنات کی طالبہ ہونے کے اپنے کچھ خیالات کا اظہار کروں گی کہ میں خود کیا چاہتی ہوں اور اپنے اردگرد کے ماحول کو کیا بنانا چاہتی ہوں۔ سب سے پہلی میری یہ خواہش ہے کہ خدایا میں ایک سچی مسلمہ بن جاؤں اور جو فرائض مجھ پر عائد ہوتے ہیں ان کو بحسن و خوبی انجام دے سکوں۔ میری تعلیم و تربیت عین اسلامی ہو۔ میرے اخلاق و عادات اعلیٰ ہوں۔ میں علم کے سمندر سے ہمیشہ سیراب ہوتی رہوں۔ میری نظر میں وسعت ہو۔ میرا دائرہ علم اس قدر وسیع ہو کہ اس میں ہر قسم کے علوم آجائیں جن کی شیرینی کا لطف اٹھا سکوں۔ مذہبی تعلیم اتنی حاصل کر لوں کہ میں اس کو اس طرح پہچانوں جس طرح کہ ایک ماں اپنے بچہ کو پہچانتی ہے۔ اس مقام پر میں اپنے خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ مجھے مدرسۃ البنات جیسی درسگاہ میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا جس کی مثال ہندوستان میں کہیں نہیں مل سکتی جہاں پر ہمیں دینی و دنیوی تعلیم دی جاتی ہے۔ اسلامی تعلیم حاصل کرنے میں ایک ایسی مبلغہ بن جاؤں کہ دوسروں کو اس طرف کھینچ لوں۔ میں شریعت کے احکام کی پوری پوری پیروی کر سکوں۔ صوم و صلوٰۃ ہمیشہ میرے ساتھ رہیں۔ ایمان و حیا میرا زیور ہوں۔ میرے خیالات پاکیزہ ہوں اور عمل قابل رشک بن جائے۔ میں چاہتی ہوں کہ میری زندگی ایک شمع کی صورت بن جائے۔ میرا شیوہ بزرگوں کی عزت کرنا اور فرمانبرداری کرنا ہو۔ میں ہمیشہ اپنے ماں باپ اور استادوں کی عزت اور احترام کے ساتھ خدمت کروں۔ میرے ہاتھ اور زبان سے کبھی کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ میں ہمیشہ دنیا میں مظلوموں کی حامی رہوں۔ غریبوں اور بیواؤں کی ہمیشہ معاون و مددگار رہوں۔ میری زندگی نہایت سادہ تکلفات سے پاک ہو۔ میں اسلام کے رنگ میں رنگی جاؤں۔ دوسروں کو ہدایت کا راستہ دکھا سکوں۔ اپنی پیاری بہنوں کی اصلاح کروں۔ ان کو پیچھے ہٹنے نہ دوں۔ ہمیشہ آگے بڑھوں۔ جو شوق میرے دل میں اسلام کی خدمت کرنے کا ہے بہت تلاش کرنے پر ان کا پتہ لگاتی ہوں۔ جو جوش اور ولولہ ہے خدایا تو اس کو ترقی دے۔ میرے ارادوں میں استقلال پیدا کر سکوں۔ جس وقت میں اپنے ماحول کو دیکھتی ہوں تو مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔ دل

چھا جاتے ہیں اور میری قوتِ ارادہ یہ فیصلہ نہیں کر سکتی کہ میں کونسا قدم اٹھاؤں ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی ٭ اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

جدھر نظر اٹھتی ہے غم و یاس کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ اسلام جیسا مذہب جس نے آج سے چودہ سو سال پہلے تمام دنیا کی کایا پلٹ دی تھی کہاں گئے وہ مسلمان، کدھر ہیں اسلام کے مجاہد۔ خدارا اسلام کی ناؤ ڈوب رہی ہے اب بھی آجاؤ اور اس کو ڈوبنے سے بچا لو۔ میں سوچتی ہوں کہ کیا وہ زمانہ پھر کبھی لوٹ کر آسکتا ہے۔ وہ زمانہ کیسے آسکتا ہے۔ آج تو مسلمان کا رنگ ہی بالکل بدلا ہوا نظر آتا ہے۔ ہم نے اللہ کو چھوڑا۔ اب اللہ نے ہمیں چھوڑ دیا۔ اپنا لباس بدل ڈالا جنھوں نے ہمارا لباس پہن لیا آج وہ عروج پر ہیں مگر ان تمام وجوہات کے باوجود بھی ہم پھر سے زندہ ہو سکتے ہیں۔ مومن کی شان ہے کہ وہ اپنے پروردگار سے کبھی ناامید نہیں ہوتا۔ اس لئے مجھے پوری پوری توقع ہے کہ اگر آج مسلمان قرآن کو اپنے لئے مشعلِ ہدایت بنالیں تو پھر اس زمانہ کی یاد کو تازہ کر سکتے ہیں۔ میری عزیز اخوات آؤ آج ہی سے ہم مل کر تن من کی بازی لگادیں۔ اس وقت میں اپنی مدرسۃ البنات کی بہنوں سے مخاطب ہو رہی ہوں اور مجھے توقع ہے کہ مدرسۃ البنات کی ہر طالبہ اپنے اندر ایسے ہی جذبات و خیالات رکھتی ہے اور ہم زمانہ کو دکھا دیں کہ ہمارے اندر اسلامی تعلیم نے کیا اثر پیدا کر دیا۔ اپنے اندر جوشِ ایمانی پیدا کر لو۔ اسلامی دنیا میں ایک ہل چل مچا دیں۔ آج ہمیں بڑی ضرورت نظر آتی ہے کہ مدرسۃ البنات جیسی درسگاہیں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں قائم ہو جائیں تاکہ ہر مسلمہ دینی تعلیم حاصل کرکے اسلام کی مفید کارکن بن سکے اب میں اپنے پروردگار کی بارگاہ ایزدی میں عجز و انکساری کے ساتھ دعا کرتی ہوں کہ وہ مجھ کو اور میری تمام بہنوں کو قوم کی سچی خادمات بنائے اور ہماری زندگی اسلام کے لئے وقف ہو جائے اس کے لئے ہم زندہ رہیں اور اسی کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ آمین

(سعیدہ خانم گنگوہی طالبہ الصف الثامن)

بچوں کی فطرت

چھوٹے بچوں میں تجسس اور تحقیقات کا بہت شوق ہوتا ہے۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ہر چیز کی اصلیت معلوم کریں اور ہر بات کا پتہ لگائیں۔ اکثر وہ اپنے کھلونے کو اسی شوق کی خاطر توڑ ڈالتے ہیں کہ دیکھیں وہ کاہے کا بنا ہے۔ اس کے اندر کیا ہے۔ اگر وہ چوں چوں بولتا ہے تو اس کے اندر کیا ہے جو بول رہا ہے۔ آواز کیسے پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ جب کچھ چیزوں کو دیکھتے ہیں تو سینکڑوں سوالات کر ڈالتے ہیں۔ یہ چیز کہاں سے آتی ہے؟ کس نے بنائی ہے؟ کیوں بنائی ہے؟ کہاں بنتی ہے؟ کہاں ملتی ہے؟ کس کام آتی ہے؟ اسے یہاں کون لایا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اگر آپ انھیں اپنے ساتھ باہر لے جائیں تو سڑک پر نظر آنے والی ہر چیز کے بارے میں ان کے سوالات کی بوچھاڑ سے ممکن ہے کہ آپ پریشان ہو جائیں۔ ہر چیز جو سامنے آ جائے گی اس کے بارے میں وہ ضرور کوئی نہ کوئی سوال کر ڈالیں گے۔ یہ کاہے کا پیڑ ہے؟ یہ گائے کس کی ہے؟ اس گھر میں کون رہتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

بعض بیبیاں بچوں کی اس عادت سے دق ہو جاتی ہیں اور چونکہ ان کے مسلسل سوالات بعض وقت ان کی دوسری باتوں میں خلل ڈالتے ہیں وہ انھیں ڈانٹ ڈپٹ کر خاموش کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ بچہ یا تو افسردہ ہو کر چپ ہو جاتا ہے یا بدمزاج اور چڑچڑا ہو کر رونے لگتا ہے۔ بچے کی اس عادت کے ساتھ یہ بدترین سلوک ہے۔

بچے کا یہ شوق کہ وہ ہر چیز کے بارے میں جاننا چاہتا ہے اس کی ذہانت اور عقل کا ثبوت ہے یہ بڑی مفید عادت ہے۔ اس عادت سے کام لے کر آپ اگر چاہیں تو بچے کی بڑی اصلاح کر سکتی ہیں۔ اس کو نہایت کامیاب انسان بنا سکتی ہیں یہ اس کی فطرت کا تقاضا ہے کہ جب وہ دنیا میں آنکھیں کھولے تو چیزوں کو جانے اور پہچانے۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ اس کی اس فطرت سے کام لے کر چاہے اسے چیزوں کو درست طریقے سے دیکھنے اور پہچاننے کا عادی بنا دیں یا اس کی فطرت کو غلط راستے پر لگا دیں۔ اس سلسلے میں سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ آپ [illegible] اس شوق کو [illegible] نہیں۔ یہ کوشش نہ کریں کہ بچہ اس عادت سے باز

رہے بلکہ آپ ان کی اس عادت کو ابھاریئے اور اس کی ہمت بڑھائیے کہ وہ اپنی اس ذہنی قوت سے زیادہ سے زیادہ کام لینے کی طرف متوجہ ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ پوری پوری کوشش کیجئے کہ اس کے سوالات کا ایسا جواب دیں کہ جو اسے مطمئن کر سکے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ اس کا سوال سن کر ایسا تفصیلی جواب دیں کہ جو اس کی سمجھ سے باہر ہو۔ البتہ اس کا خیال رکھئے کہ غلط جواب یا وہم میں مبتلا کرنے والا جواب ہرگز نہ دیں مثلاً آپ کے بچے نے ایک خالی کمرے میں تربوز رکھا دیکھ کر کچھ تعجب سے دریافت کر لیا کہ "اماں یہ تربوز یہاں کون رکھ گیا؟" اور آپ کو اس کا تعجب اور اچنبھے سے پوچھنے کا انداز پیارا معلوم ہوا تو آپ اس کو مزید تعجب میں ڈالنے کے لئے اور اس کے بھولے بھولے انداز سے لطف اٹھانے کے لئے اس سے ہرگز یہ نہ کہیں "بیٹا رات میں چھت پھٹ گئی تھی اس میں سے یہ تربوز گر پڑا ہے"۔ یا "رات ایک بڑا سا آدمی آگیا تھا۔ اس کے ہاتھ لمبے لمبے تھے۔ پاؤں ایسے تھے وغیرہ وغیرہ اور وہ یہ تربوز یہاں رکھ گیا ہے"۔ یہ ضرور ہے کہ آپ کے اس جواب سے وہ کچھ دیر کے لئے بھونچکا سا ہو جائے گا اور آپ کے لئے کچھ دیر تفریح کا سبب بن جائے گا۔ لیکن آپ کی اس حرکت سے توہم پرستی اور غیر عقلی باتوں میں یقین کرنے کا اس میں ایسا مادہ پیدا ہو جائے گا کہ وہ اپنی آئندہ عمر میں بھی انھیں عادتوں کا شکار رہے گا۔

ایک بہن کے بچے جب اپنے مکان کی کھلی ہوئی چھت پر جاتے تھے تو وہاں وہ مٹی کا گول پاٹ جیسا کٹھیوں وغیرہ کے منہ بند کرنے کے لئے اکثر بنا لیا جاتا ہے رکھا دیکھ کر دریافت کرتے تھے کہ اماں یہ کیا ہے۔ ماں نے تفریح میں کسی دن ان سے کہہ دیا کہ یہ "مشک بلائی" (ایک بے معنی تفریحی نام) کی چکی کا پاٹ ہے وہ اس سے آٹا پیستی ہے بس ماں تو یہ کہہ کر اور بچوں کے اَدھ کھلے منہ اور تعجب کے انداز دیکھ کر خوش ہو گئیں۔ لیکن بچوں کے لئے یہ "مشک بلائی" ایک معمہ بن گئی۔ انھوں نے اس ان جانی ہستی کے پیچھے پورا افسانہ بنا لیا۔ وہ رات کو آتی ہے چھت پر کودتی ہے۔ یہاں سوتی ہے۔ وہاں کھانا پکاتی ہے۔ اس کا ایسا منہ ہوتا ہے۔ اتنی بڑی دُم ہے۔ ایسا لمبا جسم ہے وغیرہ وغیرہ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہی بچے جو دن بھر کھلی چھت پر ہوا میں کھیلتے تھے چھت پر جاتے بھی ڈرنے لگے۔ خیر یہ تو تھا وقتی اثر لیکن یہی وہ عادت ہے جو [illegible] ان کو بھی اوہام پرست بنا دیتی ہے۔ یہ جو آپ دیکھتے ہیں کہ لوگ کسی پیڑ پر کسی [illegible] کے موجود ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔ کسی طاق میں کچھ روحوں کا آنا جانا مانتے ہیں۔ کسی

خالی مکان کو جنوں اور بھوتوں کا اڈا جانتے ہیں یہ سب اسی قسم کی وہم پرستی کی بڑھی ہوئی عادت کا نتیجہ ہوتا ہے۔

بچے کے سوالات کو آپ اطمینان سے سنیں اور ان کے مختصر اور صحیح جواب دیں۔ اگر کسی سوال کو آپ ایسا پائیں کہ اس کا جواب بچے کی عقل سے باہر ہو تو اس سوال کا کل جواب دینے کی بجائے تھوڑا سا جواب جو اس کی سمجھ میں آجائے دید یجئے اور باقی کے لئے اسے تسلی سے بتائیے کہ وہ جب بڑا ہوگا اور اس کا علم اور سمجھ زیادہ ہوگی تو وہ اسکا جواب سمجھ جائے گا۔ مثلاً اگر آپ کے بچے نے ریڈیو دیکھ کر آپ سے دریافت کر لیا تو اماں اس میں کون بیٹھا ہے جو بولتا ہے؟ تو اس سے لطف اٹھانے کے لئے یہ نہ کہیں کہ اس میں بچے گھس گئے ہیں یا بڑھیا بیٹھی ہے وغیرہ وغیرہ بلکہ آپ اس کو مختصر الفاظ میں یہ بتا دیجئے کہ دراصل اس میں کوئی نہیں بیٹھا ہے بولنے والے یہاں سے دور ایک دوسرے شہر دہلی یا لکھنؤ میں بول رہے ہیں لیکن بجلی کی طاقت سے ان کی آواز اس بکس میں آجاتی ہے اور وہ ہم سن سکتے ہیں یہ سب باتیں تم خود بڑے ہو کر جان جاؤ گے ابھی تم سمجھ نہیں سکتے وغیرہ وغیرہ۔ آپ کے اس قسم کے جواب کا اثر یہ ہوگا کہ اگرچہ بچے کی پوری پوری تسلی آپ کے جواب سے نہ ہوگی لیکن اس میں جذبہ ابھر آئے گا کہ ابھی اسے دنیا میں بہت کچھ سیکھنا اور جاننا باقی ہے اور اگر آپ اسے بہلاوا جواب دے دیں گی تو آپ یہ دیکھیں گی کہ وہ مطمئن اور خوش تو ہو جائیگا لیکن اس میں غیر عقلی باتوں کو ماننے اور وہم سے بھرے ہوئے خیالات کو دل میں جگہ دینے کی ایک بڑی عادت پیدا ہو جائے گی۔

بچے کا یہ شوق کہ وہ ہر چیز کے بارے میں پوری پوری اور ٹھیک ٹھیک معلومات حاصل کرے اس بات کا ذمہ دار ہے کہ اس کو دنیا میں آئندہ کس قسم کا انسان بننا ہے یہ انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ ہر چیز کے بارے میں کیوں؟ کیسے؟ کیا؟ کس طرح؟ وغیرہ وغیرہ سوالات کے جوابات معلوم کرے۔ ایک اونچے سے اونچے سائنسدان سے لے کر ایک معمولی اور جاہل دیہاتی تک سب اپنی تسلی کے لئے اپنے ان سوالات کے جوابات حاصل کرتے ہیں۔ اگر سورج کو دیکھ کر ایک سائنسدان اس کی بناوٹ اس کی جسامت، اس کی رفتار، اس کی حرارت، اس کی دوری وغیرہ وغیرہ کے متعلق سوالات کے جوابات حاصل کر کے اپنی تسلی کرتا ہے تو ایک دیہاتی بھی اپنی تسکین کے لئے سورج کے بارے میں کچھ نہ کچھ جوابات ضرور رکھتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ایک کو سن کر آپ حیرت میں پڑ جائیں اور دوسرے کو سمجھ کر سر دھنتے رہیں۔

آپ نے غور کیا کہ یہ شوق تمام انسانوں میں ایک ساکیوں پایا جاتا ہے؟ یہ بڑا بنیادی سوال ہے ـــــ دیکھئے اس عالم کا کوئی پیدا کرنے والا ہے اس تمام خوبیوں اور رنگینیوں کا کوئی ترتیب دینے والا ہے ـــــ اور اس کا یہ منشا ہے کہ انسان دنیا میں آنکھیں کھول کر رہے کائنات کی خوبیوں کو دیکھے اس عالم کے عجائبات کو سمجھے اور اس ذریعہ سے اس کے بنانے والے کی ذات کا علم حاصل کرے ـــــ یہی وجہ ہے کہ تمام انسانوں میں یہ شوق ابتدا سے موجود ہے۔

آپ کا بچہ جو آپ سے سوالات کر رہا ہے وہ دراصل اپنی اس فطری بھوک کی غذا مانگ رہا ہے جو اس کو آئندہ انسان بنا سکتی ہے، اگر وہ ٹھیک اور صحیح طریقے پر مل جائے ـــــ ورنہ اس کو حیوان سے بدتر کر سکتی ہے اگر وہ ناقص اور خراب صورت میں اس کو ملے۔ آپ کا یہ کام ہے کہ بچے کے سوالات کو ہمیشہ نہایت غور اور فکر سے سنیں اور جب کبھی بھی آپ اس کی طرف سے کوئی ایسا سوال سنیں جس کے جواب میں آپ اس کی ننھی سی توجہ کو اس طرف پھیر سکیں کہ جدھر وہ اپنی فطرت کے تقاضے کے ماتحت جانا چاہتی ہے تو آپ اس میں کوتاہی نہ کریں۔ ہمیشہ تیار رہیں کہ کب آپ ایسا موقع پاتی ہیں کہ بچے کے سوالات کے جواب میں آپ اس کی توجہ خالق کائنات کی ہستی کی طرف پھیر سکیں۔

چھوٹے چھوٹے جملوں میں چھوٹے چھوٹے جوابات میں اس کی تحقیقات اور معلومات کے شوق کو اس طرح پورا کیجئے کہ اس کے دل سے یہ بیٹھتا چلا جائے کہ یہ عالم بغیر کسی بنانے والے کے نہیں بنا ہے، یہاں چیزیں آپ سے آپ نہیں ہوتی ہیں یہاں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے اور حکم سے ہے۔

یقین جانیے کہ جس طرح توہم پرستی اور عجائب پرستی کے وہ خیالات جو ماؤں کی گودوں میں دلوں میں جگہ کر لیتے ہیں عمر بھر نہیں نکلتے اسی طرح اگر آپ اپنے بچے کو قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی قدرت۔ اس کی ذات اور اس کی صفات سے آگاہ کرتی رہیں گی تو یہ نقش بھی ایسے ہی پختہ ہونگے کہ ان کو الحاد اور خدا سے انکار کی تعلیمات مٹا نہ سکیں گی آپ کے بچوں کے ذہن آپ کے ہاتھ میں گیلی مٹی کے کھلونوں کی طرح ہیں آپ انھیں جو شکل دے دیں گی وہ مٹی کے خشک اور پختہ ہو جانے کے بعد پھر ان شاء اللہ بدل نہ سکے گی۔

ذرا پھر غور کریں ـــــ آپ کی ذمہ داری کس قدر سخت ہے؟

"الحسنات"

سخنے چند

(یہ مضمون جمعیت الوحدت والعمل کے جلسہ میں پڑھ کر سنایا گیا۔ "ادارہ")

معززہ حاضرات واخوات۔ السلام علیکم۔ ہمارا آج کا اجتماع اس مختصر سے پنڈال میں اپنے اندر خاص جاذبیت اور خصوصیت رکھتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ وہ کیوں؟ کیونکہ آج ہماری پیاری جمعیت وحدت والعمل کی تیسری سالگرہ ہے جس کی بدولت آج ہم بڑے بڑے مصائب و آلام کے باوجود یکجا اکٹھا ہوگئے ہیں۔ خدائے واحد کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے آج یہ موقع عنایت فرمایا۔ کیونکہ اس سے پیشتر ہمارا سالانہ مردانہ جلسہ بھی ملکی فسادات اور اندرونی گڑبڑ کی وجہ سے قرار نہ پاسکا۔ جس کا خمیازہ ہمارے مدرسہ کو دیر تک بھگتنا پڑے گا۔ اس سے قبل کہ میں اور کچھ کہوں میں جمعیت وحدت والعمل کی غرض و غایت اور مقصد بتلانا چاہتی ہوں کیونکہ شاید حاضرات میں سے بعض بہنیں جمعیت وحدت والعمل کے کام اور نام سے بھی واقف نہ ہوں اس لئے میں ضروری خیال کرتی ہوں کہ میں آپ کا تعارف اس سے کراؤں۔ ہماری سر معلمہ صاحبہ محترمہ نے ہر صبح حمد باری تعالےٰ کے بعد اپنی طالبات عزیزات کے سامنے مفید اور بہترین تقاریر کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا۔ چنانچہ اس ضمن میں کفایت شعاری اور اپنی مدد آپ کرنے پر روشنی ڈالی جاتی اور ان کو احساس دلایا جاتا کہ آپ کی یہ درسگاہ اپنے اندر وہ خصوصیات رکھتی ہے جس سے بڑے بڑے ادارے بھی محروم ہیں۔ اور اس کی یہ خستہ حالی آپ خود ہی غور کریں۔ ہمارا پہلا فرض ہے کہ اس کی عمارت بنانے کے لئے کوئی عملی قدم اٹھایا جائے اور ہمیں چاہیئے کہ ضروریات زندگی کو کم کر کے اس کی تکمیل کی جائے۔ اس تجویز کو ہم سب طالبات نے بسر و چشم قبول کیا اور ہم کیوں ایسا نہ کرتے کیونکہ ہم تو وہ ہیں جو تعلیم قرآن و حدیث حاصل کرنے کے لئے وہ وہ تکالیف برداشت کرتی ہیں اور کر رہی ہیں جس کے تصور سے دل کانپ اٹھتے ہیں اور روحیں لرز لرز جاتی ہیں۔ گرمیوں کی چلچلاتی دھوپ۔ برسات کا موسلادھار مینہ اور سردیوں کی خنک اور سنسناتی ہوا کے تھپیڑوں کا مقابلہ ہمیں کو کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اس اہم کام کا بیڑا ہم سب نے اٹھایا۔ اور یہ طے پایا کہ ہر طالبہ اپنے اخراجات کو کم کر کے جس قدر رقم مہیا کر سکے وہ ہر ماہ مدرسہ کی عمارت کے لئے ایک فنڈ کی صورت میں جمع کرے۔ بالآخر یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ کم از کم ایک

روپیہ ماہوار چھوٹی سی چھوٹی طالبہ بھی اس فنڈ میں ضرور ادا کرے۔ اور اس میٹنگ میں یہ بھی طے پایا کہ حسب استطاعت ہر معلمہ کچھ نہ کچھ رقم فراہم کرے اور کم از کم پانچ ممبر ایک ایک روپیہ والے بنائے چنانچہ ۱۵ مئی ۱۹۴۲ء میں طالبات و معلمات کے اجتماع میں اس کا نام اس کے کام کو مد نظر رکھتے ہوئے جمعیت وحدت والعمل قرار پایا اور انہی کوششوں کا نتیجہ سن کر آپ لوگ خوش ہوں گے۔ کہ آج دو تین برس کی کاوش میں ۲۵ ہزار سے اوپر رقم فراہم ہو چکی ہے فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔ لیکن اتنے بڑے کام کے سامنے یہ کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ مسلم قوم کے لئے شرم کا مقام ہے کہ جن کی ننھی ننھی بچیوں کی ان تھک کوششوں اور محنتوں نے دو چار سال کی قلیل مدت میں اتنی بڑی رقم جمع کر لی آخر کب تک مسلم قوم خواب راحت کے خوش آیند و شیریں مزے لوٹتی رہے گی۔ کیا وہ اب بھی بیدار ہو گی جبکہ جاگنے کی اشد ضرورت ہے اور دنیا کی تمام ذلیل سے ذلیل اقوام بھی بام عروج پر پہنچنے کیلئے کوشاں ہیں۔ اور پہنچ گئی ہیں۔ لیکن صد افسوس کہ مسلمانوں کی اب بھی یہی حالت ہے جو مولانا حالی نے اس شعر میں بیان کی ہے ؎

نہیں لیتے کروٹ مگر اہل کشتی ٭ پڑے سوتے ہیں بے خبر اہل کشتی

اگر ہم اب بھی اپنی اس طویل غفلت کے بعد بیدار نہ ہوئے تو جان لیجئے کہ پھر دنیا سے ایسے مٹینگے کہ کہیں نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ دیکھئے ہمارے اس مدرسہ کو قائم ہوئے کتنا طویل عرصہ ہو گیا ہے لیکن وہ ابھی ابتدائی منزلیں طے کر رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک چھوٹے سے پودے کے مانند ہے کیونکہ پودا جب ابتدائی حالت میں ہوتا ہے تو اس کو طوفان کے تھپیڑوں اور بادِ صرصر کی مسموم ہواؤں کا خوف ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ ان آفات سے محفوظ و مامون بچ جائے تو پھر وہ تھوڑے ہی دنوں میں ترقی کرتا کرتا سرسبز لہلہاتا ہوا تناور درخت بن جاتا ہے پھر اس کو کسی چیز کا ڈر نہیں رہتا۔ ہمارے مدرسہ کو قائم ہوئے تو اتنا لمبا عرصہ ہو گیا ہے کہ اس کو کہیں کا کہیں پہنچ جانا چاہئے تھا۔ لیکن افسوس مسلمان قوم کی بے حسی کا کیا جائے جو قوم ایک معمولی اسلامی ادارے کو پروان نہ چڑھا سکی اس سے آئندہ کیا امیدیں وابستہ کی جا سکتی ہیں۔ آپ اور قوموں کی طرف غور کیجئے خاص طور سے ہندو قوم کی طرف توجہ فرمائیے ملک میں جگہ جگہ ان کی تربیت کا ہیچ چپہ چپہ اسکول و کالج قائم ہیں اگر کسی مذہبی ہندو درسگاہ قائم کرنے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے تو ایک دن میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپیہ جمع ہو جاتا ہے۔ یہ کیوں اس لئے کہ ان کے قلوب میں اپنی قوم کے خستہ حال و فلاکت زدہ طبقے کی بے چارگی اور اپنے وطن کی سچی محبت جاگزیں ہو چکی ہے۔ ہر شخص سمجھتا

یا قوم کے فائدے میں اپنا فائدہ سمجھتا ہے۔ اور قوم کے نقصان میں اپنا نقصان تصور کرتا ہے اپنی قوم کے مفاد کے سامنے اپنی جان و مال کو بھی ہیچ خیال کرتا ہے اور ان میں بھی اس ترقی کا مادہ اور اسپرٹ گذشتہ پچاس سال سے پیدا ہوا ہے۔ انھوں نے اتفاق و اتحاد کو اپنا نصب العین بنا لیا ہے اس لئے وہ دن بدن ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہیں جیسا کہ حکیم ملت کا فرمان ہے ؎

ہیں ضبط باہمی سے قائم نظام سارے
پوشیدہ ہے یہ نکتہ تاروں کی زندگی میں

اے مسلمانانِ جالندھر۔ کیا آپ کو اتنا بھی احساس نہیں ہے کہ اس درسگاہ کے آغوش سے آپ کی بچیاں علمِ دین سے سیراب ہو ہو کر نکل رہی ہیں۔ اس درسگاہ کا آپ پر احسانِ عظیم ہے اور پھر خوبی یہ کہ تعلیم بھی مفت اور تعلیم بھی ایسی جو حیوان کو انسان بنا دے۔ فرض محال اس چیز کو بھی قطع نظر کیجئے۔ لیکن کیا آپ کو اپنی بچیوں اور ان کے اساتذہ دہر پرستوں کی ناقابلِ برداشت تکالیف کا رتی بھر احساس نہیں کہ جن کے نرم و نازک جسم موسمِ گرما میں بادِ سموم کے تھپیڑوں سے جھلسے جاتے ہیں اور موسم سرما میں سرد خنک ہواؤں سے ٹھٹھرے جاتے ہیں غرضیکہ کہاں تک اس تکلیف دہ داستان کا رونا رویا جائے ؎

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسمِ ناتواں کی ٭ رگ رگ میں نیشِ غم ہے کہئے کہاں کہاں کی

نہیں نہیں آپ کو ذرہ بھر ان کے ساتھ ہمدردی نہیں ہے اگر آپ کے دل میں سچا درد ہوتا تو کبھی موجودہ صورت میں کسمپرسی کی حالت میں نہ ہوتا۔ مسلمانوں کی اس قدر بے حسی و خود غرضی کے باوجود بھی بعض ایسے اہلِ دل اور ہمدردانِ قوم ہم میں موجود ہیں جو کہ ہر ممکن طریق سے اس مدرسے کی اعانت کر رہے ہیں۔ خدا ان کو جزائے خیر اور عمر شیریں عطا فرمائے۔ لیکن بھلا ایک فرد کے احساس و ہمدردی سے ساری قوم پنپ سکتی ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ علامہ اقبال کا یہ شعر ملاحظہ ہو ؎

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں ٭ موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

اتنے بڑے عزم کو پورا کرنا سب کے اتفاق اور جمعیت ہی سے سرانجام پا سکتا ہے۔ جو کام یا فعل اکٹھا مل کر کیا جائے وہ ہمیشہ باسانی اور عمدگی کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ اکیلا آدمی کتنی ہی سر توڑ محنت سے کوئی کام کیوں نہ کرے لیکن وہ کبھی اچھا نہ ہوگا۔ اگر آج بھی مسلمان اس بات پر کمربستہ کاربند ہو جائیں کہ وہ اس مدرسہ کو نہ صرف مدرسہ بلکہ یونیورسٹی بنا کر رہیں گے۔ یہ تو کوئی مشکل امر نہ ہوگا بلکہ آج ہی ہمیں جالندھر میں ایک مسلمہ یونیورسٹی آسمان سے باتیں کرتی نظر آئے گی۔ اور

مسلمان عورتوں کا مستقبل شاندار اور درخشندہ ہو جائیگا کیونکہ جب یہاں سے اُن کی بچیاں علم دین کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہوکر نکلیں گی تو آئندہ چل کر وہ قوم کے لئے بہترین سپوت پیدا کر سکینگی کیونکہ قرآنی تعلیم ہی سب کی رہنما اور آخروی نجات کا باعث ہے۔ آخیر میں آپ سب سے درخواست کرتی ہوں کہ خدارا خواب غفلت سے چونکئے اور اس کی امداد کا بیڑا اٹھائیے کیونکہ یہ آپ کی ہی چیز ہے خواہ اس کو بنائیے یا بگاڑیئے اور یہ نہ سمجھیں کہ اس کام کو صرف مرد ہی انجام دے سکتے ہیں نہیں بلکہ عورتیں بھی بہت کچھ کر سکتی ہیں لیکن ایسے کاموں کے لئے ذرا وسیع دل اور ہمت کی ضرورت ہے۔ آپ سالانہ زکوٰۃ سے اور دیگر شادی بیاہ کو فضول رسومات سے کچھ نہ کچھ پس انداز کرکے اس کی مدد کر سکتی ہیں۔ جمعیت وحدت والعمل کی ممبر بنیں اور اپنی محلہ والیوں کو بھی اس کی ترغیب دیں نیز ہر کام میں فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَات کی مانند ہو جائیے۔ اس طرح سے آپ کا کارنامہ آنے والی نسلوں اور قوموں کے لئے روشن شاہراہ بن جائے گا اور وہ آپ کے کارہائے نمایاں پر بجا طور سے فخر کر سکیں گی اور آپ کی نیکیوں کو سراہیں گی انشاء اللہ العزیز۔ اور خدا آپ کو اس نیکی کا بہترین ثمر عنایت فرمائے گا اور آپکا نام تا قیامت زندہ رہیگا۔ آج کی میٹنگ ایک اور نوعیت بھی رکھتی ہے۔ آہ جس کو بیان کرتے ہوئے میری زبان ہچکچاتی ہے اور دل پر ایک بار محسوس ہوتا ہے اور آنکھوں سے آنسو چھلکنا ہی چاہتے ہیں لیکن بغیر کہے بھی دل نہیں مانتا وہ یہ کہ ہماری بورڈرز نہیں یونیورسٹی کے امتحانات دئے بغیر ہم سے رخصت ہوگئی ہیں اور کچھ ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے طبیعت بڑی متاثر ہے۔ دنیا کا یہی دستور ہے اور نظامِ عالم میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے کوئی آتا ہے تو کوئی جاتا ہے یہی تانتا لگا رہیگا۔ لیکن آنے جانے والے دلوں پر اپنے گہرے نقوش چھوڑ جاتے ہیں جو مٹائے بھی نہیں مٹ سکتے۔ یہ مل کر رہنا اور جھڑکیاں سہنا، کھیل اور نماز کے وقت یکجا اکٹھا ہونا۔ ساتھ مل کر خوش گپیوں میں صرف کرنا۔ اور تعلیم کے وقت میں ایک دوسری سے پڑھائی میں سبقت لے جانے کے لئے چھپ چھپ بیٹھنا اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کبھی جدا ہی نہ ہوں گے لیکن افسوس آج وہ طلسم باطل ٹوٹ گیا ہے اور مجھے آج کیا سماں نظر آ رہا ہے۔ دل و دماغ پر رنج و غم کے گہرے بادل چھائے ہوئے ہیں اور مایوسیوں نے مجھ پر اپنا گھیرا ڈال دیا ہے کیونکہ اب آئندہ ملنے کی کوئی امید بھی نہیں ہے۔ میری عزیز بہنو! میری آپ سے صرف یہی التجا ہے کہ اپنی پیچھے رہنے والی کو کبھی نہ بھلائیں اور اپنی اس پیاری درسگاہ کو ہرگز ہرگز نہ بھولیں جس کی محبت اور تعلیم ہمیں یہاں کشاں کشاں کھینچ لائی اور ہمیں یہاں یکجا اکٹھا کر دیا۔ مجھے تو اس وقت

ایسا ہی رنج ہو رہا ہے جیسا کہ ایک شیر خوار بچے کو آغوش مادر سے چھین کر جدا کر دیا ہو۔ آخیر میں آپ سے یہ پرزور درخواست کرتی ہوں کہ اپنی اس جمعیت جس کو آپ نے اپنے خون جگر سے سینچا ہے اس کا ہمیشہ دھیان رکھئے۔ کہیں آپ کی بے توجہی سے یہ نونہال کملا نہ جائے۔ اس کی ممبر بنی رہیں پرانی طالبات کی ایک انجمن بنائی جائے جس کی ممبر تمام پرانی لڑکیاں ہوں اور سب جانیوالی طالبات اپنے ایڈریس وغیرہ والیان مدرسہ کو دے کر جائیں تاکہ سال کے بعد پرانی طالبات کا اجتماع ہوا کرے اور اس میں مدرسہ کی بہبودی اور امداد کے لئے تجاویز پاس ہوا کریں اس طرح سے ان کا تعلق مدرسہ سے ہمیشہ وابستہ رہے گا اور اپنی درسگاہ کی خدمت سب سے اچھا ہی موقعہ ہے۔ آخیر میں میری یہ دعا ہے کہ خدا ہمارے اس مدرسہ اور بانی مدرسہ کو تاقیامت باسلامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔

"قدسیہ قائم الصف الثامن مدرسۃ البنات"

نہ بھولے کبھی اپنے مکتب کی یاد[1]

اللہ اللہ وقت کے بھی پر ہوتے ہیں۔ پلک جھپکتے ہی ایک سال گذر گیا۔ کل ہی کی تو بات ہے ہم سب سفید لباس میں ملبوس موتیا کے ہار ہاتھوں میں لئے صحن میں جمع ہوئے تھے۔ کتنی محبت اور خلوص سے ہم کو روانہ کیا جا رہا تھا۔ محترم آغا جی اور محترمہ آپا سرور صاحبہ خود تشریف لائے تھے اور نصیحت کے پھول ہم پر برسائے۔ پھر سب کو ایک ایک کر کے مکتب کی وہ نشانی دی گئی۔ جس پر چار بالکل سادہ مگر بے حد پُرخلوص مصرعے سنہری حروف میں لکھے تھے۔ وہ الفاظ اب بھی ہمارے دلوں پر لکھے ہوئے ہیں اور شاید کبھی نہ مٹ سکیں۔ اس کے بعد وہ بیش بہا اور سچی دعائیں جن کی برکت سے ہم کامیاب و کامران ہوئے ورنہ ہم میں کیا تھا جو اتنی شاندار کامیابی کے مستحق ہوتے۔

آج پھر ماضی وحال کے پردوں کو چیر کر، وقت اور فاصلے سے بے نیاز، تصور کی کشتی میں بیٹھ کر میں اسی دنیا میں جا پہنچی ہوں جہاں میں نے خلوص کی منور قندیلوں کے سائے تلے علم و عمل کی ایک نورانی منزل طے کی۔ وہی پیاری شکلیں، وہ میٹھی آوازیں اور وہ بوسیدہ در و دیوار میرے سامنے ہیں جن پر لاکھوں محل قربان! وہ چھوٹا سا آباد گوشہ جہاں گلشن کی تمام پہنائیاں موجود ہیں۔ جہاں کی سختیاں سہہ کر بھی انسان

[1] اختر صاحبہ کے اس درد و سوز میں ڈوبے ہوئے تاثرات کو جمعیۃ الوحدت والعمل کے سالانہ جلسے میں پڑھ کر سنایا گیا۔ (ادارہ)

کو بیرونی دنیا کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ جہاں کی پاکیزہ محفلیں قرآنی شمعوں سے جگمگ جگمگ کرتی ہیں۔ یہاں کی زندگی کے نقوش قسمت کی لکیروں کی طرح امٹ ہیں۔ آہ! تصور مجھے اسی دنیا میں لے گیا ہے۔
لیجئے ہم روانہ ہوتے ہیں۔ اس شان سے کہ خوف و ہراس کی جگہ ہمارے دلوں میں ایک روحانی مسرت اور مکمل بھروسہ ہے، وہ پُرخلوص اور مشفقانہ دعائیں پرے باندھے ہم پر سایہ کئے ہیں . . . . . اسی طرح ایک دن گزرا پھر دوسرا . . . . پھر تیسرا یہاں تک کہ یہ کڑی منزل آسانی سے طے ہوگئی۔ مگر ابھی کچھ اور باقی تھا جو میرے نزدیک اس امتحان سے کہیں بڑھکر اہم اور اتنا ہی مشکل بھی تھا۔ میں جانتی تھی کہ میری کوششوں کا ثمر اور میرا مطمح نظر وہ سرٹیفکیٹ یا ڈپلوما نہیں جو کامیابی کی صورت میں مجھے یونیورسٹی سے حاصل ہوگا۔ بلکہ کچھ اور جو تمام دنیا کی سندوں اور ڈپلوموں سے زیادہ قیمتی، زیادہ گہرا اور زیادہ دیرپا ہے۔ جو نہ صرف میرے لئے ہے بلکہ ان سب انسانوں کے لئے جو میرے نزدیک و دور ہیں اور جن تک کسی نہ کسی طرح میری پہنچ ہوسکتی ہے۔
چنانچہ انہی جذبات کے ماتحت میں نے گھر سے ایک ہفتہ کے مزید قیام کی اجازت منگوائی۔ اور "جمعیت وحدت و انعمل" کی سالگرہ کے جلسہ کی تیاری میں مشغول ہوگئی۔ ۲۲ مئی ۱۹۴۶ء شاید تمام عمر مجھ کو اور میری ساتھی بہنوں اور ہماری معلمات کو یاد رہے! بہت بڑی تجویزیں تھیں جو پوری نہ ہوسکیں۔ مگر میں سمجھتی ہوں جو ہوا وہ کافی تھا اور بہت کافی۔ مجھے یاد ہے کس طرح ہم سب جلسہ گاہ (چھوٹے بورڈنگ کے صحن) میں جمع ہوئے تھے۔ ابھی محترمہ معلمہ آمنہ صاحبہ صدر صاحبہ کا بخوبی تعارف بھی نہ کرواسکی تھیں کہ ابرِ رحمت چھما چھم برسنے لگا۔ اور پنڈال پل کی پل میں خالی ہوگیا۔ ہماری بزرگ اساتذہ نے جن کا نام نامی محتاجِ تعارف نہیں، فوراً مجمع کو سنبھال لیا۔ اور پھر ہم برآمدوں میں معمولی ٹاٹ کے بوریوں پر بیٹھے تھے اور شائقین پروگرام کے منتظر تھے۔ اس کے بعد جو کچھ کہا گیا اور جو کچھ سنا گیا اس کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ عسیٰ ان تکرھوا شیئاً و ھو خیر لکم کے مصداق اس ہنگامہ میں بھی خدا کی مصلحت تھی۔ اور محترمہ آپا سرور کے دوررس دماغ نے اس چیز کو پالیا۔ اور آہ! ان کے الفاظ جو اپنے اندر خونِ جگر کا رنگ اور آہوں کی بیتابی لئے ہوئے تھے ـــ جن سے دردِ قوم اور خلوص ٹپکا پڑتا تھا۔ نہ جانے کتنے دلوں پر نقش ہوں۔ اس وقت میرا قلم تھرتھرا رہا ہے۔ ع

تھم ذرا بیتابیٔ دل بیٹھ جانے دے مجھے

دل درد و خلوص سے امڈے پڑتے تھے۔ آنسو پلکوں پر اٹکے ہوئے تھے مگر بہہ جانے کیلئے بیتاب! کیا نقشہ تھا! کیا سماں! اگر اس وقت کوئی ہمارے پیارے مدرسہ کے لئے جان بھی مانگتا تو پل بھر بھی نہ ہچکچاتے۔ آہ! وہ اخوت، وہ ہمہ گیر محبت جو ہمارے دلوں میں چھلک رہی تھی۔ وہ نور جو ہماری روحوں کو

روشن کئے ہوئے تھا! اس کا نعم البدل دنیا کی کوئی شے بھی نہیں ہوسکتی۔ یہی وہ انمول دولت تھی جس نے اس ٹوٹے پھوٹے "کرایہ کے مکان" کو جنت کے محلوں سے بلند تر کر دیا تھا۔

۲۴ مئی! پھر وہی دن آگیا ہے۔ آج جبکہ خانہ جنگی اور نفاق اور وحشیانہ پن گھنگھور گھٹا بن کر ہمارے وطن پر چھا گئے ہیں۔ نہ جانے یہ ۲۴ مئی کیسا گزرے ۔۔۔ جمعیت اپنی عمر کا تیسرا سال اس طوفان میں ختم کر رہی ہے۔ اور ہم اس سے اتنے ہی دور پڑے ہیں جتنا دریا کا ایک کنارا دوسرے سے ۔۔۔ شاید آپ لوگوں کے دل میں یہ خیال گزرے کہ ہم گھروں کے آرام و آسائش میں محو ہو کر اس پیارے چمن کو بھول گئے ہوں جس کے پھولوں میں روح کے لئے خوشبو ہی خوشبو ہے مگر جسم کے لئے کانٹے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر ؎

شب تاریک و بیم موج و گرداب چنیں حائل
کجا دانند حالِ ما سبکسارانِ ساحل ہا؟

نہ وہ دن بھولے گا نہ وہ زمانہ جو ہم نے اس پیارے مکتب میں گزارا۔ ۔ ۔ ۔ صرف ایک سال ۔ ۔ ۔ وہ وقت بھی تھا جب ہم نے "درِ میکدہ" پر قدم ہی رکھا تھا۔ مگر ہم بھانپ گئے تھے کہ یہاں وہ شے موجود ہے جو شاہ کو قلندر کے بورے پر کھینچ لاتی ہے اور قلندر کو تخت و تاج سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ پھر اگرچہ ہم نے اس کے فراواں چشموں سے خوب ہی پیا مگر آخر میں پیاس اور بھی بھڑک اٹھی تھی اور گویا زبانِ حال سے کہتے جا رہے تھے ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

ہاں ایک امیدِ موہوم وجہِ تسلی تھی وہ یہ کہ شاید اس باغ سے کچھ روز اور کلیاں چننے کا موقع ملے۔ اور اگر ممکن ہو تو خونِ جگر سے سینچنے کا کیونکہ ایسے باغ عام پانی سے سینچے نہیں جاتے۔ مگر یہ حسرت پوری ہونے کے لئے نہ تھی۔ اور آخر یہی کہنا پڑا ؎

شبنم کی طرح پھولوں پہ رو اور چمن سے چل
اس باغ میں قیام کا سودا بھی چھوڑ دے

مگر یہ سودا سر سے گیا نہیں اور شاید کبھی نہ جاسکے۔ بزرگوں کی قدردانی اور ذرہ نوازی نے یہ خواہش دل میں پیدا کر دی تھی۔ اگرچہ میں کسی قابل تو تھی نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس قصہ کو یہیں چھوڑتی ہوں یہ کہہ کر ؎ نخل میری آرزوؤں کا ہرا ہونے کو تھا
آہ کیا جانے کوئی میں کیا سے کیا ہونے کو تھا

قلبی آرزو کی جو تکمیل اس عزیز مکتب نے فرمائی تھی اسی کے لئے آئندہ زندگی کی بنیادیں استوار کرنے کا ارادہ تھا ۔ ۔ ۔ اور اس کے سامنے ایک زندگی تو کیا دس زندگیاں بھی ہیچ ہیں۔ مگر خدا کو شاید میری یہ حقیر پیشکش منظور نہ ہوئی ۔۔ میری حقیر زندگی اس قابل نہ تھی کہ اتنی بلند و عالی مرتبہ درس گاہ کی خدمت میں صرف ہوتی ـــــ اور اب اتنے دن گزر جانے کے بعد جب میں ناقدانہ نظر ڈالتی ہوں تو خیال آتا ہے کہ اس عزیز مکتب کے لئے دل کی محبت کا اتنا دعویٰ تھا کچھ بھی نہ کر سکی ـ کچھ بھی نہیں ! میرے پاس ہے ہی کیا جو اس کے قدموں پر نچھاور کر سکوں میری طرح اور بہت سے دل یہی سوچتے اور کڑھتے ہوں گے ۔ اور آپ سب شاید یہ سمجھتے ہوں گے کہ میں ان سب کو بھلا چکی ہوں ۔ ۔ ۔ مگر یہ زندگی یہ دنیا ! جس میں ہر قدم پر پریشانیوں کا جال بچھا ہوا ہے ؎

منتظر بیٹھی ہوں کے زیبا ہوں کہ نازیبا
مجبور ہوں کہ ہر گز نہ ہو یہ تماشا ہے

نہ جانے اتنی مدت کے بعد آپ لوگ میرے متعلق کیا سوچتے ہوں۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو۔ التجا ہے کہ اس مبارک بات کے تحت جمعیت وحدت و عمل کا جشن ہو تو ہم دور افتادہ بلبلوں کو بھی یاد کر لیا جائے۔ ہماری دلی مبارکباد اور ہماری تمام دعائیں جمعیت وحدت و العمل اور اس کے تمام اراکین کے لئے وقف ہیں ۔

ناچیز
اختر جہاں انجم ۔ نئی دہلی

ایک اہم تنبیہ

آئے دن ہمارے مطالعہ اور اطلاع میں بعض بیگمات کی زبانی معلوم ہوتا رہتا ہے کہ بعض مستورات مدرسۃ الصبیات کو مدرسۃ البنات جالندھر کی شاخ بتا کر اس کے لئے چندہ فراہم کرتی رہتی ہیں اور اکثر خواتین و اصحاب اس اشتباہ میں چندہ دیتے ہیں کہ یہ چندہ مدرسۃ البنات کو پہنچتا ہے۔ اس لئے ہم اس اشتباہ کو دور کرنے کے لئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مدرسۃ البنات کا مدرسۃ الصبیات نامی کسی مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ان کے حسابات کی انجمن مدرسہ جواب دہ ہے۔

نور الدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر

شکرپارے

(از جناب مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی)

دائیں ہاتھ کو آج کل شہروں میں گاڑیوں کو بائیں ہاتھ چلنا پڑتا ہے۔ آدمیوں کے لئے بھی دائیں بائیں پٹڑیاں ہیں۔ بائیں ہاتھ چلنے کے معنے یہ ہوئے کہ سامنے سے آنے والا آپ کے دائیں سے گزرے۔ آپ کو معلوم بھی ہے کہ یہ رواج کس طرح پڑا۔ ہمارے خود بادشاہی وقتوں کا تو پتہ نہیں شاید کسی کتاب میں اس کا ذکر ہو۔ کہ جن بازروں میں کھوے سے کھوا چھلتا تھا وہاں آمد و رفت کا کوئی طریقہ مقرر تھا یا لوگ اپنی مرضی جس طرح چاہتے چلتے پھرتے۔ البتہ یورپ کی کتابوں سے اس کا حال ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اس بائیں طرف چلنے کی ابتدا کس طرح ہوئی۔ زمانہ قدیم میں تلوار بہادری کا شریفانہ ہتھیار تھا۔ خنجر حفاظت کا ہتھیار تھا کہ مقابلوں میں بائیں ہاتھ میں رکھا جاتا تھا۔ بعد میں اس کا رواج جاتا رہا اور تلوار عام طور پر مقبول ہو گئی۔ لمبا نیچہ بائیں طرف اور خنجر بائیں طرف لٹکایا جانے لگا۔ تاکہ اسے چپکے سے فوراً نیام سے باہر نکال لیا جائے۔ چنانچہ بعد میں خنجر چالاک دغاباز قاتلوں کا مقبول ہتھیار بن گیا۔ کوئی شخص دوسرے کے پاس سے بائیں سے نکلنے میں اس کے دائیں ہاتھ سے اچانک خنجر کی ضرب کا شکار بننے کے خطرہ میں ہوتا تھا۔ دائیں سے نکلنے میں خنجر کے بزدلانہ حملہ کا امکان نہ رہتا تھا۔ اور ہر ایک کو یہ دیکھنے کا کافی وقت ملتا تھا کہ سامنے والا صاف اور کھلے مقابلہ کے لئے تلوار کھینچنے کا ارادہ کر رہا ہے یا نہیں۔ چنانچہ پندرھویں اور سولھویں صدی میں اٹلی کے تمام شہروں میں دائیں طرف رہنے کا دستور عام دور اندیشی کا معاملہ بن گیا۔ علاوہ ازیں دوسرے کو بھی یہ جتانا مقصود تھا کہ آپ گزرتے میں اس کی پشت میں خنجر گھونپنے کا ارادہ بالکل نہیں رکھتے۔ کسی کا بائیں سے گزرنا ہشتہ سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے کوئی بھلا آدمی جسے اپنی نیکنامی پر بٹہ لگانا منظور نہ ہوتا تھا اس بری حرکت یعنی بائیں سے گزرنے کا مرتکب نہ ہوتا تھا۔ خواہ سامنے والا دوست ہوتا یا اجنبی یا کھلم کھلا دشمن!

دائیں طرف چلنے کا رواج عرصہ گزر جانے پر آمد و رفت کے قواعد میں اس طرح تبدیل ہو گیا کہ ہر شخص اپنے بائیں ہاتھ چلے تاکہ سامنے والا اس کے بائیں سے گزرے۔ اس کا اصل باعث اب کسی کو یاد بھی نہ رہا۔

بھوسے اور کنگنے: کناڈا امریکہ میں اس وقت ۶۰ ہزار ایسے گھوڑے ہیں جو وہاں کے کسانوں کی رائے میں کسی کام کے نہیں تھے کاٹ کر ان کا گوشت ٹین کے ڈبوں

میں بند کر کے یورپ میں بھیج دیا گیا ہے۔ اور ایک ... کروڑ من کا گوشت اسی طریقے سے بھیجا جانے والا ہے۔ کناڈا میں ۱۹۲۴ء میں گھوڑوں کا گوشت مشترک سرمایہ سے بیچنے کی ایک انجمن قائم ہوئی تھی۔ اس کی رائے میں ۲½ لاکھ بیکار گھوڑے اس وقت تھے۔ مگر عملاً اس نے ایک کروڑ ۷۰ لاکھ گوشت کے ٹین یورپ کو بھیجے ہیں ؛

ایسکس انگلستان میں ایک ڈاکیہ نے ۳۴ سال میں ۱۷۰۲۰۰ میل کا فاصلہ طے کیا۔ وہ گاؤں تک ہفتہ میں چھ دن چھ چھ میل کی دو منزلیں پیدل چلا کرتا تھا ؛

دنیا بھر میں ایجادوں کا سہرا برطانیہ کے سر ہے۔ ۴۰ فیصدی ایجادیں وہاں سے نکلتی ہیں ؛

گزشتہ صدی میں سویڈن نے ۴۰ ہزار قسم کی ڈبیوں میں دیاسلائیاں دنیا میں بھیجی ہیں ؛

تصویر کشی میں ۱ کروڑ ۶۶ لاکھ ۶۶ ہزار ۶۶۶ روپیہ کی چاندی ہر سال کھپ جاتی ہے۔

لندن سے جو ریڈیو کی لہریں ملتی ہیں اس میں ۱۳۳۳ روپیہ فی گھنٹہ خرچ ہوتا ہے ؛

واشنگٹن امریکہ میں سب سے پہلی سرکاری عمارت تعمیر ہوئی ؛

گھپ اندھیرے میں بلی کو بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ صرف معمولی اندھیرے میں دیکھ سکتی ہے ؛

سگھڑ سہیلی

(از جناب مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی)

صحیح تعلیم: تعلیم کا معاملہ محض علم حاصل کر لینا کافی نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو سائنس کی اس ترقی کے زمانہ میں ہم گھر بیٹھے بے تار کی تار برقی بولتی تصویروں اور گراموفون کے ذریعہ تعلیم حاصل کر سکتے۔ اور یہی طریقہ تعلیم کے حصول کے لئے کافی ہو جاتا۔ اصل یہ ہے کہ ہم صرف صحیح تعلیم کے ذریعہ اپنا قدرتی مقصد اور منتہا معلوم کر سکتے ہیں۔ دنیا میں تکلیف و مسرت کا بیشتر حصہ ان بہت سے آدمیوں کے وجود کے باعث ہے جنہیں یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ زندگی میں کیا کریں اور اس سے وہ کیا کام لینا چاہتے ہیں۔ بعض ایڑی چوٹی کا زور لگا کر مادی ترقی حاصل کرنے میں مصروف رہتے ہیں مگر جب یہ ان کے ہاتھ آجاتی ہے تو انہیں معلوم ہوتا ہے کہ دولت و اختیار نے ان کے دلوں کو سکون و اطمینان نہیں دیا نہ ان سے انہیں خوشیاں حاصل ہوئیں۔ اگر انہیں اپنی اصلی کیفیت و حقیقت معلوم ہو جاتی اور وہ اسے بخوبی سمجھ جاتے تو مختلف اور شاید کم تر مقصد و منتہا اور کہیں زیادہ حقیقی مسرت انہیں میسر کر دیتا۔ دوسروں

کو اس وجہ سے بھی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ انہیں تعلیم ہی ناکافی ملتی ہے۔ افلاس و خرابیٔ صحت ان کی راہ میں روڑے اٹکاتی ہے۔ وہ جب دنیا میں داخل ہوتے ہیں تو انہیں اپنی قدرتی قابلیت کا دھندلا سا احساس ہوتا ہے۔ یہ قابلیت اپنے اظہار کا مناسب موقع نہیں پاتی۔ اور جو خوشی اپنی تمام قابلیتوں کے آزادانہ مناسب مسلسل استعمال سے حاصل ہوتی ہے انہیں نصیب نہیں ہوتی ؛

لیس کی دھلائی: کوئی چوڑی بوتل لیں جس میں شیشہ کا پیچدار ڈاٹ لگتا ہو۔ اس میں گرم صابن ملا پانی کچھ حصہ تک بھر دیں۔ اس میں صابن اس قدر ملانا چاہیئے کہ جھاگ بخوبی اُٹھ سکیں۔ لیس اس میں ڈال کر ڈاٹ کس دیں اور بوتل خوب ہلائیں۔ حتےٰ کہ لیس صاف دُھلی ہوئی نظر آنے لگے۔ میلا پانی پھینک کر کچھ تازہ صاف صابن دار پانی ڈالیں۔ ہلائے جائیں حتےٰ کہ پانی صاف رہنے لگے یعنی میل نکلنا بند ہو جائے۔ اب صابن والے پانی کی بجائے صاف گرم پانی ڈال کر لیس کو کھنگالیں۔ پھر ٹھنڈے پانی میں کھنگالیں۔ اگر لیس بالکل سفید ہو جائے تو پانی میں ذرا سا نیل ملا دیں۔ مگر ایسا کرنے کی شاذونادر ہی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے قدرے سخت کرنے کے لئے ڈیڑھ پاؤ پانی میں گوند کے پانی کا ایک چمچہ ملا کر اس میں لیس ڈال کر ہلائیں۔ اس طریقہ سے لیس کے دھونے میں ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں پیش آتی۔ لیس بوتل میں سے نرمی سے نکال لیں۔ اور کسی صاف تولیہ کی تہوں میں اسے لپیٹ دیں۔ اس طریقہ سے بہت کچھ نمی جاتی رہے گی۔ میز پر چادر اس طرح پھیلائیں کہ کھنچی ہوئی رہے۔ اس پر لیس پنوں کے ذریعہ پھیلا کر جما دیں اور تازہ ہوا میں سوکھنے دیں ؛

چھپکلے: دھونے کا سوڈا آدھ سیر بالٹی بھرے پانی میں گھول کر کوئلوں پر چھڑکیں۔ ایسے کوئلے دیر تک قائم رہتے ہیں۔ اور ان کی جلدی راکھ نہیں ہونے پاتی ؛

بالوں میں خشکی بہت رہتی ہو تو سر خوب دھونے کے بعد زیتون کے تیل یا بادام روغن کے چند قطرے بالوں کی جڑوں میں ملیں۔ اس سے خشکی جاتی رہے گی۔ اور بالوں کی جڑیں مضبوط ہو جائینگی ؛

چاندی کے چمچے انڈوں کے دھبوں سے خراب ہو جائیں۔ تو کھانے کا نمک نمدار کر کے ان پر ملیں صاف ہو جائیں گے ؛

نئے برش اور جھاڑوئیں ٹھنڈے پانی میں کئی گھنٹے بھگوئے رکھیں پھر استعمال کرنا شروع کریں سینکیں وغیرہ قائم رہیں گی نہ جھڑیں گی نہ تڑقیں گی ؛

بزمِ مسلمہ

محترمہ مشفقہ صدر معلمہ صاحبہ ! تسلیم - ماہ جون کے مسلمہ میں تشکیل انجمن کے لئے جو استفسار کیا گیا۔ اس کے متعلق تو جالندھر یا قرب و جوار کی بہنیں ہی تصفیہ کر سکتی ہیں - باقی جو رکنیت کے بارہ میں تحریر کیا گیا ہے - اس کے بارہ میں میرا خیال ہے کہ ہر قدیم طالبہ کو اس انجمن کا ضرور رکن بننا چاہیئے - اسی خیال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں اپنا اور نعیمہ کا نام رکنیت کے لئے پیش کرتی ہوں - اور فرائض اراکین مجلس پر عائد ہوں گے۔ وہ فرائض ادا کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں - نیز میں ہر قدیم طالبہ سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں اپنے مدرسے جلد از جلد پھر سے وابستہ ہو جائیں -

ادارہ نے رسالہ مسلمہ کی ترقی کے بارہ میں جو تحریر کیا ہے یہ تجویز نہایت قابل ستائش ہے - اور یہ تجویز بغیر سرمایہ کے عملی صورت اختیار نہیں کر سکتی - ویسے تو مسلمہ کا چندہ بہت معمولی ہے پھر بھی نہایت شاندار اور وقت کا پابند رہا ہے - اس کا مزید معیار بلند کرنے کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس کے چندہ میں اضافہ کی سخت ضرورت ہے - زیادہ نہیں تو کم از کم تین روپیہ تو ضرور مقرر ہو - امید ہے چندہ کے اضافہ کے بارہ میں کسی کو اعتراض نہ ہوگا - اور غریب سے غریب خریدار بھی میرے خیال میں سالانہ تین روپیہ ادا کر سکتا ہے - اگر کوئی ایسا غریب جو چندہ ادا نہیں کر سکتا اسے ادارہ مسلمہ کی جانب سے مفت رسالہ ملنا چاہیئے - اور ادارہ مسلمہ کو ایک فنڈ کھولنا چاہیئے جس میں متمول حضرات اس فنڈ میں غریبوں کی طرف سے چندہ دیں ---- آخر میں عزیز مسلمہ کو پانچ خریدار پیش خدمت کرتی ہوں - (سعیدہ نفیس فاطمہ) :-

(آپ نے پانچ پتے تحریر فرمائے جن پر رسالہ وی - پی بھیج دیا گیا ---- ادارہ)

میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ خبر وحشت اثر مسلمہ بہنوں کو سناتی ہوں کہ میری والدہ محترمہ ۵ ماہ بیمار رہ کر ۱۳ مئی ۱۹۴۷ء بروز پیر اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئیں - انا للّٰہ و انا الیہ راجعون -
مرحومہ نے پانچ لڑکیاں اور تین لڑکے چھوڑے ہیں دو بچے بہت چھوٹے ہیں مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں خدائے پاک کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہم سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے - آمین ثم آمین

(ہمشیرہ حکیم مظفر سبحان عرف محمد عاقل قصبہ دھامپور)

چندہ جلسہ سالانہ جمعیت وحدت العمل مدرسۃ البنات جالندھر

نام معطی	رقم	نام معطی	رقم
محترمات طالبات الصف السادس	[illegible]	محترمہ خورشید صاحبہ الصف الثانی	-/۲/-
محترم عبدالعلیم " ادنیٰ	-/۴/-	" ممتاز " " " "	-/۲/-
محترمہ جمیلہ صاحبہ " الرابع	۱/-/-	" فاطمہ " " " "	-/۲/-
" رفیقہ نواب " "	۵/-/-	" سعیدہ " " " "	-/۲/-
" حنیفہ اللہ دتا " "	۱/-/-	جمعیت اصلاح الاخلاق طالبات بورڈنگ	۳/-/-
" عابدہ " الاکبر	-/۸/-	محترمہ مکرمہ کلثوم طلعت جان صاحبہ	
" میمونہ " الرابع	۳/۱۰/-	بنت ڈاکٹر عبدالعزیز خان صاحب مرحوم	۴/-/-
" نجمہ " الاکبر	۱/-/-	محترمہ عزیزہ رشیدہ بیگم صاحبہ	۲/-/-
" انور شیخ احمد " الرابع	۱/-/-	" صوفیہ خانم صاحبہ بستی باباخیل	۲/-/-
" فرحت " الاکبر	-/۸/-	" بیگم صاحبہ ممتاز خان صاحب بستی دانشمنداں	۲/-/-
" اختر غلام نبی " الخامس	۵/-/-	" عزیزہ حمدی خانم صاحبہ " "	۲/-/-
" عفت " "	۱/-/-	" بیگم صاحبہ ڈاکٹر ابراہیم خان صاحب " "	۵/-/-
" بلقیس " الثانی	-/۸/-	" مکرمہ بشریٰ خانم صاحبہ " "	۵/-/-
محترم عبداللہ " "	-/۸/-	" بیگم صاحبہ چوہدری حبیب اللہ صاحب سٹی انسپکٹر پولیس جالندھر	۵/-/-
محترمہ شریفہ " الاکبر	-/۴/-	" " عبدالکریم صاحب ریلیف روڈ جالندھر	۲/-/-
" سلیم انور " الثالث	۱/-/-	" " " محمد اسلم " سول ہسپتال "	۱۰/-/-
" حمیدہ ادیب عالم	۵/-/-	" " " دین محمد " جالندھر	۲/-/-
" حبیب اختر خصوصیہ اولیٰ	۱/-/-	" ممتاز بیگم صاحبہ "	۲/-/-
" عبدالمجیب الصف الثانی	-/۴/-	" والدہ قمر النساء " مرحومہ "	۱/-/-
" ستیہ " "	۱/-/-	" ام المجیب " محلہ سراج گنج "	۱/-/-
" زینب النساء " " "	-/۴/-	" عزیزہ شریفہ " جالندھر	-/۴/-
" حمیدہ بیگم " "	-/۴/-	" کلثوم اختر " الصف الاکبر	۱/-/-

محترمہ رحمت بی بی صاحبہ الصف الاکبر	-/۲/-
" کشور " " "	-/۲/-
" عائشہ " " "	-/۲/-
" عبادت بانو " " "	۱/-/-
محترم مظفر حسین صاحب " "	۳/-/-
محترمہ شفقت سلطانہ صاحبہ " الثامن	۵/-/-
" صفیہ عبد الحمید " " "	۳/-/-
" نسیم اختر " " "	۱/-/-
" عائشہ دلشاد " " "	۱/۸/-
" سلامت احمد بخش " " "	۱/-/-
" مریم بی بی " " "	۱/-/-
" ناصرہ " " "	۱/-/-
" ممتاز بیگم " " "	۱/-/-
" شمیم اختر " " "	۱/-/-
" کنیز فاطمہ " " "	۱/-/-
" صداقت بانو " " "	۱/-/-
" نذیر بیگم " " "	۱/-/-
" رضیہ " " "	۱/-/-
" رقیہ بیگم " " "	۱/۸/-
" ممتاز بیگم " سندھی	۲/-/-
" ظہور سلمیٰ " الصف الثامن	۱/-/-
" عظمت " مولوی سال اول	۳/-/-
محترمہ مکرمہ بیگم صاحبہ خان بہادر شیخ عبد الحمید صاحب سشن جج جالندھر شہر	۱۰۰/-/-
محترمہ مکرمہ بیگم صاحبہ محترم [illegible] صاحب [illegible] جالندھر	۱۰/-/-

محترمہ تابندہ اختر صاحبہ الصف الرابع	۱/-/-
" قدسیہ خانم " " الثامن	۱/۸/-
" شکیلہ خانم " " "	۱/-/-
" زبیدۃ النساء " " "	۱/-/-
" خورشید النساء " " "	۱/-/-
" امیر النساء " " "	۱/-/-
" ممتاز النساء " " "	۱/-/-
" شمیم نذیر " " "	۲/-/-
" رشیدہ " " "	۱/-/-
" عزیزہ سلطانہ " " الادنیٰ	۱/-/-
" " فاطمہ " درجہ فضیلت	۲/-/-
" بیگم نفیس الدین " بستی دانشمنداں	۱۰/-/-
" " عنایت اللہ " جالندھر	۱/-/-
" " حسام الدین " "	۱۰/-/-
" والدہ سلیم صاحبہ " الصف الثالث	۱/-/-
ایک ہمدرد صاحبہ	-/۸/-
محترمہ بیگم محمود " امرتسر	۱/-/-
" عزیزہ محمودہ جبین سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات جالندھر	-/۸/-
" عنایت بیگم صاحبہ جالندھر	۱/-/-
" سرور سلطانہ " جمشیر خاص	۱/-/-
" والدہ صاحبہ صغیرہ " الصف الثالث	-/۸/-
" بیگم امان اللہ " جالندھر	-/۸/-
" عزیزہ تسنیم اختر " سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
" بیگم غوری " لاہور	۱/-/-
" عزیزہ منور " سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-

محترمہ والدہ صاحبہ امجد سجاد صاحب	۲/-/-	محترمہ عزیزہ شمیم اختر صاحبہ جالندھر	۱/-/-
〃 بیگم صاحبہ عبدالحق صاحب جالندھر	۲/-/-	〃 عزیزہ صوفیہ عبدالعزیز صاحبہ	۲/-/-
〃 عزیزہ مادیہ خانم صاحبہ الصف الخامس	۱۰/-/-	〃 نذیرہ صاحبہ	۱/-/-
〃 بیگم صاحبہ محمود خان صاحب انسپکٹر پولیس کیمبلپور	۱۰/-/-	〃 صغریٰ 〃	-/۸/-
〃 〃 〃 محمد یحییٰ خان صاحب بستی شیخ جالندھر	۱۰/-/-	〃 آصفہ 〃	-/۸/-
〃 〃 〃 خان محمد اسحاق خان صاحب	۱/-/-	〃 عزیزہ شکیلہ خواجہ محمد حسین صاحب جماعت دوم	۱۰/-/-
〃 عزیزہ صفیہ صاحبہ جالندھر	۱/-/-	〃 زبیدہ صاحبہ صدر اصلاح البنات	۲۰/-/-
〃 جاوید سلیم 〃	۱/-/-	〃 پروین 〃 〃 〃 〃	۵/-/-
〃 ثروت پروین 〃	۱/-/-	〃 صفورا خانم 〃 معلمہ	۲/-/-
〃 بیگم صاحبہ شیخ مسعود صاحب رستہ محلہ	۵/-/-	محترم اطہر رشید صاحب جالندھر	۲/-/-
محترم شوکت شفیق 〃	۵/-/-	طالبات الصف الثانی	۱۷/[illegible]
محترمہ عزیزہ حفیظہ خانم صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۱/-/-	محترمہ بیگم عبدالحق صاحبہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
〃 امت الرشید 〃 الصف الرابع	۱/-/-	〃 عزیزی خولہ 〃 الصف الاکبر	[illegible]
حضرات جمال منشی فاضل	۱۰/-/-	〃 بیگم صاحبہ محمد رشید صاحب جالندھر	۱/-/-
محترمہ عائشہ صاحبہ الصف السابع	۱۵/-/-	محترم محمد امین 〃	۱/-/-
〃 نصرملی 〃 〃 الخامس	۱۰/-/-	〃 حنیف 〃 〃	-/۴/-
〃 والدہ قادری محمد انوار صمدانی صاحب	۵/-/-	محترمہ عالیہ صاحبہ بستی بابا خیل	۵/-/-
〃 عزیزہ سارہ درجہ خامس	۲/-/-	〃 والدہ عطاء الحق صاحب 〃 دانشمنداں	۳/-/-
〃 عزیزہ حفصہ خانم صاحبہ	۲/-/-	〃 اختر احمد 〃 سابقہ متعلمہ	۱۰/-/-
〃 بیگم صاحبہ شیخ نسیم صاحب	۱۰/-/-	〃 بیگم صاحبہ علادار محمد خان صاحب بستی دانشمنداں	۱/-/-
〃 والدہ صاحبہ 〃 محمد شریف 〃 〃	۲/-/-	〃 〃 〃 عبدالحمید 〃 〃 〃 〃	۱/-/-
〃 عزیزہ خولہ خالد الصف الاعلیٰ	۱/-/-	〃 〃 〃 شوکت علی 〃 〃 〃 〃	۱/-/-
〃 〃 کوثر 〃 الاوّل	۱/-/-	〃 〃 〃 یار محمد 〃 〃	۱/-/-
〃 عزیزہ [illegible] خانم 〃 〃	۲/-/-	〃 عائشہ دلشاد صاحبہ الصف الثامن	[illegible]
〃 عزیزہ [illegible] 〃 الاوّل	۱/-/-	〃 اشرف 〃 〃 الثانی	[illegible]

محترمہ الزبیتہ صاحبہ الصف الثانی	-/۴/-
" بدرالنساء " " "	-/۲/-
" عائشہ " " السابع	۱/-/-
" فہمیدہ " " "	۱/-/-
" ظہور مسلمٰی " " "	۱/-/-
" سلامت " " الثامن	۱/-/-
" صفیہ " " "	۱/-/-
" ممتاز رستم علی " " "	-/۴/-
" نذیر " " "	-/۴/-
" شفقت " " "	۱/-/-
میزان کل	۶۲۰/۱۲/-

چندہ فراہم کردہ جمعیت وحدت والعمل

محترم چوہدری خیرالدین محمدالدین صاحبان	-/۸/-
" احمدالدین ولد خیرالدین صاحب	-/۸/-
" مہر عبدالرحیم صاحب لاڈووال	-/۸/-
" دولہ محمدالدین صاحبان سبزی منڈی	-/۸/-
" بشیر احمد ولد بشیرالدین صاحب جالندھر شہر	-/۸/-
" محمد یوسف ولد فضل الدین صاحب	۱/-/-
" دین محمد مستری جالندھر	۱/-/-
محترم چوہدری ابو محمد عبدالعزیز قلعہ شیخوپورہ	۱۰/-/-
" [illegible] نواب صاحب سبزی منڈی	-/۲/-
" محمد بخش صاحب	-/۸/-
" حاجی عبدالصمد جالندھر	-/۲/-
[illegible]	[illegible]
[illegible] ریاست کپورتھلہ	۱/-/-

محترمہ بیگم ارشد [illegible] کپورتھلہ	۲/-/-
بذریعہ کبریٰ صاحبہ ریاست کپورتھلہ	۲/-/-
محترمہ فخرالنساء " صدر بتقریب اصلاح البنات	۱۰/-/-
" انوری خانم " " " "	۱۰/-/-
متعلمات الصف الثالث	۱/۱۳/-
محترمہ استانی آمنہ صاحبہ " "	۱۶/۴/-
" خولہ خالد صاحبہ " الاکبر	۱/-/-
" نصراللہ صاحب " "	۱/-/-
" سر معلمہ صاحبہ مدرسۃ البنات	۱۰۰/-/-
" استانی آمنہ " " "	۵/-/-
" امۃ العزیز " معلمہ " "	۵/-/-
" سرور محبوب " " " "	۵/-/-
" کنیز امین " " " " "	۵/-/-
" بلقیس اختر " " " "	۵/-/-
" صفورا خانم " " " "	۵/-/-
" نعیمہ خانم " متعلمہ منشی فاضل	۲۰/-/-
" آپا زینت " بتقریب جمعیت وحدت والعمل	۵/-/-
" بیگم عبدالحق عباس صاحبہ مہیر مدرسۃ البنات	۵/-/-
" ثریا اقبال صاحبہ بتقریب سالگرہ جمعیت وحدت والعمل	۵/-/-
" ماضیہ رضیہ صاحبہ معلمۃ البنات " "	[illegible]
" جمیلہ طاہرہ " الصف السادس	[illegible]
" شمیم فضل محمد " " "	[illegible]
" شمیم نیاز " "	[illegible]
متعلمات [illegible] بذریعہ [illegible]	[illegible]

[redacted]

مخفی الاسم بذریعہ رئیسہ مدرسہ	۱۴/۱۲/-
محترمہ حمیدہ صاحبہ الصف السادس	۱/-/-
" حمیدہ عبدالغنی " " "	۱/-/-
" زاہدہ محمد احمد " " "	۱/-/-
" رضیہ " " "	۱/-/-
" بشیرہ عبدالرحمن " " "	۱/-/-
محترم منشی جی صاحب مدرسۃ البنات بتقریب سالگرہ جمعیت وحدت وعمل	۲/-/-

محترم عبدالولی صاحب بتقریب سالگرہ جمعیت وحدت والعمل	۲/-/-
محترمہ حمیدہ عاشق حسین صاحب عاشی فاضل	۱/-/-
" سعیدہ صاحبہ الصف الخامس	۱/-/-
" خدیجہ نیاز " " "	-/۸/-
" میمونہ عالم " " الرابع	۱/-/-
میزان کل	۲۵۶/۷/-

عطیات ماہ جون ۱۹۴۷ء

محترمہ بیگم صاحبہ مخدوم الملک سید میراں شاہ صاحب ملتانی دہلی	۱۲۵/-/-
محترم بشیر احمد صاحب اعوان ملکو	۱/-/-
محترمہ مسز سعادت اکرم صاحبہ بٹ مدراس	۱۰/-/-
کاریگران شوکت حاجی بابو مہر علی احمد علی صاحبان جالندھر شہر (صندوقچی)	۳/-/-
نامعلوم الاسم (قیمت کھال)	۱/۱۲/-
محترمہ بیگم صاحبہ حبیب اللہ صاحب بستی دانشمنداں	۲/۹/-
محترم حکیم جالینوس صاحب جالندھر شہر	-/۲/-
" مولانا عطا محمد " "	-/۲/-
" چوہدری اشرف اللہ " "	-/۱/۳
" رحیم بخش " "	-/۱/۳
" عبدالعزیز " بھٹی (قیمت کھال)	۲/۲/-
" یوسف علی صاحب [illegible]	[illegible]
" [illegible] صاحب	۱/-/-
[illegible]	۲/-/-
[illegible]	[illegible]

محترم آفیسر کمیٹی قریشی صاحب چودھری پور	۵/-/-
محترمہ سیدہ مسرور سلطانہ صاحبہ جمال دین والی	۱۰/-/-
محترم محمد شاہ ذوق صاحب دہلی	-/۸/-
" شیخ عبدالرحمن " چھاؤنی جالندھر	۲۰/-/-
" ملک غلام محمد " کوٹلی گل محمد بذریعہ ابوطاہر	۱۰/-/-
" سید شاہ " کلس " " "	۵/-/-
" سبحان شاہ " " " "	۱/-/-
" راجہ سردار خان " " " "	۳/-/-
" عبداللہ " " " "	۱/-/-
" عبداللہ " نمبردار " " "	۱/-/-
" اعجاز حسین صاحب الوماری آسام	۲/-/-
" شیخ رحمت علی صاحب جالندھر شہر	-/۴/-
" عزیز بخش " "	-/۱/-
" ملک صالح محمد " سکندرآباد بذریعہ ابوطاہر صاحب	۲/-/-
" محمد حسین " بھیرہ	-/۴/-
" محمد عنایت اللہ صاحب "	-/۴/-
" محمد اسلم صاحب سندیلیاں	۲/-/-
میزان کل	۱۵۱/۹/۹

بمد زکوٰۃ و صدقات ماہ جون ۱۹۴۷ء

محترم خان محمد اسلم خان صاحب برہ خانخیل مردان	۱۵/-/-
" ڈاکٹر محمد لبیبی " سکھر	۵/-/-
محترمہ زیدی بیگم صاحبہ مخدوم الملک جمال الدین گیلانی	۵۰/-/-
محترم ڈاکٹر عبدالرشید خاں صاحب ملک	۲۰/-/-
" مرزا مبارک علی صاحب چمن	۲۵/-/-
محترمہ خوشنودہ صاحبہ سیالکوٹ	۲۰/-/-
محترم چوہدری مرید احمد صاحب مچھر	۱۰/-/-
" میاں محمد چراغ " منٹگمری	۵/-/-
محترمہ غلام سکینہ صاحبہ کراچی	۱۰۰/-/-
محترم احمد الدین صاحب کمالیہ	۱۰/-/-
محترم عطا محمد " فورٹ منرو	۱۰/-/-
" ملک سلطان محمود " کوٹلی گل محمد بذریعہ ابو طاہر قاضی صاحب	۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ عبدالرزاق صاحب ازبک	۱۰/-/-
محترم مسٹر اے ڈی مرزا پشاور چھاؤنی	۱۰۰/-/-

محترم منظور الحق صاحب سرگودھا	۲۰/-/-
" ملک نذیر احمد " بندمیاں بذریعہ ابو طاہر قاضی صاحب	۵/-/-
" الحاج مرزا غلام محمد " بذریعہ ارغستان	۱۰/-/-
" ملک محمد خان صاحب " کھمیاں	۱۰/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ ملک محمد حمید صاحب " بندمیاں	۲۰/-/-
میزان	۴۵۰/-/-

بمد تعمیر ماہ جون ۱۹۴۷ء

محترمہ عظمت بیگم صاحبہ موضع مدار بذریعہ بابو محمد حسین محسن صاحب	۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبدالبصیر خاں صاحب علیگڑھ	۵۰/-/-
میزان	۵۵/-/-

وظائف فنڈ ماہ جون ۱۹۴۷ء

محترم چودھری حبیب اللہ خاں صاحب سب انسپکٹر جالندھر شہر	۵/-/-
میزان	۵/-/-

حسابات انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر بابت ماہ اپریل مئی و جون ۱۹۴۷ء

جناب محترمہ بیگم صاحبہ خان عبدالمجید خاں صاحب بستی بابا خیل	۱۰/-/- (دو ماہ)	-	۱۰/-/- (دو ماہ)
" شیخ حفیظ اللہ صاحب منیجر جنرل برقی پریس جالندھر شہر	۲/-/-	-	-
" مولوی لطافت الرحمٰن صاحب پنشنر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" سید محمد انور علی شاہ " ڈی آئی آف سکولز	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" خان عبداللطیف احمد خاں " رئیس بکا باغ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" محترمہ زکیہ خانم صاحبہ بنت خان عبداللطیف احمد خاں صاحب	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" حمیدہ سلطانہ " معرفت " "	[illegible]	-	-
" بابو محمد خلیل صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین ریلوے بورڈ (دو ماہ)	۲/-/-	۱/-/-	[illegible]
" شیخ جان محمد " واچ مرچنٹ رینک بازار	[illegible]	۱/-/-	[illegible]
" خان صاحب شیخ عبدالرحمٰن صاحب پنشنر	[illegible]	۱/-/-	۱/-/-

[redacted]

جناب بابو مستجاب حسین صاحب کلرک دفتر سب رجسٹرار	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" چوہدری عبدالکریم " مٹھائی فروش چوک سوداں	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" منشی محمد شریف " محلہ سراج گنج جالندھر شہر	-/۸/-	-/۴/-	-/۴/-
" ڈاکٹر چوہدری رحیم بخش صاحب محلہ کھولا رائے	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" خواجہ غلام محی الدین صاحب شملوی	۱/-/-	۱/-/-	۱/۸/-
" سید محمد اصغر علی شاہ " ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز	-/۴/-	۱/-/-	۱/-/-
" ابوالحبیب صاحب نیلے محل	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" مرزا امان اللہ خانصاحب محلہ سراج گنج	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" چوہدری فضل الٰہی صاحب جونیئر سب جج	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" کیپٹن ڈاکٹر غلام محمد " پنشنر	۱/-/-	چار ماہ	-
" میاں فقیر اللہ " ایچ وی بی ڈپٹی کمشنر	۱/۸/-	سہ ماہ	-
" بابو غلام محمد " ڈسٹرکٹ ناظر	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" چوہدری شاہ محمد " وکیل	۱/-/-	(۴ ماہ)	-
" شیخ نذیر محمد اینڈ سنز رینک بازار	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" محترمہ نجمہ خانم صاحبہ بنت خان عطا محی الدین خانصاحب	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" شیخ حبیب الٰہی صاحب سیڈر سشن جج	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" ماسٹر نذیر احمد صاحب بٹ چوک حضرت امام ناصر الدین	۱/-/-	(۳ ماہ)	-
" چوہدری محمد بشیر " کلرک دفتر انسپکٹر آف سکولز	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" مولوی محمد یعقوب اینڈ سنز	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" بابو عبدالعزیز صاحب کلرک دی سنٹرل کوآپریٹو بنک	۱/-/-	-	۱/-/-
" خواجہ غلام محی الدین " پنشنر ہیڈ کلرک	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" میاں عبدالکریم " سوداگر چوب ریلوے روڈ	-/۵/-	-/۵/-	-/۵/-
" حکیم عبدالرحیم " بازار پنج پیر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
" محترمہ شائستہ ربانی صاحبہ نئی دہلی	۲/-/-	۲/-/-	۲/-/-
" مسٹر ٹی اے توصیف لودھی صاحب	۳/-/-	۲/-/-	۲/-/-
" حکیم سید محمد شاہنواز شاہ صاحب	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" مولوی محمد امین صاحب عربک ٹیچر گورنمنٹ سکول	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
" خان محمد احمد خاں " درانی ہیوٹری اسسٹنٹ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" میاں اکرام الحق " قریشی اقبال سٹریٹ	۲/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" مستری محمد حسین " اڈہ ٹکودر	-/۳/۹	-/۴/-	-/۴/-
" محترمہ بیگم صاحبہ کپتان خان وحیدالدین احمد خانصاحب بستی دانشمنداں	۲/-/-	۲/-/-	۲/-/-
" خان نیاز محمد خان صاحب ہیڈ کلرک محکمہ زراعت	۲/-/-	-	-
" امیر حبیب اللہ خاں " رشید منزل سچگ اللہ روڈ	۳/-/-	سالتمام	
" حاجی بابو مہر علی احمد علی صاحبان جنرل مرچنٹس	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
" منیجر کتب خانہ انصاریہ	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-

جناب منشی مولا بخش صاحب ڈرافٹسمین	-/-/۱	-
" " بابو محمد شفیع صاحب محلہ کھولا رائے	۱/-/-	۱/-/-
" " مستری محمد حسین خادم حسین صاحبان باغ شیخ کرم بخش	-/۸/-	-/۸/-
" " مولوی محمد خلیل صاحب اٹاری بازار	-/۴/-	-/۴/-
" " مستری عبدالعزیز صاحب جی ٹی روڈ	۱/-/-	۱/-/-
" " شیخ محمد اشفاق علی " ایم اے ایڈووکیٹ	۱/-/-	۱/-/-
" " ڈاکٹر ولی محمد " بازار شیخاں	-/۴/-	-/۴/-
محترمہ " بیگم صاحبہ خان فضل محمد خاں صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج	۱۰/-/-	(ادا جنوری)
" " " نصیر الدین " " ایکسائز انسپکٹر	۵/-/-	(۵ ماہ)
" " سردار بیگم صاحبہ عرف باباجی بستی شیخ	-/۴/-	-
" " بیگم صاحبہ پیرداد خاں صاحب وکیل (مرحوم) بستی شیخ	-/۸/-	-/۴/-
محترم " چوہدری عبدالحق صاحب دفتر مسلم	-/۴/-	-/۴/-
محترمہ " بیگم صاحبہ بریگیڈیر محمد اکبر خانصاحب میرٹھ کینٹ	۲۰/-/- (دو ماہ)	۱۰/-/-
محترم " میاں عبداللطیف حبیب احمد صاحبان سوداگران چرم	۱/-/-	۱/-/-
" " عبداللطیف صاحب سوداگر چرم	۳/-/-	۳/-/-
" " منشی شوکت علی " ریلوے روڈ	-/۸/-	-/۸/-
" " " محمد عاشق "	-/۸/-	-/۸/-
" " مستری محمد اسماعیل " کنٹریکٹر باغ شیخ کرم بخش	-/۴/-	-/۴/-
" " بابو محمد حسین " انجنیئر محلہ سیداں	۱/-/-	۱/-/-
" " ملک غلام محمد " جی ٹی روڈ	۱/-/-	۱/-/-
" " چوہدری ملک عبدالشکور "	۱/-/-	۱/-/-
" " ملک محمد امین "	-/۴/-	-/۴/-
" " ڈاکٹر چوہدری بدرالدین " پنشنر	۱/-/-	۱/-/-
" " خان محمد اسحاق خاں " بستی شیخ	۲/-/- (دو ماہ)	۱/-/-
" " میاں جی معین الدین میاں جی غیاث الدین صاحبان لاہور	۲۵/-/-	۲۵/-/-
" " مولوی رحمت علی صاحب سینئر ٹیچر گورنمنٹ سکول	-/۴/-	-/۴/-
" " ڈاکٹر ظہیر الدین " ریٹائرڈ سول سرجن کپورتھلہ	۴/-/-	[illegible]
" " منشی سردار محمد " خوشنویس	-	[illegible]
" " مولا بخش " ڈرافٹسمین کچہری صدر	-	[illegible]
" " خان محمد عمر خاں " وکیل بستی شیخ	-	[illegible]

	اپریل	۵ ماہ ۱/ تا اگست	اگست ۴۶ء
محترم جناب چوہدری نور احمد صاحب منیجر امپیریل پریس			
جناب محترمہ بیگم صاحبہ خان محمد عالم خاں صاحب انسپکٹر پولیس ۔ بھوپال	،	۱/۳/۰	
" " " " " فیروز الدین " کسٹم کوارٹرز بمبئی (اگست ۴۶ء تا مئی ۴۷ء)	-	۲۰/۰	-
" " " " رفیق احمد " " " (" ")	-	۱۰/۰/۰	-
محترم جناب منشی غلام محمد صاحب وثیقہ نویس (۴ ماہ)	-	۱/۰/۰	-
محترمہ " بی صاحبہ بستی شیخ "	-	۱/۰/۰	-
محترم جناب خواجہ محمد اسماعیل صاحب سوداگر چرم بستی نو (دو سال دو ماہ ۔ از اپریل ۴۵ء تا نہایت مئی ۴۷ء)	-	-	۱۳/۰/۰
" میاں محمد بخش محمد شفیع سوداگران چرم ریلوے روڈ	-	-	۱/۰/۰
میزان کل	۲۰۳/۳/۶	۱۲۶/۵/۰	۱۰۵/۹/۰

متفرق آمدنی بتوسط محترمہ حمیدہ اختر صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات

	اپریل	۵ ماہ ۱/ تا اگست	اگست ۴۶ء
فیس ماہ جنوری ۴۷ء الصف العاشر ۳۶/۰/۰ جرمانہ ۰/۱۲/۰ " منشی فاضل سال اول ۳/۰/۰ جرمانہ ۰/۱۲/۰ " " " دوم ۱۵/۰/۰ " ۱/۱/۰ " درجہ ادیب عالم ۳۶/۰/۰ " ۰/۱/۰	۹۲/۲/۰		
" ماہ فروری ۴۷ء الصف العاشر ۱۵/۰/۰ جرمانہ ۰/۱۳/۰ " " منشی فاضل سال اول ۳/۰/۰ سال دوم ۱۲/۰/۰ جرمانہ ۱/۱۳ " " درجہ ادیب عالم ۶۰/۰/۰ جرمانہ ۳/۵/۰	۹۳/۵/۶		
" ماہ مارچ ۴۷ء الصف العاشر ۹/۰/۰ منشی فاضل ۱۲/۰/۰ ادیب عالم ۹/۰/۰	۳۰/۰/۰		
داخلہ طالبات	۳۸/۰		
میزان	۲۵۴/۷/۶		
دو دفعہ کا سفر خرچ واپسی لاہور بغرض شرکت پنجاب پراونشل حج کمیٹی بتوسط مولانا عبدالحی صاحب جلالپوری		۲۵/۰/۰	
داخلہ طالبات مدرسہ بابت ماہ اپریل ۴۷ء		۴۲/۰/۰	
فیس و جرمانہ ماہ اپریل ۴۷ء الصف العاشر ۱۲/۰/۰ درجہ منشی فاضل ۱۲/۰/۰ جرمانہ ۰/۶/۰ ۔ فیس درجہ ادیب عالم ۵۱/۰/۰ جرمانہ ۹/۱۴/۰		۸۵/۰/۰	
فیس و جرمانہ ماہ مئی ۴۷ء الصف العاشر ۹/۰/۰ درجہ منشی فاضل ۱۲/۰/۰ جرمانہ ۰/۱۲/۰ ۔ فیس درجہ ادیب عالم ۴۴/۰/۰ جرمانہ ۲/۹/۰		۶۹/۴/۰	
داخلہ طالبات بذریعہ محترمہ حمیدہ اختر صاحبہ			۵۸/۰/۰
قیمت گندم پیداوار اراضی مدرسہ			۳۰۵/۰/۰
میزان کل	۲۵۴/۷/۶	۲۲۴/۴/۰	۳۶۳/۰/۰

گوشوارہ مداخل و مخارج انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ اپریل۔ مئی و جون سنہ ۱۹۴۷ء

آمدنی

	روپے	آنے	پائی
آمدنی سہ ماہی دوم	۴۷۹۹	۱۰	۰
بقایا سہ ماہی اول	۳۲۲۴۱	۲	½
جمع امانات بماہ جون	۶۲۴	۴	۰
" رئیسہ مدرسہ بماہ "	۲۰۰	۰	۰
" زر ضمانت " "	۵۰	۰	۰
میزان کل	۳۷۹۱۵	۰	½

خرچ

	روپے	آنے	پائی
اخراجات سہ ماہی دوم	۷۳۰۶	۹	۰
واپسی امانات بماہ جون سنہ ۴۷ء	۱۱۲۴	۰	۰
" زر ضمانت " "	۴۵۰	۰	۰
بقایا حال	۲۹۰۳۴	۷	½
میزان کل	۳۷۹۱۵	۰	½

نور الدین بٹ جنرل سیکرٹری

گوشوارہ اخراجات انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر (پنجاب) بابت ماہ اپریل مئی و جون ۱۹۳۷ء

نام ماہ	لائبریری	تنخواہ ملازمین مدرسہ	متفرق مدرسہ	کرایہ بلڈنگس مدرسہ	کرایہ بلڈنگس دار الاقامہ مع متفرق	وظائف	زکوٰۃ و صدقات	عملہ دفتر انجمن	متفرق انجمن	پیام اسلام	مسلمہ	تعمیر و مرمت	رقم پائی	رقم آنے	رقم روپے
اپریل ۱۹۳۷ء	-	۸۵۵/۰/۰	۳۳/۱/۰	۶۷/۰/۰	۳۰۴/۰/۰	۱۶/۰/۰	۶۵/۰/۰	۲۶۹/۰/۰	۱۵۱/۱۱/۰	۱۰۵/۱/۶	۲۲۲/۹/۰	۱۰۴۴/۳/۰	۶	۸	۳۱۳۲
مئی ۱۹۳۷ء	-	۸۹۶/۰/۰		۸۱/۰/۰	۳۵۲/۸/۰	۲۸/۰/۰	۸۹/۰/۰	۴۸/۰/۰	۸۵/۱۲/۶	۸۴/۰/۰	۱۷۷/۰/۹	۱۰۲/۳/۶	۹	۸	۱۹۳۵
جون ۱۹۳۷ء	-	۹۵۹/۳/۹	۲۳/۱۲/۰	۸۱/۰/۰	۳۵۳/۴/۰	۲۳/۰/۰	۱۱۳/۱۵/۰	۴۸/۰/۰	۳۳۰/۳/۳	۶۰/۳/۹	۱۴۳/۱۲/۰	۹۲/-/۰	۹	۷	۲۲۲۸
میزان کل	-	۲۷۱۱/۳/۹	۵۶/۱۳/۰	۲۲۹/۰/۰	۱۰۱۰/۱۲/۰	۶۷/۰/۰	۲۶۷/۱۵/۰	۳۶۵/۰/۰	۵۶۷/۱۰/۹	۲۴۹/۵/۳	۵۴۳/۵/۹	۱۲۳۸/۵/۶	۰	۹	۷۳۰۶

گوشوارہ آمدنی انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر بابت ماہ اپریل۔ مئی و جون ۱۹۴۷ء

نام ماہ	عطیات	چندہ ماہوار	متفرق	زکوٰۃ و صدقات	تعمیر و مرمت	وظائف فنڈ	رسالہ پیام اسلام	رسالہ مسلمہ	فروخت کتب	دارالاقامہ	رقم روپے	آنے	پائی
اپریل ۴۷ء	۱۵۲/۶/۹	۲۰۳/۲/۹	۲۵۲/۶/۶	۴۰/۰/۰	ـ	۵/۰/۰	۲۹/۱۲/۰	۲۰۹/۲/۳	ـ		۸۷۶	۳	۳
مئی ۴۷ء	۹۱/۲/۰	۱۲۷/۵/۰	۲۳۱/۸/۳	۳۴۵/۰/۰	۵۱۸/۸/۰	۶۵/۰/۰	۹۳/۸/۰	۱۴۰/۱۲/۰	۲/۲/۰		۱۶۳۵	۸	ـ
جون ۴۷ء	۱۵۱/۹/۹	۱۰۵/۹/۰	۲۶۰/۰/۰	۳۵۰/۰/۰	۵۵/۰/۰	۵/۰/۰	۲۸/۰/۰	۱۱۳/۸/۰	۲۶/۰/۰	۱۰۹۲/۰/۰	۲۲۸۷	۱۴	۹
میزان کل	۳۹۷/۶/۶	۴۳۶/۲/۹	۷۵۵/۱۵/۶	۸۰۵/۰/۰	۵۷۳/۸/۰	۷۵/۰/۰	۱۵۱/۴/۰	۴۶۳/۱۰/۳	۲۸/۲/۰	۱۰۹۲/۰/۰	۴۷۹۹	۱۰	ـ